سلسلہ انجمن ترقی اردو

نپولین اعظم

جلد پنجم

سید محمد معین الدین صاحب [illegible] انگلش ٹیچر [illegible] سکول پیلی بھیت

و [illegible] اورنگ زیب نے

جے ایس سی ایبٹ کی انگریزی کتاب لائف آف نپولین کا اردو میں ترجمہ کیا

اور زیر سرپرستی انجمن ترقی اردو

باہتمام [illegible] رشید احمد انصاری

م مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۹۱۰ء

[illegible]

۹۲۳ ا ن ۴
۱۹ ب

فہرست مضامین جلد پنجم

نمبر شمار	باب	مضمون	صفحہ
۱	شصت و سوم	نپولین کا جزیرۂ ایلبا میں قیام	۱
۲	باب شصت و چہارم	ایلبا سے واپسی	۳۶
۳	〃 شصت و پنجم	شادمانی کے ساتھ پیرس کو روانہ ہونا	۶۰
۴	〃 شصت و ششم	متحدہ بادشاہونکی مخالفت	۹۴
۵	〃 شصت و ہفتم	واٹرلو	۱۳۳
۶	〃 شصت و ہشتم	سلطنت سے دوبارہ دست کشی کرنا	۱۶۱
۷	〃 شصت و نہم	شاہنشاہ نپولین کا قید کیا جانا	۲۰۳
۸	〃 ہفتادم	سینٹ ہلینا	۲۴۹
۹	〃 ہفتاد و یکم	لانگ وڈ میں پہلا سال	۲۸۳
۱۰	〃 〃 دوم	اسیری کا دوسرا اور تیسرا سال	۳۱۹
۱۱	〃 〃 سوم	〃 چوتھا اور پانچواں سال	۳۵۲
۱۲	〃 〃 چہارم	نپولین کی حیات کے آخر ایام	۳۸۹
۱۳	〃 〃 پنجم	فرانس کا شہنشاہ کی نعش کو طلب کرنا	۴۳۳

۸۸۵۲۶

باب شصت و سوم

نپولین کا جزیرۂ ایلبا میں قیام

شاہنشاہ کا تحمل و استقلال۔ جوزیفاین کی محبت۔ جوزیفاین کی وفات۔ نپولین کا ایلبا میں پہونچنا۔ جزیرہ کی ترقی میں اُس کا مصروف ہونا۔ دیہاتی زندگی میں لُطف اُٹھانا۔ فرانس میں بوربوں کی تجویزیں۔ لوئی ہیجدہم کی مضحکہ خیز صورت۔ شاہنشاہ کی دست کشی کے واسطے تجویزیں۔ شاہنشاہ کی رقوم معینہ کا رُکا جانا۔ لارڈ ایب زنگ ٹن (Wellington) سے گفتگو۔ فرانس کی پریشان حالت۔ مانشیور چابوی لن (Chaboulon) سے گفتگو۔ نپولین کا ایلبا چھوڑنے پر عزم بالجزم کرلینا۔ ڈیوک آف رووی گو (Rovigo) کی شہادت۔

نپولین کے لئے یہ تجویز ہوا تھا کہ فریجس (Frejus) پہونچ کر جہاز پر سوار ہو۔ فریجس پیرس سے قریب سات سَو میل کے فاصلہ پر ہے۔ ساحل تک پہونچنے میں آٹھ دن صرف ہوئے۔ سفر کے ابتدائی حصہ میں شاہنشاہ کے ساتھ عزت ومحبت کے بڑے بڑے ثبوت دیئے گئے۔ سڑکوں پر اُس کے دیکھنے کو لوگوں کے بڑے بڑے ہجوم ہو جاتے اور جہاں گاڑی میں نئے گھوڑے لگائے جاتے لوگ بڑے جوش وخروش سے شاہنشاہ زندہ باد کے نعرے مارتے لیکن جب نپولین پیرس سے بہت دُور اُن مقامات میں پہونچا جہاں

اُس کو لوگ کم جانتے تھے اور یہ لوگ بوربون خاندان کے طرفدار تھے تو یہ خطرہ ہوا کہ شاہنشاہ کے ساتھ توہین کی جائے گی۔ چند بستیوں سے جب شاہنشاہ کی سواری گذری تو "بوربون زندہ باد" کے نعرے بلند ہوئے اور اگر کمشنر جو شاہنشاہ کے ہمراہ تھے بڑی احتیاط نہ کرتے تو گمان ہوتا ہے کہ شاہنشاہ قتل کر دیا جاتا۔

اب نپولین کا تحمل و استقلال اپنی قدیمی حالت پر آگیا تھا۔ اور چہرے سے بشاشت ظاہر ہوتی تھی اور وہ خندہ روئی کے ساتھ سب سے باتیں کرتا تھا۔ نپولین نے یہ احتیاط کی تھی کہ اپنے موکب کے آگے گھوڑے پر سوار چلتا تھا اور اکثر جمہور کے سوالوں کے خود جواب دیتا اور اُن کے فقروں پر خوب ہنستا تھا۔ ۲۷۔ تاریخ کو نپولین فریجس ([illegible]) پہونچا اور ۲۸۔ تاریخ کی شام کو ۲۱ توپوں کی سلامی کے بعد انگریزی جہاز۔ اَن ڈان ٹڈ [illegible] میں سوار ہوا۔ ایک فرانسیسی جہاز بھی طیار تھا لیکن نپولین نے اُس میں سوار ہونے اور بوربون جھنڈے کے نیچے جانے سے انکار کر دیا۔ جہاز میں آسٹریا اور انگلستان کے دو کمشنر بھی نپولین کے ساتھ سوار ہوئے۔

اِن اندوہناک منظروں میں نپولین نے جوزیفاین کو فراموش نہ کیا۔ وہ مال مے سن میں تھی اور اُس کے رنج و غم کی کوئی حد نہ تھی۔ نپولین اُس کو اکثر خط لکھتا رہا اور اپنی تمامی تحریروں میں جوزیفاین کی پسندیدہ خصلتوں اور اشرافِ طبیعت کو تسلیم کرتا رہا۔ فان تن بلو چھوڑنے اور ایلبا کو روانہ ہونے سے چار روز قبل اُس نے جوزیفاین کو حسبِ ذیل خط لکھا۔

"پیاری جوزیفاین۔ ۸۔ تاریخ کو میں نے ایک خط لکھا تھا۔ لیکن شاید وہ خط تم کو نہ پہونچا۔ چونکہ لڑائی ہو رہی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خط رستہ میں گرفتار کر لیا گیا ہو۔ اب ڈاک کا رستہ ضرور کھل گیا ہوگا۔ میں نے اب اپنی رائے قائم کر لی ہے۔ یہ خط تم کو ضرور پہونچے گا۔ جو کچھ میں تم سے کہہ چکا ہوں اُس کو مکرر نہ لکھوں گا۔ اُس وقت تو میں نے اپنی حالت پر افسوس کیا تھا۔ لیکن اب میرے دل و دماغ سے بوجھ اُتر گیا ہے

میرا زوال بڑا عظیم الشان ہے۔ لیکن جیسا لوگ کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ سودمند ثابت ہو۔ جب گوشۂ عزلت میں بیٹھوں گا تو تلوار کے بجائے قلم سے کام لوں گا۔ میرے عہدِ حکومت کی تاریخ عجیب وغریب ہوگی۔ ابھی تک تو دنیا کو میری تصویر کا ٹکڑا دکھلائی گئی ہے۔ اب میں اپنی اصلی اور پوری تصویر دکھاؤں گا۔ مجھے بڑے بڑے معاملات کھول کر دکھانا ہیں بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی غیر واجبی عزت ہو رہی ہے۔ میں نے لاکھوں ناشکروں کو فائدے پہونچائے اور سب ہی نے مجھ سے بے وفائی کی۔ اس گروہ سے میں یوجین کو مستثنیٰ کرتا ہوں جو میرا اور تمھارا لائق بیٹا ہے۔

"جوزیفاین میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اسی طرح خدا کی مرضی پر صابر و شاکر رہنا جیسا میں ہوں۔ اور اس نپولین کو مت بھولنا جو تم کو نہ کبھی بھولا ہے نہ بھولے گا۔

جوزیفاین۔ الوداع۔

نپولین

"مکرر آنکہ۔ ایلبا کو خط بھیجنا۔ کہ اب خط مجھے وہیں پہونچے گا۔ میری طبیعت پوری طرح اچھی نہیں ہے۔"

یہ خط پڑھ کر جوزیفاین زار زار رونے لگی اور اپنے سابق رفیق کی تازہ مصائب پر اس کے پرانے زخم ہرے ہوگئے۔ اور غم کے نشتروں نے اس کی روح کو چھید ڈالا۔

وہ کہنے لگی۔ "اب تو۔ میں یہاں رہ نہیں سکتی ضرورت ہے کہ شاہنشاہ کے پاس جاؤں۔ اس میں شک نہیں کہ اس معاملہ میں میریا لوئیا کا مجھ سے زیادہ فرض ہے لیکن شاہنشاہ تنہا اور بے کس ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں اس کو تنہا نہ چھوڑوں گی۔ گو اپنے دورانِ اقبال میں اس نے مجھے گھر سے نکال دیا مگر یہ اس کا فعل تھا۔ اسے اختیار تھا۔ لیکن اب مجھے یقین ہے کہ وہ میرا منتظر ہوگا۔

اسی پریشانی کی حالت میں جب کہ اس کو قطعی یقین نہ تھا کہ میریا لوئیا کیا پہلو اختیار کرے گی اس نے شاہنشاہ کو لکھا:۔

"آج مجھکو اُس مصیبت کا پورا اندازہ ہوا جو طلاق کی وجہ سے ہم پر پڑی ہے۔ اور اِس خیال سے میں خون روتی ہوں کہ اب صرف میرا آپ سے دوستی کا رشتہ باقی ہے اور افسوس میں آپ کی بیوی نہیں ہوں۔ اور صرف اِس بڑی اچانک مصیبت پر غم ہی کرسکتی ہوں۔ اے جہاں پناہ۔ افسوس ہے کہ میرے پر نہیں کہ اُڑ کر آپکے پاس پہونچتی۔ اور میں اِس ثبوت کے دینے کے قابل کیوں نہ ہوئی کہ جلا وطنی سے عام خیال لوگ ڈرا کرتے ہیں۔ اور مصیبت میں الفت گھٹ جانا چہ معنی مصیبت سے تو الفت میں ایک نیا زور پیدا ہوجاتا ہے۔ میں فرانس چھوڑنے اور آپ کے ساتھ چلنے پر طیار ہوں اور یہ بقیہ حیاتِ مستعار جس کو آپ کی بدولت بڑی بڑی رونقیں ہو چکی ہیں آپ کی خدمت میں گزار دینے پر آمادہ ہوں۔ لیکن صرف ایک خیال سے رُکی ہوئی ہوں جس کو آپ سمجھ گئے ہوں گے (میرا لوئیا کی طرف کنایہ ہے) اور اگر مجھکو یہ معلوم ہوجائے کہ ملکہ ہمراہ نہ جائے گی اور یہ میرا ہی فرض ہوگا تو مجھے ایک لمحہ کی دیر نہیں ہے۔ اِس لئے کہ آپ تنہا ہیں۔ اِس موقعہ پر میں جو کچھ گزارش کروں۔ کم ہے۔ میں لفظوں سے اپنی قلبی حالت ثابت کرنا نہیں چاہتی۔ لیکن میرے طرزِ عمل کے لئے آپ کی اجازت اور رضامندی کی حاجت ہے۔ آپ منہ سے ایک لفظ فرما دیں اور میں حاضر ہوں۔ میں آپ کو اللہ کی امان میں دیتی ہوں"

اِس تحریر کے چند ہی روز بعد غمزدہ اور دل شکستہ جوزیفاین بیمار ہوگئی اور جلد معلوم ہوگیا کہ اُس کا آخری وقت قریب آپہونچا۔ لیکن جوزیفاین کو کچھ ہراس نہ تھا اُس نے آخری مذہبی رسوم کی تکمیل کی اور اسی حالت میں یوجین اور ہورٹنس سے جو پاس موجود تھے اُس نے کہا۔

"میری ہمیشہ یہ تمنا رہی کہ فرانس کو خوش و خرم دیکھوں۔ اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا اس معاملہ میں مَیں نے کوشش کی اور اب میرا آخری لمحہ ہے۔ میں سچ کہتی ہوں

کہ شاہنشاہ نپولین کی پہلی بیوی کی حیثیت سے میں نے کسی کو نہ ستایا۔"

اُس نے شاہنشاہ کی تصویر منگائی- اور دیر تک پیار کی نظر سے دیکھتی رہی- اور پھر اُس کو چھاتی سے لگا کر اُس پر حسب ذیل دُعا پڑھی:—

"پروردگار- اِس دُنیا کے خرابے میں جب تک نپولین زندہ ہے تو اُس کا حافظ ہو- اے پروردگار اُس سے بڑی بڑی خطائیں ہوئی ہیں- لیکن اُس نے بڑی بڑی مصائب اُٹھا کر اِن کا کفارہ کر دیا ہے- اے اِنصاف اور رحمت والے تو اُس کے دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے اور خوب جانتا ہے کہ اُس کو بڑی بڑی اور پائدار ترقیاں دینے اور رعایا کو خوشحال بنانے کی کیسی دِلی آرزو اور تمنا تھی- پروردگار- میری اِس آخری عرضداشت پر توجہ فرما اور میرے شوہر کی اِس تصویر کو گواہ رکھ کہ میری آخری دعا اُسی کے واسطے اور اپنے بچوں کے لئے تھی

جوزفین کا انتقال

نپولین کو ابھی ایلبا پہونچے چار ہفتے بھی نہ ہوئے تھے کہ ۲۹- مئی سنہ ۱۸۱۴ء کو جوزفین نے انتقال کیا- موسم بہار کی عجیب پُر بہار شام تھی- مال میسن کے چمن میں شگوفے اور پھول کھل رہے تھے- اور ہرے بھرے درختوں پر طیور خوش الحانی سے نغمہ سرائی کر رہے تھے- زنگار رنگ بادلوں کے درمیان خسروِ افلاک سریر آرا تھا اور آہستہ آہستہ کاشانۂ اِستراحت کی طرف جا رہا تھا- اور اُس کی زرّین شعاعیں جاں بلب ملکہ کے زعفرانی رُخساروں پر پڑ رہی تھیں- نپولین کی چھوٹی سی تصویر اُس کے ہاتھ میں تھی- اور اپنے محبوب کی طرف اُس کی نگاہ جمی ہوئی تھی- اور اُس نے نہایت کمزور آواز سے کہا "ہائے نپولین- اُف جزیرۂ ایلبا" اور بس اُس کے طائرِ روح نے پرواز کیا- شاہانہ طریقہ سے چار روز تک ملکہ کی نعش مہمان رہی- اُس کے آخری دیدار کو مال میسن میں بیس ہزار سے زیادہ بادشاہ- امرا- وزرا- اور جمہور جمع ہوئے تھے- اور اب مال میسن سے دو میل کے فاصلہ پر رویل (Rueil) کے پُرانے گرجا میں اُس کی خاک آرام کر رہی ہے- قبر پر سفید سنگ مرمر کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور ملکہ کی اُس میں ایک

صورت رکھی ہوئی ہے۔ تاج پوشی کا منظر دکھایا ہے۔ ملکہ تاج پہننے کے لیے جھکی ہوئی ہے اور مقبرہ میں یہ سادہ تحریر ہے۔

"یوجین و ہورٹنس"
بنام و یادگار
جوزیفاین

فرانس کے ساحل سے جزیرۂ ایلبا قریب دوسو میل کے بحر روم میں واقع ہے۔ بادِ موافق اور ساکت سمندر اور صاف آسمان نے اِس پانچ دن کے سفر کو مخصوص طور سے خوش نما بنا دیا تھا۔ شاہنشاہ بڑی بے تکلفی اور خوشی سے باتیں کرتا تھا۔ اور اب وہ تمامی قیود و افکار سے آزاد ہونے کے سبب اپنی فطرتی خوش اخلاقی اور نیک مزاجی کا پورا اظہار کر رہا تھا جس سے تمام جہاز کے آدمی اُس کے ساتھ محبت کرنے لگے۔ جہاز کے کپتان یوشر ([illegible]) اور دوسرے بڑے افسروں نے شہادت دی ہے۔ کہ شاہنشاہ سے بڑھ کر دوسرا باخبر۔ وسیع الاخلاق اور ذکی شخص ہم نے کبھی نہیں دیکھا اُس کو جہاز پر سوار ہوئے چند ہی گھنٹے ہوئے تھے کہ سب جہاز والوں کے دِلوں میں اُس نے گھر کر لیا۔ اور وہ ملاح بھی جن کو یقین دِلا دیا گیا تھا کہ نپولین شیطان کا اوتار ہے یہ ہی تعجب سے کہتے تھے "بونی (بونا پارٹ) تو بہت ہی اچھا آدمی ہے"

۳۔ مئی۔ کی شام کو قریب غروب ایلبا کے پہاڑ نظر آنے لگے۔ اور جب یہ جہاز ساحل کے قریب پہونچا۔ شاہنشاہ نے جہاز کے ملاحوں کو دوسو اشرفیوں کی ایک تھیلی دی۔ اور ملاحوں کے سردار نے ٹوپی اُتار کر شاہنشاہ کا شکریہ ادا کیا اور اُس کو دُعا دی۔

دُوسری صبح کو نپولین جہاز سے ساحل پر اُترا اور جہاز نے سلامی دی اور اُدھر پورٹو فریجو سے جو ایلبا کا دارالحکومۃ تھا۔ ایک سو توپوں کی سلامی اُتاری گئی۔ جہاز سے اُترتے ہی نپولین اُس محل کو جو اُس کے قیام کے لیے طیار کیا گیا تھا نہ گیا۔ بلکہ معمولی سیاحوں کی طرح کنارہ پر اپنا اسباب اُتروانے کو ٹھہر گیا اور اپنے ہاتھوں سے مدد

دیتا رہا۔ دھوپ نہایت تیز تھی اور کپتان پوشر جو پاس ہی کھڑا تھا دھوپ سے سخت تکلیف میں تھا۔ یہ دیکھ کر نپولین نے مذاق سے کہا۔ "کپتان۔ تم تو انگریزی جہاز کے افسر ہو ص (۴۹۰) اور تمہارا کام تو ہر وقت سختیاں برداشت کرنا ہے اور پھر بھی ایک ذرا سی دھوپ تم سے برداشت نہیں ہوتی۔"

دو گھنٹے برابر نپولین کھڑا رہا۔ اور اسباب اُتروانے کے انتظام میں مصروف رہا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر کپتان پوشر سے کہا۔ "آیئے میرے ساتھ چلیئے۔ دیکھیں جزیرہ کا کیا حال ہے۔" دونوں ایک بلندی پر چڑھ گئے جہاں سے تمام جزیرہ نظر آتا تھا۔ یہ جزیرہ ۱۶ سولہ میل لمبا اور ۱۲ میل سے ۲ میل تک چوڑا ہے۔ آبادی تیرہ ہزار تھی۔ تھوڑی دیر تک چاروں طرف دیکھنے کے بعد نپولین نے کہا۔ "ہماری سلطنت چھوٹی سی ہے۔"

جزیرہ والوں نے شاہنشاہ کا بڑی دھوم سے استقبال کیا۔ دہقان اُس کے سامنے آ کر زمین پر ایسے جھکے کہ سر بسجود ہو گئے۔ شاہنشاہ ایسے اظہارِ اطاعت سے بہت ناخوش ہوا اور جان لیا کہ اُن کو تعلیم نہیں دی گئی اور پادریوں نے اُن کی غلامی کی یہ نوبت پہونچائی ہے۔ یہاں بھی نپولین نے اپنی عادت کے موافق فوراً رفاہِ عام اور فلاح کے کام شروع کر دیئے۔ یعنی دو ہی تین دن میں اُس نے ایلبا کے ہر ایک مقام کو دیکھ لیا۔ کانوں کو جانچا۔ کھاری دلدلوں کو معاینہ کیا۔ انگورستانوں۔ جنگلوں۔ بندرگاہوں قلعوں۔ وغیرہ کو حکیمانہ مشاق نگاہ سے دیکھا۔ چھوٹی سی ایلبا کی ریاست میں حیرت انگیز مستعدی سے کام ہونے لگا۔ نئی سڑکیں۔ نہریں۔ اور تالاب طیار ہونا شروع ہو گئے ایک اسپتال قائم ہوا۔ مچھلی کے شکار کے متعلق آسان تجویزیں پیدا کی گئیں۔ اور نمک سازی کے لئے مناسب و موزوں عمارتیں بنائی گئیں۔ ایلبا سے قریب ہی کو ایک چھوٹا سا اور جزیرہ تھا جس کا نام ریانوسا [illegible]) تھا۔ یہ اِس لئے غیر آباد چھوڑ دیا گیا تھا کہ ملک بربر کے بحری قزاق یہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ نپولین نے اپنے گارڈ کے تیس

جوان بھیجکر اُس پر قبضہ کر لیا اور ایسے مستحکم مقامات تعمیر کرا دیئے کہ قزاق مار کر بھگا دیئے جائیں۔ اور تبسم کر کے کہنے لگا۔ "یورپ کے لوگ کہیں گے کہ نپولین نے فتوحات شروع کر دیں" اب یہی معلوم ہوتا تھا کہ نپولین جزیرۂ ایلبا کی ترقی میں ہمہ تن مصروف تھا۔

ڈبلیو۔ ایچ۔ آئرلینڈ صاحب لکھتے ہیں۔ "یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نپولین کو اب بھی حربی مشقوں کا شوق تھا اور فوجی معاینوں میں وہ بڑی دلچسپی ظاہر کرتا تھا۔ لیکن یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کوئی ثبوت اِس بات کا موجود نہیں ہے۔"

شروع جون میں نپولین کی والدہ میڈیم لیٹشیا اور اُس کی بہن پالائن اُس کے پاس ایلبا میں فرطِ محبت سے جلاوطنی میں چلی آئیں۔ اور اِسی زمانہ میں آسٹریا کا کمشنر رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔ اب انگریزی کمشنر تنہا رہ گیا۔ اُس کا رہنا خود اُس کی شان کے خلاف تھا اور نپولین بھی دِق ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ ایک ذہین آدمی تھا۔ اور نپولین اُس سے خوش ہوتا تھا۔ لیکن کام اُس کے ایسا سپرد تھا کہ آخر میں بدمزگی ہو گئی اور نپولین اُس کی طرف التفات نہ کرتا تھا۔ اور کمشنر کو معلوم ہو گیا کہ وہ مہمان بارِ خاطر تھا۔ تاہم اُس کا فرض تھا کہ ایلبا کی تمامی کارروائیوں کو غور کی نگاہ سے دیکھتا اور لندن کو خبریں بھیجتا رہے۔ آخر میں شاہنشاہ سے ملاقات کا ایک باضابطہ ذریعہ رہ گیا اور وہ یہ تھا کہ جب کمشنر ایلبا سے باہر جاتا یا لوٹ کر آتا تو شاہنشاہ کے پاس اطلاع کو حاضر ہوتا۔

نپولین کی موجودگی سے ایلبا یوروپ میں مشہور مقام ہو گیا تھا۔ اور اگرچہ نپولین اب ایلبا جیسی چھوٹی جگہ کا مالک تھا تاہم چوں کہ تمام یورپ کا وہ سب سے زیادہ مشہور شاہنشاہ رہ چکا تھا۔ فرانس اٹلی اور پولینڈ کے بڑے بڑے افسر اُس کے سلام کو حاضر ہوتے اور صاحب مرتبہ لوگوں سے نپولین دوستانہ بے تکلفی سے باتیں کرتا۔ اور اپنی دلچسپ اور بلند راے اور تقریروں سے جو گذشتہ تاریخ کے متعلق کرتا وہ سب کو فریفتہ بنا لیتا اور لطف یہ تھا کہ اُس کی جملہ باتوں سے یہ معلوم ہوتا کہ معاملاتِ ملکی کے اعتبار سے وہ اپنے تئیں مُردہ خیال کرتا تھا۔

اُس کے دل کو اب ہر طرح سے تسلی تھی اور کبھی افسوس نہ کرتا تھا۔ اور اُن لوگوں کی بے وفائیوں پر جنھوں نے اُس کو نہایت ہی سخت صدمہ پہونچایا تھا۔ اُس نے فراموشی کا پردہ ڈال دیا تھا۔ دہقانوں کے سادہ کھیل تماشوں میں اُسے لُطف آتا تھا۔ اور وہ بڑی بے تکلفی اور محبت سے اُس سے باتیں کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر نپولین اُن کے ورزشی کرتب دیکھ رہا تھا اُنھوں نے نپولین سے کہا کہ "آپ ہمارے اَمپایر (منصف) ہو جائیے" اور نپولین بڑی خوشی سے امپایر ہو گیا اور مقابلہ کرنے والوں کے دِلوں کو اپنی تعریفوں اور شاباشیوں سے بڑھانے لگا اور پھر جیتنے والے کو خود اپنے ہاتھ سے انعام دیا۔

پورٹو فریجو (Porto-Ferrajo) سے جہاں نپولین کا قیام تھا تھوڑے ہی فاصلہ پر اُس کا خرمن گاہ تھا۔ یہاں اپنی والدہ کو ہمراہ لیکر ایک کھُلی ہوئی گاڑی میں نپولین ہر روز جاتا اور مرغی خانہ میں پرندوں کو اپنے ہاتھ سے دانہ کھِلاکر جی بہلاتا۔ اِس وقت نپولین کی ماں کی ستّر برس کے قریب عمر تھی۔ لیکن شکل و شمائل کے اعتبار سے وہ اب بھی بہت حسین تھی اور چہرے سے نرمی اور شان ظاہر ہوتی تھی۔

نپولین سوتا کم تھا۔ اکثر کپڑے پہنے پہنے لیٹ رہتا۔ اور بہت سویرے سے لکھنے اور پڑھنے کو اُٹھ بیٹھتا۔ دس اور گیارہ بجے کے درمیان کھانا کھاتا۔ اور ذرا سو رہتا۔ جو شخص اُس سے ملتا بہت محظوظ ہوتا۔ اپنی پچھلی مصاحب کا تذکرہ کرکے اُس نے صحبت کو کبھی منغّص نہ کیا۔ لباس اور مذاق کے اعتبار سے وہ نہایت سادہ تھا۔ اُس کے قوائے ذہنی اُس پر ایسے غالب تھے کہ جذباتِ حیوانی دَب گئے تھے۔

موسم بہار بڑی خوبی اور خوشی کے ساتھ جلد گذر گیا۔ یورپ کے متحدہ بادشاہ جنھوں نے یوروپ کو فتح کیا تھا۔ وانیا کی کانگریس میں ہنوز جمع تھے اور مالِ غنیمت کے حصّے بانٹنے میں جھگڑ رہے تھے۔ بوربون بادشاہ اپنی قدیم عادت کے موافق جبر و تعدی بڑھاتا جاتا تھا۔ تمامی فرق بہ استثنائے چند رفقائے شاہی کے بادشاہ کے اقتدار سے متنفر ہو گئے تھے

اسکندر نے نپولین کی صحبت میں جمہور کے حقوق کو معلوم کر لیا تھا اور اُس نے فرانس کے موجودہ بادشاہ لوئی ہیجدہم سے کہا کہ "رعایا کی راے کا لحاظ بھی رکھنا چاہیئے"

زار نے کہا "بادشاہی حقوق جن کو ہم لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کے یہاں سے اپنے ہمراہ لائے ہیں اب جمہور کی نظر میں اچھی طرح گذر چکے اور جمہور نے اُن کو رد کر دیا ہے لہذا فرانس میں آپ کو چاہیئے کہ جمہور کی راے سے منتظمانِ دولت کا انتخاب کریں تاکہ جمہور کو معلوم ہو کہ سلطنت میں اصلاح ہوئی اور ان کے حقوق کا لحاظ کیا گیا۔ اور مصلحت اسی میں ہے کہ پچھلی پچیس برس کی حکومت کو جائز تسلیم کیا جائے۔ اور اگر آپ نے لوئی ہفتدہم کے انتقال کی تاریخ سے اپنے تئیں جائز بادشاہ اور پچھلی حکومت کو غاصبانہ فرماں روائی قرار دیا تو جمہور ناراض ہو جائیں گے"

جب خود سر زار روس کی زبان سے لوئی نے یہ عاقلانہ باتیں سُنیں تو تکبر سے جواب دیا "سینیٹ کی مجلس جو ظالم اور مجنوں غاصب نپولین کی شریک و مُعاون رہ چکی ہے۔ فرانس کی سلطنت رانی میں کیا استحقاق رکھتی ہے۔ کیا سلطنت اِس مجلس کی ہے؟ اور اگر سلطنت اِن کی ہوتی تو آپ کی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ اراکین سلطنت ایک بوربون بادشاہ کو دے دیتے۔ میرے بھائی اور بھتیجہ کے انتقال کے بعد سلطنت مجھ کو وراثتاً پہونچی ہے اور اسی استحقاق سے میں حکومت کرتا ہوں۔ یورپ کے تاجداروں نے جو ملکر مجھے تخت پر بٹھایا ہے اُس کا منشا یہ نہ تھا کہ وہ ایک نئے خاندان کو تخت نشین کرتے ہیں۔ نہیں۔ اُنھوں نے تو پُرانے اُصول کو جس سے وراثتاً بادشاہ فرماں روائی کرتے چلے آئے ہیں پھر سے قائم کیا ہے۔ نہ میرے پاس کوئی دوسرا استحقاق ہے اور نہ مجھے دوسرے استحقاق کی فرانس یا دُنیا کے سامنے کوئی حاجت ہے۔ آپ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ اُن لاکھوں سپاہیوں پر آپ کس اِستحقاق سے حکومت کرتے ہیں جن کی فوج آپ فرانس میں لائے اور مجھے تخت نشین کیا"

یہ جواب سن کر اسکندر چپ رہ گیا۔ برناڈوٹ نے بھی لوئی کو یہی نصیحت کی تھی۔ صرف ذرا سا فرق تھا اور وہ قابلِ قدر تھی۔ اور لیجئے لوئی نے اُس معقول نصیحت کو پسند کیا۔

برناڈوٹ صاحب نے فرمایا "جہاں پناہ بس "ہوّا" بن جائیے کہ سب خائف رہیں اور یہ جمہور آپ کے ساتھ محبت کریں گے۔ اور آہنی پنجہ پر مخمل کا دستانہ پہن لیجئے"

بوربون بادشاہ کے خیالات مختصر طور سے اوپر بیان ہوئے۔ اُس نے پچیس سال کے دورانِ انقلاب میں پیدا ہونے والے نئے خیالات کو کچھ بھی نہ سمجھا اور افسوس بڑی حماقت کے ساتھ پرانے ظلم و تشدد کے ساتھ کام کرنا چاہا۔

نپولین کا مقولہ ہے "پچیس برس کی جلاوطنی میں اِن بوربون لوگوں نے نہ کچھ سیکھا اور نہ کچھ فراموش کیا"

اب لوئی کا حلیہ ملاحظہ ہو۔ قریب ساٹھ سال کے عمر تھی۔ نقرس کی بیماری سے سخت ایذا اُٹھا چکا تھا۔ اور اسقدر لحیم شحیم تھا کہ چلنا دشوار تھا۔ باتیں خوب کرتا تھا۔ اور اُس میں ایک صفت ایسی تھی کہ اُس کے دوست تو اُس صفت کو استقلال کہتے تھے۔ لیکن دشمن اُس کو ہٹ دھرمی سے تعبیر کرتے تھے۔ وہ مخمل کے نرم بوٹ اِس لئے پہنا کرتا تھا کہ چمڑے سے اُس کے پیروں کی کھال نہ چھلے۔ اور اُس کے چوڑے سینہ پر واسکٹ کے اوپر اُودے فیتوں میں بہت سے تمغے اور ستارے وغیرہ آویزاں رہتے تھے۔ تمامی لباس نہایت ٹھیٹ پرانی وضع کا تھا۔ بالوں میں عبیر یا سفوف کثرت سے پڑتا تھا۔ اور بال سنوارنے والے کنگھی کے ذریعہ سے آگے کے بالوں کو اوپر لوٹ دیتے۔ اور کاکلوں کو پیشانی اور کنپٹیوں کے دونوں طرف چھلّوں میں گھما دیتے تھے۔ پیچھے کے بالوں کی جڑ میں نیلا موباف بندھتا تھا اور باقی بال پرفشاں ہو کر شانوں پر بکھرے رہتے تھے۔ تین رنگ کی کلاہ پہنی جاتی تھی۔ جس پر سفید طرہ

اور سفید پر لگے ہوتے تھے۔ پیرس کے لوگوں نے اِس مضحکہ خیز صورت کو پہلے تو اُس وقت دیکھ کر مذاق اُڑایا جبکہ انگلستان۔ روس۔ پروشیا اور آسٹریا کی فوجوں کی حفاظت میں وہ ٹوئی لریز کو نپولین کی جگہ بادشاہ ہونے کو جا رہا تھا۔ لیکن پھر بجائے مذاق کے اُس سے نفرت کرنے اور اُس پر آوازے کسنے لگے۔ نپولین کے جلاوطن کیے جانے پر وہ بہ آواز شکایتیں کرنے لگے۔ اور بڑی تحقیر کے ساتھ لوئی ہیجدہم کا نام اُنھوں نے لوئی خنزیر رکھ دیا۔ اور بوربون کو عموماً یہ لوگ سوئریا کے پلّے کہتے تھے۔ اس کے بعد ایک مضحکہ آمیز ہجویہ تصویریں دکھایا کہ۔ ایک عالی شان عقاب ٹوئی لریز سے اُڑا جا رہا ہے (نپولین) اور نہایت فربہ سوئروں کا ایک گلّہ۔ ٹوئی لریز کے پھاٹک پر کیچڑ میں لوٹ رہا ہے (بوربون خاندان) اور یہ تصویریں ہر جگہ منتشر کی گئیں۔

بوربون بادشاہ نے امپیریل گارڈ کو برخاست کر دیا جو اپنے محبوب سردار نپولین کو کبھی نہ بھولتا تھا۔ اور بجائے امپیریل گارڈ کے سوئزرلینڈ کے اُجرتی سپاہیوں کو متعین کیا۔ جمہوری حکومت کے سہ رنگے جھنڈے کی جگہ بوربون کا جھنڈا کھڑا کیا گیا۔ پچھلے نپولین کے زمانے کے احکام ناجائز قرار دیے گئے اور پچھلی فرماں روائی کو غصب اور لوئی ہیجدہم نے اپنے عہدِ حکومت کے پہلے سال کو اپنا اُنیسواں سالِ جلوس قرار دیا۔ رائے دہندگاں کی تعداد کو اِس قدر گھٹایا کہ نپولین کے زمانہ میں جہاں پچاس لاکھ تھی وہاں اب آٹھ لاکھ رہ گئی۔ اور بادشاہ نے یہ اعلان کر کے جمہور کی توہین کی کہ "مجھے وراثتاً خدا کے گھر سے تخت پہونچا ہے۔ اور اِس میں رعایا کی مرضی کو کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

چونکہ متحدہ بادشاہوں نے بہت کثرت سے اپنا صرفہ بھی وصول کیا۔ اِس کا

ملہ اِس موقعہ کی تصویر بھی کھینچی جائے گی۔

یا بھی بوربون بادشاہ سے فرانس ہی پر ڈالا۔ اور ایک دُم وہ تمامی مقبوضات جو انقلاب کے زمانے سے لیکر ابتک فرانس نے حاصل کئے تھے۔ بوربون بادشاہ نے متحدہ بادشاہوں کی نذر کر دیئے۔ اور فرانس کی سلطنت سے ایک کروڑ ترپن لاکھ ساٹھ ہزار مردم شماری کا ملک جُدا ہو گیا۔ اور اسی طرح بارہ ہزار توپیں اور بے انتہا گولہ بارود بھی دشمنوں کو دے دیا گیا۔ قلعوں سے حفاظت کا سامان علیحدہ کر لیا گیا اور قلعوں کی ایک لاکھ فوج دشمن کے تابع کر دی گئی۔ اور فرانس کی فوج گھٹا کر صرف اُسّی ہزار رکھی گئی۔ اور متحدہ بادشاہوں نے جب فرانس کو اِس قدر کم زور اور ناچار کر لیا تب بوربون بادشاہ کے حوالے کیا۔ اِس پر رعایا میں وہ شور و غوغا برپا ہوا کہ مطیع کی بڑی سختی سے نگرانی کرنا پڑی۔

متحدہ بادشاہوں نے جس وقت برناڈوٹ کو یہ اغوا کی تھی کہ نمک حرامی کر کے نپولین کے خلاف آمادۂ جنگ ہو تو یہ وعدہ کر لیا تھا کہ ناروے کا سوئیڈن سے الحاق کر دیا جائے گا۔ اور ایفاے وعدہ کا وقت آیا۔ لیکن چونکہ یہ ناروے متحدہ بادشاہوں کی ملکیت میں نہ تھا۔ لہذا اب ناروے چھیننے کی ضرورت سے اُنھوں نے ڈکیتوں کی وضع اختیار کی۔ لیکن ناروے کے جمہور نے بھی ایک ہو کر اعلان کر دیا ”کہ ہم ناروے کی آزادی پر اپنی جانیں قُربان کر دیں گے“ اور اِسی حال میں امداد و ترحم کے واسطے اپنا ایک وفد انگلستان کو بھیجا۔

لیکن ایلی سن صاحب لکھتے ہیں ”متحدہ بادشاہوں نے سوئیڈن ([illegible]) سے بڑا پختہ وعدہ کر لیا تھا اور ناروے ([illegible]) کے بہادروں کی اِلتجا پر وہ کچھ توجہ نہ کر سکے“

اِنگلستان نے جس کو ذرا بھی موقع کسی شکایت کا نہ تھا نہ اُس کو کوئی وجہ اِشتعال کی تھی۔ ناروے پر سمندر کی جانب سے حملہ کرنے کو اپنے جنگی جہاز روانہ کر دیئے

اور خشکی کی طرف سے برناڈوٹ نے ایک قوی فوج کے ساتھ یورش کی۔ لیکن ناروے والوں نے ان خوفناک اور بے شمار افواج کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا لیکن کیا ہو سکتا تھا۔ جلد مغلوب ہو گئے۔ اور متحدہ بادشاہوں نے اپنی خون بھری تلواروں کو پونچھ پانچھ زخمی شکار کو برناڈوٹ کے حوالے کیا۔ برطانیہ کے پارلیمنٹ میں اس جابرانہ فعل پر بڑی مخالفت اور شورش پیدا ہوئی اور یہ آواز کہا گیا کہ برطانیہ کے دامن پر تمامی دھبوں میں یہ دھبہ سب سے گہرا تھا۔ لیکن پارلیمنٹ میں ٹوری ([illegible]) فریق کا ایسا غلبہ تھا کہ کسی آزاد خیال ممبر کی کچھ نہ چلی۔ اور یہ واقعہ ۱۸۱۴ء کی ستمبر۔ اکتوبر اور نومبر میں پیش آیا۔

اسی طرح حقوقِ جمہوری سے بے پروا ہو کر متحدہ بادشاہوں نے اُن ریاستوں کی گوش مالی پر کمر باندھی جنہوں نے خود سر بادشاہی کی اطاعت سے انکار کرنا چاہا تھا عالی خیال سیکسن ([illegible]) لوگوں کو اطاعت کی شرابِ ذلت کا ایسا پیالہ پلایا گیا کہ تلچھٹ تک پینا پڑی۔ اور اُن کی سلطنت کا ایک بڑا حصہ پروشیا کے حوالے کیا گیا۔ اور بلوشر (Blucher) نے اپنے خونی رسالوں سے ٹمٹماتی ہوئی آزادی کی شمع کو گل کر دیا۔ وارسا (Warsaw) کی گرانڈ ڈچی کو جو پولینڈ کا حصہ تھا۔ اور نپولین نے جس کو آزاد حکومت عنایت کی تھی پھر روس کے حوالے کیا گیا۔ اور بے چارے مظلوموں پر یا تو روس کا تازیانہ پڑتا تھا یا سیدھے جلاوطن کر کے سائبیریا[1] ([illegible]) کو روانہ کر دیئے جاتے تھے۔ اور آخر کار ڈر سے سب خاموش ہو گئے۔ میلان میں بھی چند روز سے آزاد گورنمنٹ تھی اور برکات سے بہرہ مند ہو چلی تھی۔ لیکن اس کو بھی آسٹریا نے ہڑپ کر لیا۔ اور برطانیہ کے پارلیمنٹ میں یہ سچ کہا گیا کہ یہ تعدی

---

[1] سائبیریا۔ براعظم ایشیا کا شمالی حصہ جو روس کے قبضہ میں ایک سرد اور ویران ملک ہے۔ اور جہاں روس کے مجرم جلاوطن کر کے بھیجے جاتے تھے۔ ۱۲ مترجم

اور غارت گری تو اُن الزاموں پر بھی سبقت لے گئی ہے جو نپولین سے منسوب کئے گئے ہیں سر آرچی بالڈ ایلی سن (Sir Archibald Alison) جو امرائے انگلینڈ کے فصیح حامی ہیں اِن افعال کی حسبِ ذیل لفظوں میں معذرت کرتے ہیں:—

"یہ ریاستیں جن میں سے بعض کا واشنا کی کانگریس نے اُن کی خلاف مرضی قلع قمع کر دیا ایسی تھیں کہ متحدہ بادشاہوں کے خلاف جنگ کر رہی تھیں۔ یا تو یہ فرانسیسی سلطنت کا ایک جزو تھیں یا فرانسیسی سلطنت کی ماتحت تھیں۔ اور اگر فاتح بادشاہوں نے اِن کو باہم تقسیم کر لیا تو یہ بات جنگ کے سخت آئین کے خلاف نہ تھی۔ یعنی آغازِ دُنیا سے مفتوح کے ساتھ یہی ہوتا چلا آیا ہے۔"

چونکہ صرف ایک نپولین ان کا حامی اور معین تھا۔ پس جب نپولین کا زوال ہوا اِن ریاستوں کا زوال بھی ہونا لازمی تھا۔ اور چوں کہ متحدہ بادشاہوں نے اچھی طرح دیکھ لیا تھا کہ ایک نپولین ہی کی وجہ سے آزادی کا خیال جگہ لیتا جاتا تھا۔ لہٰذا اُنھوں نے نپولین ہی کے خلاف ایکا کیا۔ اب وہ لوگ جو نپولین پر اِس بات کا الزام لگاتے ہیں کہ اُس نے اِن ریاستوں میں جمہوری حکومت کیوں قائم نہ کر دی خود ہی جواب دیں کہ نپولین کے زوال پر اِن لوگوں نے جمہوری حکومت کو کیوں قائم نہ کر لیا۔

سیکسنی کے بدقسمت بادشاہ فریڈرک آگسٹس کی حالت پر سب فیاض دل لوگوں کو ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ جمہوری حقوق کا وہ بڑا شریف الخیال حامی تھا اور اِسی وجہ سے اُس کو سب سے زیادہ سخت سزا دی گئی۔ چند عرصہ تک تو وہ نظر بند رکھا گیا اور جب تک اُس کے جج اُس کی قسمت کا فیصلہ کرنے میں مصروف رہے وہ فریڈرکس فیلڈ کے قلعہ میں قید رہا اور آخر یہ حکم سُنا دیا گیا کہ اُس کی ریاست کا ایک ثلث پروشیا کو عنایت کیا گیا اور متحدہ بادشاہوں نے اپنے نرغے میں اُس کو کمزور اور ناچار کرنے اور اُس کی رعایا میں سے بیس لاکھ کی مردم شماری

گھٹا دینے کے بعد اُس کو اُس کے خستہ تخت پر بیٹھنے کی پھر اجازت دی۔ اِس پر تمام یورپ میں جمہور کے درمیان سخت نارضامندی پھیل گئی۔ اور مختصر آں کہ جمہور کے حقوق پامال ہو گئے اور خود سر فرماں روائی کا راج ہو گیا۔

نپولین ایلبا میں بیٹھا ہوا یورپ کے اخبار بڑے غور سے پڑھتا رہا اور اُن تو ہینوں پر جو متحدہ بادشاہ یا اُن کے سفیر کار اُس کی کر رہے تھے کچھ توجہ نہ کرتا تھا

ایک دن جب کہ جنرل برٹا رینڈ (Bertrand) فرانسیسی اخبار نپولین کے پاس لایا۔ نپولین نے کہا "جنرل آج بھی ہماری خبر لی گئی ہے یا نہیں؟"

جنرل نے جواب دیا "نہیں۔ جہاں پناہ۔ آج تو آپ پر کوئی حملہ نہیں ہے"

نپولین نے کہا "خیر آج نہ سہی کل سہی۔ یہ بھی تجارتی اور یاری کا بچاؤ ہے"؎

؎ ڈیوک آف روویگو (Rovigo) نے حسب ذیل ریمارک دیا ہے اور اُس کی صداقت کی سب داد دیں گے:۔ "باوجود دشمنوں کے حملوں کے شاہنشاہ نپولین کا عہدِ حکومت ایسا تاباں و درخشاں ہے کہ خود سب حملوں کا تنہا جواب ہے۔ سب کارہائے نمایاں اُس کی ذکاوت کا نتیجہ تھے۔ اُس کے لافانی کام ایسے ہیں کہ اُن سے بہت دنوں تک لوگ تشبیہ کا کام لیں گے۔ اور جو لوگ اُن کو نمونہ بنا کر اُن کی نقل اُتارنا چاہیں گے تو اِس کام کو بہت دشوار پائیں گے۔ اور فرانسیسی۔ شاہنشاہ نپولین کے کارناموں پر اپنی تاریخ میں بڑے بڑے فخر کریں گے۔ اور انتقام لینے کی غرض سے جو لوگ شاہنشاہ پر حملے کریں گے یہ ہی کام اُن کو دنداں شکن جواب دیتے رہیں گے۔ اور چوں کہ وقت ایسی چیز ہے کہ رفتہ رفتہ ہر شے کی تجزی کر کے کھرا کھوٹا الگ الگ کر دیتا ہے تو جب لوگوں کے ہاتھ سے غصہ کی تلوار چھوٹ جائے گی اور تعصب کی آگ فرو ہو چکے گی خود زمانہ کو تسلیم کرتے بنے گی کہ ہاں بے شک نپولین جمہور کا جواں مرد حامی اور آزادیٔ افادہ گاہوں کا مسعود مؤسس تھا۔ اور بنی نوع انسان کو ترقی دینے میں نپولین نے جیسی سعی کی ہے۔ اُس کے متعلق اُس کو اُسی وقت

جیسا موسم گرما بڑھتا گیا شاہنشاہ کو مصارف کی طرف سے دشواری پیش آنے لگی- جو روپیہ وہ اپنے ہمراہ لایا تھا صرف ہوگیا اور فان ٹن بلو کے عہد نامہ کے خلاف- بڑی شرم کی بات ہے- بوربون بادشاہ نے نپولین کو زر سالانہ نہ بھیجا جس سے متحدہ بادشاہ تک بھی ناخوش ہوئے بھلا یہ کہاں کے انصاف کی بات تھی- نپولین کے لئے ممکن تھا کہ عہد نامہ نہ کرتا اور جنگ کو جاری رکھ کے بوربون بادشاہ کا بہت کچھ صرف کرادیتا- اور اتلاف جان مزید براں ہوتا- پس زر سالانہ ادا کرنے سے انکار کرنا سخت فریب کی بات تھی- بوربون گورنمنٹ کے اس طرز عمل سے گورنمنٹ برطانیہ کو بہت شرم آئی اور لارڈ کاسل رے نے بوربون گورنمنٹ کو اس معاملہ میں لکھا- لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا-

یہ دیکھ کر کہ زر سالانہ نہ دیا گیا نپولین نے اپنی عادت کے موافق تمامی عمارات کی تعمیر کو ملتوی کر کے سخت جزرسی شروع کردی- موسم سرما آنے پر نپولین اپنے کمرہ میں بیٹھ کر کتب بینی کرنے اور اپنی قلم سے کام لینے میں مصروف ہوگیا- اور بڑے بڑے نامور آدمیوں سے جو اس کی ملاقات کو کثرت سے ایلبا آتے تھے ملاقاتیں اور باتیں

ص
(۴۹۳)

انصاف کے ساتھ داد دی جائے گی- اور اُسی وقت اس بات کا بھی صحیح صحیح اندازہ کیا جائے گا کہ نپولین کے ساتھ کس شدت سے مخالفت کی گئی تھی- اور اُسی وقت پورے پورے خود مختارانہ طریقے سے حکومت کرنے کی ضرورت اور قوانین و آئین کو ملحوظ رکھ کر فرماں روائی کرنے کے درمیان امتیازی خط کھینچا جاسکے گا- اور نیز یہ دیکھا جاسکے گا کہ وقت کی کیا نازک حالت تھی اور کس قسم کی مستقل اور باقاعدہ فرماں روائی فرانس میں قائم کرنا نپولین کا مدعا تھا اور آخر میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ فرانس کو مرفہ الحال بنانے کی لیاقت جیسی نپولین میں تھی کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوئی- اور فرانس ضرور بالضرور ترقی کے اعلیٰ معراج پر پہونچتا- اگر دشمن نپولین کو جنگ و جدل پر مجبور کرکے اس کی کوششوں کی راہ میں موانع حائل نہ کردیتے“

کرتا تھا۔ اور بڑی صفائی اور بے تکلفی سے اپنے خیالات کا اظہار کرتا تھا اگرچہ اُس کو خوب معلوم تھا کہ یورپ میں یہ سب خیالات منتشر ہو گئے۔

۶- دسمبر ۱۸۱۴ء کی شب میں لارڈ ایبرنگ ٹن (Lord Ebrington) کی نپولین سے ایک دلچسپ ملاقات ہوئی جس کا حال لارڈ موصوف نے حسب ذیل لکھا ہے :-

نپولین- اچھا صاف صاف فرمائیے کہ فرانسیسی پورے مطمئن ہیں یا نہیں ؟-

لارڈ ایبرنگ ٹن- ہاں- ہاں-

نپولین- "ہرگز نہیں- فرانسیسی قوم کو بہت ذلیل کیا اور اُس پر بادشاہ جبراً مقرر کیا گیا ہے- اور پھر یہ بادشاہ کیسا- جس کو انگریزوں نے قائم کیا ہے"

اِس کے بعد نپولین نے اُن رسالوں کا حوالہ دیا جو فرانس میں شائع ہوئے تھے- اور خود اُس سے متعلق تھے-

اور نپولین نے کہا" اِن میں سے بعض رسالوں میں مجھے نمک حرام اور بزدل لکھا ہے- لیکن مجھے بُرا معلوم نہیں ہوتا- کیونکہ بُرا تو اُسی بات سے معلوم ہوتا ہے جو سچی ہو- فرانسیسیوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ نہ میں نمک حرام ہوں نہ بزدل ہوں- میرے متعلق بوربون کے لئے یہی مناسب تھا کہ وہی چلن اختیار کرتے جو میں نے اُن کے متعلق اختیار کیا تھا- یعنی بوربون میرا اور میرے خاندان کا تذکرہ نہ کرتے اور نہ کسی دوسرے کو اچھا یا بُرا کہنے کی اجازت دیتے"

لارڈ ایبرنگ ٹن نے پوچھا" روس کے شاہنشاہ کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟"

نپولین- "وہ قطعی یونانی ہے- اُس پر ذرا بھی اعتماد نہیں ہو سکتا- تاہم اُس کو تعلیم دی گئی ہے- اور اُس میں چند آزادانہ خیال ہیں- جو اپنے اُستاد لاہارپ (La Harpe) سے اُس نے سیکھے ہیں- لیکن پھر بھی وہ بڑا چالیا

اور [illegible] سے یا یقینی طور سے یہ کہنا محال ہے کہ اُس کا فلاں میلان خود اُس کے ذاتی خیال کا نتیجہ ہے یا کسی خاص خود بینی سے پیدا ہوا ہے۔

" لیکن آسٹریا کا شاہنشاہ فرانسس (Francis) ایماندار تو زیادہ ہے لیکن کم مادہ کا شخص ہے۔ اُس پر بہ مقابلے دوسروں کے میں زیادہ اعتبار کر سکتا تھا اور اگر وہ کوئی وعدہ کر لیتا تھا تو مجھے یقین رہتا تھا کہ وعدہ پورا کرنے کی اُس کی نیت ضرور ہے۔ لیکن وہ نہایت محدود مادہ کا شخص ہے۔ یعنی نہ اُس میں عزم ہے نہ ثبات و استقلال ہے۔

" رہا پرشیا کا بادشاہ۔ تو وہ محض ایک ادنےٰ درجہ کا فوجی افسر یعنے کارپوریل (Corporal) ہے۔ بس وردی ہی وردی دیکھ لو۔ آگے خیر صلاح ہے اور تینوں بادشاہوں میں سب سے زیادہ احمق وہی ہے۔"

اِس کے بعد نپولین کی آخری مہم کے بارہ میں گفتگو چھڑی۔ نپولین نے ایسی بے تعلقی اور استقلال سے گویا کہ وہ پرانے زمانے کی بات تھی اور اُس کی ذات سے کوئی تعلق نہ رکھتی تھی کہا۔ "ہماری بربادی مارمونٹ کی وجہ سے ہوئی۔ میں نے اپنی فوج کا ایک بہترین حصہ اور ایک نہایت ہی زبردست مورچہ اُس کے سپرد کیا تھا۔ لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا شخص جس پر اُس کی پندرہ برس کی عمر سے میں بے انتہا عنایتیں کر رہا تھا میرے ساتھ دغا کر جائے گا۔ اگر مارمونٹ مستقل رہا ہوتا تو متحدہ بادشاہوں کو میں پیرس سے باہر نکال دیتا۔ اور مجلس سینیٹ (Senate) کی مخالفت کے باوجود پیرس اور تمام فرانس کے جمہور فرانس کی حفاظت پر آمادہ ہو جاتے لیکن باوجود مارمونٹ کی فوج کے غنیم تعداد میں ہم سے تگنے تھے مگر جب مارمونٹ دشمن سے جا ملا تو پھر ہم کو کامیابی کی کچھ اُمید باقی نہ رہی۔ اگرچہ یہ اُس وقت بھی ممکن تھا کہ میں فرانس میں موجود رہ کر جنگ کو طول دے دیتا

اور چند سال لڑتا رہتا۔ لیکن جب تمامی یوروپ میرے خلاف آمادہ جنگ تھا تو میرا یہ امید کرنا کہ انجام کار میں فتح پاؤں گا محض خیالِ باطل تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ فرانس کو خانہ جنگی سے بچانا چاہیے۔ اور اب میں اپنے تئیں مُردہ خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہاں رہنا اور مرجانا ایک ہی بات ہے۔"

لارڈ ایب رنگ ٹن نے پوچھا۔ "کیا آپ کو اس بات پر تعجب نہیں ہوا کہ بوربون کا جس شخص نے سب سے زیادہ اور پہلے خیر مقدم کیا وہ برتھیر (Berthier) تھا۔"

نپولین نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ہاں مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ برتھیر نے کوئی اس قسم کی حماقت کی ہے۔ لیکن برتھیر کو خدا نے مضبوط دماغ عطا نہیں فرمایا ہے۔ میں نے اُس کو اُس کی لیاقت سے بڑھ کر اس لئے ترقی دے دی تھی کہ تحریر کے کام میں وہ مفید تھا۔ لیکن بااین ہمہ وہ ایماندار شخص ہے اور اُس نتیجہ پر جو میرا ہوا اپنے کئے پر سب سے پہلے رو کر افسوس کرنے والا شخص برتھیر ہی ہے۔"

نپولین نے پھر کہا۔ "مجھے برتھیر سے کسی قسم کا انتقام لینے کی آرزو نہیں ہے۔ صرف اسی قدر کافی ہے کہ کپتانوں کی سی وردی پہنے لوئی کی اردلی میں دوڑتا ہو۔"

نپولین نے بہت سچ کہا ہے۔ "کہ میں نے تمام عمر میں کسی سے اپنے ذاتی نقصان کی وجہ سے انتقام نہیں لیا ہے۔"

پھر نپولین نے لارڈ ایب رنگ ٹن سے پوچھا۔ "اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں انگلستان چلا جاؤں تو بھلا میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ مجھکو سنگسار کر دیں گے۔"

لارڈ ایب رنگ ٹن نے جواب دیا۔ "میرا خیال تو یہ ہے کہ آپ کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچے گا۔ کیونکہ جب سے ہماری جنگ موقوف ہوئی ہے خیالوں کے جوش آپ کی طرف سے گھٹتے جاتے ہیں۔"

نپولین نے تبسم کر کے کہا: ”ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن یہ تو یقینی ہے کہ لندن کے عوام تو کسی طرح مجھکو زندہ نہ چھوڑیں گے“۔

نپولین نے اس کے بعد۔ لارڈ کارن والس کی بڑی تعریف کی اور کہا: ”اگرچہ وہ نہایت فائق لیاقتوں کا شخص نہ تھا تاہم وہ ایسا نیک نہاد اور ایماندار تھا کہ اپنے ملک کا فخر تھا۔ اور انگلستان کے بہترین امرا کا وہ اعلیٰ نمونہ تھا۔ میری تمنا تھی کہ اسی وضع کے کچھ لوگ فرانس میں موجود ہوتے۔ مجھے انگلستان کے دربار کے بھیجے ہوئے سفیروں سے ہمیشہ صلح کی گفتگو کے دَوران میں معلوم ہو جایا کرتا تھا کہ واقعی انگلستان کا دربار دل سے صلح چاہتا تھا یا نہ چاہتا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ اگر مسٹر فاکس زندہ رہتا تو انگلستان سے فرانس کی ضرور صلح ہو جاتی۔ کیونکہ جب پَر تو پر اُس نے ٹیلیرانڈ سے خط و کتابت شروع کی اُس سے ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ واقعی صلح کرنا چاہتا تھا۔ تم ذرا وہ قاتل ہی والا معاملہ یاد کرو (کہ مسٹر فاکس نے اُس موقعہ پر کیسا شرافت کا اور صداقت کا ثبوت دیا تھا)۔ لیکن مسٹر فاکس کے دوسرے شرکاء دربار میں صلح کے خواہاں نہ تھے“۔

لارڈ ایب زنگ ٹن نے جواب دیا: ”آپ کی حُبِّ جاہ اور ملک گیری سے ہمارے بہت سے مشیرانِ سلطنت جن میں ایک لارڈ گرین وایل بھی تھے ایسے خائف تھے کہ صلح نہ کر سکتے تھے“۔

نپولین نے جواب دیا: ”یہی تو تمہاری غلطی تھی۔ میری صرف یہ خواہش تھی کہ تم انصاف سے کام کرو۔ میں انگریزوں کے چال چلن کی عزت کرتا ہوں۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ بحری تجارت آزادی کے ساتھ ہو۔ واقعات نے ایسی صورت اختیار کی کہ جنگ کرنا پڑی اور میری سلطنت میں اضافہ ہو گیا۔ لیکن مَیں نے ان صوبہ جات کی طرف سے غفلت نہیں کی۔ مجھے چند سال مُہلت کی حاجت تھی

کہ اُن باتوں کو جو فرانس کے لئے میں نے تجویز کی تھیں پورا کر دیتا۔ لارڈ گرین وایل سے کہنا کہ وہ اگر مجھ سے ایلبا میں ملے۔ مجھے یقین ہے کہ تم انگلستان میں مجھے مجسّم شیطان خیال کرتے ہوگے۔ لیکن اب تو تم نے مجھے اور فرانس کو دیکھ لیا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ تم تسلیم کر لوگے کہ تم غلطی پر تھے۔"

لارڈ ایب رنگ ٹن کہتا ہے۔ "پھر میں نے شاہنشاہ پر یہ اعتراض کیا کہ آپ نے انگریزی سیاحوں کو کیوں قید کر لیا تھا؟" اُس نے جواب دیا کہ انگلستان نے اعلانِ جنگ سے قبل فرانسیسی مال کو سمندر میں گرفتار کر لیا تھا۔ پس میں اپنے تئیں حق بجانب خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے صرف انتقام لیا تھا۔" اِس پر میں نے کہا۔ "ہمارے یہاں تو قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے۔" نپولین نے جواب دیا۔ "ہاں تمہارے لئے۔ کیوں کہ تم نفع اُٹھاتے ہو یہ دستور قدیم اور قابلِ احترام ہوگا۔ لیکن اُن قوموں کے لیے جن کا نقصان ہوتا ہے یہ دستور قدیم نہیں ہو سکتا۔ پس ایسی حالت میں جب کہ تم جدید قوانین کا دوسری قوموں کے ساتھ عمل درآمد کرنے کے مجاز تھے تو کیا وجہ تھی کہ میں بھی اپنے تئیں مجاز نہ سمجھتا۔ مجھے خوب یقین ہے کہ تم لوگ دِلوں میں تو اچھی طرح جانتے ہو۔ کہ میں حق بہ جانب تھا۔ کیوں کہ میں نے اپنی اِس انتقام کی کارروائی میں بڑے عزم و ہمت سے کام لیا تھا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ تمہاری اور میری دونوں کی کارروائیوں میں اِس خاص معاملہ کے متعلق کسی قدر قزاقی اور غارت گری آمیز تھی۔"

لارڈ ایب رنگ ٹن کو نپولین کے استقلال پر جس سے اُس نے اپنی ہزیمت اور اُس کے نتائج کو برداشت کیا حیرت ہو گئی۔ شاہنشاہ نے کہا۔ "اِس معاملہ میں جتنی دنیا کو حیرت ہے اُتنی مجھے نہیں ہے۔ آدمیوں کی طرف سے میری رائے بہت اچھی نہیں ہے۔ اور مساعدتِ بخت پر مجھے کبھی بھروسہ نہ ہوا۔ کیوں کہ میرے

بھائیوں کو بادشاہت میں مجھ سے زیادہ لطف آیا۔ اُنھوں نے فرماں روائی کا مزہ پایا لیکن میرے حصہ میں رات دن محنت کرنا اور تھکنا آیا۔"

اب فرانسیسیوں کی روز بہ روز یہ حالت ہوتی جاتی تھی کہ ایلبا کی طرف نظریں اُٹھ رہی تھیں۔ بوربون بادشاہ کے تخت کے گرد فریاد و شکایت کی آواز بلند ہو رہی تھی لوئی ہیجدہم اور اُس کے رُفقاء کو پریشانی تھی۔ فریق شاہی کے طرفداروں کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ نپولین کو ایلبا سے ہٹا کر کسی دُور و بعید مقام پر جلاوطن کر دیا جائے کیوں کہ اُس کی ہر دل عزیزی یورپ کی امن و عافیت میں خلل انداز تھی۔ اوّل تو نپولین کے قتل کر دینے کی بہت سی مخفی تجویزیں ہوئیں لیکن نپولین کے دوستوں نے اُس کو آگاہ کر دیا۔ نپولین واقعی ایک غیر محفوظ حالت میں تھا اور قاتل کا خنجر اُس کے جگر کے پار ہو جانے کو ہر وقت موجود تھا۔ انگلستان کو ہرگز پسند نہ تھا کہ نپولین ایلبا جیسے جزیرے میں جو یورپ سے ملحق تھا اسیر رکھا جائے۔ اور ایسٹ[عہ] انڈیا کمپنی (East India Company) سے گورنمنٹ انگلستان خط و کتابت کر رہی تھی۔ کہ جزیرہ سینٹ ہلینا (St. Helena) انگلستان کو دے دیا جائے۔ یہ بات بھی مشہور ہوئی تھی کہ ڈیوک آف ولنگٹن نے اس جزیرہ کو ہندوستان آتے اور جاتے وقت خود دیکھا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ نپولین کو جلاوطن کرنے کے لئے یہ مقام نہایت محفوظ و مستحکم تھا۔ کیوں کہ ڈیوک آف ولنگٹن کو نپولین سے عداوت و نفرت تھی۔ اور جابجا خبر مشہور تھی کہ متحدہ بادشاہ نپولین کو سینٹ ہلینا بھیجدینے کو ہیں۔

[عہ] ایسٹ انڈیا کمپنی۔ یہ انگریزی سوداگروں کی کمپنی انگلستان میں سنہ ۱۶۰۰ء میں ملکہ الیزبتھ کے عہد میں ہندوستان سے تجارت کرنے کو قائم ہوئی تھی جس نے رفتہ رفتہ ہندوستان کو فتح کر لیا اور غدر ۱۸۵۷ء کے بعد اس کمپنی کا خاتمہ ہوا اور ہندوستان کی حکومت ملکہ خلد آشیاں نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۱۲۔ مترجم۔

لارڈ ہالینڈ کہتے ہیں " کہ جب شاہنشاہ ایلبا کو چلا گیا۔ تو لیڈی ہالینڈ نے انگریزی اخباروں کا ایک پلندہ شاہنشاہ کو بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ شاہنشاہ کو ان اخباروں کے پڑھنے کا اشتیاق تھا۔ اور تعجب کی بات ہے کہ ان اخباروں میں سے ایک میں لکھا ہوا تھا کہ متحدہ بادشاہوں کے باہم یہ مشورہ ہے کہ نپولین کو سینٹ ہلینا میں قید کرنا چاہتے۔ اور اصل تو یوں ہے کہ اس خیال کے متعلق کہ نپولین کو سینٹ ہلینا بھیجدیا جائے غیرت اور نیک نیتی کے خلاف نپولین کے ایلبا آنے سے پہلے ہی مباحثہ ہو چکا تھا۔ اور میں نے ہوس آف لارڈس میں جنرل بوناپارٹ کے متعلق اس بحث کو چھیڑا اور میری تردید نہ کی گئی۔ اور درحقیقت یہ بات میں نے ایک سچے انگریز سے جو وائنا کی کانگریس میں شریک تھا نپولین کے پیرس واپس آنے کے بعد لیکن واٹرلو کی جنگ سے پہلے سُنی تھی۔ پس اگر کسی معقول وجہ سے نپولین کو یہ شبہ ہو گیا ہو کہ وہ سینٹ ہلینا بھیجدیا جائے گا تو وہ کسی طرح اُس عہدنامہ کا پابند نہیں رہ سکتا تھا جو فانٹن بلو میں ہوا اور جس کی رو سے نپولین نے اپنی سلطنت سے دست برداری کی تھی اور اگر اُس نے اپنی سلطنت پر پھر قبضہ کرنے کا قصد کیا جو حال میں اُس کے ہاتھ سے نکالی گئی تھی تو نپولین حق بہ جانب تھا۔"

نپولین کی حیرت انگیز لیاقت اور طاقت اسی معاملہ میں سب سے زیادہ قوی ثابت ہوئی۔ ایلبا میں وہ تنہا اور غیر مسلح تھا اور اُس کے پاس روپیہ بھی نہ تھا۔ اور خاموش اپنے کمرہ میں بیٹھا یا تو کتب بینی کرتا تھا یا اُن لوگوں سے جو اُس کی ملاقات کو آتے تھے باتیں کرتا تھا اور ایلبا کے تھوڑے سے باشندوں کی بہبودی کا اُس کو خیال تھا۔ لیکن تاہم اُس کے نام کی وہ ہیبت تھی اور یورپ کے جمہور کو اُس سے ایسی ہمدردی تھی کہ یورپ کے تاجدار اپنی مسلح فوجوں کے درمیان اُس کے خوف سے کانپ رہے تھے۔

چونکہ فانٹن بلو کے عہدنامے سے قطعی بے حیائی کے ساتھ انحراف کیا گیا تھا۔

لہذا نپولین اب اُس عہدنامہ کا پابند نہ تھا اور بہ ظاہر کوئی نازک وقت قریب آپہونچا تھا۔ فرانس میں کوئی دوسرا انقلاب ہونے والا تھا۔ قوم کو اپنے معزول شاہنشاہ نپولین کی تمنا تھی۔ نپولین بھی ان منحوس علامتوں پر غور کر رہا تھا۔ وہ رسالوں اور اخباروں کو غور سے پڑھ رہا تھا۔ اور فرانس کی نارضامندی کی خبریں دوستوں کے ذریعے سے اُس کے پاس چلی آرہی تھیں۔ اُس کو یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ خود اُس کے خفیہ قتل کرنے یا اُس کو خفیہ پکڑ کر کسی تاریک مجلس میں قید کرنے کی تجویزیں ہو رہی تھیں رعایا بوربون خاندان سے قطعی ناخوش تھی۔ اُس کو یہ بھی اطلاع دی جاتی تھی کہ فرانس کے باشندوں کو اُس کی ویسی ہی یاد ہے اور اُس کی واپسی کی تمنائیں کر رہے تھے۔

ماہ فروری ۱۸۱۵ء قریب ختم کے تھا۔ ایلبا میں نپولین کو دس مہینے ہو چکے تھے اُس کو سخت خطرہ تھا۔ ممکن تھا کہ کسی وقت موقعہ پا کر قاتل خنجر سے اُس کا کام تمام کردے یا اُس کو مخفی طور سے گرفتار کر کے کسی تنگ و تاریک قید خانہ میں اسیر کر دیا جائے۔ جو موت سے ہزار گونہ بدتر تھا۔ چنانچہ اُس نے یہی عزم کیا کہ اُسے فرانس واپس جانا چاہئے جہاں وہ رعایا کے سامنے اپنے تئیں پیش کرے۔ خواہ وہ اُس کو تخت پر بٹھا دے یا اُسے گولی سے ماردے۔ یا جو اُسکو بہتر معلوم ہو کرے۔

پالاین۔ نپولین کی بہن یوروپ میں آئی اور نپولین کے بڑے بڑے دوست اُس کے پاس جمع ہوئے۔ اور پالاین نے واپس آکر نپولین سے کہا کہ "آپ کے فوجی سردار بوربون بادشاہ کے شریک ہونے پر افسوس کرتے ہیں اور بڑی التجائیں کرتے ہیں کہ آپ فرانس واپس تشریف لائیں اور سب کا اتفاق ہے کہ آپ کے واپس آتے ہی جمہور فوراً آپ کو شاہنشاہ بنالیں گے"۔

شروع فروری ۱۸۱۵ء میں نپولین کی مجلسِ شاہی کا ایک نوجوان رکن برن چابوی لن بھیس بدل کر نپولین کے پاس ایلبا میں آیا اور شاہنشاہ سے خلوت میں ملا

اور ملاقات کا حال حسب ذیل لکھا ہے:۔

شاہنشاہ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ابھی فرانس سے آ رہے ہو۔ ذرا پیرس کا تو حال بیان کرو۔ میرے دوستوں کے کوئی خطوط لائے ہو؟

بیرن۔ جہاں پناہ۔ نہیں.........

نپولین (بیرن کی بات کاٹ کر) افسوس۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے بھی مجھے بھلا دیا۔

بیرن۔ جہاں پناہ۔ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ آپ فرانس میں فراموش کر دیئے جائیں۔ سچے فرانسیسی تو جہاں پناہ کے فدائی اور جاں نثار ہیں۔

نپولین۔ تم غلطی پر ہو۔ فرانسیسیوں کا بادشاہ تو اب دوسرا شخص ہے فرانسیسیوں کی بہبودی اسی میں ہے اور ان کا فرض یہی ہے کہ مجھے بھول جائیں۔ پیرس میں میرے خلاف خوب خوب الزام اور قصے ایجاد کیے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجھے مالٹا یا سینٹ ہلینا کو روانہ کیا جائے گا۔ انھیں ایسا خیال کرنے دو۔ میرے پاس چھ ماہ کی خوراک۔ توپیں اور اپنی حفاظت کے لئے بہادر سپاہی موجود ہیں۔ اور اگر میرے خلاف کچھ کیا تو مزہ بھی چکھا دوں گا لیکن میرا خیال ہے کہ مجھ تنہا کے مقابلہ میں یوروپ آمادۂ جنگ ہو کر اب اپنے تئیں بدنام اور ذلیل نہ کرے گا۔ کیوں کہ اب نہ میری خواہش ہے اور نہ رجحان ہے کہ دوسروں کو چھیڑوں یا گزند پہونچاؤں۔ شاہنشاہ اسکندر کو آنے والی نسلوں کی رائے کا بہت خیال ہے اور وہ اس جرم میں اعانت نہ کرے گا۔ یوروپ کے بادشاہوں نے بڑے واجب الاحترام عہد نامے کے ذریعے سے مجھے ایلبا کی حکومت دی ہے۔ لہذا میں ایلبا میں اپنے گھر کے اندر ہوں۔ اور جب تک میں اپنے گھر سے باہر جا کر کسی کو پریشان نہ کروں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آئے اور مجھکو چھیڑے۔ خیر۔ اب یہ تو بتاؤ کہ فرانس

والے بوربون کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

بیرن۔ جہاں پناہ۔ فرانسیسیوں کے خیال۔ جو اُن کو بوربون کی طرف سے تھے غلط نکلے۔ اور ناراض لوگوں کی تعداد یومیہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔

نپولین (تیزی کے ساتھ) یہ تو بڑی بُری بات ہے۔ لیکن۔ "زید" نے مجھے کوئی خط کیوں نہ بھیجا؟۔

بیرن۔ "زید" کو یہ اندیشہ تھا کہ مبادا اُس کی تحریر کو مجھ سے رستہ میں کوئی چھین لے۔ لیکن اُس نے مجھ سے چند ایسی باتیں کہہ دی ہیں جو سوا اُس کے اور جہاں پناہ کے کسی دوسرے کو معلوم نہیں تھیں۔ اور وہ باتیں میں جہاں پناہ سے بیان کرتا ہوں کہ میرا رازدار ہونا ثابت ہو جائے۔

نپولین۔ اچھا۔ بیان تو کرو۔

بیرن چابوی لن کہتا ہے کہ "میں نے وہ باتیں شروع کیں۔ لیکن ہنوز ختم نہ کرنے پایا تھا کہ شاہنشاہ نے کہا "بس کافی ہیں۔ تم نے یہ واقعہ پہلے ہی مجھ سے کیوں نہ بیان کر دیا۔ افسوس۔ آدھا گھنٹہ ضائع ہو گیا"۔ شاہنشاہ کی اس تیزی سے میں گھبرایا اور شاہنشاہ نے تاڑ لیا کہ میں گھبرا گیا ہوں۔ چنانچہ نہایت نرم لہجہ سے بولا "گھبراؤ مت۔ اور اب من وعن بیان کرو کہ تم سے "زید" نے کیا کہا ہے"۔

"میں نے تفصیل شروع کی۔ لیکن درمیان میں شاہنشاہ میری بات اکثر کاٹ کاٹ دیتا تھا اور خود تقریر کرتا جاتا تھا۔ اور آخر میں میری بات کو کاٹ کر بولا۔ "اپنی دست کشی کے وقت میں نے خیال کیا تھا کہ جلاوطنی اور مصیبت نے بوربون کو پوری نصیحت کر دی ہوگی اور دوبارہ وہ ایسی غلطیاں نہ کریں گے۔ جو سنہ ۱۷۸۹ء میں اُن کی مصیبت کا سبب ہوئی تھیں مجھے امید تھی کہ یہ بادشاہ تم لوگوں پر اچھے آدمی کی طرح حکومت کرے گا۔ اور تم اس بات کو بھول جاؤ گے کہ یہ دوب

کے دوسرے بادشاہوں نے یہ بادشاہ تم پر جبریہ مقرر کیا ہے۔ لیکن معلوم ہو گیا کہ جب سے بوربون بادشاہ واپس ہوا ہے فاش غلطیاں کرتا چلاتا ہے۔ اُن کے ۲۳۔ اپریل کے عہد نامے سے مجھے سخت تنفر پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی قلم کے ایک شوشے سے فرانس۔ بلجیم (Belgium) اور اُن تمامی مقبوضات سے محروم کر دیا گیا جو انقلاب کے زمانہ سے اب تک حاصل کئے گئے تھے۔ متحدہ بادشاہوں نے فرانسیسیوں کے جہاز سازی کے مقامات سلح خانے۔ جہازوں کے بیڑے۔ توپ خانے۔ قلعوں اور بندرگاہوں کے بے انتہا ذخائر جو حفاظت کی غرض سے میں نے جمع کئے تھے چھین لئے۔ اِس سب کا باعث ٹیلیرانڈ ہے۔ اُس نے ضرور رشوت کھائی ہے۔ اِن شرائط پر تو صلح بڑی آسان چیز ہے۔ اگر میں اِن شرائط کو قبول کر کے فرانس کو برباد ہو جانے دیتا تو آج بوربون بادشاہ میری جگہ فرانس کے تخت پر ہرگز نہ ہوتا۔ لیکن مجکو اپنا داہنا ہاتھ کٹوا دینا منظور تھا اور یہ ذلت پسند تھی۔ دیکھو۔ میں نے تاج و تخت سے کنارہ کشی کر لی لیکن اپنی شہرت اور فرانس کی شان و شوکت پر اپنے سامنے داغ نہ آنے دیا۔ اور سچ ہے کہ ذلیل تخت ایسا بار ہے جو غیر قابلِ برداشت ہے

"میرے دشمنوں نے ہر جگہ مشہور کیا کہ میں ضد سے صلح نہیں کرتا۔ اُنھوں نے مجکو دیوانہ مشہور کیا۔ اور مجکو خون کا پیاسا کہا۔ اور اِن تہمتوں سے اُن کا مدعا پورا ہو گیا۔ قاعدہ ہے کہ جب تم اپنے کتے کو پھانسی دیتے ہو تو پہلے یہی مشہور کرتے ہو کہ وہ بُورانا ہو گیا ہے۔ لیکن یوروپ پر حقیقت کھل جائے گی۔ میں یوروپ کو ہر ایک بات سے جو جیتی لن ([illegible]) میں کی اور کبھی کہی تھی آگاہ کر دوں گا میں۔ انگریزوں۔ روسیوں۔ اور آسٹریا والوں کا زبردست ہاتھ سے پردہ کھول دوں گا۔ اور یورپ ہمارے باہم انصاف کر دے گا۔ اور یوروپ اعلان

کروسے گا کہ میں ستمگار اور خون کا پیاسا تھا یا یہ لوگ تھے۔ میرے لئے تو ممکن تھا کہ اپنی افواج کو لیکر دریائے لوایر کے دوسری جانب کوہستان میں چلا جاتا اور خوب جی کھول کر لڑتا۔ لیکن میں نے تو یہ نہ کیا۔ لوگوں کے اِتلاف جان کو دیکھتے دیکھتے میں تھک گیا تھا۔

” پیرس داخل ہو جانے پر بھی میرے دشمن میرے نام اور میرے وفادار بہادر ساتھیوں کے نام سے کانپ رہے تھے۔ اُنھوں نے میری دست کشی کے معاوضہ میں میرے سامنے اٹلی کی بادشاہت کو پیش کیا۔ لیکن میں نے اِنکار کر دیا۔ جب ایک شخص نے فرانس پر حکومت کر لی تو اُسے دوسری جگہ حکومت کرنا زیبا نہیں۔ میں نے جزیرۂ ایلبا کو منتخب کیا۔ اور اُنھوں نے بخوشی یہ جزیرہ مجھے دیدیا۔ یہ حالت میرے حسب حال ہے۔ کیوں کہ یہاں میں فرانس اور یورپ پر غور کر سکتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا فرانس کے لئے کیا۔ اور ہفت اقلیم میں اگر فرانس کو میں نے اول درجہ کا ملک کر دینا چاہا تو یہ فرانس ہی کے لیے چاہا۔ اپنے واسطے نہ چاہا۔ میری شان و عظمت مستحکم ہے۔ اگر مجھکو صرف اپنی ہی ذات کا خیال ہوتا تو میں خانگی زندگی اختیار کر لیتا۔ لیکن میرا یہ فرض تھا کہ شاہی خطاب اپنے بیٹے اور خاندان کے لئے باقی رکھوں۔ فرانس کے بعد دنیا میں سب سے عزیز مجھکو اپنا بیٹا ہے“۔

گفتگو کے دوران میں شاہنشاہ تیزی سے کمرے میں ٹہلتا جاتا تھا۔ اور جوش میں بھر گیا تھا۔ ایک لمحہ سکوت کرنے کے بعد اُس نے پھر کہا: ——

تارکانِ وطن کو خوب معلوم ہے کہ میں یہاں ہوں۔ روزانہ نئی نئی سازشوں کی مجھکو خبریں ملتی ہیں۔ اِن لوگوں نے جارجیز کی ہمراہی میں ایک قاتل کو کورسیکا تک بھیجا۔ اور یہ ایسا حرام زادہ ہے کہ انگریزی اخباروں تک نے لکھ دیا کہ وہ خون کا پیاسا قاتل ہے۔ اور اگر اُس نے مجھکو قتل نہ کیا بھی تو بھی میں اُس کو نہ چھوڑوں گا

اور اپنے گرانڈ ڈیل بیچ کراس کو گولی سے اڑا دوں گا۔ کہ دوسروں کے کان ہو جائیں۔"

پھر ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد شاہنشاہ نے کہا:۔

"کیا میرے جنرل دربار میں جایا کرتے ہیں؟ بڑی خفت اُٹھانا پڑتی ہوگی۔"

بیرن نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ جنرل جاتے ہیں لیکن سخت ہی نادم رہتے ہیں۔ کیوں کہ تارکانِ وطن پر جنھوں نے کبھی توپ کی آواز بھی نہیں سُنی ہے زمانہ کیسا بڑی بڑی نوازشیں ہوتی ہیں۔"

نپولین نے کہا "اِن تارکانِ وطن پر ذرا اثر نہ ہوگا۔ نہ اِن کی حالت بدلے گی اور میں نے بڑی غلطی کی تھی کہ اِن دو غلے فرانسیسیوں کو فرانس میں واپس آنے کی (۴۹۶) اجازت دے دی تھی۔ اگر میں اِن کو واپس نہ بُلا لیتا تو جلا وطنی میں پڑے پڑے فاقوں سے مر جاتے۔ لیکن اِن کے واپس بُلانے میں میں نے یہ مصلحت سوچی تھی کہ ہمارا یوروپ سے میل ہو جائے اور انقلاب کا خاتمہ ہو۔ اب یہ بتلاؤ کہ میرے سپاہی کیا کہتے ہیں؟"

بیرن چاپوی کن نے جواب دیا "جہاں پناہ۔ سپاہ کا حال کیا پوچھتے ہیں جہاں پناہ کا نام عزت اور ادب سے لیا جاتا ہے اور سپاہ کو بڑا غم ہے۔"

نپولین۔ تبسم کرکے "تو اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز سپاہ کو مجھ سے اُلفت ہے۔"

بیرن۔ جہاں پناہ۔ نہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہمیشہ کے مقابلہ میں سپاہ کو اب آپ سے بہت زیادہ محبت ہے۔ سپاہی ہماری مصائب کو دغابازی اور نمک حرامی سے منسوب کرکے کہتے ہیں کہ اگر ہم سے دغا اور نمک حرامی نہ کی جاتی تو دشمن کی کیا جان تھی کہ ہم پر فتح پا جاتا۔

نپولین "بے شک سپاہی سچ کہتے ہیں۔ مجھ کو خوشی ہے کہ سپاہ کو ابھی

تک اپنی برتری پر بھروسہ ہے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ فرانس کی موجودہ حالت کا جو کچھ میں نے اندازہ کیا تھا وہ ٹھیک ہے۔ بوربون فرماں روائی کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ اُن کی فرماں روائی پُرانی وضع کی بیگمات، پادریوں اور اُمراء کو پسند ہو سکتی ہو۔ لیکن نئی روشنی والی نئی نسل کو تو ہرگز پسند نہیں ہے۔ انقلاب نے جمہور کو تعلیم کر دی ہے کہ حکومت میں اُن کے کیا کیا حقوق ہیں۔ اور اب وہ اِس بات پر کبھی راضی نہ ہوں گے کہ اُسی طرح معدوم سمجھے جائیں جیسے پہلے معدوم خیال کیئے جاتے تھے۔ رہی سپاہ۔ تو۔ بوربون سے وہ کسی طرح مانوس نہیں ہو سکتی۔ اور ہماری فتوحات اور ہماری مصائب نے میرے اور سپاہ کے درمیان اُلفت کا وہ رشتہ قائم کر دیا ہے کہ اب قطع نہیں ہو سکتا۔ بوربون سے نہ سپاہ کو محبت ہے اور نہ وہ بوربون سے ڈرتی ہے۔ اور موجودہ گورنمنٹ تباہی کے رستہ پر جا رہی ہے اور اُس کے شریک یا ہمدرد جو کچھ ہیں وہ پادری یا تارکانِ وطن ہی ہیں۔ اور ہر ایک مُحبِّ وطن اور سمجھدار شخص اِس گورنمنٹ کا دشمن ہے۔ لیکن آخر اِن سب باتوں کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیا یہ خیال ہے کہ پھر سے غدر اور انقلاب ہوگا۔ ہا؟

بیرن۔ جہاں پناہ۔ نارضامندی اور غصّہ کا یہ حال ہو رہا ہے کہ ذرا سی چھیڑ پر ضرور بالضرور غدر ہو جائے گا۔ اور اگر یہ غدر کل ہی ہو جائے تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

نپولین۔ لیکن مان لو کہ اگر تم بوربون کو نکال ہی دو تو کیا تم جمہوری حکومت قائم کر لوگے۔؟

بیرن۔ جہاں پناہ۔ جمہوری حکومت کا نام کیوں لیتے ہیں۔ جمہوری حکومت کا تو کسی کو وہم و خیال بھی نہیں ہے۔ شاید کوئی کونسل مقرر کی جاوے گی۔

نپولین۔ جوش اور تعجب سے۔ آیں۔ کونسل۔ چہ معنی دارد۔ کیا میں مر گیا ہوں

بیرن۔ لیکن جہاں پناہ تو فرانس کے اندر موجود ....

نپولین۔ فوراً بیرن کی بات کاٹ کر۔ میرے موجود ہونے یا موجود نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ اگر قوم مجکو بُلائے تو دو دن میں مَیں فرانس کے اندر موجود ہو سکتا ہوں

بیرن۔ تمھاری راے میں میرا لَوٹنا کیسا ہوگا؟۔

بیرن۔ جہاں پناہ۔ ایسے سوال کے جواب کی مجھ اکیلے میں طاقت نہیں لیکن

نپولین۔ بے تابی سے۔ بیرن کی بات کاٹ کر۔ نہیں۔ میں یہ نہیں پُوچھتا۔ یہ جواب دو۔ "ہاں"۔ یا۔ "نہیں"

بیرن۔ تو پھر اِس کا پوچھنا ہی کیا ہے۔ "ہاں"۔ بے شک "ہاں"

نپولین۔ ذرا مغموم لہجہ سے۔ بیرن۔ کیا واقعی تمھارا ایسا ہی خیال ہے؟

بیرن۔ جہاں پناہ۔ لاکلام۔ اور یہی خیال "زید" اور دوسروں کا ہے۔ کہ جمہور اور سپاہ آپ کو رہائی دینے والا یقین کریں گے اور بڑی خوشی اور جوش سے آپ کے شریک ہو جائیں گے۔ "زید" کو معلوم تھا کہ اِس معاملہ میں آپ بہت سے سوال کریں گے اور اب میں اس کے جواب کو حرف بہ حرف دہراتا ہوں۔ "تم شاہنشاہ سے میری طرف سے کہنا کہ ایسے اہم مسئلہ کو میں تنہا طے کرنے کی جُرأت نہیں رکھتا۔ لیکن شاہنشاہ کو مَیں پُورا یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ پر رعایا اور سپاہ کو قطعی بھروسہ نہیں۔ اور نارضامندی حد سے فزوں ہو گئی ہے۔ اور ایسی نارضامندی کی حالت میں گورنمنٹ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی اور تم شاہنشاہ سے یہ بھی کہنا کہ رعایا کو آپ کا بڑا اصدمہ ہے اور آپ ہی کی ذات سے اُس کی اُمیدیں وابستہ ہیں۔ اور شاہنشاہ بڑا زیرک و دانا ہے۔ وہ خود فیصلہ کرے گا کہ ایسی حالت میں کیا ہونا چاہیے۔

نپولین کے چہرے سے سخت تردد کے آثار ہویدا ہوئے اور اُس نے اپنی

دُور اندیشی سے اُن مہتم بالشّان نتیجوں کو اپنے سامنے گویا کُھلا ہوا دیکھ لیا جو سر پر آپہونچے تھے۔ بہت دیر تک وہ فرش پر ٹہلتا رہا۔ اور خیال میں ڈوبا ہوا تھا پھر کہنے لگا:۔۔

" اچھا۔ مَیں غور کروں گا۔ کل گیارہ بجے آؤ"

مقررہ وقت پر دوسرے دِن چاپوی لَن۔ شاہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایک طولانی تقریر کے بعد جس کا خُلاصۂ مُدعا وہی تھا جو اوپر بیان ہوا۔ نپولین نے کہا:۔

" میں فرانس کو ضرور آؤں گا۔ اگرچہ یہ کارروائی بہت عظیم الشان۔ دشوار اور پُرخطر ہے۔ لیکن میری طاقت سے باہر نہیں ہے۔ اور ایسے اہم معرکوں میں قسمت نے ہمیشہ میری مساعدت کی ہے۔ میں روانہ ہوں گا۔ لیکن تنہا نہیں۔ کہ مجھے پکڑیں اور قتل کردیں۔ میں مسلح ہوکر مع اپنے پولینڈ کے بہادروں اور سپاہیوں کے جاؤں گا۔ تمامی فرانس میری طرف ہے۔ اور بڑی خوشی سے میں فرانس پر اپنا آرام اور اپنی جان قربان کردوں گا۔ ابھی تاریخ تجویز نہیں کرتا کہ کب جاؤں گا۔ تاریخ ملتوی کرنے سے یہ تو فائدہ ہے کہ وائینا کی کانگریس ختم ہو جائے گی اور نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ مگر تاریخ ملتوی کرنے سے ایک خدشہ بھی ہے۔ یعنی اگر متحدہ بادشاہوں میں باہم نہ بنی اور جنگ چھڑ گئی تو بوربون اور انگریزوں کے جہازوں سے میں گِھر کر یہیں قید رہ جاؤں گا۔ اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن متّحدہ بادشاہوں میں ضرور چلے گی۔ اچھا بیرن چابوی لَن اب تم رخصت ہو اور "زید" سے جاکر کہو کہ تم مجھ سے ملے اور میرا عزم بالجزم ہے کہ فرانس کی تمنّا کو پورا کرنے کے لئے اور اُس کو بوربون خاندان سے رہائی دلانے کو تمامی خطرات کا مقابلہ کروں گا۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ مَیں اپنے گارڈ کے ہمراہ یکم اپریل

یا اس سے بھی پہلے روانہ ہو جاؤں گا۔"

ڈیوک آف روویگو اپنی کتاب میں کہتا ہے:-

"وائنا کی کانگریس میں ٹیلیرانڈ نے اسی بات کی کوشش کی کہ "ایلبا سے نپولین کسی دُور و بعید مقام پر اُڑا دیا جائے"۔ وہ کہتا تھا "نپولین فرانس پر بھاری ہے اور فسادی لوگ اب بھی اُمیدوں کی نگاہ سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں"۔ اور اس معاملہ میں ٹیلیرانڈ کی رائے صحیح تھی۔ فرانس کے تمامی فریقوں کی توجہ نپولین کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اور جتنی زیادہ توجہ اُن معاملات کی طرف کی جاتی تھی جو اُس کے زوال کا باعث ہوئے تھے اُسی قدر نپولین کی جانب کشش بڑھتی جاتی تھی۔ ٹیلیرانڈ تو دیکھ چکا تھا کہ نپولین مصر سے واپس آ گیا تھا۔ اور اُس کو خوف تھا کہ وہ ایلبا سے نہ لوٹ آئے۔ چونکہ بار بار یہ کہا گیا تھا کہ فرانس ہی کی وجہ سے یورپ میں امن چین نہ تھا۔ لہذا یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی تھی کہ نپولین کے اُڑا دئے جانے سے یوروپ میں ضرور ٹھنڈک پڑ جائے گی۔ اور ٹیلیرانڈ اپنی کوشش میں کامیاب ہوا۔ صرف اتنی کسر باقی رہ گئی تھی کہ روس کے (۶۹۷) ص شاہنشاہ کو اس معاملہ میں ذرا پس و پیش تھا۔ لیکن آخر میں اُس نے بھی خوشی سے اجازت دے دی۔

ٹیلیرانڈ اس معاملہ میں بڑی جلدی کر رہا تھا کہ حتی المقدور نپولین ایلبا سے نکال کر دُور قید کیا جائے اور اس زمانہ میں یہ بات کہی جاتی تھی کہ یہ خدمت سر سڈنے اسمتھ کے سپرد کی گئی تھی کیوں کہ یہ انگریزی امیر البحر بحر روم میں ملک بربر کی طرف ایک مہم پر جا رہا تھا۔ مجھے یہ بات یوں معلوم ہوئی کہ پیرس میں اس کا عام چرچا تھا۔ جہاں لندن سے قسم قسم کے خطوط آتے تھے اور اُن میں وائنا کی کانگریس کی تفصیلی کیفیت لکھی ہوتی تھی اور لوگ بڑے اشتیاق سے ان خطوں کو پڑھتے تھے

انگریزی اخباروں میں بھی یہ لکھا گیا تھا۔ کہ نپولین سینٹ ہلینا بھیجا جائے گا۔ اور پھر اِس کی جرمنی کے اخباروں میں نقل ہوئی۔ اور یہ اخبار شاہنشاہ کے پاس ایلبا میں برابر باقاعدہ جاتے تھے۔ اور کوئی شک باقی نہ رہا تھا کہ نپولین ضرور سینٹ ہلینا بھیجا جائے گا۔

"چنانچہ ایسی حالت میں شاہنشاہ نے پہلے کی طرح فرانس واپس آنے کا قصد کرلیا۔ کوئی چارۂ کار ہی سوائے لوٹنے کے شاہنشاہ کے پاس نہ تھا۔ اُس کو معلوم ہوگیا تھا کہ خان ٹن بلو کے عہدنامہ سے انحراف کیا جائے گا۔ اور ایلبا میں مداخلت بے جا کی جائے گی جہاں حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا اور ایلبا میں اب زیادہ رہنا اِس لئے اور بھی ممکن نہ تھا کہ زرِ سالانہ اُس کو نہ دیا گیا تھا۔

باب شصت و چہارم

ص (۴۹۷)

ایلبا سے واپسی

روانگی کی طیاریاں۔ جہاز میں سوار ہونا۔ عام اطلاع۔ اعلانوں کا لکھوانا۔ دشمنوں کے پاس سے گزرنا۔ سپاہ سے پہلی ملاقات۔ گرینوبل ([illegible]) میں داخل ہونا۔ بوربون کی پریشانی۔ شاہنشاہ کی عالی حوصلگی۔

۲۶۔ فروری ۱۸۱۵ء کی صبح کو شاہ زادی پالاین نے فوج کے افسروں معزز باہر کے لوگوں اور ایلبا کے خاص خاص باشندوں کو دعوت دی۔ نپولین نے اپنی عادت کے موافق بڑی بے تکلفی اور خوشی سے مہمانوں سے باتیں کیں۔ بہت سے انگریز بھی بڑے اشتیاق سے ایلبا کو آئے تھے۔ نپولین نے ان سے بڑی مسرت اور بے تکلفی سے گفتگو کی۔ مگر شاہنشاہ کی تجویزوں کا حال کسی کو معلوم نہ تھا اور یہ راز اُسی کے سینے میں محفوظ تھا۔ اُس نے کوئی سازش نہ کی تھی۔ بلکہ صرف اپنی ذاتی لیاقت پر بھروسہ کرکے وہ فرانس کو فتح کرنے چلا تھا۔ شام کے بعد جنرل برٹرینڈ اور جنرل ڈروئٹ ([illegible]) کو اپنے ہمراہ لے کر وہ ایوان میں گیا اور اُن سے خلوت میں کہا:—

"ہم کل جزیرہ سے روانہ ہوں گے۔ بندرگاہ میں جتنے جہاز موجود ہوں آج شب میں لے لو۔ اور گارڈ کو صبح ہوتے ہی سوار کر دو۔ لیکن جب تک ہم خود سوار نہ ہو جائیں کوئی جہاز بندرگاہ سے باہر نہ جانے پائے۔ لیکن خبردار یہ بات کسی کو معلوم نہ ہونے پائے۔"

رات میں دونوں جنرل احکام کی تعمیل کرتے رہے۔ اور صبح کو ایک ہزار سپاہی اور افسر نپولین کے چھوٹے جہاز اِن کانس ٹینٹ (Inconstant) اور تین تجارتی جہازوں میں سوار ہو گئے۔ یہ سب ایسے فرماں بردار تھے کہ بلا دریافتِ حال جہازوں میں سوار ہو گئے اور کسی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہاں کی طیاری ہے۔

دوپہر کو توپ کی سلامی دی گئی اور شاہنشاہ بھی جہاز میں سوار ہو گیا۔ اور چھوٹے بیڑے نے جس میں صرف چار جہاز تھے لنگر اُٹھایا۔ اور موافق ہوا کے رُخ پر فرانس کے ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔ دُھوپ نہایت صاف تھی۔ اور سمندر میں موسم بہار کی ہوا سے جانوں میں تازگی آ رہی تھی۔ اور بینڈ باجہ بج رہا تھا۔ نپولین کا چہرہ خوشی اور یقین سے کندن کی طرح دمک رہا تھا۔ اور جب فرانس کے ساحل کی طرف جہاز بڑھے اور ایلبا کی پہاڑیاں نظروں سے غائب ہونے لگیں تو نپولین نے کہا "ہرچہ بادا باد"۔ اِن وفادار ہمراہیوں کے چھوٹے سے گروہ کے ساتھ جو بہ قول خود نپولین کے ساحل پر اُترنے کے وقت بھی اُس کی حفاظت کو کافی نہ تھے یہ جواں مرد شاہنشاہ ایسے فرانس کو فتح کرنے چلا جس پر تمام یورپ کے تاج داروں کی حمایت میں بوربون خاندان راج کر رہا تھا۔

نپولین کے تمامی کارنامے میں یہ واقعہ سب سے زیادہ حیرت انگیز اور عجیب و غریب ہے۔ لیکن باوجود اِس کے جب غور کیا جاتا ہے تو نپولین نے یہ کام نہایت سوچ سمجھ کر اختیار کیا تھا۔ کچھ حالات ہی ایسے واقع ہوئے تھے کہ نپولین ایلبا

چھوڑنے پر مجبور ہوا تھا۔ کیوں کہ ایلبا میں رہنا جان سے ہاتھ دھونا تھا۔ متحدہ بادشاہوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا تھا۔ اُن کے قول و قسم کا کیا اعتبار تھا۔ اس لئے کہ قزاقوں کی طرح وہ نپولین کو پکڑ لینے کے منصوبے کر رہے تھے۔ نپولین اگر بھیس بدل کر بھی بھاگتا تو اُن کے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا۔ کیوں کہ تمام پردۂ زمیں پر یہ لوگ اُس کا پیچھا کرتے پھرتے۔ پس اگر کوئی تدبیر تھی تو یہی تھی کہ نپولین پھر اُنھیں فرانسیسی جمہور کے درمیان چلا آتا۔ جو اُس کے لئے جینے مرنے کو ہر طرح سے موجود تھے۔ اور نپولین کا یہ عزم نہایت شریفانہ تھا۔ جب ایلبا کی پہاڑیاں نظر سے اوجھل ہو گئیں نپولین نے جہاز کے عرشہ پر کھڑے ہو کر تمام جہاز والوں کو جو تعداد میں چار سو تھے اپنے سامنے بُلایا اور اُن سے کہا:۔

” اے احباب۔ ہم فرانس کو جاتے ہیں۔ ہم پیرس کو چلتے ہیں“

یہ پہلی عام اطلاع تھی۔ سپاہیوں نے ” فرانس باقی ماناد“ ”شاہا زندہ ماناد“ کے نعرے مارے۔ اُن کی خوشی کی کوئی اِنتہا نہ تھی۔ اور فوراً اس خیال سے کہ اپنے وطن میں صاف ستھرے پہونچیں اِن سپاہیوں نے اپنے اسلحہ صاف کرنا اور وردیوں کو ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ نپولین اِن گروہوں میں پھرتا تھا اور پیار کی باتیں کرتا تھا۔ رات ہوئی اور شاہنشاہ اپنے جہاز کے کمرے میں آیا اور چند کاتبوں کو سامنے بُلا کر بٹھلا
اور کہا:۔ ”میں جو کچھ بولتا ہوں اُس کو لکھو“ پھر کچھ اشارے سے کرتا ہوا ٹہلنے (۴۹)
لگا اور حسب ذیل لکھوانا شروع کر دیا:۔

فوج کے نام

(اعلان)

” بہادر سپاہیو۔ ہم پر کسی نے فتح نہیں پائی۔ خود ہماری فوج کے دو شخصوں نے

ہماری فتوحات کو خاک میں مِلا دیا اور اپنے ملک۔ شاہنشاہ اور اپنے محسن سے نمک حرامی اور دغا کی۔ کیا تم گوارا کر سکتے ہو کہ وہی لوگ جو پچیس سال تک تمام یوروپ میں پھرتے اور ہمارے دشمنوں کو ہمارے خلاف برانگیختہ کرتے رہے اور وہی لوگ جو دشمن کی سپاہ میں شامل ہو کر ہمارے خوب صورت فرانس کو پامال اور برباد کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ ہمارے عقابی جھنڈوں پر جھوٹا قبضہ کرنے کا دعوے کریں؟ یہ لوگ وہی ہیں کہ ہمارے جھنڈوں کے سامنے کبھی نہ ٹھہر سکے۔ کیا ہم برداشت کر سکتے ہیں اور کیا ہم سے دیکھا جائے گا کہ ہماری فتوحات سے یہ لوگ فائدے اُٹھائیں اور ہماری عالی شان محنتوں کے نہالوں کے ثمر یہ لوگ کھائیں اور ہماری عزتوں اور ہماری ریاستوں کو یہ لوگ چھین لیں اور پھر اُلٹی ہمیں پہ تہمتیں لگائیں۔ اور ہماری فتوحات کو بدنام کریں؟۔ اگر انھیں لوگوں کا دَور دَورہ رہا تو ہمارے عدیم المثال کارنامے اور اُن کی یادگاریں سب خاک میں جا سوئیں گی۔ چند خوش دیوانوں کی طرح یہ لوگ ہماری فیروزمندیوں کو بُرے معنوں سے تعبیر کرتے اور اُسی چیز کو جسے دُنیا اچھا کہتی ہے بُرا کہتے ہیں۔ اور اگر اب ہماری ناموری اور آبرو کے بچانے والے کوئی افراد باقی ہیں تو وہ انھیں دشمنوں کے درمیان ملیں گے جن کو میدانِ جنگ میں ہم ہزیمت دے چکے ہیں۔

سپاہیو! اپنی جلا وطنی میں میں تمھاری آواز سُنتا تھا۔ اور اب کسی خطرے اور روک کی پروا نہ کر کے تمھارے پاس آیا ہوں۔ تمھارا جنرل جس کو جمہور نے تخت پر بٹھایا اور جس کو تمھاری سپروں نے سربلند کیا تمھارے درمیان پھر آگیا۔ چلو اور اُس کے شریک ہو۔ اور اُن جھنڈوں کو اپنے ہاتھ سے پھینک دو جن پر قوم معترض ہے۔ یہ وہی بوربون کے جھنڈے ہیں جنھوں نے پچیس سال تک فرانس کے دشمنوں کو اپنے گرد جمع کیا ہے۔ اپنا وہی تین رنگ کا جھنڈا

بلند کرو جو تمھاری فتوحات میں تمھارے پاس رہا ہے۔ ہم کو یہ بات فراموش کر دینا چاہیے کہ ہم دوسری قوموں کے آقا رہے ہیں۔ لیکن اُن قوموں کو یہ اجازت ہرگز نہ دو کہ وہ ہمارے معاملات میں مخل ہوں۔ یہ دعوے کہ وہ ہمارا آقا ہے کون کر سکتا ہے۔ یہ کس کی مجال ہے؟ اُنھیں جھنڈوں کو بلند کرو جن کے نیچے ہم نے دشمنوں کو الم -(Ulm)- آسٹرلیٹز (Austerlitz)- جنیا -(Jena)- ویگریم -(Wagram)- فرڈلینڈ (Friedland)- ٹیوڈیلا -(Tudela) ایلا ([illegible]) اکمل ( )- ایس لنگ (Essling)- اسمولینسک ([illegible]) ماسکو ([illegible]) لٹ زن -(Lutzen) ورچن ([illegible]) اور مانٹ میریل ([illegible]) میں ہزیمتیں دی ہیں۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ مٹھی بھر مغرور فرانسیسی اِن جھنڈوں کے سامنے قدم جما سکتے ہیں۔؟

"اِس بوربون خاندان کو وہیں واپس جانا چاہیے جہاں سے وہ آیا ہے اور اِن لوگوں کا جی چاہے تو وہیں حکومت بھی کریں جیسا کہ اب جھوٹا دعوے کرتے ہیں کہ پچھلے اُنیس سال اُنھوں نے حکومت کی ہے[1]۔ تمھارے مال۔ رُتبہ۔ شان و شوکت اور تمھاری اولاد کے مال۔ رُتبے اور شان و شوکت کا ایسا کوئی دشمن نہیں ہے جیسے یہ بوربون ہیں جن کو غیر بادشاہوں نے تم پر زبردستی حاکم بنایا ہے۔ ہماری ناموری اور شہرت کے یہی دشمن ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ ہمارے اُنھیں کارناموں اور فتوحات کو بُرا کہتے ہیں جو اِن کی خودسر حکومت کے دفع کرنے میں ہمارے ہاتھوں سے عمل میں لائی گئی ہیں۔

---

[1] لوئی ہیجدہم کو جب متحدہ بادشاہوں نے تخت پر بٹھالا اور نپولین ایلبا چلا گیا تو لوئی ہیجدہم نے اپنے سنہ جلوس کو بیسواں سنہ جلوس مشتہر کیا جس سے یہ منشا تھا کہ پچھلے اُنیس سال فرانس پر جس قسم کی حکومت ہوئی وہ ناجائز اور غاصبانہ تھی اور گویا اِن اُنیس سال بھی لوئی ہیجدہم ہی جائز فرماں روا تھا فقط۔ مترجم ۱۲۔

"دشمنوں نے میری فوجِ عظیمہ کے جہاں دیدہ اور آزمودہ سپاہیوں کو جن کے کارہائے نمایاں سے دریائے سیمبری - دریائے میوز دریائے رین اور خود مصر کے میدانوں پر جھنڈے گڑے ہیں ذلیل وخوار کر دیا ہے - اور اُن کے قابلِ عزت زخموں کو بدنام کیا جاتا ہے - اُن کی فتوحات کو برا ئم کہا جاتا ہے - یہ بوربون اپنے تئیں جائز بادشاہ بتلاتے اور ہم کو باغی کہتے ہیں - اور جتنے زمانہ تک یہ دشمنوں کی فوجوں میں پناہ گیر رہے - ہماری جملہ کارروائیوں اور کامیابیوں کو باغیانہ افعال سمجھتے رہے اور یہ بوربون انھیں لوگوں کو عزت اور صلے دے رہے ہیں اور انھیں لوگوں کی حمایت کر رہے ہیں جو ہمارے اور ہمارے ملک کے خلاف رہ چکے اور لڑ چکے ہیں -

" سپاہیو! اپنے سردار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ - تمھاری اور اُس کی جان کا ساتھ ہے - اُس کے حقوق وہی ہیں جو خود تمھارے اور جمہور کے ہیں - اُس کے مقاصد - عزت اور ناموری کی جان تمھیں ہو - فتح تمھاری رکابوں کو بوسے دے گی - ہمارے قومی جھنڈے کا عقاب پرواز کر کے ایک برج سے دوسرے برج پر پہونچے گا حتیٰ کہ وہ نوترے ڈیم کے گرجا کے مینار پر جا اُترے گا اور یہی وہ وقت ہوگا کہ تم اپنے زخموں کو فخر کے ساتھ دکھاؤ گے - تم اپنے نمایاں کاموں پر ناز کرو گے ور تمھیں اپنے ملک کے آزاد کرنے والے ہو گے -

" جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے تو شہری بڑے ذوق وشوق سے تمھارے گرد اور جمع ہوں گے اور تمھاری فتوحات کی داستانیں سنیں گے اور تم فخریہ کہو گے - " ہاں ایک میں بھی ہوں کہ اُس فوجِ عظیمہ میں شامل ہونے کا افتخار حاصل ہے جو مکرر وائنا[1] کی شہر پناہوں میں در آئی تھی - روم[2] - برلن[3] - میڈرڈ[4] - اور ماسکو[5] جیسے عظیم الشان

---

[1] وائنا - ملک آسٹریا کا دارالحکومت - مترجم - [2] روم - ملک اٹلی کا دارالحکومت - مترجم - [3] برلن - ملک پروشیا کا دارالحکومت - مترجم - [4] میڈرڈ - ملک اسپین کا دارالحکومت - مترجم - [5] ماسکو - ملک روس کا قدیم دارالحکومت - مترجم -

دار السلطنتوں میں فیروزمندی کے ساتھ داخل ہوئی تھی اور خود پیرس کو نمک حرامی اور دشمن کی موجودگی کی گندگی سے پاک کیا تھا۔" آفریں ہے۔ اور صد ہزار آفریں ہے اُن شیر مرد سپاہیوں کو جو اپنے وطن فرانس کی رونق اور عزت ہیں۔ اور نذوف ہے اور تف ہے اُن نا اہل فرانسیسیوں پر۔ چاہے کسی رُتبہ کے وہ کیوں نہ ہوں۔ جو پورے پچیس ۲۵ سال سے دشمنوں کی فوجوں کے شریک ہو کر اپنے ہم وطن فرانسیسیوں کے جگر شگاف کرتے رہے ہیں۔"

نپولین

دوسرا اعلان جمہور کے نام

" اے فرانس کے باشندو۔ ڈیوک آف کیتھ لین ( ) نے بغیر مقابلہ اور حفاظت کئے ہوئے شہر لیانس ( ) دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ میں نے اُس کو نہایت اچھی اور کافی فوج دی تھی جو اپنی بہادری اور حُبّ الوطنی سے آسٹریا کی فوج کے ٹکڑے اُڑا دیتی اور پھر دشمن کے چنداول کے بائیں بازو پر جا پڑتی جو پیرس پر یورش کر رہا تھا۔

۱۔ اشا پیو بیر ( )۔ ۲۔ مانٹ میرل ( )۔ ۳۔ چاٹو تھیری ( )۔ ۴۔ واچیمپ ( )۔ ۵۔ مورمالن ( )۔ ۶۔ مانٹرو ( )۔ ۷۔ کریے وَن ( )۔ ۸۔ ریمس ( )۔ ۹۔ آرکس سر آبی ( )۔ اور ۱۰۔ سینٹ ڈی زیر ( )۔ کی فتوحات اور ۱۱۔ لورین ( )۔ ۱۲۔ شیم پین ( )۔ ۱۳۔ ایل سیس ( )۔ ۱۴۔ فرانچی کومٹی ( ) اور ۱۵۔ برگنڈی ( ) کے بہادر کسانوں

کی بغاوت اور میری مورچہ بندیوں سے جو دشمن کے عقب میں میں نے قائم کرکے اُس کو ہر قسم کے سامانِ حرب و رسد اور محفوظ افواج کی کمک سے محروم کر دیا تھا دشمن کی سقیم حالت ہو گئی تھی۔ اور قریب تھا کہ فرانسیسیوں کی طاقت بہت زیادہ بڑھ جائے۔ دشمن کی بہترین افواج کے پاس امداد کا کوئی ذریعہ باقی نہ تھا اور انھیں وسیع اضلاع میں وہ کھپ جاتیں جن کو ان افواج نے تاخت و تاراج کیا تھا۔ اگر ایسے اہم موقعہ پر بڑی نمک حرامی کرکے ڈیوک آف راگیوساد مارمونٹ ہمارے دارالحکومت پیرس کو دشمن کے حوالے نہ کر دیتا اور ہماری فوج کو لیجا کر دشمن کے ہاتھ میں نہ دے دیتا۔ متذکرۂ بالا دونوں جنرلوں نے وہ نمک حرامی کی جس کی کسی طرح توقع نہ تھی۔ اور ایک دم سے اپنے ملک۔ اپنے بادشاہ اور اپنے محسنین کا کام تمام کر دیا۔ اور جنگ کی حالت کو بدل دیا۔ دشمن کی ایسی حالت تھی کہ اُس واقعہ کے بعد جو پیرس کے سامنے پیش آیا تھا۔ نہ اُس کے پاس گولہ بارود رہا تھا نہ اُس کے محفوظ حربی ذخائر سے اُس کا کوئی تعلق باقی رہا تھا۔

" ان غیر متوقعہ حادثات سے یہ سچ ہے کہ میرا دل پاش پاش ہو گیا۔ لیکن میری لافتح رُوح کو پھر بھی کس کی مجال تھی کہ جُنبش دے سکتا۔ میں نے اُس موقعہ پر صرف فرانس کے مقاصد کا خیال کیا اور اپنے تئیں ایک جزیرہ میں جلاوطن کرا لیا۔ لیکن میں نے یقین کر لیا تھا کہ میرا زندہ رہنا تمھارے لئے ہر صورت سے مفید تھا۔ اور میری تقدیر میں لکھا ہے۔ کہ میں تم کو فائدہ پہونچاتا رہوں گا۔ بہت سے نامی اور بڑے بڑے شہری چاہتے تھے کہ جلاوطنی میں میرے ساتھ ایلبا کو چلیں۔ لیکن میں نے کسی کو ہمراہ نہ لیا۔ کیوں کہ مجھکو یقین تھا کہ ان کا فرانس ہی میں رہنا فرانس کے لئے مفید تھا۔ اور میں نے صرف چند بہادر سپاہی جو میری حفاظت کو کافی تھے اپنے ہمراہ لئے۔

” چوں کہ خود تم نے مجھکو تخت نشین کیا تھا۔ پس جو کام تمھاری مرضی کے بغیر ہوگا وہ ناجائز ہے۔ پچھلے پچیس سال میں فرانس نے نئے نئے مقامات فتح کئے۔ نئے قوانین مدوّن کئے۔ اور نئی شہرت حاصل کی۔ اور اِن سب باتوں کا جب ہی قیام و دوام ہوسکتا ہے جب کہ قومی گورنمنٹ ہو۔ اور وہی خاندان حکمراں ہو جس کو اِن نئے حالات نے پیدا کیا ہو۔ اگر تم پر ایسا بادشاہ حکومت کرے گا جس کو تخت پر اُنھیں افواج نے بٹھالا ہے جنھوں نے ہمارے ملک کو برباد کیا ہے تو جمہور کی امداد سے اُس کا حکومت کرنا محال ہے یہ بادشاہ تو صرف چند اشخاص کو جو جمہور کے دشمن ہیں اور پچیس سال سے برابر جمہور پر اُن کی حکومت اُن کی مجالس اور جملہ کارروائیوں پر الزام دھرتے رہے ہیں فائدہ پہونچائے گا۔ اور نہ وطن میں تم کو امن و آرام ملے گا نہ باہر تمھاری عزت ہوگی۔

” فرانسیسیو! میں نے اپنی جلا وطنی میں تمھاری خواہشوں اور فریادوں کو سُنا۔ تم کو یہ دعوےٰ ہے کہ تم اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کروگے اور واقعی یہی حکومت جائز بھی ہوسکتی ہے۔ تم مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ میں حد سے زیادہ غافل بیٹھا رہا۔ اور تم نے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں نے اپنے آرام کے مقابلے میں قوم کے بڑے بڑے مقاصد کا خیال نہ کیا۔ لو۔ میں نے طرح طرح کے خطرات کے باوجود سمندر عبور کیا اور اپنے حقوق اور فرائض اختیار کرنے کو میں تمھارے درمیان آیا ہوں۔ میرے وہی حقوق ہیں جو خود تمھارے ہیں۔ جاؤ پیرس لینے کے وقت سے اب تک جو کچھ کیا گیا۔ کہا گیا یا لکھا گیا میں سب فراموش کرتا ہوں اور میں سب کی پچھلی خدمات کی ویسی ہی وقعت کروں گا جیسی ہمیشہ کرتا تھا۔ اِس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بعض وقت ایسے حالات اور ایسی مشکلات انسان کو پیش آتی ہیں کہ اُس کا اپنے اوپر اختیار نہیں رہتا اور وہ سخت ناچار ہو جاتا ہے۔

" فرانسیسیو! کیسی ہی چھوٹی قوم ہو لیکن اُس کو یہ حق حاصل ہے کہ اُس بادشاہ کو جو جبریہ اُس پر مسلط کیا گیا ہو علٰحدہ کر کے اپنے تئیں ذلّت سے بچائے۔ جب چارلس ہفتم پیرس میں در آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا تو اُس نے کہا تھا کہ "میں اپنے بہادر سپاہیوں کی مدد سے تخت پر بیٹھتا ہوں اور ہنری ششم کے تخت کو اُلٹتا ہوں۔ یہ تخت مجکو انگلستان کے مقرر کئے ہوئے مدار المہام نے نہیں دیا ہے"[علہ] پس اے فرانسیسیو! یہی حال میرا ہے کہ جو کچھ ہے سب تمہاری اور بہادر سپاہ کی بدولت ہے"

نپولین

اِس کے بعد نپولین نے اُن ملّاحوں اور سپاہیوں سے جو لکھنا جانتے تھے اِن اعلانوں کی نقلیں کرانا شروع کیں اور سینکڑوں قلم کام میں مصروف ہو گئے تاکہ کنارہ پر اُترتے ہی اِن اعلانوں کی ہزاروں نقلیں تقسیم ہو جائیں۔ دوسرے دن

[علہ] ہنری ششم۔ انگلستان کے بادشاہ نے سنہ ۱۴۲۲ء سے سنہ ۱۴۶۱ء تک حکومت کی۔ اِس زمانہ میں انگلستان اور فرانس کے درمیان اُس جنگ کا پھر سلسلہ شروع ہوا جو تاریخ میں "جنگِ صد سالہ" کے نام سے مشہور ہے۔ چوں کہ انگلستان نے فرانس کو ہنری پنجم بادشاہِ انگلستان کے زمانہ میں بہت کچھ زیر کر لیا تھا حتیٰ کہ پیرس کو بھی لے لیا تھا۔ اور فرانس کا بادشاہ خود شتہر ہو گیا تھا۔ لہٰذا جب ہنری پنجم کا انتقال ہوا تو اُس کی جگہ ہنری ششم انگلستان کا بادشاہ ہوا۔ اور فرانس کا تاج بھی اُس کو ملا۔ لیکن تخت نشینی کے وقت ہنری ششم شیر خوار بچہ تھا۔ اِس وجہ سے فرانس میں ڈیوک آف بیڈفرڈ مدار المہام مقرر ہوا۔ لیکن صرف شمالی فرانس انگریزوں کے قبضہ میں تھا۔ اور جنوبی فرانس ہنوز ولی عہد چارلس ہفتم کے قبضہ میں تھا۔ فریقین میں پھر جنگ شروع ہوئی اور فرانسیسیوں کو ایک دہقان کی بیٹی کی ماتحتی میں جس کو تاریخ میں جون آف آرک۔ یا۔ میڈ آف آرلینس۔ کہتے ہیں بڑی بڑی فتوحات نصیب ہوئیں۔ آخر کار انگریز فرانس سے قطعی نکال دیئے گئے اور چارلس ہفتم فرانس کا مستقل بادشاہ ہو گیا اور یہ واقعہ سنہ ۱۴۵۳ء کا ہے۔۔ مترجم ۱۲

ہوا کے گر جانے سے جہازیوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ اِس لئے کہ جہازوں کی رفتار نہایت شست ہو گئی تھی۔ شام کے قریب ایک فرانس کا جنگی جہاز جس کا نام زیفایر ( ) تھا کچھ فاصلہ پر سمندر میں نظر آیا اور نپولین کے بیڑے کی طرف چلا۔ نپولین نے حکم دیا کہ سب سپاہی نیچے چھپ جائیں کہ شبہہ نہ پیدا ہو۔ چھ بجے کے قریب جہاز اتنا قریب آ گیا کہ بگل کے ذریعہ سے بات کی جا سکتی تھی۔ دونوں جہازوں کے کپتان جہازوں کے عرشہ پر کھڑے ہوئے اور بگل سے چند سوال و جواب کرنے کے بعد "زیفایر" کے کپتان نے پوچھا نپولین کیسا ہے؟ نپولین نے اپنے کپتان کے ہاتھ سے بگل لے کر خود جواب دیا۔ "نپولین نہایت اچھا ہے"

دوسری صبح کو ایک اور چوہتر توپوں والا جہاز نپولین کے جہازوں کی طرف آتا ہوا معلوم ہوا۔ اور ایک گھنٹہ تک سخت تردّد رہا۔ کیوں کہ اِتنے بڑے جہاز کا مقابلہ نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اِس جہاز نے نپولین کے جہازوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور اپنے رستہ چلا گیا کیوں کہ اُس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اِن تجارتی جہازوں میں نپولین جیسی سونے کی چڑیا تھی۔ اور جب یہ بڑا جہاز نظروں سے بالکل غائب ہو گیا نپولین نے اپنے جنرلوں کو بلا کر کہا:۔

"میرے جنرلو! میں تو اِعلان لکھوا چکا۔ لیکن اب جنرلوں کے نام تم خود اپنی طرف سے اعلان لکھواؤ۔ کیوں کہ تم اور وہ برابر مرتبہ والے اور ایک ہی فوج میں جنرل رہے ہوئے لوگ ہو۔ برٹ رینڈ۔ آؤ۔ قلم لو۔ اور خود اپنا اپیل لکھو"

گرانڈ مارشل برٹ رینڈ نے عذر کیا کہ "جہاں پناہ ایسے مہتم بالشان موقعہ کے واسطے میری قلم میں یہ زور نہیں ہے کہ مضمون لکھ سکوں"

نپولین نے کہا "بہت اچھا۔ آؤ۔ میں بولتا ہوں اور تم لکھو۔ اور پہلے فوج کے گارڈ کے نام لکھوانا شروع کیا:۔۔۔

"سپاہیو! مسلّح ہونے کے واسطے طبل بج رہے ہیں۔ اور ہم کوچ کر رہے ہیں

آؤ۔ ہمارے شریک ہو جاؤ۔ آؤ۔ ہمارے شاہنشاہ کے جھنڈوں کے نیچے چلے آؤ۔ اگر یہی لوگ جو اب کبر و نخوت سے بھر گئے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے وہ ہمارے سامنے سے ہمیشہ بھاگتے رہے ہیں۔ اب ہم سے مقابلے کی جرأت کریں گے تو اس سے اچھا موقعہ ہم کو اپنی جانیں دینے اور فتح کے نغمے گانے کا اور کہاں ملے گا۔

"اے ساتویں۔ آٹھویں۔ اور اُنتیسویں ڈویژن کے سپاہیو! ۔ اے ٹولون۔ مارسیلس۔ اور این ٹائیز کے قلعوں کے بہادرو! ۔ اے برخاست شدہ افسرو! اور اے پُرانے آزمودہ کار جواں مَردو! تم طلب کئے جاتے ہو کہ آؤ اور پہلی شان دکھاؤ۔ ہمارے ساتھ پیرس کا تخت دشمنوں سے چھین لینے کو چلو کہ اسی پر ہمارے حقوق کی حفاظت کا دار و مدار ہے۔ اور ہماری اولاد فخر سے کہا کرے گی دوسرے ملک کے بادشاہ کو غیر بادشاہوں نے نمک حراموں کی مدد سے فرانس کے تخت پر جبریہ بٹھال دیا تھا اور ہمارے بہادر سورما اُٹھے اور اُن کے سامنے سے جمہور اور سپاہ کے دشمن کافور ہو گئے۔"

یہ اعلان بھی جلد جلد کثرت سے نقل کیا گیا تاکہ ہر ایک سپاہی کے پاس تقسیم کرنے کو بہت سی نقلیں موجود ہوں۔ شام کے قریب فرانس کے پہاڑ نظر آنے لگے جو افق میں ڈوبتے ہوئے سورج کی روشنی میں اچھی طرح دکھائی دیتے تھے۔ جہازیوں کو اس سے بڑی مسرت ہوئی۔ اور نعرے مارنے اور اپنی ٹوپیاں ہَوا میں اُچھالنے لگے۔

شاہنشاہ نے کہا "تین رنگ کا جھنڈا بلند کردو کہ ہم کو جمہور شناخت کر لیں۔

فوراً تعمیل کی گئی اور اس کے ساتھ ہی سبھوں نے اپنی ٹوپیوں سے ایلبا والا طُرّہ نوچ کر پھینک دیا اور اپنی تین رنگ کی کلغیاں جو تبرک کی طرح اُن کے پاس محفوظ تھیں اپنی ٹوپیوں پر لگا لیں۔ فرطِ مسرت اور جوش سے رات میں کسی کو نیند

مب (۵۰۰)

نہ آئی۔ اور صبح صادق ہوتے ہوتے جہاز آہستہ آہستہ خلیج جوین (Juan) میں داخل ہونا شروع ہوئے اور یہ وُہی خلیج تھا جس میں نپولین مصر سے واپس آنے پر داخل ہوا تھا۔ مارچ ۱۸۱۵ء کی پہلی تاریخ تھی۔ اور پانچ بجے صبح کو نپولین۔ کینس۔ (Cannes) کے قریب کنارہ پر اُترا اور اپنی حملہ آور فوج کو تھوڑے فاصلہ پر سمندر کے کنارہ زیتون کے باغ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اور زیتون کے پتّہ کی طرف اِشارہ کر کے کہا "یہ صُلح کی نشانی ہے۔ شگون اچھا ہوا۔ اور صُلح حاصل ہوگی"۔

چند کِسان۔ اِن لوگوں کو آسیبوں کی طرح مقیم ہوتے ہوئے دیکھ کر متعجب ہوئے اور ڈرتے ڈرتے قریب آئے۔ اِن میں سے ایک کِسان نپولین کی ماتحتی میں نوکری کر چکا تھا۔ اور اُس نے اپنے پُرانے جنرل کو پہچان لیا۔ اور اصرار کیا کہ پلٹن کے رجسٹر میں اُس کا نام درج کر لیا جائے۔ نپولین نے گرانڈ مارشل کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا "لیجیے نئے سپاہی تو بھرتی ہونا شروع ہو گئے"۔

چند گھنٹے میں نپولین کے چھ سَو سپاہی اور دو تین چھوٹی توپیں خیریت سے کنارہ پر اُتر آئیں اور زیتون کے باغ میں کھانا پکنا اور حملے کی طیاری شروع ہو گئی۔ اِس فوج کو تین کرور باشندوں کے ملک میں سات سَو میل جانا اور پیرس پر جو یورپ کا سب سے زیادہ مستحکم دارالحکومت تھا۔ قبضہ کرنا تھا۔ اور رستے میں بوربون بادشاہ کی دو لاکھ فوج عسیر الفتح مقامات اور قلعجات میں موجود تھی۔ اور متحدہ بادشاہوں کی بیس لاکھ فوج کے ہاتھوں میں سنگینیں جھلملا رہی تھیں۔ اور سبھوں کا یہی قول تھا کہ فرانس کے تخت پر بوربون بادشاہ حکومت کرے گا۔ جیسی مہم اِس وقت درپیش تھی کسی جھوٹے افسانے اور قصّے میں بھی تو ایسی خوف ناک مہم کا پتہ نہیں لگتا۔ تاہم نپولین نے معاملہ کو خوب سوچ لیا تھا۔ اور بڑی دُور اندیشی اور عقلمندی سے کارروائی کر رہا تھا۔

فرانس میں لاکھوں ایسے آدمی تھے جو نپولین سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے۔

نپولین اِس بات کو خوب جانتا تھا۔ اور اُس کو معلوم تھا کہ وہ اِس محبت کا مستحق تھا۔ نپولین کو یہ بھی علم تھا کہ کامیابی کے سامان اُس کے مفیدِ مطلب ہر طرف جمع تھے اور اُس کا خیال صحیح تھا۔

نپولین اپنے سپاہیوں میں پھر رہا تھا اور بے تکلفی سے باتیں کرتا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگا "میں یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ بوربون پر کیسا خوف چھا جائے گا۔ اور وہ کیسے بدحواس ہو جائیں گے۔ اور یہی حال اُن لوگوں کا ہوگا جو ہم سے پھر گئے ہیں" اور پھر اپنی تکالیف اور اپنے خطرات بھول کر اُس کو یکایک اپنے شریکوں کا خیال ہوا جو پیرس میں تھے اور اُس نے کہا "میرے پہونچنے سے قبل دیکھئے محبّانِ وطن کا کیا حال کیا جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ قتل کر دیئے جائیں۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو بوربون کے شرکا کا میں بھی بُرا حال کر دوں گا۔ کسی کو امان نہ دوں گا۔"

گیارہ بجے شب کو یہ چھوٹا گروہ آگے روانہ ہونے کے لائق ہوا۔ آسمان صاف تھا۔ چاندنی نے خوب کھیت کیا تھا۔ پولینڈ کے گارڈ کے جوان ایلبا سے اپنے گھوڑے نہ لا سکے تھے۔ صرف کاٹھیاں لائے تھے۔ اِس وقت اِن کاٹھیوں کو اپنی پیٹھ پر لادے جھکے ہوئے مزے میں چلے جاتے تھے۔ رستہ میں جو گھوڑا ملتا شاہنشاہ خرید لیتا اور ہر ایک سپاہی کو دیتا جاتا۔

نپولین نے بڑے شہروں کو جہاں بوربون حکّام بہت قوی تھے قصداً چھوڑ دیا اور کوہستان کے دامن دامن روانہ ہوا۔ اور تمام دن اور تمام رات تیزی سے چل کر وہ ساحل سے پچاس میل پر بمقام گریسی (Grasse) پہونچا۔ رات میں یہاں قیام کیا۔ شاہنشاہ کے واپس آنے کی خبر بہت جلد پھیل گئی جس سے لوگوں کو تعجب بھی ہوا اور خوشی بھی ہوئی۔ کسان لوگ کثرت سے جمع ہوئے اور ہمراہ چلنے کی اجازت مانگنے لگے۔ بعد کو نپولین نے کہا ہے "اگر اِس موقعہ پر میں چاہتا تو بیس لاکھ ایسے کسان ہمراہ پیرس کو لے جا سکتا تھا" لیکن نپولین کی یہ خواہش نہ تھی کہ زور اور طاقت کے

ذریعے سے فتح حاصل کرتا۔ اُس کے پاس تو یہی ایک کافی ذریعۂ فتح موجود تھا کہ فرانس کے جمہور کو اُس سے اُلفت تھی۔ ۳۔ اور ۴۔ مارچ کو نپولین ساٹھ میل اور بڑھ گرنوبل (Grenoble) میں پہونچا۔ اور پھر دوسرے دن اور تیس میل چل کر سب "گیپ" (Gap) میں پہونچے۔ اب نپولین سے اِس قدر محبت اور ہمدردی کا اظہار ہونے لگا کہ اُس کو بوربون کی پولیس کی طرف سے کوئی خدشہ نہ رہا۔ جمہور کا وہ ہجوم تھا کہ بوربون کی پولیس دَم نہ مار سکتی تھی۔

نپولین جوش اور تیزی میں صرف چھ سوار اور چالیس گرانڈیلون کے ہمراہ سب سے آگے گیپ میں جا پہونچا اور یہاں جمہور کے جوش اور محبت کا بڑا اظہار ہوا۔ اور اِس کثرت سے مرد۔ عورتیں۔ بچے۔ اپنے شاہنشاہ کے گرد جمع ہو گئے کہ بوربون بادشاہ کے افسر بستی چھوڑ کر بھاگ گئے۔

نپولین نے کہا "اے شہریو تمھاری محبت کا مجھ پر بڑا اثر ہے اور تم جو میری تعظیم کرتے ہو وہ درست ہے اِس لیے کہ میں بھی صرف فرانس کی بہبودی کا خواہاں ہوں اب میری واپسی سے تمھاری فکریں دُور ہو جائیں گی۔ سب کے مال کی حفاظت کی جائے گی اور سب درجے کے لوگوں کے حقوق مساوی ہو جائیں گے۔ یہ حقوق جو پچیس سال سے تم کو حاصل تھے اور جن کے لیے تمھارے والدین نے بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھائی تھیں۔ اب تمھاری حیات کا ایک جزو ہیں"

یہاں نپولین کے وہ اعلان جو سمندر پر جہازوں کے درمیان لکھے گئے تھے چھاپے گئے۔ اور بڑی تیزی سے جابجا تقسیم ہوئے۔ اور اُن کو پڑھتے ہی تمامی جمہور جوش و خروش سے بھر گئے۔ اور ہزارہا بلکہ لکھوکھا آدمیوں نے شاہنشاہ کی سپاہ میں بھرتی ہونے اور اُس کی فوج کا ہراول بننے کی خواہشیں ظاہر کیں۔ دو بجے سہ پہر کو شاہنشاہ نے پھر کوچ کیا اور اُس کے ہمراہ بہت بڑی جماعت تھی جو خوشی سے نعرے مار رہی تھی۔ جوش سرتا

کا بیان نہیں ہو سکتا۔ رستہ میں اِس خوف سے کہ بوربون بادشاہ کی زبردست فوج نپولین کی باقاعدہ چھوٹی فوج کو مغلوب نہ کر لے جمہور نے اِعلانِ خطر کے گھنٹے بجانا شروع کر دیے۔ اور اِس ذریعہ سے ایک بہت بڑی مُسلّح جماعت قائم کر کے شاہنشاہ کی حفاظت کا پورا انتظام کر لیا۔ لیکن نپولین نے اُن سے کہا ”اِس کی کوئی حاجت نہیں ہے“

نپولین نے کہا ”تمہارے اظہارِ محبت و وفاداری سے صاف ثابت ہو گیا کہ میرا خیال صحیح تھا اور میں نے غلطی نہیں کی ہے۔ اور تمہاری وفاداری اور محبت سے مجھے کافی ثبوت مِل گیا ہے کہ میری سپاہ کو بھی میرے ساتھ اِسی طرح محبت ہے۔ جو سپاہی مجھے ملتے جائیں گے میرے ہمراہ ہوتے جائیں گے۔ اور جس قدر اُن کی تعداد زیادہ ہو گی اُسی قدر میری کامیابی یقینی ہے۔ پس تم کو میرے ہمراہ چلنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم چین سے اپنے گھروں میں بیٹھے اپنا کام کرو“

نپولین اب گرینوبل ([illegible]) کے قریب پہونچ گیا تھا۔ اور اِس مقام کا فوجی افسر جنرل مارچینڈ ([illegible]) چھ ہزار فوج لے کر نپولین کے مقابلہ کو نکلا۔ (ص ۵۰۱) اور اپنی فوج کو ایک گھاٹی میں مورچہ بند کیا جس کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف ایک جھیل تھی۔ یہ ۷۔ مارچ کی صبح کا واقعہ ہے۔ چنانچہ اب وہ موقعہ آ پہونچا جس سے آیندہ قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ لیکن نپولین اس نازک موقعہ پر بھی ڈر جانے والا نہ تھا۔ اُس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ۔ اور خود گھوڑے پر سوار آہستہ آہستہ تنہا مخالف فوج کی سمت بڑھا۔ اور تمامی کسانوں نے جو تماشہ دیکھنے کو اُس وقت کثرت سے جمع تھے ”شاہم زندہ ماناد“ کا بڑے زور سے نعرہ مارا۔

نپولین اُسی طرح بہ استقلال بڑھا چلا گیا۔ حتّٰی کہ دشمن کی صفوں سے جو سنگینیں چڑھائے دیوار کی طرح سامنے کھڑی تھیں۔ صرف سَو قدم کا فاصلہ رہ گیا۔ اِس کے بعد وہ گھوڑے سے اُترا اور باگ ایک پولینڈ کے جوان کے ہاتھ میں دے دی جو ہمراہ تھا۔ اور اپنے

ہاتھ سینہ پر باندھ کر قطعی تنہا اور غیر محفوظ پیدل آگے بڑھا۔ اور اب دشمن کی فوج سے دس قدم کا فاصلہ رہ گیا۔ اور یہاں وہ بندوق کے نشانہ پر ٹھہرا۔ وہ سادہ لباس پہنے تھا جسے ہر ایک فرانسیسی پہچانتا تھا۔ ٹوپی پر طرّہ لگا تھا۔ کوٹ کا رنگ بھورا تھا۔ اور اونچے فوجی بوٹ تھے۔ کمانیر نے فوج کو حکم دیا۔ کہ فیر کرو۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ اس کے حکم کی تعمیل کو وہ آمادہ ہوئے۔ اور بندوقیں نپولین کی طرف سیدھی کر کے شست باندھی لیکن اگر ایک سپاہی بھی اس جماعت میں ایسا ہوتا کہ واقعی نپولین کی جان لینے پر دل سے آمادہ ہوتا تو اب نپولین کے مار لینے میں کیا شبہ باقی تھا۔ اور بوربون بادشاہ کی سرکار سے اسے کیا کیا انعام کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ اور صرف ایک بندوق کا فیر فرانس کی قسمت کا فیصلہ کر دیتا۔

لیکن نپولین کے چہرے پر ذرا بھی ہراس نہ تھا اور پھر اسی طرح بڑھ کر وہ بندوقوں کے پاس جا پہونچا اور ٹھہر کر اپنے سینے کو برہنہ کیا اور بہ آوازِ بلند کہا۔

"سپاہیو! اگر تم میں ایک بھی ایسا سپاہی ہے جو اپنے شاہنشاہ کو قتل کرنے کی تمنا رکھتا ہے تو اس کا شاہنشاہ سامنے موجود ہے۔"

یہ سن کر تھوڑی دیر تک تو سناٹا رہا۔ اور پھر ایک بندوق جھکی۔ پھر دوسری جھکی اور انجام کار سب بندوقوں کے منہ زمین کی طرف جھک گئے۔ اور سپاہیوں کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے اور فرطِ جوش سے لغزش کی آواز کے ساتھ ایک سپاہی نے "شاہم زندہ ماناد" کا نعرہ مارا۔ یہ نعرہ کیا تھا۔ گویا طوفانِ جوش محبت ابل پڑا اور سپاہیوں اور کسانوں نے مل کر ایسے نعرے مارے کہ آسمان تک آوازیں پہونچ گئیں۔ گرینوبل (   ) کے کیا سپاہی۔ کیا کسان اب تو سبھی دوڑ پڑے اور شاہنشاہ کے قدموں سے آلپٹے اور شاہنشاہ نے سب کے ساتھ اظہارِ محبت کیا۔ یہ دیکھ کر بوربون کماندر ایسا گھبرایا کہ اپنے گھوڑے کو مہمیز کر کے سرپٹ بھاگا اور

غائب ہوگیا۔ جب لوگوں کے جوشِ مسرت میں ذرا کمی ہوئی۔ تو ایک سپاہی کی مونچھیں پکڑکر شاہنشاہ نے اُس سے مذاقیہ لہجے میں کہا "کیوں۔ اب۔ تیرے دل نے کیوں کر گوارا کیا۔ کہ اپنے لٹل کارپوریل کی طرف اپنی بندوق کو چھپاتے"

بُوڑھے سپاہی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنا گز بندوق میں ڈال کر شاہنشاہ کو یہ دکھایا کہ اُس کی بندوق خالی تھی اور عرض کیا: —

"جہاں پناہ۔۔ انصاف فرمائیں۔ کیا اِسی بندوق سے جہاں پناہ پر فیر کیا جاتا۔ کیا اِسی سے جہاں پناہ کو گزند پہونچتا۔ اور صرف یہی ایک بندوق خالی نہیں ہے ہم سب کی بندوقیں خالی ہیں"

نپولین نے تمام سپاہیوں اور کاشتکاروں کو اپنے گرد حلقہ میں جمع کیا اور کہا "میں اپنے ہمراہ بہت تھوڑے بہادر سپاہی صرف اس لئے لایا ہوں کہ مجھے تم سب پر پُورا بھروسہ ہے۔ بوربون بادشاہ کا تخت پر بیٹھنا اور فرانس پر حکومت کرنا ناجائز فعل ہے۔ قوم کی راے سے یہ بادشاہ تخت پر نہیں بیٹھا ہے۔ بلکہ اُس کا فرماں روائی کرنا قوم کی راے کے قطعی خلاف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جمہور کے حقوق کا کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا اور یہ حکومت چند اُمراء کے خاندانوں کو فائدہ پہونچا رہی ہے اپنے بڑوں اور بزرگوں سے یہ بات پُوچھو اور تم کو معاملے کی تصدیق ہو جائے گی۔ اب کیا ہو رہا ہے۔ صرف یہ ہو رہا ہے کہ تمھاری پیداوار اور آمدنی کا دسواں حصّہ تم سے مانگا جا رہا ہے۔ اُمراء کے قدیمی حقوق بحال کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ تمامی بُرائیاں پھر سے سامنے آ رہی ہیں جن کے چنگل سے تمھاری فتوحات نے تم کو رہا کیا تھا"

نپولین نے یہاں سے پھر کوُچ کیا۔ اُس کے ہمراہ فرانسیسیوں کا بہت بڑا انبوہ تھا جو قدم قدم پر بڑھتا چلا جاتا تھا اور سڑکوں پر چلنے کو جگہ نہ رہی تھی۔ گرینوبل کی آئی ہوئی سپاہ نپولین کی اصلی ایلبا کی فوج کا ہراول بنی تھی۔ جب شہر کے قریب

پہونچے تو نپولین کو ایک قاصد ملا اور اُس نے کہا:—

" جہاں پناہ! فوج کی کوئی حاجت نہیں۔ صرف جہاں پناہ کا چابک تمامی مقابلہ کو فنا کرنے کے لئے کافی ہے۔ تمامی افواج جہاں پناہ کی دل سے مطیع اور فرماں بردار ہیں۔ اور سب سپاہ جہاں پناہ کی ہے۔"

یہ گرنوبل فرانس کا اول درجہ کا مستحکم شہر تھا۔ لیکن جب نپولین قریب پہونچا تو شہر کے باشندوں کی مسرت کا حال احاطۂ بیان سے باہر تھا۔ جس ٹوپی پر دیکھئے تین رنگ کی کلغی لگی ہوئی تھی۔ شہر کے میناروں۔ گُمدوں اور دریچوں پر تین رنگ کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ سڑکوں پر شاہم زندہ مانادو کا شور مچا ہوا تھا۔ سپاہیوں کو دیکھو تو شہریوں کی طرح جوش سے بھرے ہوئے تھے اور برادرانہ دوستی کے ساتھ کہتے تھے کہ "ہم اپنے شاہنشاہ کے سپاہیوں پر ہرگز ہاتھ نہ اُٹھائیں گے۔" بوربون بادشاہ کے مقرر کئے ہوئے افسروں اور مجسٹریٹوں کی طاقت سے قطعی باہر تھا کہ اس سیلاب کو روک سکیں چنانچہ پھاٹکوں کو مُقفّل کرکے اور کنجیوں کو چھپا کر نہایت بدحواسی سے وہ سب کے سب فرار ہو گئے۔

آدھی رات کو گرنوبل کی فصیلوں سے لوگوں نے دیکھا کہ شہریوں کا ہجوم مشعلیں ہاتھوں میں لئے شاہنشاہ کو بڑی دُھوم سے شہر کی طرف لا رہا ہے۔ اور اس انبوہ سے "شاہم زندہ مانادو" کے نعروں کی برابر صدائیں چلی آ رہی ہیں۔ شہریوں نے فرطِ جوش سے کواڑوں کو قلابوں سے اُکھیڑ دیا اور نپولین شہر کے اندر ایسی دُھوم سے در آیا کہ ایسی روشنی۔ دُھوم اور خوشی دُنیا میں کم ہوئی ہوگی۔ بے شمار پُرجوش شہریوں کا گروہ نپولین کو ہاتھوں ہاتھ اُس کے قیام گاہ تک لے گیا۔ اور دریچوں کے نیچے نعروں کا رات بھر شور برپا رہا۔ شہری اور سپاہی باہمی اُلفت کے ساتھ رات بھر بغل گیر ہوتے اور جشن مناتے رہے۔

نپولین نے کہا: "سب طے ہو گیا۔ اور ہم گویا پیرس میں داخل ہو گئے۔"

نپولین کے قیام گاہ میں فروکش ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد اِس قدر شور برپا ہوا کہ نپولین کو بھی پیچھے پر آنا پڑا۔ دیکھا کیا ہے کہ یہ انبوہ اُس کے حضور میں شہر کے پھاٹک کے کواڑ پیش کرنے کو لایا ہے کیوں کہ کنجیاں دست یاب نہ ہوئی تھیں۔

(ذ ص ۵۰۲) نپولین کے ہمراہیوں کی چھوٹی جماعت پانچ دِن کی متواتر منزلوں سے بہت تھک گئی تھی۔ اِس لئے کہ خطرناک اور خراب رستوں پر چلنا پڑا تھا۔ اور نپولین نے اجازت دے دی کہ ایک شبانہ روز گرینوبل میں استراحت کی جائے۔

۹۔ مارچ کو نپولین شہر لیانس کی طرف روانہ ہوا۔

لیمرٹن صاحب لکھتے ہیں "گرینوبل سے نپولین اُسی طرح روانہ ہوا جس طرح وہ داخل ہوا تھا۔ یعنی ایلبا کے سپاہیوں کی جماعت اُس کے ساتھ تھی اور مخلوق سرِ کوہ پر اُس کے واسطے رستہ بتاتی ہوئی برابر چلی جاتی تھی"۔

رات میں نپولین ایک چھوٹے قصبے کے اندر مقیم ہوا جو گرینوبل اور لیانس کے وسط میں واقع ہے۔ تمام رات روشنی ہوتی رہی۔ اور تمام باشندے محبت اور خوشی کے طرح طرح سے ثبوت دیتے رہے۔

اب پیرس میں بھی یہ خبر پہونچ گئی تھی کہ نپولین۔ فرانس میں آگیا اور رستہ میں تمام جمہور اُس کے شریک ہیں اور خوشی کا اظہار ہو رہا ہے۔ بوربوں اور اُن کے حامیوں کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ اور اِس خوف سے کہ مبادا پیرس میں بلوہ ہو جائے اِس خبر کو اُنھوں نے قطعی مخفی کر دیا۔[۱] اور مخفی

---

[۱] ۶۔ مارچ ۱۸۱۵ء کے مانی ٹیور اخبار میں بوربون بادشاہ نے حسب ذیل اعلان چھپوایا جس کو پڑھ کر فرانس کے لوگ ضرور ہنسے ہوں گے۔

"بونا پارٹ نے متعدد بادشاہانِ یورپ کے ممالک کو تاخت و تاراج کر ڈالا تھا۔ لیکن اِس کے انتقام میں متعدد بادشاہوں نے بڑی فیاضی سے بونا پارٹ کو جزیرۂ ایلبا کی حکومت عنایت

طور سے اُن بڑے بڑے لوگوں کی گرفتاری کی تجویزیں ہونے لگیں جن کی بابت یہ شُبہ تھا کہ نپولین کے خیرخواہ ہیں۔ اور بیورین کو پولیس کا افسر مقرر کیا گیا۔ یہ وُہی بیورین ہے جس نے بعد کو نپولین کا نہایت مذموم اور مکروہ وضع سے کارنامہ لکھا ہے۔

لیمرٹن صاحب لکھتے ہیں "بیورین۔ نپولین کا پُرانا راز دار سکرٹری تھا اور نپولین کے چال چلن اور بھیدوں سے نہایت اچھی طرح آگاہ تھا۔ لیکن نپولین نے اِس کو تغلب کی علت میں برخاست کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کو نپولین سے سخت عداوت اور نفرت تھی۔ اور وہ بوربون خاندان کا طرفدار ہو گیا تھا۔"

شہر لیانس کی دو لاکھ مردم شماری تھی۔ پیرس سے وہ ۲۵۰ دو سو پچاس میل کے فاصلہ پر ہے۔ لوئی ہیجدہم نے ۵۔ مارچ کو سُنا تھا کہ نپولین۔ فرانس کے ساحل پر اُترا ہے۔ اور اُس نے کونٹ آرٹوائز (مابعد چارلس دہم ہوا) کو لیانس روانہ کیا کہ فرانس کی اُس قدر

کی تھی۔ لیکن بوناپارٹ ایلبا سے بھاگ گیا ہے۔ اِس شخص نے اپنی دست کشی کے بعد بھی اپنی حُبِّ جاہ اور ہوس کو نہ چھوڑا۔ اِس کی گردن پر لاکھوں آدمیوں کا خون ہے۔ اور ایک برس کے قریب بظاہر ایلبا میں بےکار رہنے کے بعد وہ فرانس پھر آیا ہے کہ باوجود سلطنت غصب کرنے اور قتل عام کرنے کے پھر جائز فرانس کے بادشاہ سے جو عادل اور نیک نہاد ہے جھگڑا کرے۔ چند اٹلی اور پیڈ مانٹ کے سپاہی اُس کے ہمراہ ہیں اور اُن کے ساتھ بوناپارٹ نے اُسی سرزمین پر قدم رکھنے کی جرأت کی ہے جہاں سے وہ ہمیشہ کے واسطے جلاوطن کیا گیا تھا۔ اُس کی خواہش ہے کہ اُن زخموں کو پھر ہرا کرے جن کے اچھی طرح ابھی انگور بھی نہیں بندے ہیں۔ یہ وہ زخم ہیں جو بوناپارٹ کے ہاتھوں سے لگے ہیں اور جن کو بوربون بادشاہ اپنے شفقت و رحم کے مرہم سے چنگا کر رہا ہے۔ بوناپارٹ کے بہنوئی مُرات نے جو ایک دیوانہ آدمی ہے اٹلی میں کچھ شورش پیدا کی تھی اور اِسی سے فان ٹن بلو کے نامرد جنرل بوناپارٹ کو جنون کا جوش ہوا ہے۔ اپنے خیال میں وہ ایک سُورما کی موت مرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ نمک حرام کی موت مارا جائے گا۔ فرانس نے اُس کو مردود کر دیا مگر وہ واپس آ رہا ہے۔ فرانس اُس کو کھا لے گا۔ مصنف ۱۲۔

افواج جتنی ممکن ہوسکیں لیانس میں نپولین کے مقابلہ کو جمع کرے۔ نپولین کے پہونچنے سے چند ہی گھنٹے پہلے کونٹ آرٹوائز لیانس میں پہونچا۔ لیانس میں اُس وقت دو رجمنٹ۔ یعنی ایک پیدل اور رسالے کی پلٹن موجود تھیں۔ اور دوسری پلٹنیں یلغار کرتی ہوئی چلی آرہی تھیں۔ مقامی قومی گارڈ نہایت اچھی طرح مسلح تھا اور اُس کی تعداد بیس ہزار ۲۰۰۰۰ تھی۔ اور یہ گارڈ پورا قواعد داں تھا۔ لیکن جب کونٹ آرٹوائز لیانس کے اندر داخل ہوا تو سپاہ اور شہریوں نے اُس کے ساتھ کچھ سرد مہری کا برتاؤ کیا۔ لوئی ہیجدہم کے نام سے سپاہیوں میں کثرت سے شراب تقسیم کی گئی۔ لیکن عجب لطف تھا۔ سپاہی شراب پیتے جاتے تھے اور "لٹل کارپورل زندہ ماناؤ" کے نعرے مارتے جاتے تھے۔ کونٹ کو یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوتی تھی۔ اُس نے فوج کا معاینہ کیا اور اُس میں گشت کرکے سپاہیوں کو نصیحت کی۔ اور ایک سپاہی سے جس کے بدن اور چہرے پر زخموں کے بہت نشان تھے کونٹ نے کہا "بوربون زندہ ماناؤ" کا نعرہ مارو"۔

سپاہی نے کہا "ہرگز نہیں۔ ہم میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے پدر مہربان سے جنگ کرے گا" اور یہ کہہ کر "شاہم زندہ ماناؤ" کا نعرہ بلند کیا۔

کونٹ کے ہمراہ شرفا کا ایک گارڈ تھا جو اُس کے ذاتی دوست اور اُس کی حفاظت کے ضامن تھے۔ جب اِن لوگوں نے دیکھا کہ سپاہیوں کی نپولین کے ساتھ یہ حالت ہے اور جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ بوربون بادشاہ کا کوئی شریک نہیں ہے تو اِن لوگوں نے بھی کونٹ کا ساتھ چھوڑ دیا اور اکثر نپولین کے شریک ہوگئے۔ لہٰذا کونٹ مجبور ہوکر صرف ایک ہمراہی کے ساتھ لیانس سے فرار ہوا اور اس موقعہ پر نپولین نے پھر اپنی جبلّی قدردانی اور عالی خیالی کا ثبوت دیا یعنی۔ اُس نے اس وفادار سپاہی کو جس نے بوربون بادشاہ سے وفاداری کرکے کونٹ آرٹوائز کا ساتھ نہ چھوڑا تھا لیجن آف آنر کا تمغہ بھیجا۔ اور یہ لفظیں کہلا بھیجیں۔

”میں کبھی شریفانہ فعل پر انعام دئیے بغیر نہیں رہتا۔“

اور جب یہ دوسرے وفاشعار لوگ جنھوں نے کونٹ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا نپولین کے سامنے آئے اور کہا ہم خدمت کو حاضر ہیں تو نپولین نے اُن کو بڑی حقارت سے نکال دیا۔ اور کہا

”کونٹ آف آرٹوائز کا تم لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اس سے تمھارا چال چلن ظاہر ہو گیا جب مجھ پر مصیبت ہو گی تم میرے ساتھ بھی یہی سلوک کرو گے۔ میں تمھارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم اپنی خدمات پیش کرتے ہو۔ لیکن بہتر ہے کہ تم سیدھے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔“

بوربون بادشاہ کو قوم اور سپاہ پر دوسرے بادشاہوں نے جبریہ مسلط کیا تھا پس بوربون بادشاہ کو قوم یا سپاہ سے وفاداری کا کوئی دعوےٰ نہ ہو سکتا تھا لیکن پرنس آرٹوائز کے ذاتی ہمراہی اُس کو مصیبت میں چھوڑ دینے سے ضرور نمک حرام ہوئے

مارشل لیفیور۔ ( ) نپولین کے ہمراہ اُس کی دست کشی کے وقت تک فان تن بلو ( ) میں تھا۔ اِس کے بعد وہ پیرس میں اسکندر کے سامنے پیش کیا گیا۔

اسکندر نے پوچھا ”اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم آئے تو تم پیرس کی شہر پناہ کے اندر نہ تھے۔“

لیفیور نے جواب دیا ”نہیں۔ جہاں پناہ۔ بدقسمتی سے ہم عین وقت تک پیرس نہ پہونچ سکے۔“

اِسکندر نے کہا ”ہیں۔ یہ تم نے بدقسمتی کا لفظ کیسے کہا۔ تو اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو پیرس میں دیکھنے سے تم کو رنج ہے۔“

شریف الخیال اور جواں مرد مارشل نے جواب دیا ”جہاں پناہ۔ اِس کی تو میں ضرور تعریف کرتا ہوں کہ جوانی کے عالم میں ایک فاتح ہو کر آپ فتح کا نرمی سے

استعمال کرتے ہیں لیکن کوئی شبہہ نہیں کہ اپنے ملک کے اندر آپ کو فاتح دیکھ کر مجھے انتہا کا رنج ہے۔"

شاہنشاہ اسکندر نے جواب دیا: "مارشل! میں تمھارے خیالات کی بڑی وقعت کرتا ہوں اس لئے کہ اِن خیالات نے تمھاری عزت کو میرے خیال میں اور بڑھا دیا ہے۔"

جب نپولین ایلبا سے واپس آیا تو لیفیور جلدی سے اُس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس کا شریک ہو گیا۔

◆

باب شصت و پنجم ۶۵

شادمانی کے ساتھ پیرس کو روانہ ہونا

میکڈانلڈ ([illegible]) کا شریفانہ چال چلن۔ لیانس میں استقبال۔ بیرن فلیوری (Baron Fleury) سے ملاقات۔ مارشل نے آک سیر ([illegible]) کے قریب پہونچنا۔ شاہنشاہ کے قتل کا ارادہ۔ شاہنشاہ کا تردد کہ خوں ریزی نہ ہو فان ٹن بلو ([illegible]) میں پہونچنا۔ میلن ([illegible]) میں انوکھا منظر۔ ٹوئی لریز ([illegible]) میں داخل ہونا۔ فرانس کا جوش۔ ڈچیز اینگولیم۔ [illegible] مُرات ([illegible]) کا قتل۔

۱۰۔ مارچ۔ کو شام کے چار بجے نپولین دریائے رون (   ) کے پل پر پہونچا۔ اُس کے ہمراہ عجیب وغریب انبوہ سپاہیوں۔ کسانوں۔ عورتوں اور بچوں کا تھا یہ لوگ نعرے مارتے جاتے تھے۔ ہوا میں شاخیں ہلاتے اور خوشی اور فتح کے راگ گاتے جاتے تھے۔ نپولین کی دست کشی کے بعد میکڈانلڈ نے بوربون بادشاہ کی ملازمت اختیار کر کے نمک حلال اور وفادار رہنے کا حلف کر لیا تھا۔ اور اِس وقت یہی میکڈانلڈ اپنی دو پلٹنیں لئے ہوئے پُل کی حفاظت پر مامور تھا۔ لیکن جس وقت نپولین سامنے آیا۔

میکڈانلڈ کے سپاہیوں نے "شاہم زندہ ماناد" کا نعرہ مارا۔ اور سب کے سب میکڈانلڈ کو تنہا چھوڑ کر نپولین کی فوج سے جا ملے۔ میکڈانلڈ کو خود بھی نپولین سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور اُس کو خوف ہوا کہ کہیں میری خود محبت مجھ پر غالب نہ آجائے اور میں اپنے حلف کے خلاف نپولین کے پاس چلا نہ جاؤں۔ لہذا اسپنے گھوڑے کو خیز کیا اور نظروں سے غائب ہو گیا۔

شہر کے سب مرد و زن اور اطفال ایک سیلاب کی طرح کوچوں۔ سڑکوں۔ اور چوکون پر نکل پڑے اور اپنے محبوب شاہنشاہ کی آمد کی خوشی میں مجنونوں کی طرح مسرت سے نعرے مارتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نپولین کی ذات سے جیسا لیالنس کو فائدہ پہونچا تھا ویسا کسی اور شہر کو فرانس میں نہ پہونچا تھا۔ اور اس لیالنس کے باشندے نپولین کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ رات ہوتے ہی چراغاں سے شہر میں دن کا عالم ہو گیا۔ باشندے نپولین کو بڑی دھوم سے لیالنس کے آرچ بشپ[1] کے محل میں لے گئے اور خود اُس کا پہرا دیا۔ رات میں نپولین اُسی کمرے میں سویا جس میں سے کونٹ آف آرلوائز فرار ہوا تھا۔

نو بجے شب کو نپولین محل میں داخل ہوا تھا۔ اُسی وقت اُس نے بیرن فلیوری کو بلایا جو پہلے اُس کا ایک سیکرٹری تھا اور اُس سے حسب ذیل باتیں شروع کیں:—

نپولین۔ بیرن! تم کو یہ توقع ہرگز نہ ہو گی کہ میں اس قدر جلد واپس آجاؤں گا۔

بیرن۔ جہاں پناہ!۔ ہرگز نہیں۔ لیکن ایسے عجائبات تو آپ ہی دکھا سکتے ہیں۔ دوسرے کی کیا ہستی ہے۔

نپولین۔ پیرس میں اب کیا چرچے ہیں۔ اور جمہور کی کیا رائے ہے؟۔

بیرن۔ جہاں پناہ کی مراجعت پر سب کو خوشی ہے۔ قوم اور بوربون کے باہمی جھگڑے سے ہمارے حقوق ظاہر ہو گئے اور لوگوں میں آزاد خیالی پیدا ہو گئی۔

---

[1] آرچ بشپ۔ بڑا۔ یعنی لاٹ پادری ۱۲ مترجم۔

نپولین۔ میں جانتا ہوں کہ بوربون بادشاہ نے ایسی بحث چھیڑی ہے کہ جمہور کی نگاہ میں خود مختارانہ حکومت کی وقعت باقی نہیں رہی اور وہ حکومت کمزور ہوگئی ہے۔ ایک بڑی قوم کو آزاد اور خوش حال کرنے سے خوشی ہونا چاہیئے۔ میں نے فرانس کی شان بڑھانے میں کبھی کوتاہی نہ کی اور میں اُس کی آزادی کو کم نہ کروں گا۔ میں اب زیادہ اختیارات نہیں چاہتا۔ صرف اُسی قدر اختیارات کافی ہیں کہ ملک کا انتظام قائم رہے۔ خود مختارانہ حکومت اور آزادی کا کوئی ساتھ نہیں ہے۔ خلاف اِس کے جب نظم و نسق خوب قائم ہو جاتا ہے آزادی اُسی حال میں مکمّل ہو جاتی ہے لیکن جب انتظام میں کمزوری ہوتی ہے آزادی کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لیکن جب حکومت ظالم کے ہاتھ میں ہوتی ہے آزادی کی گردن پر چُھری پھر جاتی ہے۔ مجکو معلوم ہے کہ فرانسیسیوں کے لئے کِس بات کی ضرورت ہے لیکن عیاشی اور طوائف الملوکی ہرگز نہ ہونی چاہیے۔ بیرن۔ اب یہ تو بتلاؤ۔ کہ میں پیرس تو جاتا ہوں۔ لیکن مجھ سے رستے میں جنگ ہوگی یا نہ ہوگی۔ اِس کے متعلق کیا کیا خیالات ہیں؟

بیرن فلیوری۔ نہیں ہرگز جنگ کا خیال نہیں ہے۔ بوربون کو سپاہ پر کسی طرح کا اعتماد نہیں ہے اور نہ سپاہ کو بوربون پر بھروسہ ہے۔ بلکہ افسروں کو تو اِس گورنمنٹ سے نفرت ہے۔ اور یقین جانئے۔ جتنی افواج جہاں پناہ کے مقابلے کو بھیجی جائیں گی وہ اگر نُبل کی طرح جہاں پناہ کی سپاہ میں اضافہ ہو جائیں گی۔

نپولین۔ ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن یہ تو کہو کہ مارشلوں کی کیا نیت ہے؟

بیرن۔ اُن کو اِس بات کا ضرور خوف ہے کہ فان ٹن بلو کے مقام پر اُنھوں نے جہاں پناہ سے بے وفائی کی تھی۔ شاید یہ مناسب ہوگا کہ اُن لوگوں کا یہ خطرہ دُور کر دیا جائے اور اُن کو یقین دِلا دیا جائے کہ وہ سب باتیں فراموش کر دی گئیں۔

نپولین۔ نہیں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میں اُن کو کسی قسم کی تحریر بھیجوں۔ پھر تو وہ مجھ پر احسان جتلائیں گے۔ اور میں کسی کا اِحسان اُٹھانا پسند نہیں کرتا۔ سپاہیوں کی نیّت

بہت اچھی ہے۔ دوسرے افسر میرے حامی ہیں۔ اور اگر مارشلوں نے اُن کو روکنا چاہا تو اپنے تئیں ورطۂ ہلاکت میں ڈالیں گے۔ گارڈ کی طرف سے مجھکو یقین ہے۔ اور جو جن کے جی میں آئے کرے یہ سپاہی ایسے نہیں کہ اِن کو کوئی رشوت دے سکے اور گمراہ کر دے مارشل سنے کیا کر رہا ہے۔ بادشاہ کا اُس سے کیا برتاو ہے؟۔

بیرن۔ میرے خیال میں وہ کسی فوج کا جنرل نہین ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اپنی بیوی کی وجہ سے اُس کو دربار کی طرف سے شکایت ہے۔

نپولین۔ بیشک۔ مارشل سنے کی بیوی عجب طرح کی عورت ہے۔ اُس نے دربار میں عالی شان خاتون بننا چاہا ہوگا۔ لیکن پُرانی بیگمات نے اُس کا مذاق بنایا ہوگا میری دست کشی کے متعلق جھوٹے قصّے بیان کیے جاتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مارشل سنے نے مجھ سے سخت برتاؤ کیا اور اپنے طپنچہ کو میری میز پر رکھ دیا۔ اِلبا میں میں نے ایک اخبار میں پڑھا کہ جب میں آگرو سے ملا تو اُس نے مجھے بُرا بھلا کہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میرا کوئی ایسا افسر نہ تھا جو میرے سامنے آئے اور میرے مرتبے کا لحاظ نہ کرے۔ اُس کی کیا مجال تھی کہ میرے ساتھ گستاخی کر سکتا۔ اگر مجھکو آگرو کے اِعلان کا حال معلوم ہوتا تو میں اُس کو اپنے سامنے نہ آنے دیتا۔ یہ تو بزدلوں کا کام ہے کہ مصیبت میں مصیبت زدہ کی توہین کریں۔ اُس کے اعلان کے متعلق جس کی بابت یہ خیال کیا گیا اور مشہور کیا گیا ہے کہ میری جیب میں موجود تھا۔ مجھے تو ملاقات کے بعد یہ علم ہوا کہ ایسا اعلان دیا گیا ہے لیکن اب اِن باتوں پر خاک ڈالو۔ اب یہ بتاؤ کہ لوئی لرزیر میں کیا ہو رہا ہے۔ اور کیا کیا ہوا ہے۔

بیرن۔ جہاں پناہ۔ لوئی لرزیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ حتّٰی کہ جھنڈے تک علیحدہ نہیں کئے گئے ہیں۔

نپولین۔ مسکرا کر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری تجویز و ترتیب اُن کو پسند آئی ہوگی

اچھا۔ بادشاہ کے چہرے کی کیا صورت ہے۔ سکّے میں وہ کیسا معلوم ہوتا ہے؟ کیا اُس کا سکّہ خوب صورت ہے؟۔

بیرن۔ جیب سے ایک پچیس فرانک کا سکّہ نکال کر۔ اِس کا اندازہ تو جہاں پناہ خود فرمالیں۔ اور بیرن فلیوری نے وہ سکّہ نپولین کے ہاتھ میں دے دیا۔

نپولین۔ ارے۔ اِنھوں نے لوئی کا سکّہ دوسری وضع کا نہ ڈھالا۔ صورت تو خوب موٹی تازی ہے۔ لیکن۔ دیکھنا۔ سکّے سے میری عبارت "خدا فرانس کو اپنی حفاظت میں رکھے" اُڑا دی ہے۔ اور اُس کے بجائے "خدا بادشاہ کو حفاظت میں رکھے" قائم کیا ہے۔ یہ تو وہی قدیم حالت ہے۔ یعنی جو کچھ ہے اپنی فکر ہے۔ فرانس کی کچھ پروا نہیں ہے۔ ہائے فرانس۔ کن خود غرضوں کے ہاتھ میں تو پھنس گیا ہے۔ کیا یہاں قرب وجوار میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو مجھ سے ذاتی قریبی تعلق رکھتے تھے۔ میں اُن سے بھی بہت سی باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ اصل معاملات کا زیادہ اِنکشاف ہو جائے۔ ہورٹنس کس شغل میں ہے؟۔

بیرن۔ اب بھی عقل ونفاست کے قدر دان اُس کے یہاں جمع رہتے ہیں اور اگرچہ ملکہ ہورٹنس کے پاس تاج وتخت نہیں ہے تاہم تمام پیرس کے لوگ اُس کی عزت کرتے ہیں۔

نپولین۔ ہورٹنس نے ایک بڑی حماقت کی کہ بوربون کی سرکار سے ڈچیز (نواب بیگم) کا خطاب لینا قبول کر لیا۔ اُس کو لازم تھا کہ اپنے تئیں میڈیم بوناپارٹ کہتی رہتی۔ یہ نام پورا اور کافی تھا۔ اگر غریب جوزیفاین زندہ ہوتی تو ہورٹنس کو اچھی اور نیک صلاح دیتی۔ کیا جوزیفاین کے مرنے پر زیادہ رنج کیا گیا؟۔

بیرن۔ جہاں پناہ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ تمام فرانس کو جوزیفاین سے جیسی محبت تھی اور اُس کی کس قدر عزت تھی۔

نپولین- ہاں بیشک- جوزیفاین اِس کی مستحق تھی- وہ بڑی نیکو صفات خاتون تھی وہ بڑی عاقلہ تھی- مجھے بھی اُس کا بڑا صدمہ ہوا- جس دن میں نے اُس کے انتقال کا حال سُنا- بس کیا بتاؤں کہ وہ دِن کیسا تھا- مجھے تمام عمر میں ایسا صدمہ یاد نہیں ہے- کیا سرکاری طور سے جوزیفاین کا ماتم کیا گیا؟-

بیرن - جہاں پناہ- نہیں- سرکاری طور سے ماتم نہیں کیا گیا- اور اگر شاہنشا اسکندر جوزیفاین کے بچوں کو اپنی خاص حفاظت میں نہ لے لیتا تو مجھے خطرہ تھا کہ اُن کو سخت عذاب دیئے جاتے-

نپولین - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو اسکندر سے محبت ہے- لوگوں کا اس کے متعلق کیا خیال ہے- کہ میرے فرانس واپس آنے پر متحدہ بادشاہ کیا خیال کریں گے

بیرن- جہاں پناہ- عام خیال ہے کہ آسٹریا کا شاہنشاہ تو آپ سے متفق اور متحد ہو جائے گا اور بوربون کے اِخراج اور ذلت پر روس کے شاہنشاہ کو کوئی افسوس نہ ہوگا-

شاہنشاہ- یہ کیوں؟-

بیرن - یہ خیال ہے کہ جب اسکندر پیرس میں تھا تو بوربون سے خوش نہ تھا اِس لئے کہ بوربون کا میلانِ خاطر انگلستان ہی کی طرف تھا اور لوئی ہیجدہم یہ کہتا تھا کہ مجھے فرانس کا تاج انگلستان ہی کے بادشاہ نے دیا ہے- اور اِس بات سے اِسکندر ناراض ہو گیا-

شاہنشاہ - بہت اچھا ہوا کہ یہ بات مجھے معلوم ہو گئی- اب یہ بتاؤ کہ اسکندر نے میرے بیٹے کو بھی دیکھا-

بیرن- ہاں- جہاں پناہ دیکھا- پدرانہ شفقت سے اسکندر نے بچہ کو پیار کیا اور کہا- ہے ہے! یہ تو نہایت ہی اچھا بچہ ہے- دیکھو- مجھے لوگوں نے اِس بچے کے متعلق کیسا دھوکا دیا-

نپولین - اِس بات کے کہنے سے اِسکندر کی کیا مُراد تھی؟-

بیرن۔ اِسکندر سے کہا گیا تھا کہ بچہ ناتوان اور ناکارہ ہے۔

نپولین۔ خدا اِن بے ایمانوں کو غارت کرے۔ میرا بچہ تو نہایت ہی تندرست ہے اور بڑھ کر بہت ہونہار ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنے وقت کا بڑا معزز اور نامور شخص ہوگا۔

لیانس میں نپولین چار دِن مقیم رہا۔ اور اِس زمانے میں شہر کے اندر بڑے جشن اور خوشیاں رہیں۔ ملاقاتیوں سے نپولین بڑی بے تکلفی کے ساتھ گزشتہ غلطیوں اور پریشانیوں کا حال بیان کرتا تھا۔

اُس نے کہا "فرانس کی مصائب کے متعلق یہ نہیں ہے کہ میں بھی قابل الزام نہیں ہوں لیکن کیا کرتا۔ حالات ہی کچھ ایسے آکر زبردست پڑے تھے کہ سلطنت کو وسیع کرنا لازمی ہو گیا تھا۔ لیکن اب یہ خیال میں نے قطعی ترک کر دیا ہے۔ فرانس کو دم لینے کی ضرورت ہے۔ جاہ طلبی کی وجہ سے میں واپس نہیں آیا ہوں بلکہ حُبِ وطن مجھ کو کھینچ کر لائی ہے۔ میں ایلبا میں بڑے آرام سے رہنا پسند کرتا اور آئندہ جھگڑوں میں نہ پڑتا۔ لیکن مجھ کو معلوم ہوا کہ فرانس مصیبت میں ہے اور میرا محتاج ہے۔ میں اِس لئے واپس آیا ہوں کہ اُنھیں مقاصد اور اغراض کی حفاظت کروں۔ جن کے حصول کے واسطے فرانس میں انقلاب عظیم ہوا تھا اور قوم کے ساتھ یک دِل ہو کر کام کروں۔ اور اِسی سے فرانسیسی قوم کی آزادی اور حقوق کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اور میرا سب سے بڑا مدعا یہی ہے کہ یہ فرانسیسی قوم خوش حال ہو جائے جس کی اعانت سے خود مجھے سب کچھ حاصل ہوا۔"

لیکن یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ نپولین فرانس میں بے کار مقیم رہا۔ نپولین بڑے عزم و ثبات اور محنت سے برابر اُن تجاویز کو پورا کر رہا تھا جن سے اُس کا جمہوری تخت مستحکم ہو۔ حکم پر حکم جاری ہو رہے تھے جن سے اُس کے دشمن پریشان اور بدحواس ہوتے تھے اور جمہور کے دلوں میں تازہ جوش پیدا ہوتا جاتا تھا۔ نپولین کے سخت مخالف دشمن مؤرخ بھی اِس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ احکام جمہور کے نہایت ہی حسب حال

اور سفید تھے سلطنت کے مجسٹریٹ اپنے عہدوں پر بحال کئے گئے تھے۔ بوربون کے جھنڈے کے بجائے شاہی عقاب وار جھنڈا ہوا میں لہرانے لگا تھا۔ موروثی اور خاندانی دعاوی اور خطابات فنا کر دیے گئے تھے۔ اور ریاستوں کے خریدار ریاستوں پر قابض کر دیے گئے تھے۔ بوربون کی مقرر کی ہوئی دو مجلسیں توڑ دی گئی تھیں۔ اور جمہور کو اطلاع دی گئی کہ نئی مجلس کے اراکین انتخاب کرنے کو جمع ہوں۔ اور یہ مجلس موجودہ دشواریوں پر غور کرے گی۔ ان احکام سے عام اطمینان ہو گیا۔ کیوں کہ ان احکام سے رعایا کے حقوق کا لحاظ کیا گیا تھا اور اُمراء کے دعاوی کی مخالفت کی گئی تھی۔ اور اب ہمیشہ کی طرح تمامی جمہور نپولین سے بڑی الفت اور محبت کے ساتھ متفق ہو گئے۔

اُس حکم کی تمہیدی عبارت جس سے بوربوں کی مجالس شکست کی گئی تھیں حسبِ ذیل ہے

ص (۵۰۵) "بوربون بادشاہ کی مقرر کی ہوئی مجلسِ اُمرا میں بڑے بڑے نقص ہیں۔ یعنی اس کے بعض اراکین تو وہ لوگ ہیں جو اپنے ملکِ فرانس کے خلاف لڑے ہیں اور بعض اراکین ایسے ہیں جو قدیم اُمرائی حقوق کو پھر سے قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور مختلف درجہ کے جمہور کی مساوات کو میٹ دینا پسند کرتے ہیں۔ اور قومی ریاستیں جو فروخت ہوئی ہیں اُن کی بیع کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ جمہور کو اُن حقوق سے محروم کرنا چاہتے ہیں جن کے واسطے جمہور اپنے قومی افتخار کے لئے دشمنوں سے برابر پچیس ۲۵ سال تک لڑے ہیں۔

"مجلسِ قانون ساز کے ڈپٹیوں کے اختیارات ختم ہو گئے۔ اور مجلسِ جمہوری کی اب کوئی قومی وضع باقی نہیں۔ کیوں کہ اس مجلس کے بہت سے اراکین نے اپنے تئیں ناقابل کر دیا ہے اور قوم کو اِن اراکین پر اس لئے اعتماد باقی نہیں رہا ہے کہ انہوں نے حقوقِ اُمرائی کو قائم کرنے میں اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ اُمرائی حقوق وہی حقوق ہیں جو جمہوری حکومت نے فنا کر دیے تھے۔ اور فرانس کے جمہور کو وہ

قرضہ ادا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ جو فرانس کے مخالفین سے جتھہ بندی کرنے کے لئے خط و کتابت میں یا اُن افواج کو امدادِ زر دینے میں عائد ہوا ہے جو خود فرانس کے مقابلے میں آ کر لڑیں اور اِن ارکین نے بوربون بادشاہ کو جائز بادشاہ کا خطاب دیا اور فرانسیسی جمہور اور اُن کی افواج کو باغی قرار دیا۔ اور اُن تارکانِ وطن کو جو برابر پچیس ۲۵ سال تک فرانس کی رگِ جان میں نشتر مارتے اور اُس کے اعضائے رئیسہ کو مجروح کرتے رہے اچھے فرانسیسی کہا۔ پس ثابت ہو گیا کہ جمہور کی ہر طرح سے حق تلفی کی گئی اور اِس مکروہ اصول کو جائز اور واجبی قرار دے دیا کہ" رعایا تخت کے واسطے بنی ہے۔ تخت رعایا کے واسطے نہیں بنا ہے۔ نظر بر آں۔ ما بدولت حسبِ ذیل حکم صادر فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

نپولین کے سلیقے اور ذکاوت کا اِن احکام سے پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ کیوں کہ اِن کے جاری ہوتے ہی اُس پر اعتماد ہونے لگا۔ خطرات دفع ہو گئے۔ دوستی مستحکم ہو گئی۔ اور جمہور اور سپاہ جوش سے بھر گئے۔ نپولین جمہوری حقوق اور مساوات کا پورا حامی بنا رہا۔

بیرن فلیوری نے یہ تماشے سب اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور وہ لکھتا ہے "اگرچہ میں نے جمہور کے جشن اور خوشیاں بہت موقعوں پر دیکھی ہیں۔ لیکن لیانس کے باشندوں کی مسرت کا تو کچھ عالم ہی نرالا تھا۔ شاہنشاہ کے ایوان اور گھاٹوں کے علاوہ دور دور کوچوں۔ سڑکوں۔ اور محلّوں پر خوشی کے نعروں سے ہوا گونجتی تھی۔ مزدور اور اُن کے آقا۔ عام شہری اور خاص لوگ ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے شہر میں گاتے اور ناچتے پھرتے تھے۔ جن کی مسرت گویا جنون کے درجے کو پہونچ گئی تھی عجب بے خودی طاری تھی۔ جدھر دیکھئے نیا انبساط کا سامان تھا۔ اجنبی لوگ جو ایک دوسرے سے واقف نہ ہوتے ٹھہر جاتے۔ ہاتھ

بلاتے اور شاہنشاہ کی واپسی پر مبارک بادیں دیتے۔ نیشنل گارڈ بھی نشۂ مسرت سے چور ہو رہا تھا۔ کیوں کہ نپولین نے اُس پر ایسا اعتماد کیا تھا کہ نپولین اِس وقت اُسی کی حفاظت میں تھا۔ لیکن جس دِن نپولین شہر سے رخصت ہوا تو غم بھی اُسی طرح ظاہر کیا گیا جس طرح اُس کی آمد پر خوشی کا اظہار ہوا تھا۔"

اِدھر تو یہ تماشے ہو رہے تھے اُدھر بوربوں بادشاہ نے "بدبخت قسمت آزما (نپولین) اور اُس کے ہم درد گروہ کے خلاف ایک فرمان جاری کیا جس میں اُس کو حفاظتِ قانونی سے خارج کیا اور اُس کے "سر" کی قیمت مقرر کر دی اور اُس کے معاونوں کو باغی گردانا۔ جس وقت نپولین شادمانی سے "گرنوبل" میں داخل ہوا تھا تو پیرس کے اخبار مانیٹیور میں اُس نے پڑھا "بوربوں بادشاہ کو ہر مقام پر کام یابی ہوئی۔ حملہ آور نپولین کے سب رفیق اُس سے علیحدہ ہو گئے اور اب نپولین پہاڑوں میں فراریوں کی طرح بھاگا بھاگا پھر رہا ہے۔ اور چند روز میں گرفتار ہوا چاہتا ہے" بوربوں بادشاہ نے مارشل نے کو ایک درخواست بھیجی کہ فوراً آکر فوج کی سپہ سالاری کرے اور نپولین کو روکے۔ مارشل نے اِس زمانے میں اپنے مفصلات کے مکان میں آرام سے رہتا تھا۔ چوں کہ بوربون بادشاہ سے نمک حلالی کا اُس نے عہد و پیمان کر لیا تھا وہ فوراً آیا۔ اور بیسن کن (   ) میں پہونچا۔ لیکن جب اُس نے فوج کا چارج لیا تو افسروں نے اُس سے کہا "آپ چارج تو لیتے ہیں لیکن سپاہ کو یہ ترغیب دینا کہ وہ نپولین کے مقابلے میں جنگ کرے قطعی ناممکن ہے۔" مارشل نے فوج کا معاینہ کرنے لگا۔ لیکن سپاہ نے "نپولین زندہ ماناد" کا ایسا نعرہ مارا کہ مارشل نے بدحواس ہو گیا۔ یہ وہی نعرہ تھا جو خود مارشل نے ہمیشہ سُنا کرتا تھا۔ اور یہ وہی سپاہ تھی جس کا مارشل نے ایک عظیم الشان مارشل رہ چکا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اُس کے پاس خبریں چلی آتی تھیں کہ نپولین بڑی شادمانی اور کام یابی سے آگے بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اور شہر

اور قریہ جہاں سے اس کا گذر ہوتا جاتا ہے اُس کا شریک ہو رہا ہے۔ قوم اُس کا استقبال کر رہی ہے۔ اور بوربون کا فرانس میں ٹھہرنا بالکل ناممکن ہے۔ مارشل نے اپنی پریشانی سے ایک عذاب میں پڑ گیا تھا۔ اور بعد کو اُس نے کہا ہے "اگر مجھے اُس موقعہ پر موت آ جاتی تو بہتر ہوتا کہ اُس پریشانی اور فکر سے رہائی ہو جاتی" چنانچہ اسی پریشانی میں اُس نے جنرلوں کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ اور کہا "میں کیا کروں؟ مجھ سے تو ممکن نہیں کہ سمندر کی موجوں کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے روک لوں"

تمامی جنرلوں نے یک زبان ہو کر مارشل نے کو یقین دلایا کہ نپولین کا مقابلہ کرنا عبث ہے۔ چنانچہ یہ موقع نفع اور لالچ کا ایسا تھا کہ معمولی نیکوکاری کا آدمی ثابت قدم نہ رہ سکتا تھا۔ تاریخ میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھا ہے کہ "مارشل نے نے غیرت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اُس نے اُس عہد و پیمان کا کچھ لحاظ نہ کیا جو بوربون بادشاہ کے ساتھ کیا تھا۔ اور اس سے مارشل نے کی شہرت اور نام وری کی پیشانی پر ایسا دھبہ اور کلنک کا ٹیکہ لگا کہ دھوئے نہ چھٹے گا۔ اور ہر ایک فیاض خیال شخص اُس کے زوال[عہ] پر تاسف سے نگاہ کرے گا" چوں کہ اب دُنیا کا رجحان نپولین کے موافق تھا اُسی رجحان کے موافق مارشل نے نے فوج میں حسب ذیل اعلان بھیجا:-

"سپاہیو! بوربون خاندان کا اقبال ہمیشہ کے لئے جاتا رہا اور وہ خاندان جس کو قوم نے جائز قرار دیا ہے بہت جلد تخت نشین ہونے والا ہے۔ سلطنت کرنا ہمارے بادشاہ نپولین کا حق ہے۔ انجام کار آزادی غالب آئی۔ اور ہمارا اعظیم الشان شاہنشاہ عنقریب آزادی کو ہمیشہ کے لئے مستحکم کرنے والا ہے۔ سپاہیو! میں وہی مارشل ہوں

[عہ] مارشل نے کے زوال سے اُس ہولناک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کہ نپولین سینٹ ہلینا بھیج دیا گیا تو مارشل نے پر بوربون نے نمک حرامی کا الزام لگا کر اُس کو گولی سے مروا دیا۔ جس کی تفصیل آئندہ ناظرین باب ۶۹ میں پڑھیں گے۔ ۱۲۔ مترجم۔

کہ ہمیشہ تمھاری سرداری کرتا اور فتح پاتا رہا ہوں۔ چنانچہ اب میں تم کو اُس جبروتی فوج کا بازو بنانے والا ہوں جس کے ہمراہ شاہنشاہ نپولین پیرس میں داخل ہونے والا ہے اور ہماری آرزوئیں چند روز میں بر آنے والی ہیں۔ "شاہم زندہ ماناد"

سپاہ کی خوشی کو جس وقت یہ اعلان اُس کے سامنے پڑھا جا رہا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے سب ترتیب و انتظام جاتا رہا تھا۔ اُور صفوں سے "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔

۱۳۔ مارچ کو یہ اعلان شائع ہوا تھا۔ اور اسی تاریخ کو نپولین نے لیانس سے کوچ کیا اور پیرس کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کی روانگی کے وقت لوگوں کا بہت بڑا ازدحام ہوا اور نپولین نے ایک بلند چبوترے پر کھڑے ہو کر ان لوگوں سے حسب ذیل خطاب کیا:۔

"لیانس کے باشندو! اب میں تمھارے شہر کو چھوڑتا اور پیرس کو جاتا ہوں۔ لیکن میں اپنے خیالات تم پر ظاہر کرتا ہوں جو تمھارے موجودہ طریق عمل سے میرے دل میں پیدا ہوئے ہیں۔ یاد رکھو کہ تم وہ لوگ ہو جن سے مجھے بڑی محبت ہے اور ہر حالت میں خواہ میں بادشاہ ہوا یا جلاوطنی میں رہا تمھاری محبت میں فرق نہ آیا۔ تمھارے اِس پاکیزہ اور شریفانہ چال چلن سے میں تمھاری بڑی عزت کرتا ہوں۔ تسلط ہو جانے پر میں لیانس میں پھر آؤں گا اور تمھاری دست کاری، حرفت اور شہر کی ترقی پر زیادہ غور کروں گا۔ لیانس کے باشندو! پھر سن لو۔ کہ مجھ کو تم سے بڑی محبت ہے۔"

اِن سچی لفظوں سے لیانس کے باشندوں کے دِلوں پر بڑا اثر ہوا۔ ہزاروں شخص رونے لگے اور اِسی حالت میں کہ ہچکی بندھی ہوئی تھی۔ نپولین کو خدا حافظ کہا۔ اِس رات میں پچیس ۲۵ میل چل کر نپولین۔ وِلفرنچی (   ) پہونچا اور سو رہا۔ دوسرے دِن فوج کو پیچھے چھوڑ کر خود آگے نکل گیا۔ اور میکن (   ) کو پار کر کے ساٹھ میل چالونس (   ) میں جا پہونچا۔ یہ حصہ فرانس کا نہایت گھنا آباد ہے۔ سڑکوں

پر لوگوں کے ہجوم ہو جاتے تھے - دیہات کی سڑکوں پر عارضی محرابیں قائم کی جاتی تھیں تمام رستے میں اسی اظہارِ محبت کے ساتھ نپولین کا خیر مقدم ہوا - جس وقت وہ چالوس میں داخل ہوا تو سخت بارش ہو رہی تھی - اور سرد ہوا کا طوفان برپا تھا - لیکن اس پر بھی قریب قریب سب ہی باشندے شہر کے باہر اُس کے استقبال کو نکل آئے تھے - یہ دیکھ کر نپولین کو تعجب ہوا کہ سامنے سے توپیں اور حربی سامان کی گاڑیاں آ رہی تھیں - لیکن لوگوں نے اُس سے کہا " جہاں پناہ ! - یہ وہ سامان ہے جو بوربون نے جہاں پناہ کے مقابلے کے لئے ہمارے شہر کو بھیجا تھا - لیکن ہم نے اس سامان کو چھین لیا اور حضور میں بہ طور نذر کے پیش کرنے کو لائے ہیں "

نپولین کو مبارک بادیاں دی جاتی تھیں اور وہ لوگوں سے باتیں کرتا جاتا تھا - اسی دوران میں اُس نے کہا :-

" کوئی شک نہیں کہ میرا دربار بڑا عالی شان تھا - اور میں شان و شوکت کا بڑا حامی تھا - لیکن اپنی ذات کے لئے نہیں - میرے لئے تو ایک سادہ سپاہیانہ کوٹ کافی تھا - شان و شوکت کو میں اس لئے پسند کرتا تھا کہ اس سے حرفت اور دستکاری کو ترقی ہوتی ہے - اگر یہ شان و شوکت نہ ہو تو دستکاری کی طرف کون متوجہ ہو - لیانس کے موروثی اُمراء کو میں نے نیست کر دیا - اُمراء تو ایک وہم و خیال ہیں اب لوگ خوب سمجھدار ہو گئے ہیں اور اُن کو یقین نہیں ہو سکتا کہ بعض اُن میں ایسے ہیں جو مادر زاد امیر پیدا ہوئے ہیں اور بعض بیچارے مادر زاد امیر نہیں پیدا ہوئے ہیں اب جو کچھ امتیاز باقی ہے وہ صرف یہی ہے کہ کون زیادہ لائق ہے اور ملک کی خدمات کس نے زیادہ کی ہیں "

۱۵- مارچ - کو نپولین - تیس میل آگے بڑھ کر آٹن (   ) میں جا پہونچا - اور ۱۶- مارچ کو ساٹھ میل کا دھاوا کر کے ایویلین (   ) میں داخل ہوا - ہر مقام پر

اُس کا برابر استقبال ہوتا جاتا تھا۔ کیین پر اُس کا استقبال ایسا نہ کیا گیا کہ محسوس ہوتا تھا۔ مارچ کو ایک کھلی ہوئی گاڑی میں وہ آگے روانہ ہوا۔ اور پچیس ۲۵ میل چل کر اکسیر میں پہونچا۔ لوگوں کی طرف سے محبت کا ایسا اظہار ہوا کہ جسمانی حفاظت کی کوئی ضرورت خیال نہ کی گئی۔ سپاہ سے آگے آگے وہ گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا اور اُس کے ہم راہ چند احباب تھے۔ نہ کوئی گارڈ ساتھ تھا نہ ملازم تھے۔

اکسیر میں پہونچنے کے چند گھنٹے بعد نپولین کو مارشل نے ملا۔ نپولین کو لوگوں کی پاسِ غیرت کا بڑا خیال رہتا تھا۔ اور اُس نے یہ بات معلوم ہونے سے پہلے کہ مارشل نے نے بوربون بادشاہ کی جانب داری سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے اُس کو اپنے گشتی احکام بھیج دیے تھے۔ جو اُس نے لیانس سے جاری کیے تھے۔

لیمرٹن صاحب لکھتے ہیں: "نپولین نے مارشل نے کو کوئی اور مراسلہ نہ بھیجا۔ اور نہ اُس سے یہ بات چاہی کہ بوربون بادشاہ سے بے وفائی کرے۔ کیوں کہ نپولین خوب جانتا تھا کہ ایسی درخواست کرنا مارشل نے کی توہین تھی۔"

مارشل نے نپولین کے سامنے آیا تو۔ مگر سخت گھبرایا ہوا تھا۔ اُس کو یاد تھا۔ کہ فان تن بلو میں نپولین کے ساتھ اُس نے دغا کی تھی۔ چنانچہ مارشل نے کو اب سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ وہ بوربون بادشاہ سے بھی نمک حرامی کر چکا تھا جس کے ساتھ وفادار رہنے کا اُس نے حلف کیا تھا۔ اور تاہم اُس کو یہ خیال تھا کہ فرانس کے ساتھ میں نے بے وفائی نہیں کی ہے۔ اِس زمانہ میں جیسی تبدیلیاں اور انقلاب ہو رہے تھے محتاجِ بیان نہیں۔ مارشل نے بہادر سپاہی تھا۔ لیکن اخلاقی خوبیوں کے اعتبار سے وہ کامل آدمی نہ تھا۔ تاہم یہ قدرتی بات ہے کہ اِس موقعہ پر اُس کو بڑی کشمکش کا سامنا تھا۔ فان تن بلو سے چلے جانے کی کچھ وجوہ وہ پیش کرنے لگا۔ لیکن نپولین نے سب باتوں کو فراموش کر کے اُس کا ہاتھ محبت سے پکڑ لیا اور کہا:

” مارشل نے! ۔ ذرا آگے تو مل لو۔ تمہارے آجانے سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ عذر و معذرت کی میرے سامنے کوئی حاجت نہیں۔ میں تو تمہارا او سپاہی دوست ہوں۔ اس لئے کہ میرے پاس تم سے زیادہ کوئی دوسرا شجاع نہیں ہے“

مارشل نے ۔ نے کہا ” جہاں پناہ اخباروں میں بہت جھوٹ لکھا گیا۔ میرا چال چلن ہمیشہ سچے اور خیر خواہ فرانسیسی اور سپاہی کی طرح رہا ہے اور جب فرانس کی خیریت کا معاملہ درمیان ہو تو جہاں پناہ مجھ پر ہمیشہ اعتماد کر سکتے ہیں۔ میں خون جو بہاتا ہوں تو صرف فرانس ہی کی خاطر بہاتا ہوں۔ جہاں پناہ مجھ کو آپ سے محبت ہے۔ لیکن فرانس سے سب سے زیادہ محبت ہے“

نپولین نے جواب دیا ” مجھے تمہاری نسبت کا جو تم کو فرانس سے اور مجھ سے ہے یقین ہے۔ اور میں جو واپس آیا ہوں اسی لئے آیا ہوں کہ مجھ کو فرانس سے محبت ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ فرانس کے جمہور کو تکلیف ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں کہ بوربون اور تارکانِ وطن کو فرانس بدر کر دوں۔ ۲۰۔ مارچ۔ یا ۲۵۔ مارچ تک میں یقیناً پیرس پہونچ جاؤں گا۔ اور مارشل سے کیا تم کو یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ بوربون بادشاہ اور اس کے حامی میرا مقابلہ کریں گے؟!“

مارشل نے ۔ نے جواب دیا ” جہاں پناہ مجھے تو یقین آتا نہیں کہ آپ کا مقابلہ کیا جائے“

نپولین نے کہا ” پیرس سے میرے پاس مراسلات آئے ہیں کہ محبانِ وطن میرے سخت منتظر ہیں اور قریب ہے کہ فساد برپا ہو جائے۔ اور مجھے خطرہ ہو گیا ہے کہ محبانِ وطن اور حامیانِ بوربون کے درمیان جنگ نہ ہو جائے۔ میں یہ بات ہرگز نہیں چاہتا کہ میری واپسی کے موقعہ پر خون کا ایک قطرہ بھی بہے۔ لہٰذا تم اپنے دوستوں کو لکھ بھیجو کہ میں آتا ہوں اور بندوق کے ایک فیر کی بھی حاجت نہ ہو گی۔ اور سب مل کر اس بات کی کوشش کریں کہ قطعی خون ریزی نہ ہو۔ اور ہماری کامیابی

بھی ویسی ہی بے داغ ہونی چاہیے جیسا پاکیزہ ہمارا مدعا ہے۔"

حامیانِ بوربون نے نپولین کو قتل کرا دینے کی بہت سی سازشیں کیں اور چاہا کہ نپولین کا رستے میں کام تمام کر دیا جائے۔ لیکن نپولین کے دوست نہایت ہوشیار رہتے تھے اور اُس کی حفاظت کرتے تھے۔ خود نپولین کو اپنی طرف سے کوئی فکر نہ تھی (ص ۵۰۷ اور بے وسواس لوگوں کے ہجوموں میں جو اُس کے پاس آیا کرتے تھے چلا جاتا تھا۔ اِن سازشوں کے متعلق بیرن فلیوری لکھتا ہے کہ شاہنشاہ نے مجھ سے کہا:۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ لوگ جو عنقریب میرے ہاتھ اور اختیار میں آنے والے ہیں کس طرح میرے قتل کی سازشیں کرتے اور میرے سر کی قیمت مقرر کرتے ہیں۔ اگر میں بھی یہی چاہتا کہ اِن کو قتل کرا کے اپنا پیچھا چھٹاؤں تو اب تک مدت کے یہ لوگ خاک میں مل گئے ہوتے۔ اُنھیں کی طرح جارجیز۔ برولرٹ۔ ابرویل۔ جیسے قاتل میں بھی مہیا کر سکتا تھا۔ اگر میں چاہتا تو بیس دفعہ بوربون شاہزادے مُشکیں کسے ہوئے زندہ یا مقتول میرے سامنے لائے جا چکے ہوتے۔ لیکن ایسی مذموم سازشوں سے تو مجھے ہمیشہ سے نفرت ہے۔ لیکن میں جب یہ بات دیکھتا ہوں کہ اِن شاہزادوں نے ہمارے ہزاروں ساتھیوں کو بلا تحقیقات حفاظتِ قانونی سے خارج مشتہر کر دیا ہے تو مجھ کو جوش آ جاتا ہے۔ کیا یہ بات سپاہ کو معلوم ہے۔؟ کیوں۔ بیرن فلیوری۔"

"اِس پر میں نے شاہنشاہ کو جواب دیا۔ جہاں پناہ! بعض کوتاہ اندیشوں نے سپاہیوں سے یہ بات کہہ دی ہے کہ بھائی ہم لوگ تو حفاظتِ قانونی سے خارج کر دیے گئے ہیں۔ اور بوربون بادشاہ کی طرف سے شاہنشاہ کو قتل کرنے کے لیے اُس کے باڈی گارڈ کے جوان متعین ہوئے ہیں۔ اِس پر سپاہیوں نے قسمیں کھالی ہیں کہ وہ اِن بدمعاشوں کو کسی طرح امان نہ دیں گے۔"

یہ سُن کر شاہنشاہ نے کہا۔ "یہ بڑی خراب بات ہوئی۔ میں اِس بات کی

ہرگز اجازت نہ دوں گا۔ میری بڑی خواہش یہ ہے کہ کسی فرانسیسی کی جان ضائع نہ ہو۔ اور ایک توپ یا بندوق کا فیر نہ ہو۔ لہذا ضروری ہے کہ میں سپاہیوں کو روکنے کی فکر کروں۔"

چنانچہ شاہنشاہ نے فوراً اپنے ہراول کے جنرل جیرارڈ کو لکھا:—

"مجھے خبر ملی ہے کہ تمھارے سپاہیوں کو اُن اعلانوں کے مضمون سے آگاہی ہوگئی ہے جو پیرس سے بوربون بادشاہ نے جاری کئے ہیں۔ اور انتقام لینے کی نیت سے سپاہ نے یہ عزم کرلیا ہے کہ حامیانِ بوربون کو قتل کرڈالیں گے۔ جنرل! دیکھو۔ جس شخص سے تمھارا مقابلہ ہوگا۔ وہ تمھارا ہم وطن فرانسیسی ہوگا۔ میں تم کو سخت ممانعت کرتا ہوں کہ ایک بندوق بھی فیر نہ ہو۔ اپنے سپاہیوں کے غصّہ کو فرو کرو۔ اور جن اخبار سے سپاہ کو اشتعال ہوا ہے اُن کی تردید کرو۔ اور اُن سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر اُن کے اسلحہ فرانسیسی خون سے رنگے ہوں گے۔ تو میں پیرس میں قدم نہ رکھوں گا۔"

اِس کے بعد اُس نے جنرل کیمبرون کو لکھا:—

"جنرل! میں نے تمھارے سپرد وہ مہم کی ہے۔ جو میری تمامی مہمات میں سب سے زیادہ اہم اور نامی ہے۔ سب فرانسیسی میرے انتظار میں بے قرار ہیں۔ تم کو ہر مقام پر دوست ملیں گے۔ دیکھو ایک بندوق بھی فیر نہ ہونے پائے۔ اپنے تاج کے حصول میں میں فرانسیسی خون کا ایک قطرہ بھی بہانا نہیں چاہتا۔"

اگسیر سے فان ٹن بلو چھہتّر میل ہے۔ ۱۹۔ مارچ۔ کو نپولین اُدھر روانہ ہوا نپولین کھلی ہوئی گاڑی میں سفر کررہا تھا۔ اور صرف دو گاڑیاں اور اُس کے ہمراہ تھیں۔ یعنی جنرل ڈروٹ کی گاڑی آگے تھی اور بیرن فلیوری کی گاڑی پیچھے تھی۔ اور چند پولینڈ کے لانسر سوار گاڑیوں کے ہمراہ تھے۔ فوج بہت پیچھے کئی گھنٹے کی مسافت پر آرہی تھی۔ نپولین کو شاہی رجمنٹ کے سواروں کے پرے آتے ہوئے

سلے۔ انھوں نے بوربون سرداروں کو چھوڑ دیا تھا اور تین رنگ کی کلغیاں ٹوپیوں پر لگائے ہوئے اور تین رنگ کا جھنڈا بلند کئے "نپولین زندہ باد" کے نعرے مارتے تیزی سے اپنے جائز بادشاہ سے مل جانے کو بڑھے چلے آرہے تھے۔ ان کو دیکھ کر نپولین گاڑی سے اتر پڑا اور سچی شفقت سے ان سے باتیں کرنے لگا اور اس توجہ سے ان سواروں کا جوش محبت دوبالا ہو گیا۔ پھر تمام رات سفر کرنے کے بعد چار بجے صبح کے قریب نپولین فان ٹن بلو پہونچا۔ اس کو اطلاع دے دی گئی تھی۔ کہ اس موقعہ پر بڑی احتیاط کرے کیوں کہ بوربوں بادشاہ کی دو ہزار فوج جنگل میں متعین تھی۔ لیکن نپولین نے اس کا عجیب وغریب جواب دیا۔ یعنی اس نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا: "جو کچھ ہونا ہے وہ تو پہلے سے لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے"۔

نپولین خاموشی سے خیال میں ڈوبا ہوا باغ میں برابر ٹہلتا رہا۔ اس وقت رات کی اندھیری چھائی ہوئی تھی اور یہ وہی مقام تھا جہاں اس سے پہلے نپولین کے ساتھ بڑے بڑے رفیقوں نے غدّاری کی تھی۔ اور اس کو ایسا روحانی صدمہ پہونچ چکا تھا۔ کہ گویا انسان کی طاقت اس کو برداشت نہ کرسکتی تھی۔ اور وہ سلطنت سے دست کشی کرنے پر مجبور ہوا تھا۔ پھر وہ کتب خانے میں گیا جہاں برسوں جوزیفاین کے ہم راہ فرانس کی ترقی کی افکار میں مصروف رہ چکا تھا۔ اس کے بعد وہ اس کمرے میں چلا گیا جہاں ایک سال قبل وہ سخت علیل ہوا تھا اور اس کے زوال کے منظر پیش آئے تھے۔ پھر نپولین ایک پلنگ پر لیٹ کر سو رہا۔

جس وقت نپولین فان ٹن بلو کے جنگل میں داخل ہو رہا تھا لوئی ہیجدہم یہ دیکھ کر کہ نپولین کا بڑے جوش وخروش سے استقبال ہو رہا تھا نہایت سراسیمہ اور پریشان ہو کر اپنی گاڑی میں سوار ہوا اور انھیں متحدہ بادشاہوں کی طرف فرار ہوا جن کی خون ٹپکتی ہوئی سنگینوں کی مدد سے وہ فرانس کے تخت پر بٹھلایا گیا تھا

وہ اُس نے پھر یورپ کے جابر بادشاہوں سے التجا کی کہ اپنی فوجوں کا سیلاب فرانس برباد کرنے اور خون بہانے کو روانہ کریں۔ یورپ کے غارت گر بادشاہوں یعنی روس پروشیا۔ اور آسٹریا کے تاج داروں کے لئے تو یہ نہایت ہی مرغوب کام تھا۔ اور ہنگری اور پولینڈ میں حقوقِ رعایا کو پامال کر کے اُنھیں اس کام میں خوب مشق ہو گئی تھی لیکن جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ "پارلیمنٹ والا آزادی پسند انگلستان بھی اپنے اُمراء کے دباؤ سے اِس مذموم کام میں شریک ہوا تو ہر شخص کا غصے سے چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے"

دوسرے دِن دوپہر کے قریب نپولین پھر گاڑی میں سوار ہوا۔ اور پیرس کو چلا۔ اور غالباً اِس بے نظیر مہم کا سب سے زیادہ انوکھا منظر پیش آیا۔ میلن میں جو فان ٹن بلو اور پیرس کے وسط میں واقع ہے بوربون کی طرف سے تجویز ہوا تھا۔ کہ آخری مقابلہ کیا جائے اور ایک غیر مُسلّح شخص نپولین کو روکا جائے۔ چنانچہ میلن میں قومی گارڈ۔ والنٹیر اور دیگر افواج جمع ہوئیں جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی۔ شاہی افواج تین قطاروں میں آراستہ کی گئی تھیں۔ اور خالی مقامات اور بازوؤں پر توپ خانے جمائے گئے تھے۔ اور مرکز میں بڑی فوج پیرس کی سڑک کا رستہ بند کئے ہوئے تھی۔ اِس فوج کا سپہ سالار ڈیوک آف بیری تھا۔ فان ٹن بلو سے میلن آتے ہوئے آنے والا ایک جنگل کو طے کر کے ایک اونچی پہاڑی پر برآمد ہوتا ہے جہاں سے سامنے کا میدان صاف نظر آتا ہے لیکن نیچے والے لوگوں کو آنے والا معلوم نہیں ہوتا۔

نپولین ایک معمولی شہری کے لباس میں گاڑی پر سوار رہا۔ کوئی سپاہ اُس نے ساتھ نہ لی اور اِس زبردست فوج کے مقابلے کو چلا۔ بوربون بادشاہ کی فوج سکوت کے (۱۸۱۵ء) عالم میں کھڑی تھی لیکن بینڈ باجے بج رہے تھے اور پُرانی بادشاہت کے نغمے جوش دِلانے کو بجائے جاتے تھے۔ آخرکار دوپہر کے قریب گھوڑوں کے سُموں کی مدّھم آواز سُنائی دی۔ اور چند سواروں کے پیچھے ایک کھُلی ہوئی گاڑی نظر آئی۔ اور جنگل سے برآمد

ہوکر پہاڑی کے نیچے جلد جلد اُترنے لگی۔ اور سپاہیوں نے اپنے محبوب شاہنشاہ کو اُس کی کلغی دار ٹوپی اور بھورے کوٹ سے پہچانا۔ اور تمامی فوج میں اِس سرے سے اُس سرے تک ایک گہرا سنّاٹا ہو گیا۔ اور پھر ایک بھنبھناہٹ پیدا ہوئی۔ گاڑی جلد جلد قریب آتی جاتی تھی۔ نپولین گاڑی میں کھڑا ہو گیا۔ اُس کے ساتھ حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا۔ وہ سامنے کو ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ گویا کہ وہ کسی کو بغل گیر کرنا چاہتا تھا۔ اب سپاہیوں کا رُکا ہوا جوش ایک دم سے اُبل پڑا۔ اور ہر ایک صف سے "شاہم زندہ مانا و" کے نعرے پے در پے بلند ہونا شروع ہوئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ بادل گرج رہے ہیں۔ اور آسمان پھٹا جاتا ہے۔ اِسی حال میں شاہنشاہ کا گارڈ بھی پہاڑی پر نمودار ہوا۔ اور اُس نے اپنے پرچموں کو ہوا میں جلوہ دے کر شاہنشاہ نپولین کے آگے بڑھنے کا بینڈ باجہ شروع کیا۔

بوربون بادشاہ کی فوج میں ترتیب کا خاتمہ ہو گیا اور صفیں ٹوٹ کر نپولین کی طرف پروانہ وار دَوڑیں۔ نپولین بھی گاڑی سے کود پڑا۔ اور اُن کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ طرفین کے سپاہی ایک دوسرے سے بھائیوں کی طرح بغل گیر ہوئے۔ اور نعرے مارتے اور روتے جاتے تھے۔ بوربون کے افسر یہ تماشہ دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ اور شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے چند سَو سواروں کو ہمراہ لے کر پریشانی سے فرار ہوئے۔ نپولین پیرس کی طرف روانہ ہوا۔ اور اُس کے ہمراہ سپاہیوں اور شہریوں کا ایسا اژدحام تھا کہ شمار نہ ہو سکتا تھا۔

تیزی سے بینڈ باجوں کے آگے آگے کوچ کرتا ہوا نپولین نَو بجے شب کو پیرس میں داخل ہوا۔ اُس کے ہمراہ چند سوار ہاتھوں میں مشعلیں لئے ہوئے تھے۔ سڑکوں پر مخلوق کا انبوہ تھا اور خوشی سے نعرے مار رہا تھا۔ کانکارڈ کے پُل کو عبور کر کے اور ٹوئی لریز کے گھاٹ کو پار کر کے نپولین لوؤری کی محراب میں ہوتا ہوا ایوان

کے صحن میں داخل ہوا۔ اور یہاں اپنے جاں نثار دوستوں کے گروہ کو جمع پایا جو خوشی سے دیوانے ہو رہے تھے۔

ایلی سن صاحب لکھتے ہیں ”جس وقت نپولین کی گاڑی رکی تو اُن لوگوں نے جو دروازے پر کھڑے تھے اُس کو ہاتھوں ہاتھ اُٹھا لیا۔ اور نعروں سے ہوا گونجنے لگی۔ اور افسروں کی جماعت کے درمیان۔ سروں سے اُونچا اُٹھائے ہوئے بڑے زینے پر چڑھ گئے۔ اور دعوت کے کمرے میں اُس کو پہونچا دیا۔ جہاں دربار کی عالی رتبہ لیڈیاں زرق برق لباس پہنے اور پھولوں کے گلدستے ہاتھوں میں لئے اُس کی منتظر تھیں اور اُس کو دیکھتے ہی خوشی سے باغ باغ ہوگئیں اور اُس کے رُخساروں۔ ہاتھوں۔ اور لباس کے بوسے لینے لگیں۔ کچھ عجب عالم مسرت و شادمانی تھا کہ تاریخ میں ویسا کہیں مذکور نہیں ہے۔

لیجئے بیس دن میں سات سو میل کی مسافت طے کر کے وسطِ فرانس میں کوچ کرتا ہوا نپولین بڑی کامیابی اور شادمانی سے پھر پیرس میں آ پہونچا اور اپنے ٹوئی لریز کے ایوان میں داخل ہو گیا۔ رستے میں کوئی شہر یا قریہ ایسا نہ تھا جہاں سپاہ اور جمہور نے مسرت کا اظہار نہ کیا ہو۔ اور بڑے جوش سے اُس کا استقبال نہ ہوا ہو۔ نپولین نے تنہا۔ غیر مسلح تین کروڑ باشندوں کی سلطنت پر حملہ کیا اور عجیب فتح تھا کہ خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ بہا۔ اور اُس نے تمامی افواج کو جو اُس کے مقابلہ میں بھیجی گئیں فتح کر لیا اور نپولین انوکھا شاہنشاہ تھا کہ رعایا کے جوشِ محبت نے بوربوں بادشاہ کو ایسا حواس باختہ کیا کہ نپولین کا مقابلہ کرنا تو چہ معنی وہ نپولین کے پیرس پہونچنے سے پہلے ہی فرار ہو گیا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے حملے اور ایسی فتح کی دنیا کی تاریخ میں کوئی اور بھی مثال موجود ہے؟۔ اور کیا آئندہ توقع ہو سکتی ہے کہ ایسی نظیر پھر بھی پیش آئے گی۔ پس نپولین کے جائز بادشاہ ہونے کی اس سے زیادہ روشن دلیل اور کیا

ہاتھوں سے چھپا کر ایسا رویا کہ ہچکی لگ گئی۔ پچھلی باتیں اور پچھلے کارنامے اُس کو یاد آ گئے۔ اور بچوں کی طرح بلک بلک اور سسک سسک کر وہ زار زار رویا۔ یہ حالت ایسی نہ تھی کہ دیکھنے والوں پر اثر نہ ہوتا۔ چنانچہ تمامی افسر بھی رونے لگے۔

متحدہ بادشاہوں نے ایسی دغا بازی سے کہ انھیں کی شان کے شایاں تھی بیچارے مُرات کو اُس نمک حرامی کی جو اُس نے نپولین کے ساتھ کی تھی اُجرت نہ دی۔ فرانس کے بوربون خاندان نے اِس غرض سے کہ موروثی بادشاہت کا اُصول پختہ ہو جائے۔ یہ عزم کیا کہ کچھ ہی ہو لیکن مُرات کو تخت سے اُتار دیا جائے۔ اور نیپلس میں پُرانا بوربون فرماں روا مقرر کیا جائے۔ رہے متحدہ بادشاہ تو انھوں نے جمہور سے کوئی عہد نامہ کبھی ایسا نہ کیا جس کو اپنے مطلب کے وقت جائز قرار دیا ہو۔ اُنھوں نے اِن عہد ناموں کی کبھی پروا ہی نہ کی۔ چنانچہ مُرات کے متعلق یہ کہنا شروع کیا کہ مُرات تو اپنے مطلب سے ہمارا شریک ہوا تھا۔ اُس نے ہماری مدد ہی کیا کی۔ اور بوربون بادشاہ۔ انگلستان اور آسٹریا نے ایک مخفی کمیٹی کر کے یہ طے کر لیا کہ مُرات نیپلس سے نکالا جائے اور بادشاہ فرڈی نینڈ اور اُس کی بدنام ملکہ بحال کی جائے۔ اِس طرح فریب خوردہ احمق مُرات کو انھوں نے ہر طرح سے محروم کرنا چاہا۔

مُرات کو یہ خیال ہو ہی رہا تھا کہ طوفان ٹوٹنے والا ہے جبکہ ۴۔ مارچ ۱۸۱۵ء کو یکایک خبر ملی کہ نپولین کینس (   ) میں ایلبا سے آ کر جہاز سے اُترا ہے۔ اِس وقت اپنی ملکہ کے ملاقات کے کمرے میں مُرات اپنے جنرلوں اور افسروں کے (ص ۵۱۱) درمیان تھا۔ اِس خبر سے اُس کو ایسی خوشی ہوئی کہ چہرہ شگفتہ ہو گیا اور اُس کو از سر نو اُمید پیدا ہوئی۔ اور بڑی کوتاہ اندیشی سے نپولین کا مشورہ لئے بغیر اُس نے متحدہ بادشاہوں پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اُس کو اُمید تھی کہ اُس کے فوراً کارروائی کرنے سے اُس کی گزشتہ تقصیر کی تلافی ہو جائے گی۔ وزرا نے اُس کو بہت سمجھایا۔

لیکن اُس نے ایک کی نہ سُنی اور کہا:-

"اٹلی ایک اشارے اور ایک آدمی کی مُنتظر ہے۔ میرے پاس اَسّی ہزار آزمودہ کار جرّار سپاہ ہے اور اُس کے ساتھ ایک قومی ملیشیا فوج ہے۔ دریائے پو کے کنارے کا ملک ایک آزادی دینے والے کا اِنتظار کر رہا ہے۔ یوجین کی پُرانی فوج کے جنرل جو مِلان میں موجود ہیں مجھ کو لکھتے ہیں کہ ہم بغاوت پر آمادہ ہیں۔ یہی حال پیڈمانٹ والوں کا ہے۔ اور جمہوری جھنڈے کے ہم راہ ہو کر یہ سب اٹلی کو آزاد و خود مختار کرنے کو آمادہ ہیں۔ وینس ذلیل ہو گئی ہے۔ وانیا کی کانگریس نے کوہستان[عہ] ایپی نائنس کے دونوں طرف رہنے والوں کو ناراض کر دیا ہے۔ پیڈمانٹ پر پھر سے اُمرا اور پادریوں کی حکومت قائم کی گئی ہے۔ اور بے چارے دوہری غلامی کی مصیبت میں پھنسے ہیں۔ اِسی طرح مِلان والے رُوم اور آسٹریا کے غلام بنائے گئے ہیں۔ اور فریادیں کر رہے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ تمامی صوبہ جات میں وُہی ظلم شروع ہو گیا ہے جو پہلے تھا اور جس ظلم سے چند روز کے واسطے اٹلی کو آزادی ملی تھی۔"

لیکن پھر بھی مُرات پر زور دیا گیا کہ متحدہ بادشاہوں کی دس لاکھ سپاہ کے سامنے اُس کی پیش نہ چلے گی۔ لیکن اُس نے کچھ پروا نہ کی۔ اور افسوس۔ اگر مُرات ذرا تامّل کرتا تو شاہنشاہ نپولین کے مشورے اور مدد سے بڑے بڑے نتیجے نکل آتے لیکن اُس نے وقت سے پہلے یُورش کر دی۔ اور دُشمن کی کثیر التعداد افواج سے شکست کھائی۔ اور اُس کی سب فوج کٹ گئی۔ مایوس ہو کر مُرات نے گولیوں کے طوفان میں گھس کر موت کو تلاش کیا لیکن موت نہ آئی۔ اور جھنجھلا کر وہ کہنے لگا "میرے گولی نہیں لگتی۔ اور مجھ کو موت نہیں آتی۔" آخر کار وہ بھاگ کر اپنے محل کو آیا اور اپنی ملکہ سے کہنے لگا "کیرولاین۔ سب خاتمہ ہو گیا۔"

[عہ] کوہستان ایپی نائنس۔ ملک اٹلی کے اندر پہاڑ د کا ایک سلسلہ ہے۔ مترجم ۱۲۔

لیکن یہ کیرولاین تو نپولین کی بہن تھی۔ کہنے لگی "نہیں سب خاتمہ نہیں ہوگیا۔ ہم اپنی آبرو کو بچائیں گے۔ مصیبت میں استقلال شرط ہے۔"

اِدھر نپولین تو بڑی شادکامی سے پیرس کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا لیکن مُرات ایک ماہی گیر کے بھیس میں نیپلس سے بھاگ رہا تھا۔ اور وہ فرانس کو پہونچا۔ مگر چونکہ نپولین کو پھر دوبارہ بہت جلد زوال ہوگیا مُرات کو متواتر بھاگنا پڑا۔ اور اُس کا خود سر بادشاہوں نے ہر مقام پر تعاقب کیا۔ کئی ہفتے تک وہ بھیس بدلے ہوئے آوارہ پھرتا رہا۔ طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔ نپولین بھی سینٹ ہلینا جارہا تھا۔ اور مُرات نے نیپلس کے تخت پر قبضہ کرنے کی ایک اور بڑی دلیرانہ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا اور گرفتار کرلیا گیا۔ اُس سے کوئی جواب نہ لیا گیا۔ اور کورٹ مارشل ہوا۔ اور فوراً اُس کے موت کا حکم دیا گیا۔ یہ حکم مُرات نے بڑے استقلال سے سُنا۔ اور بیٹھ کر اپنی بیوی کیرولاین کو حسب ذیل نامہ لکھا:—

"پیاری کیرولاین۔ میرا اخیر وقت قریب آپہونچا۔ اور چند لمحوں میں اِس دارِ ناپائدار سے میں کوچ کرتا ہوں۔ اور تم بیوہ ہوجاؤگی مجھے فراموش نہ کرنا۔ میرے دامن پر ناانصافی کا داغ نہیں ہے۔ میری پیاری کیرولاین! الوداع۔ میری پیاری خدا حافظ دُنیا کو دکھا دینا کہ تم میری بڑی لائق بیوی تھیں۔ دشمنوں سے تم محصور ہو اور میں تمہارے لئے کوئی ملک و دولت نہیں چھوڑتا مستقل رہنا مصیبت میں ثابت قدمی ہاتھ سے نہ جائے۔ یاد رکھنا کہ تم کیا ہو۔ اور تم کیا تھیں۔ اور خدا تمہارا یاور و مددگار رہے۔ مجھے یاد کرکے الزام نہ دینا۔ اور یقین جاننا کہ مرتے وقت سب سے بڑا صدمہ مجھ کو یہی ہے کہ تم مجھ سے دُور ہو۔ میں تم کو دعا دیتا ہوں۔ بچوں کو میری طرف سے پیار کرو۔ اور مجھ بدنصیب کی یاد کو فراموش نہ کرنا—

جوچم مُرات۔ از مقام پزود ۱۳؍ اکتوبر ۱۸۱۵ء

مراد قتل

اِس لمحہ میں جب کہ مُرات کو دارُالبقا کا سفر درپیش تھا۔ اُس نے مذہبی اِمداد کو ضروری سمجھا اور ضابطہ کی رسُوم ادا کرنے کے بعد اقرار کیا۔ کہ وہ ایک سچّا عیسائی مرتا ہے پھر مقتل کی طرف بڑے استقلال سے چلا۔ وہ قطاروں میں سپاہیوں کی ایک کمپنی بھری ہوئی بندوقیں لئے کھڑی تھی۔ مُرات نے اپنی آنکھوں پر پٹّی بندھوانے سے قطعی انکار کیا۔ اور مُسکرا کر اِن بندوقوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنی بیوی اور بچّوں کی تصویر کو جو ہمیشہ اُس کے گلے میں آویزاں رہتی تھی اُس نے بوسہ دیا اور سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "میرے چہرے کو بچا دینا۔ سینے پر گولیاں مارو"۔ اور فوراً بندوقوں کی ایک باڑھ چلی اور مُرات مُردہ ہو کر زمین پر گرا۔ اُس وقت مُرات کی اڑتالیس برس کی عمر تھی۔ مُرات میں باوجود اعلےٰ درجے کی شجاعت کے جو تہوّر کے درجے کو پہونچی ہوئی تھی بہت سی خوبیاں بھی تھیں۔ اُس نے اپنے لائق وزیر کونٹ ماربرگ سے ایک مرتبہ عجیب و غریب باتیں کیں۔ اُس نے کہا:۔

"میں سپاہی بھی رہا۔ جنرل بھی رہا۔ بادشاہ بھی رہا۔ لیکن اس سے مجھے بڑی خوشی ہے کہ کبھی میرے ہاتھ سے کوئی شخص نہ مارا گیا۔ یہ تو ممکن ہے کہ اپنے صدہا حملوں میں جب کہ اپنے رسالوں سے میں دشمن پر حملے کرتا تھا پستول کے فیر سے کوئی مجروح یا مقتول ہوا ہو۔ لیکن مجھے اِس بات کا علم نہیں ہے کہ واقعی ایسا ہوا۔ اگر کوئی شخص میری آنکھوں کے سامنے خود میرے ہاتھ سے مارا جاتا تو میری طبیعت کچھ ایسی ہی ہے کہ اُس کی صورت مجھ کو کبھی نہ بھُولتی بلکہ قبر تک میرا تعاقب کرتی"

مُرات کا نام کبھی نہ مرے گا۔ اُس میں بہت عیب تھے۔ لیکن صفتیں بھی اِتنی تھیں کہ لوگوں کو گرویدہ کر لینے کو کافی تھیں۔ چوں کہ وہ معمولی ذہن کا۔ بڑی محبت والا۔ تیز طبیعت شخص تھا اور اُس کے سامنے طرح طرح کے اغوا موجود تھے جو انسان کی روح کو ملوّث کرنے کے لئے کافی تھے۔ تو کوئی تعجب کی بات

نہیں کہ مرآت کے دَوْرِ زندگی میں کچھ بدنُما داغ ہوں۔ دُنیا کا دستور ہے کہ اغوائے نفس کے سامان کی عدم موجودگی کو نیکوکاری شمار کرتی ہے۔ پس انسان کے جُرم کو واقعی طور سے تو خدا ہی جان سکتا ہے اور اُسی عادلِ حقیقی کی عدالت میں اُن سب جنگ جُو لوگوں کا انصاف ہوگا جنھوں نے یورپ میں خون کے دریا بہائے۔ اور وہی ایسا فیصلہ کرے گا جس کا کہیں مُرافعہ نہ ہوگا۔

باب شصت و ششم ۶۶

متحدہ بادشاہوں کی ظالمانہ مخالفت

(۱۸۱۵ء لوئی ہیجدہم کا گرا۔ گورنمنٹ کا ترتیب دیا جانا۔ بنجمن کانسٹینٹ ( ) کونسل شاہی کا ایڈریس۔ ایکوین ( ) کا مدرسہ۔ متحدہ بادشاہوں میں جھگڑا۔ اُن کی پریشانی۔ ٹیلیرانڈ۔ ٹیلیرانڈ کی فصیح تقریر۔ متحدہ بادشاہوں کا فیصلہ۔ شاہنشاہ نپولین کا حفاظت قانونی سے خارج کیا جانا۔ ولنگٹن اور کاسلرے کا توڑ جوڑ۔ برطانیہ کے ہوس آف کامنس ( ) میں اختلاف۔ نپولین کے ساتھ برطانیہ کے جمہور کی ہمدردی۔ متحدہ بادشاہوں کے نام نپولین کا خط۔ نپولین کا یوروپ سے اپیل۔

ڈیوک آف بیری کی سپاہ بوربوں جھنڈوں کو توڑ اور پامال کر کے اور اپنا جمہوری تین رنگ کا جھنڈا لہرا کر کے خوشی سے نعرے مارتی ہوئی پیرس پہونچی۔ اور نپولین کو سلام کرنے کی استدعا کی۔ نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر صفوں کے سامنے آیا اور سپاہیوں کو اپنے گرد جمع کیا اور ہاتھ سے خاموش رہنے کا اشارہ کر کے اس طرح خطاب کیا:۔

سپاہیو! میں فرانس میں صرف چھ سو ۶۰۰ سپاہیوں کے ہمراہ آیا اور اس کی صرف

یہ وجہ تھی کہ مجھ کو تم پر اور جمہور پر بھروسہ تھا۔ اور وہی ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔ اے سپاہیو میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارے کارناموں کی جو کچھ شہرت ہوئی ہے وہ صرف تمہاری اور جمہور کی وجہ سے ہوئی۔ میری شان و شوکت کو صرف اسی قدر بس ہے کہ میں تمہاری محبت کو جانتا ہوں اور اُس کی قدر کرتا ہوں۔

"سپاہیو! فرانس میں میرا ہی تخت قائم ہونے سے سب کے حقوق میں مساوات ہو سکتی ہے۔ اب ہم کو چاہیے کہ فرانس سے بوربوں کو اس لئے نکال دیں کہ وہ غیر بادشاہوں کے اکورے ہیں۔ قوم بھی ہمارے اس ارادے میں ہم کو مدد دے گی۔ اور مجھ کو اور قوم کو صرف تمھیں پر بھروسہ ہے۔ ہماری یہ خواہش نہیں ہے کہ دوسرے ممالک کے مُعاملات میں دخل دیں۔ لیکن یہ بھی ہم سے گوارا نہ ہو سکے گا کہ دوسرے آئیں اور ہمارے مُعاملات میں مُخل ہوں۔"

پیرس کے اُن کوچوں اور سڑکوں سے جو بہت دُور تھے برابر نعروں کی صدا بلند تھی اور اِسی حال میں نپولین ٹوی لریز کے زینہ پر چڑھ کر اپنے پرانے کمرے میں گیا۔ لوئی ہیجدہم ایسی بدحواسی سے فرار ہُوا تھا کہ بہت سے مموریل جو اُس کے حضور میں پیش ہوئے تھے پیچھے چھوٹ گئے تھے۔ اُس کی آرام کرسی جس پر اپنے موٹاپے اور کمزوریوں کی وجہ سے لوئی ہیجدہم بیٹھا رہتا تھا گوشے میں بدستور پڑی ہوئی تھی۔ اپنے مُقوّے کو لوئی میز پر بھول گیا تھا جس میں اُس کے راز کے بہت سے مخفی کاغذات تھے۔ اب یہ کاغذ نپولین کے قبضے میں پہونچے۔ لیکن واہ رے حیا پرور اور نازک غیرت والے شاہنشاہ کہ اُس نے اپنے دشمنوں کے اِن مخفی کاغذات کو پڑھنا ہرگز پسند اور گوارا نہ کیا۔ اور حکم دیا کہ وہ لفافے میں فوراً سر بمہر کر دئے اور لوئی ہیجدہم کو بھیج دیے جائیں۔ ایک سردار نے نپولین کو خوش کرنے کی غرض سے لوئی اور بوربوں خاندان کے دوسرے اراکین کی ہجویہ تصویریں

نپولین کے سامنے رکھ دیں۔ نپولین نے غصہ ہو کر کہا "ان کو میرے سامنے سے ہٹالو میں ایسا ذلیل خیال اور کمینہ نہیں ہوں۔ کہ ان خفیف حرکتوں سے خوش ہوں" کمرے میں تسبیحیں صلیبیں اور پرستش کی مورتیں بھی تھیں۔ ان سب کو بھی نپولین نے کمرے سے علیحدہ کرا دیا اور کہا "فرانس کے شاہنشاہ کا کمرہ پادریوں اور راہبوں کے صومعوں سے مشابہ نہ ہونا چاہیے۔

اس نے میز پر فرانس کا نقشہ پھیلایا۔ اور یہ دیکھ کر کہ فرانس کا رقبہ مخالفین نے بہت کم کر دیا تھا اس نے تاسف کے ساتھ کہا: "ہائے فرانس" پھر کالن کورٹ کی طرف مخاطب ہوا "کالن کورٹ!۔ اپنے کوچ کے دوران میں میں نے صلح کا اعلان کیا ہے جہاں تک مجھ سے متعلق ہے میں وعدے کو پورا کروں گا۔ حالات بڑے سخت معلوم ہوتے ہیں۔ پیرس کے عہدنامے پر میں قائم رہوں گا۔ میں اب وہ باتیں منظور کر سکتا ہوں جو چیٹی لن میں قبول نہ کر سکا۔ کیونکہ اس سے میری آبرو میں دھبہ لگا جاتا تھا۔ فرانس نقصان اٹھانے پر مجبور کیا گیا۔ اور یہ فعل ہو چکا۔ لیکن اپنے بقائے تاج و تخت کے لئے مجھے یہ زیبا نہ تھا کہ فرانس کو ننگا کر دیتا۔ پس جیسا میں نے اب فرانس کو پایا ویسے ہی کام کروں گا۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ امن قائم رہے۔ اور متحدہ بادشاہوں کی بھی یہی مصلحت ہے کہ شعلۂ جنگ اب نہ بھڑکے۔ میں نے ملکہ کو لکھا ہے۔ اور وہ اپنے باپ کو اس بات پر راضی کرے گی کہ اس کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے"

نپولین واقع میں صلح کا خواہش مند تھا۔ اور اب بھی وہ ممکن خیال کرتا تھا کہ متحدہ بادشاہ فرانس کی خود مختاری کو تسلیم کر لیں گے۔ اگرچہ بہ ظاہر یہ بات قیاس میں آتی تھی۔ اور اسی خیال سے نپولین کو اشد ضرورت پیش آئی۔ اگرچہ یہ بات نپولین کے حق میں مہلک تھی کہ اس نے کسی قسم کی اپنی طرف سے جنگ کی طیاری نہ کی۔ متحدہ بادشاہوں کی اب بھی میدان میں قاہرہ افواج موجود تھیں جو فرانس پر ہر وقت

ٹڈی دَل کی طرح ٹوٹ سکتی تھیں۔ اِس کے خلاف فرانس کی فوجیں برخاست ہو چکی تھیں اور کسی قسم کے حربی سامان موجود نہ تھے۔ اگر نپولین فوراً ہی افواج کی فراہمی کی طرف متوجہ ہوتا تو متحدہ بادشاہ تمام یورپ میں ڈُگی پیٹ دیتے کہ دیکھو خوں ریزی کرنے والے جاہ طلب نپولین نے پھر طیاریاں شروع کر دی ہیں کہ یورپ میں خون کے دریا بہ جائیں اور اگرچہ نپولین کی عافیت اِسی میں تھی کہ اپنی افواج کو قائم کرتا لیکن محض بدنامی کے ڈر سے وہ قطعی اِس معاملے کی طرف متوجہ نہ ہوا اور اپنی صُلح کی تجویز کے نتیجے کا انتظار کرتا رہا۔ اور جنگ کے لئے طیار نہ ہوا۔ اور اگرچہ نپولین کے حق میں یہ بات سَمِّ قاتل تھی لیکن وہ مجبور تھا۔ اور ایسی سخت پریشانیوں میں پڑ کر نپولین کو متحدہ بادشاہوں کے فیصلے کا انتظار کرنا پڑا۔

نپولین نے نئی گورنمنٹ کو بہت جلد ترتیب دیا اور قوم نے اُس کو پسند کیا۔ مشیرانِ سلطنت بڑے لائق فائق شخص تھے۔ اُن کی شہرت اور حُسنِ تدبیر اور جمہور کی خیر خواہی سے سب آگاہ تھے۔ اِن مشیروں نے قوم کی طرف سے ایک ایڈریس طیار کر کے شاہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ لکھا تھا: "جہاں پناہ۔ شاہنشاہ کو قوم پھر اپنا فرماں روا بناتی ہے اور اِس سے قوم کے حقوق پھر قائم ہوتے ہیں۔ شاہنشاہ جائز فرماں روا ہے کیونکہ جس اصول سے وہ شاہنشاہ کیا گیا ہے وہ اصول جمہور کا قائم کیا ہوا جائز اصول ہے۔ اور گزشتہ پچیس سال سے اُس پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔" (ص۵۱۴)

نپولین نے جواب میں کہا: "بادشاہِ سلطنت کے صرف اول درجے کے شہری ہوتے ہیں۔ اور قوم کے اغراض و مقاصد کے موافق اُن کے اختیارات کم و بیش وسیع ہوتے ہیں۔ خود فرماں روائی جو موروثی کہلاتی ہے اُس کی وجہ یہی ہے کہ قوم کے مقاصد کو اُس کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس متذکرۂ بالا اصول کے سوا مجھے اور کسی جواز کا علم نہیں ہے"

بنجمن کانسٹینٹ بڑا لائق فرانسیسی تھا۔ اور جمہوری فریق میں نہ ویسا کوئی منشی تھا نہ ویسا فصیح و بلیغ مقرر تھا۔ جب قوم کی خواہش کے موافق نپولین نے وہ

اختیاراتِ اعلیٰ اپنے ہاتھ میں لے جن کے لئے بغیر فرانس اپنی خود مختاری کو یورپ کے خودسر بادشاہوں کے مقابلہ میں قائم نہ رکھ سکتا تھا۔ تو یہ بنجمین کانسٹینٹ نپولین کا مخالف ہوگیا۔ لیکن جب معاملات کی حالت کو دیکھا تو اُس کو تجربہ ہوا اور اُس کی رائے پلٹ گئی۔ یعنی اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ خودسر فرماں روائی نے غلبہ پایا۔ دوسرے غیر بادشاہوں نے بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر جبریہ بٹھلالا۔ اور پھر فرانسیسیوں نے غیظ آلود ہوکر بوربون بادشاہ کو فرانس بدر کیا۔ چنانچہ بنجمین کانسٹینٹ فوراً آکر نپولین کا شریک ہوگیا۔ نپولین نے اُس کی پرانے دوست کی طرح خاطر کی۔ اور نہایت بے تکلفی اور صفائی سے کہا۔ جمہور کی خیر طلبی نے اُس کو اعلیٰ اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور کیا تھا۔ اور یہ ایسا واقعہ تھا کہ ثبوت کا محتاج تو نہیں تھا مگر نپولین نے اس موقعہ پر اُس کو ثابت کیا۔

چنانچہ اُس نے کہا:۔ "جب مَیں نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی قوم میرے قدموں پر آگری۔ چونکہ تم نے مخالفت کا قصد کیا تھا۔ تم کو یہ بات یاد ہوگی۔ اُس وقت تمہاری مدد کہاں تھی۔ اُس وقت تمہاری طاقت کہاں چلی گئی تھی۔ کہیں نہیں۔ جتنے اختیارات قوم مجھ کو دینا چاہتی تھی مَیں نے اُن اختیارات سے کم لیے۔ جب میں ایلبا سے واپس آیا تو ہر مقام سے جمہور دوڑے۔ میرے پاس آئے۔ مجھے تلاش کیا۔ اور مجھے سلام کیا۔ کینس سے پیرس تک میں فتح کرتا ہوا نہ آیا۔ بلکہ ملک کا انتظام کرتا ہوا آیا۔ جیسا کہہ رہے ہیں کہ میں صرف فوج ہی کا بادشاہ نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو کسانوں اور عامی جمہور کا شاہنشاہ ہوں۔ اور اُن کے میرے درمیان اُلفت و ہمدردی ہے اُمرا کے ساتھ میرا یہ حال نہیں ہے۔ اُمرا نے میری خدمت کی ہے۔ اور وہ میرے ایوان میں ہجوم کے ہجوم جمع ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا عہدہ نہیں جو اُنھوں نے قبول نہ کیا ہو۔ مانگا نہ ہو اور اُس کی بابت التجا نہ کی ہو۔ سب ہی مقام کے اُمرا کا یہ

مل رہا ہے۔ لیکن میرے اور اُن کے درمیان ہمدردی نہیں ہے۔ اِس سرکش گھوڑے نے اِس لئے کام دیا کہ وہ تربیت یافتہ تھا لیکن ساتھ ہی اِس کے میرے خوف سے وہ کانپتا بھی تھا۔ لیکن جمہور اور میں تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں میں کون ہوں؟ جمہور میں سے ہوں۔ میری بات اُن کے دِلوں پر اثر کرتی ہے۔ میری اور جمہور کی طبیعت ایک واقع ہوئی ہے۔ وہ مجکو اپنا مُعین سمجھتے ہیں۔ اور اُمرا کی غلامی سے آزاد کرنے والا جانتے ہیں۔ مجھے صِرف ایک اشارہ کرنا پڑتا ہے۔ یا اپنی نگاہ بدلنی پڑتی ہے۔ اور اِسی کے ساتھ اگر اشارہ کر دوں تو تمامی صوبہ جات میں اُمرا کا قتلِ عام ہو جائے۔ لیکن میں طوائف الملوکی کے حامیوں کا بادشاہ ہونا پسند نہیں کرتا۔ معاملات پر عام طور سے مباحثے ہونا۔ آزادی سے اراکین کا اِنتخاب ہونا۔ جواب دِہ وزرا کی تقرری۔ مطبع کی آزادی۔ غرض وہ کون سی ایسی بات ہے جس کو میں پسند نہیں کرتا۔ خصوصًا مطبع کی آزادی تو میرا عین مُدعا ہے۔ مطبع کا دم بند کرنا اور اُس کی آزادی کو روکنا حماقت ہے۔ میں تو جمہور کا آوردہ ہوں۔ اور اپنی خوشی کا جاما میں جمہور کی آزادی کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ اب میری صرف ایک رسالت اور باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ فرانس کو پھر سے اُبھاروں اور نہایت ہی پسندیدہ طرزِ حکومت اُس میں قائم کر دوں۔ میں صُلح اور امن چاہتا ہوں لیکن فتوحات کے زور سے میں امن قائم کرنا نہیں چاہتا۔ کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں بڑا جھگڑا بڑھ جائے گا۔ اور بڑی طولانی جنگ ہوگی۔ اور اُس جنگ کو قائم رکھنے کی غرض سے قوم کو مجھے مدد دینا پڑے گی[1]۔

---

[1] ۔ اِن سائکلو پیڈیا امریکانا۔ میں نپولین کے متعلق نہایت انصاف کے ساتھ ایک مضمون ہے اور غیر طرف دار شخص اُس کو پڑھ کر ضرور داد دے گا۔ مضمون سے ذرا سا اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

"نپولین کے متعلق ہماری رائے میں اب جو رائے قائم کی جاسکتی ہے وہ ذیل کی مدّات میں قائم کی جاسکتی ہے

نپولین نے اب انتظامِ سلطنت کے متعلق پہلا کام ایسا کیا کہ اُس کے تمامی کارناموں میں انکو شمار کیا جاتا ہے یعنی اُس نے ہر ایک صوبے اور محکمے میں رائے دینے والوں کے حلقے قائم کیے اور عنانِ حکومت ہاتھ میں لینے سے قبل اُن کی رائے طلب کی کہ آیا وہ شاہنشاہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگرچہ اُس کی فرماں روائی کے متعلق مجلسِ سلطنت نے ایک گشتی حکم حسبِ ذیل جاری کر دیا تھا۔ اور نپولین کو قوم سے رائے لینے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اُس نے رائے لینے پر سخت اصرار کیا۔ مجلس نے حکم جاری کیا تھا:—

"۲۵- مارچ سنہ ۱۸۱۵ء۔ مجلسِ سلطنت اپنا کام اپنے ہاتھ میں لینے سے پہلے اپنا فرض یہ سمجھتی ہے کہ اپنے اُصولوں سے فرانس کو مطلع اور آگاہ کر دے۔"

"حکومت جمہور کی ہے۔ اور وہی جائز فرماں روا ہیں۔ سنہ ۱۷۸۹ء میں قوم نے اپنے حقوق کو فسخ کیا تھا۔ اور یہ وہ حقوق تھے جن پر غاصبوں نے ایک مدتِ مدید

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۹)

أ- کیا وہ غاصب تھا۔ یہ غاصب ہونے کا الزام نپولین پر ایسے دو فریقوں نے لگایا ہے جن میں خود باہم بڑا اختلاف ہے۔ یعنی ایک فریق تو وہ ہے جو بوربون جیسے بادشاہوں کا جن کو تاج وتخت وراثتاً پہونچتا ہے حامی ہے اور یہ فریق نپولین کے عالی شان کارناموں کو جنرل منک[عله] سے مشابہ بتاتا ہے۔ مگر امریکا میں خصوصاً سنہ ۱۸۳۲ء کے درمیان ہم کو اِس معاملہ پر بحث کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ دوسرے۔ غاصب ہونے کا الزام بعض جمہوریوں نے بھی لگایا ہے۔ لیکن یہ بات

عله - جنرل منک۔ انگلستان کا بادشاہ چارلس اول۔ جب قتل کر دیا گیا تو سنہ ۱۶۶۰ء تک انگلستان میں کرامویل اور اُس کے بیٹے نے ایک محافظِ سلطنت کی صورت سے حکومت کی لیکن آخر میں رعایا بے چین ہوئی اور چارلس اول کے بیٹے کو جو جلا وطنی میں تھا واپس بلانے اور بادشاہ کرنے کی تجویز کی۔ اِس زمانہ میں جنرل منک اسکاٹ لینڈ کی افواج کا جنرل تھا۔ چنانچہ اِسی نے خط و کتابت کرکے چارلس دوم کو جلا وطنی سے واپس بلایا اور سنہ ۱۶۶۰ء میں چارلس دوم۔ انگلستان کے تخت پر بیٹھا۔ ۱۲ مترجم۔

سے قبضہ کر رکھا تھا۔ اور اُن کا کچھ احترام نہ کیا تھا۔ قومی مجلس نے خودسر حکومت کا خاتمہ کیا۔ اور ایسی حکومت قائم کی کہ جس میں جمہور کے وکلاء کام کریں۔ اور لوئی فلپ بادشاہ نے جب جمہور کی خواہشوں کا مقابلہ کیا تو اُس کو زوال ہوا اور فرانس سے وہ نکال دیا گیا۔ کچھ ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ قوم نے مکرر اپنے طریقے پر حکومت کی وضع قائم کی جس سے اُس کے وکلاء انتظام کرتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہے:۔

۱۔ ۹ نو سنہ ۱۷۹۹ء میں نپولین بونا پارٹ جس کو فتوحات بادشاہ بنا چکی تھیں قوم کی رائے سے سردار بنایا گیا۔ اور اُس کو کانسل کا خطاب دیا گیا۔

۲۔ ” ۲۔ اگست سنہ ۱۸۰۲ء کو سینیٹ کی تجویز اور اُس کے گشتی اِعلان کی رُو سے بونا پارٹ نپولین تمام عمر کے واسطے کانسل مقرر کیا گیا۔

۳۔ ” ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۸۰۴ء کو نپولین سینیٹ کے اِعلان کے بموجب شاہنشاہ کیا گیا اور یہ طے پایا کہ اُس کی اولاد کو تخت وراثتاً پہونچے گا۔ (دسمبر ۱۸۰۴ء)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۰ سے)

ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ جب تک نپولین نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں نہ لی تھی فرانس میں کوئی جمہوری حکومت قائم نہ ہونے پائی تھی۔ پس ہم کو اب یہی سوال کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ آیا فرانس کا میلانِ خاطر جمہوری حکومت کی طرف تھا یا نہ تھا اور اِس صورت میں کہ نپولین کے نزدیک ایسی جمہوری حکومت فرانس میں استقلال کے ساتھ قائم ہو سکتی تھی اُس کو مدد دینا چاہیے تھا یا نہ تھا۔ وضعِ حکومت جس شے کا نام ہے خواہ وہ کسی قسم کی ہو قومی عادات وصفات اور حالاتِ ملکی کے اعتبار سے جو مقدم اُمور ہیں ایک ذیلی اور تابع چیز ہے اور وضعِ حکومت قومی عادات وصفات اور ملکی خصوصیات کے ہمیشہ ماتحت ہے۔ چنانچہ نئے تمدنی رشتوں کے قیام و بقا پر توجہ رکھنا نپولین کو ضروری تھا۔ پس اگر جمہوری حکومت سے اِنصاف۔ حفاظتِ جان و مال۔ اندرونی امن چین یا قومی آزادی کا خون ہوتا تھا تو جمہوری حکومت کو ہرگز ترجیح نہ ہونی چاہیے تھی۔ اور ہم کو یقین ہے کہ صاحب الرائے اور سمجھ دار آدمی اب ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ فرانس

" متذکرۂ بالا تینوں اہم واقعات قوم کی متفقہ رائے سے عمل میں آئے - چالیس لاکھ آدمیوں کی رائے سے یہ بات منظور ہوئی - پس بائیس ۲۲ سال سے بوربون بادشاہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا - اُن کو اُن کے معاصرین نے فراموش کردیا - اُن کو ہمارے قوانین - افادہ گاہوں - عادات وخصائل - اور شان وشوکت سے خبر نہ رہی اور ہماری موجودہ نسل کو بوربون بادشاہ اسی وجہ سے یاد رہا کہ اُس نے غیر بادشاہوں کو فرانس کے مقابلے میں جنگ پر آمادہ کیا اور خود فرانس کے اندر نفاق کی آگ بھڑکائی - اور غیر بادشاہوں نے آکر ایک مشروطہ گورنمنٹ قائم کی - چند اراکین سینیٹ میں جمع کئے اور اُن کے عہد وپیمان اور خواہش کے خلاف ہماری موجودہ طرزِ حکومت کو توڑ دیا اور ہمارے شاہنشاہی تخت کو لوٹ دیا - اور بوربون خاندان کو واپس بلا لیا - شاہنشاہ نپولین کی - دست کشی صرف اس وجہ سے عمل میں آئی کہ فرانس نازک حالت میں تھا - یہی حال شاہنشاہ کا تھا - چاروں طرف نمک حراموں کا زور تھا - اور پیرس دشمنوں کے حوالہ کردیا گیا - دست کشی کا خاص مقصد یہ تھا کہ خانہ جنگی اور خوں ریزی نہ ہو - چنانچہ وہ قانون جو جمہور نے منظور نہ کیا اور وہ فعل جو جمہور کی مرضی کے خلاف ہو اُس پاک معاہدہ کو جو قوم اور شاہنشاہ نپولین کے مابین ہوچکا ہے توڑ نہیں سکتا - اور بہ فرضِ محال اگر نپولین خود اپنی مرضی سے بھی دست کش ہوجاتا تو اُس کے بیٹے کے حقوق کسی طرح ضائع نہیں

(بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل)

کے اندرونی اور بیرونی تعلقات کو دیکھتے ہوئے اُس زمانے میں جمہوری حکومت اُس کے لئے مناسب وموزوں تھی - اور اگرچہ ہم لوگ خود جمہوری قوانین کے پابند اور حامی ہیں لیکن باوجود اس کے ہم جانتے ہیں کہ انسانوں کے بود وباش کے ممالک اور اُن اسباب کے لحاظ سے جو اُن کے گرد ہوتے ہیں حکومت کی وضع ضرور مختلف قسم کی ہونی چاہیئے - کچھ جمہوری حکومت ہی پر وضعِ حکومت ختم نہیں ہوگئی ہے - اور افسوس ہے کہ ایسی بدیہی سچی بات کو ہزاروں آدمی اب بھی نہیں سمجھتے - ۱۲

ہو سکتے کیونکہ قوم متفق ہو کر طے کر چکی ہے کہ شاہنشاہ نپولین کے بعد اُس کا بیٹا شاہنشاہ ہوگا۔

" لوئی اسٹینس لیس زیویر) (یعنی لوئی ہیجدہم) فرانس میں آیا اُس نے تخت پر قبضہ کر لیا۔ جمہور کو متحدہ بادشاہوں کا جو مع اپنی افواج کے موجود تھے خوف تھا اور وہ اپنی خواہش کا آزادی سے اور جائز طور سے اظہار نہ کر سکے۔ اور متحدہ افواج کی حفاظت میں لوئی ہیجدہم تخت نشین ہوا۔ لیکن اپنے پہلے حکم پر اُس نے اپنے سنہ جلوس کا اُنیسواں سال لکھا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ پچھلے اُنیس سال کے طولانی زمانے میں قوم نے جو کچھ کیا وہ محض بغاوت کا نتیجہ تھا۔ اِس لئے اِن ایام میں جب سے کہ لوئی ہیجدہم فرانس کے تخت پر متحدہ بادشاہوں کی مدد سے بیٹھا تھا جو کچھ کیا گیا قطعی ناجائز تھا اور سراپا ظلم تھا۔ یہ تمامی کارروائیاں اِس لئے اور بھی ناجائز اور کالعدم ہونا چاہیئے کہ جمہور کی عزت۔ آزادی اور حقوق کا کچھ بھی پاس و لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

" شاہنشاہ نپولین اب دوبارہ اُسی تخت پر جلوس فرما ہوا ہے جس پر قوم نے اُس کو بٹھلایا تھا اور اِس لئے اُس کا تخت پر بیٹھنا گویا قوم کے پاکیزہ ترین حقوق کا از سرِ نو قائم ہونا ہے۔ شاہنشاہ نپولین اُسی اُصول کے موافق حکومت کرنے کو واپس آیا ہے جس کو پچیس ۲۵ سال سے قوم نے جائز قرار دیا ہے اور منظور کیا ہے اور تمامی افسران و حکام نے بذریعہ حلف کے اپنے تئیں اُس اُصول کا پابند کیا ہے اور قوم ہی اپنی خواہش اور مرضی سے اُن کو اِس حلف سے سبکدوش کر سکتی ہے۔"

باوجودیکہ ایسا گشتی حکم جو اوپر بیان ہوا جاری ہو چکا تھا لیکن نپولین نے صرف اِس خیال سے کہ غصب کا خیال بھی نہ پیدا ہو سکے اِسی بات پر اصرار کیا کہ اُس کی دوبارہ تخت نشینی کا سوال قوم کے سامنے پیش کیا جائے۔ فرانس میں اِس وقت چار فریق تھے۔ بوربون کے طرفدار۔ آرلینس[۲] ( ) کے طرفدار۔ جمہوری[۳] حکومت کے حامی اور نپولین[۴] کے خیرخواہ۔ قوم سے رائے لی گئی

اوروش الکہ راسے کے غلبے سے نپولین فرانس کا فرماں روا مقرر ہوا۔ اور تاہم اِس کو متعدد بادشاہوں نے غضب کہا۔

تویلریز کے کمروں میں ہر وقت ہجوم رہتے تھے۔ نپولین سب کے ساتھ شفقت سے پیش آتا تھا۔ سینیٹ کے وہ اراکین جو نپولین کو تخت سے اُتار چکے تھے اب کانپتے ہوئے اور خائف حالت سے نپولین کے حضور میں حاضر ہوئے اور مبارک باد دی۔ نپولین اُن کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا اور کسی قسم کے غُصّے کا اِظہار نہ کیا اور کہا "جو کچھ ہوا میں تاریخ کے حوالہ کرتا ہوں کہ اُس میں فیصلہ اور انصاف ہو جائے گا۔ اور خود سب باتوں پر پردہ فراموشی ڈالتا ہوں"۔

ایکوین ( ) میں نپولین نے ایسے شخصوں کی یتیم بیٹیوں کے لئے جن کو لیجن آف آنر کا اِعزاز حاصل تھا ایک اِفادہ گاہ قائم کی تھی اور اِس اِفادہ گاہ کے دیکھنے کو نپولین گیا۔ یہ لڑکیاں جن پر نپولین کی فیاضی سے بڑا احسان ہو رہا تھا پروانہ وار اُس کے گِرد جمع ہو کر اُس کے قدموں پر لوٹ گئیں اور اُس کے ہاتھوں کو بوسے دینے اور دُعائیں دینے لگیں۔ اور ایسی محبت سے بھر گئی تھیں کہ رونے لگیں۔ نپولین نے ایک چمچے سے اُن کے کھانے کو خود چکھا۔ اور یہ چمچہ لڑکیوں نے تبرک سمجھ کر توڑ ڈالا اور اُس کے چھوٹے چھوٹے آویزے بنا کر اپنے گلوں میں پہن لئے۔ یہ لڑکیاں بالوں کے گُندھے ہوئے چھلّے پہنے تھیں اور ایک لڑکی نے ہمت کر کے ایک چھلّا نپولین کی اُنگلی میں پہنا دیا۔ پھر کیا تھا اِس مثال سے اَوروں کو بھی جُرأت ہوئی اور سب نے نپولین کے ہاتھ پکڑ کر بالوں کے چھلّے نپولین کی انگلیوں میں پہنا دیئے۔ نپولین نے کہا "لڑکیو؟۔ یہ بالوں کے چھلّے نہ سمجھنا یہ میرے تاج کے جواہرات ہیں۔ اور اُن ہی کی طرح میں اِن کو عزیز رکھوں گا"۔ جب شاہنشاہ گاڑی میں سوار ہونے لگا تو آب دیدہ ہو کر کہنے لگا۔

خوش نصیبی کی یہی معراج ہے۔ میری زندگی کے یہ لمحے سب سے زیادہ مسرت بخش ہیں۔"[عہ]

وائینا کی کانگریس میں متحدہ بادشاہ مہینوں سے اس بات پر جھگڑ رہے تھے کہ یوروپ کے مفتوحہ ممالک کو باہم کس طرح تقسیم کریں۔ دوسرے ممالک کے ایک لاکھ سے زیادہ نامور اشخاص وائینا میں یہ نادر تماشہ دیکھنے کو جمع ہوئے تھے۔ اور متحدہ بادشاہوں کی جلو میں اسّی ہزار آراستہ فوج موجود تھی۔ اور خود ان بادشاہوں کے جن کے قدم اب رعایا کی گردن پر تھے۔ سات سو سے زیادہ سفیر اس کانگریس میں فاخرانہ وضع سے حاضر تھے۔ اور مباحثے ہو رہے تھے۔ اور ملکی مباحث کی تکانوں کے بعد جلسوں اور جشنوں۔ رقص و سرود اور دعوتوں سے تفریح کی جا رہی تھی۔ اور میزبان کی حیثیت سے یہ بڑے مصارف آسٹریا کا بادشاہ اٹھا رہا تھا۔ اور شاہی سفرے پر یومیہ ایک لاکھ پچیس ہزار فرانک کا اوسط خرچ تھا۔

(۱۸۱۵) پولینڈ کی تقسیم پر بڑا جھگڑا تھا۔ یہی حال سیکسنی اور اٹلی کی تقسیم کا تھا۔ اور وہ وقت قریب آپہونچا تھا۔ کہ باہم تلوار چل جائے۔ یہی ہو رہا تھا کہ ایک قاصد نے آکر لارڈ کاسل رے کو اطلاع دی کہ نپولین ایلبا سے روانہ ہو گیا۔ ٹیلرانڈ ناچ کے جلسے میں جانے کو سنگھار کر رہا تھا اور یہ سنگھار انھیں عیاش لوگوں کی وضع سے

[عہ] نپولین جیسے شاہنشاہ کے کارنامے میں یہ واقعات بہت خفیف وضع کے ہیں۔ لیکن مصنف ان کو لکھ لکھ کر ناظرین کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہ صفات جو شفقت اور رحم دلی کی زندہ تصویریں ہیں خدا کبھی ظالم اور سفّاک کو عطا نہیں کرتا۔ یہ صفات تو اُسی سے ظاہر ہوا کرتی ہیں جس کے سینے میں رحم اور ہمدردی کے دریا موج زن ہوتے ہیں۔ اور ان سے ناظرین نتیجہ نکالیں کہ واقعی شاہنشاہ نپولین کیسا تھا۔ ۱۲ مترجم

ہو رہا تھا جن کے درمیان ٹیلیرانڈ تھا۔ اُس کے ہاتھ روغن سے تر تھے جو مشاطہ نے اُس کے ہاتھوں پر ڈالا تھا۔ وہ حجام اُس کے بالوں میں چھلّے ڈال رہے اور افشاں چُن رہے تھے۔ اِتنے میں اُس کی بھتیجی یعنی نوجوان اور حسین شہزادی کولنیڈ۔ میٹرنک کا ایک رقعہ لے کر کمرے میں گھبرائی ہوئی آئی اور رقعہ کے لفافے پر لفظ "جلدی اور مخفی" لکھے ہوئے تھے۔ ٹیلیرانڈ نے بالوں میں چھلّے ڈالنے کے لوہے کے آلوں سے نگاہ اوپر اٹھا کر دیکھا اور قاصدہ سے کہا: "میرے ہاتھ تر ہیں۔ تم ہی اِس لفافے کو کھول کر مضمون پڑھ دو۔"

اُس نے رقعہ پڑھا اور اُس کا چہرہ زرد ہو گیا اور کہنے لگی: "پروردگار! یہ کیا غضب ہوا۔ بونا پارٹ۔ ایلبا سے چل دیا۔ ہائے میرے جلسے کا کیا ہوگا۔"

ٹیلیرانڈ تو اِس طبیعت ہی کا آدمی تھا کہ کیسی ہی تعجب کی بات ہو اُس کے چہرے پر اثر نہ پیدا کر سکتی تھی اور ایک ذرا توقف کرنے کے بعد اُس نے کہا: "بیٹی! تم پریشان نہ ہو۔ اور تمھارا جلسہ تو ضرور ہوگا۔"

ٹیلیرانڈ نے تو اپنی کہنہ مشقی سے اپنے خوف کو چھپا لیا۔ لیکن "بخت نصر[1] کے جلسۂ دعوت" کے دوسرے مجرم مے نوشوں اور مخموروں کا یہ حال نہ تھا۔

ٹیلیرانڈ خاموشی سے سنگھار کراتا رہا اور پھر لارڈ کاسل رے اور میٹرنک کے ساتھ کئی گھنٹے مشورہ کرنے کے بعد اُس نے لوئی ہیجدہم کو لکھا کہ فرانس کے جمہور پر اعتبار نہ کرے۔ اور متحدہ بادشاہ حسب سابق اُس کی مدد کریں گے۔

---

[1] بخت نصر۔ زمانہ قدیم میں ایک ظالم بادشاہ گذرا ہے جس نے بابل کو فتح کر کے لوگوں کو قید کر لیا۔ اُن قیدیوں میں دانیال پیغمبر بھی تھے۔ پھر اُس نے بیت المقدس کو لوٹا اور سونے چاندی کے برتنوں میں جو مذہباً نہایت متبرک خیال کئے جاتے تھے۔ بخت نصر شراب پی۔ غرض اِسی قسم کی دوسری نافرمانیوں کی وجہ سے اُس پر خدا کا قہر نازل ہوا اور اُس کو جنون ہو گیا۔ سلطنت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جنگلوں میں پھرتا تھا۔ اور گدھوں کی طرح گھاس چرتا تھا۔ مترجم

کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ نپولین کس طرف جائے گا۔ اور پانچ دن تک نہایت پریشانی اور تردّدات کا سامنا رہا۔ اور نپولین کے متعلق کوئی اور خبر موصول نہ ہوئی۔ جلسے دعوتیں اور خوشیاں یک لخت موقوف ہو گئیں۔ اور تمامی یوروپ ایک ہی سوچ اور ایک ہی شخص کے خیال میں غرق ہو گیا۔ لیکن یہ ایک شخص بھی عجیب شخص تھا یعنی ایسا جلا وطن کہ حفاظتِ قانونی سے خارج تھا۔ پاس ایک پیسہ نہ تھا۔ ہاتھ میں تلوار نہ تھی۔ بحرِ روم کی موجوں پر آوارہ تھا۔ لیکن نام میں وہ طلسم تھا کہ تمامی یوروپ کے درباروں اور قہّار افواج میں بدحواسی سے تلاطم برپا ہو گیا تھا۔ اِس وقت گویا یوروپ میں دو طاقتیں تھیں۔ ایک تو نپولین بوناپارٹ تھا جو یکہ و تنہا تھا۔ اور دوسری طرف یوروپ کے متحدہ بادشاہ اور مسیحی دُنیا کی ساری برّی و بحری افواج تھیں۔

۵- مارچ کو متحدہ بادشاہوں کو خبر ملی کہ نپولین۔ فرانس کے ساحل پر جہاز سے اُتر آیا ہے اور جمہوری جوش کی موجیں اُس کو پیرس کی طرف لئے جا رہی ہیں۔ اور کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ ہر ایک کے چہرے پر حیرت و پریشانی کی تصویر کھنچ گئی اور متحدہ بادشاہوں نے اپنے باہمی اختلاف سے دست کش ہو کر پہلے تو نپولین کی شان میں کچھ سخت و سست کلمات کہے اور پھر اپنے دشمن کے خلاف مل کر ایک ہو گئے۔ اور مشورہ کیا۔ اور چونکہ فرانس کے جمہور کو نپولین سے بے انداز محبت تھی اِس لئے متحدہ بادشاہوں کو فرانس کے جمہور پر غصّہ آ گیا۔ اِن متحدہ خود سر فرماں رواؤں نے بنی نوع انسان کے میلان و رجحان کا پاس و لحاظ نہ کر کے نپولین کو غاصب اور سفّاک مشتہر کیا۔ اور جمہور کی آزادی کو اپنے زور سے خاک میں ملایا تھا۔ لیکن جمہور کی اِس الفت و محبت نے جو اس موقع پر ظاہر ہوئی تھی۔ جھوٹے اور کاذب دہنوں کو ایک لمحے کے لئے بند اور خاموش کر دیا۔

لیمرٹن صاحب۔ لکھتے ہیں ”بادشاہوں اور اُن کے وزراء کو نپولین سے

دشمنی کی لیکن اب یہ عداوت خاص فرانس کی طرف منتقل ہوگئی جس نے یا تو چشم پوشی یا غلامی کی وجہ سے نپولین کا ساتھ دیا تھا۔ پس جب تک کہ جنگ و انقلاب کا مرکز یعنی نپولین باقی تھا صُلح اور امن کا ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ اور نہ تاج دار بادشاہوں کی خیر تھی۔ چنانچہ فرانس کے خلاف جس نے لوئی شانزدہم کو قتل کیا اور نپولین کو دوبار تخت پر بٹھلایا تھا۔ تمامی یورپ کے درباروں سے ایسی جنگ کرنے کی صدائیں آنے لگیں کہ فرانس کا خاتمہ ہو جائے۔ اور یہ تجویز ہوا کہ فوراً فرانس کو فتح کر لینا چاہیئے اور اُسے اتنی مہلت نہ دینا چاہیئے کہ اپنی افواج قائم کر سکے اور اُس کے بعد ہم اُس کو باہم تقسیم کرلیں۔ کہ اُس میں متفق ہو کر دُنیا کا بوجھ اُٹھانے کی قوت نہ رہے۔ اور یہ تجویزیں مخفی طور سے ہونا شروع ہو گئیں“

بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت پر جبریہ بٹھالنا اب نامناسب نظر آتا تھا اور سب بادشاہوں کی یہی رائے ہوئی کہ پولینڈ کی طرح فرانس کو بھی بانٹ لینا چاہیئے یا کسی قابل شخص کو اپنے انتخاب سے فرماں روا کرنا چاہیئے۔ اور بوربون بادشاہ کی حمایت فضول و بے کار تھی۔

اِسکندر نے کہا ” میں تو جنگ سے تنگ آگیا۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اپنے تمامی دَورِ فرماں روائی میں اپنی تمامی افواج کو ایسے خاندان کے تخت نشین کرانے میں مصروف رکھوں کہ جس کو نہ حکومت کرنا آتا ہے نہ جنگ کرنا آتا ہے۔ اور اب میں اِس خاندان کی ہرگز مدد نہ کروں گا“

تمامی کانگریس میں بوربون کا حامی ایک ٹیلیرانڈ باقی رہ گیا تھا جس کو صلے کی اِس خاندان سے توقع تھی۔ اور ٹیلیرانڈ نے سچ تو یوں ہے کہ حق وکالت بڑی قابلیت سے ادا کیا۔ یعنی متواتر آٹھویں تک اُس نے تنہا بحث کی۔ اور یوروپ کے تمامی وکلا اُس کے خلاف ایک طرف تھے۔ اور بڑی فصاحت تھی۔ اور زو کا وسے

جن کی تطبیق میں دُشواری تھی اس نے برابر بحث کی اور آخر کار کامیاب ہوا۔ اُدھر روزمرہ ہانپتے ہوئے قاصد خبریں لاتے تھے۔ کہ آج نپولین فلاں مقام تک آگیا اور کل وہاں تھا اور جمہور۔ یوں اور اِس طرح سے اُس کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ غضب ناک جنرل تلواروں کے قبضے ہاتھ میں پکڑتے اور درخواستیں کرتے تھے کہ ہم کو حملہ کرنے کی فوراً اجازت دی جائے۔ کہ ہم ایسے جمہور کو سزا دیں جو اپنا فرماں روا خود مقرر کرنے کے حق کا دعوے کرتے ہیں۔ بادشاہ بھی جب دیکھتے تھے کہ نپولین نے فرانسیسیوں کے دِلوں کو مسخر کر لیا ہے تو کہتے تھے کہ ضرور اِنتقام لینا چاہیئے۔ لیکن ٹیلیرانڈ اُن کے غصّے کی آگ کو ٹھنڈا کر کے اپنے مدعا کی طرف اُن کو برابر لا رہا تھا۔

۱۳۔ مارچ۔ کی صبح ہوئی۔ اور قطعی فیصلے کی متحدہ بادشاہوں نے یہی تاریخ مقرر کی تھی۔ صرف سوال یہ پیش تھا:۔

"کیا پولینڈ کی طرح فرانس بھی تقسیم کر لیا جائے۔ یا۔ ہم تخت پر ایسا بادشاہ (ص۵۱۶) بٹھا لیں جو ہمارا رفیق اور حامی ہو جیسے برناڈوٹ ہے۔ لیکن وہ باعزم و ہمت ہو۔ اور فرانس میں بوربوں کی طرح غیر ہر دل عزیز نہ ہو۔ یا۔ ہم بوربون بادشاہ کو پھر سے تخت نشین کر دیں؟"

لیکن یہ تو اِشارہ بھی نہ کیا گیا کہ فرانس خود مختار ہے۔ اور اُس کو اپنے بادشاہ کے اِنتخاب کرنے کا خود اِختیار ہے۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۱۵ء کو تمام رات اِس مُہتم بالشان دن کے مباحثوں کی طیّاری میں ٹیلیرانڈ مصروف رہا۔ اور جب کانگریس کو چلنے لگا تو اپنے سکرٹری اور بھتیجی سے کہا:۔

"میں تم کو مایوس چھوڑتا ہوں۔ لو میں آخری کوشش کرنے کو جاتا ہوں۔ اگر میں ناکامیاب ہوا تو فرانس کا خاتمہ ہے۔ اور پھر مجھے اور بوربون کو اِتنی جگہ بھی ملنا دشوار ہے

کہ جلا وطنی میں اپنی زندگی گزار سکیں۔ میں جانتا ہوں کہ نتیجے کی طرف سے تم کو بڑی بے چینی رہے گی۔ لیکن دن میں میں تم کو کوئی قاصد نہیں بھیج سکتا۔ کیونکہ مشورے کے کمرے سے کسی خبر کے باہر جانے کی سخت ممانعت ہے۔ لیکن تم میری گاڑی کی واپسی کے وقت دریچے میں بیٹھنا۔ اگر میں ناکام لوٹوں گا تو میری گاڑی بند ہوگی اور اگر کامیاب آؤں گا تو گاڑی کی کھڑکی سے ایک کاغذ ہلاتا ہوا آؤں گا جس سے تم جان لینا کہ میری فتح ہوگئی۔"

صبح سے بحث شروع ہو کر شام کے قریب تک ہوتی رہی۔ ٹیلیرانڈ نے نرم آواز سے استقلال کے ساتھ اور اس طرح جیسے باہم باتیں کرتے ہیں تاہم ایک جوش کے لہجے سے تقریر کی اور تمامی تقریروں میں یہ تقریر بڑی مؤثر مانی گئی ہے یہ موقع جہاں بڑے بڑے نامدار بادشاہ اور سفرائے دول موجود تھے ایسا نہ تھا کہ ہاتھ نچا نچا کر اور ہل ہل کر اور چیخ چیخ کر تقریر کی جاتی کیونکہ یہ طریقہ آداب مجلس کے قطعی خلاف تھا۔

ٹیلیرانڈ نے کہا: "اگر آپ فرانس کو اس طریقے سے سزا دینا چاہتے ہیں کہ فتح کرنے کے بعد اس کو تقسیم کر لیں تو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس کی تقسیم پر آپ اتفاق کس طرح کریں گے۔ اور وہ کون سی طاقت ہے۔ جو ان اراکین کو جو زندہ موجود ہیں اور ہمیشہ آمادۂ فساد اور ایک دوسرے کے شریک ہو جانے کو طیار رہتے ہیں اپنے قابو میں رکھے گی۔؟ فرانس میں آپ کو کسی بات کا خوف نہیں ہے۔ ہے تو صرف جوشِ بغاوت و انقلاب کا خطرہ ہے۔ چنانچہ آپ کو ایک ہی وقت میں سیاسی دنیا کی دو قطعی نہ دبنے والی طاقتوں یعنی جوشِ انقلاب اور جوشِ آزادی سے مقابلہ کرنا اور اس کو روکنا پڑے گا۔ یہ دوہرا آتش فشاں پہاڑ خود آپ کے موروثی

مقبوضات میں اپنے دہانے کھولے گا۔ پولینڈ ہی کو دیکھئے کہ یہ جوش آزادی نہیں ہے تو کیا ہے کہ وہاں ہمیشہ انقلابی خیال موجود رہتے ہیں۔ پس فرانس کی تقسیم برّ اعظم یورپ کی تباہی ہے۔

” مگر سوال تو یہ زیر بحث ہے کہ فرانس برباد نہ کیا جائے۔ بلکہ ایسا کم زور کر دیا جائے کہ وہ دوسری قوموں کو ضرر نہ پہونچا سکے۔ یا اُس پر تھوڑے عرصے کے لئے قبضہ کر لیا جائے اور پھر وہ کسی طاقت و شخص کے حوالے کر دیا جائے۔ جو بوربون کی طرح غیر ہر دل عزیز نہ ہو۔ مجھے اس پچھلے خیال پر سخت ہی تعجب ہے۔ یعنی اگر فرانس میں آپ روثی بادشاہ کا خیال نہ کریں گے تو یورپ میں آپ کے موروثی دعاوی کا کیا ہونا ہے۔ اور اس اصول کا بلکہ یوں سمجھئے **وراثت کے مذہب** کا کیا حشر ہوگا۔ جس کی ہم نے بیس ۲۰ سال کی فتوحات کے بعد انقلابوں اور بغاوتوں کی عمارتیں منہدم کر کے از سر نو بنیاد رکھی ہے۔ مانا کہ بوربون خاندان میں فرماں روائی کی لیاقت کے اعتبار سے کم زور اور بودے اشخاص ہیں۔ لیکن یورپ پر ہمیشہ کے لئے طعنہ زنی ہوتی رہے گی کہ یا تو بوربون بادشاہ کو تخت نشین کرنا چاہئے تھا یا ایسے موقع پر یورپ کے تاج داروں کو خود برباد ہو جانا لازم تھا۔ یعنی یورپ کے تاج داروں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم شرعی بادشاہ ہیں۔ اور یہ لفظ شرعی بوربون خاندان کا مُرادف ہے۔ **فرانس کو تقسیم کر لینا** تو قوموں کے مقابلے میں جرم ہے لیکن **بوربون خاندان کو معزول کرنا** تاج داروں کے مقابلے میں جرم ہے۔

” صرف ایک طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جو عقل و انصاف دونوں پر مبنی ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ بونا پارٹ کا قضیہ فرانسیسی قوم کے معاملے سے جدا کر دیا جائے اور یہ اعلان کر دیا جائے کہ ہماری فرانسیسی قوم سے صلح ہے۔ صرف بونا پارٹ سے ہماری جنگ ہے۔ اِس طرح آپ بونا پارٹ کو کم زور کر دیں گے کیونکہ دُنیا کو معلوم

ہو جائے گا کہ قوموں کے درمیان جو شخص صلح نہیں ہونے دیتا وہ صرف بونا پارٹ ہے اور جب بونا پارٹ کا معاملہ قوم کے معاملے سے جدا کر دیا جائے گا فرانس خود ہتھیار ڈال دے گا۔ اور پھر یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ ہم کسی طرح سے سوائے بوربون خاندان کے دوسرے کو فرانس کا فرماں روا تسلیم ہی نہیں کرتے۔"

اِس تقریر سے متحدہ بادشاہوں کو اطمینان ہو گیا اور پھر اُنھوں نے دُنیا میں حسب ذیل مکروہ گشتی اعلان جاری کیا:—

"متحدہ بادشاہوں کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ نپولین بونا پارٹ جزیرۂ ایلبا سے بھاگ کر بہ زورِ شمشیر فرانس میں داخل ہو گیا ہے۔ چنانچہ اپنی شان و شوکت اور اقوام کی حفاظت کے خیال سے اِس موقعہ پر متحدہ بادشاہ اِعلان کرتے ہیں کہ چون کہ محترم معاہدہ کو جس کی رُو سے نپولین کو جزیرۂ ایلبا عنایت کیا گیا تھا نپولین نے شکست کر دیا ہے۔ لہذا اُس نے اُس ضمانت نامے کو برباد کر دیا جس کی وجہ سے اُس کی جان محفوظ تھی۔ اور چونکہ وہ فرانس میں از سرِ نو فتنہ و فساد برپا کرنے اور اُس کو تہ و بالا کرنے کی نیت سے در آیا ہے۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اُس نے **اپنے تئیں حفاظتِ قانونی سے محروم کر لیا** اور دُنیا پر ظاہر کر دیا کہ اب اُس سے کسی قسم کی صلح نہیں ہو سکتی۔ پس دُنیا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ **نپولین بونا پارٹ نے اپنے تئیں شائستہ جماعت کے تمامی علائق سے علیحدہ کر دیا**۔ اور چونکہ وہ دنیا کا تہ و بالا کرنے والا اور دشمن ہے وہ اِس بات کا مستوجب ہے کہ تمام دُنیا اُس سے اِنتقام لے۔"

اِس کے بعد متحدہ بادشاہوں نے باہم واثق عہد و پیمان کئے کہ سب مل کر جمہور کے اِنتخاب کئے ہوئے بادشاہ نپولین پر حملہ کریں۔ متذکرۂ بالا ظالمانہ اعلان پر آسٹریا۔ اسپین۔ فرانس۔ برطانیہ اعظم۔ پرتگال۔ روس۔ پروشیا اور سویڈن

[illegible] نے دستخط کئے اور اُسی دن ایک اور مخفی عہد نامہ ہوا کہ متحدہ بادشاہ جب تک نپولین کو کلی برباد نہ کردیں جنگ سے دست بردار نہ ہوں۔

یوروپ کی متحدہ سلطنتوں اور فوج کا بے نظیر تماشہ اب شروع ہوا جنھوں نے ایک اکیلے شخص کے مقابلے میں جتھہ باندھا تھا۔ نپولین کو صرف جمہور کی محبت و جاں نثاری پر بھروسہ تھا۔ جن کے حقوق کی حفاظت میں بڑی شرافت و مردانگی سے اب تک اُس نے کام کئے تھے۔ اور اِن حقوق کو محفوظ رکھّا تھا۔ اُدھر متحدہ بادشاہوں کو اپنی سنگینوں اور بارُود پر اعتماد تھا۔ اور دیکھئے اُنھوں نے نپولین کی پامالی کے واسطے اپنی بے شمار افواج کو صف آرا کیا۔ نپولین کی صرف یہ تقصیر تھی کہ وہ جمہور کے حقوق کی مساوات کا حامی تھا۔ آسٹریا نے تین لاکھ پچاس ہزار اسکوارٹزن برگ کی سرکردگی میں اور انگلستان اور پروشیا نے دو لاکھ پچاس ہزار ویلنگٹن اور بلوشر کی ماتحتی میں فوج قائم کردی اور دو لاکھ نیم وحشی سپاہیوں کا سردار اسکندر خود بنا۔ دوسری معاون فرماں روائیوں نے بھی سپاہ دی اور سب کی مجموعی تعداد دس لاکھ ہوگئی۔ اِس کے سِوا اِنگلستان نے اپنے جہازوں سے (۵۱۷) فرانس کے ساحل کو گھیر لیا کہ مظلوم نپولین نکل کر باہر نہ جانے پائے۔ پس ایسی ایسی چھپی اور یہ تیاریاں ہوئیں کہ جمہور کا محبوب جو صرف اکیلا نپولین تھا برباد کردیا جائے اِس سے پہلے کوئی بشر ایسی ہول ناک مصائب سے محصور نہ ہوا تھا۔ اور اِس موقعہ پر جیٹو براَنڈ نے کیا خوب کہا ہے کہ "اگر ایک لکڑی نپولین کی ٹوپی اور کوٹ پہنا کر بریسیٹ (   ) میں کھڑی کردی جاتی تو سارا یوروپ اِس سرے سے اُس سرے تک مُسلح ہونے کو دَوڑ پڑتا"

اِس ظالمانہ اِعلان سے جو فرانس کی آزادی کے خلاف مُشتہر کیا گیا انگریزی

عہ - بریسیٹ - فرانس کے شمالی و مغربی گوشے پر ایک بندرگاہ ہے ۱۲ مترجم -

سفیروں کو کچھ کم پریشانی نہ ہوئی۔ اگر جمہوری رعایا کے خلاف دُنیا میں کوئی شخص ہوگا تو ڈیوک آف ولینگٹن اور لارڈ کاسل رے سے بڑھ کر نہ ہوگا۔ خلاف انگلستان کے آسٹریا۔ روس اور پروشیا ایسے خودسر تھے کہ رعایا کو تمامی علم سے محروم رکھ سکتے تھے یا اگر اُن کے جمہور میں کسی قسم کی خفیف فریاد و شکایت ہوتی بھی تو بہ زور شمشیر اُس کو خاموش کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہاں تو آسٹریا کی ملکہ کے مقولے پر عمل تھا کہ "جس طرح ماہتاب کتوں کے بھونکنے پر توجہ نہیں کرتا اُسی طرح تاج داروں کو اپنی رعایا کے شور و فریاد پر توجہ کرنا نہ چاہیے"۔

لیکن انگلستان میں یہ حال نہ تھا۔ وہاں تو آزادانہ حکومت تھی۔ جمہور کی ایک مجلس تھی جس کو "ہوس آف کامنس" کہتے ہیں۔ مطبع کو آزادی ہے اور رعایا ہر معاملے کی ٹٹول اور جستجو میں رہتی ہے۔ پس انگلستان کے اُمرا ایسے علانیہ کام نہ کر سکتے تھے جیسے اُن کے دوسرے رفیق یورپ کے تاج دار کر سکتے تھے۔ پس اگرچہ یہ انگلستانی اُمراء یورپ کے خودسر بادشاہوں کے اِس اِرادے میں بہ دل و جاں شریک تھے کہ فرانس کو اُس کے منتخب کئے ہوئے شاہنشاہ سے محروم کر دیں اور اُسی بوربون خاندان کو جسے فرانسیسیوں نے دو دفعہ مردود کیا تھا فرانس کے تخت پر جبریہ بٹھال دیں لیکن انگلستان کے جمہور سے اِن اُمرا نے اصل معاملے کو پوشیدہ کر کے اُن پر صرف اِسی قدر ظاہر کیا کہ ہم اپنے مشترکہ دشمن نپولین کے خلاف جتھے میں شریک ہوئے ہیں لیکن۔ ہمارا یہ ارادہ نہیں ہے کہ فرانس کے اُن حقوق میں دست اندازی کریں جن سے اُن کو اپنے فرماں روا انتخاب کرنے کا مجاز ہے۔ اور بہ قول لیمرٹن صاحب کے "اصل بات جمہور سے اِس لئے چھپائی گئی تھی کہ پارلیمنٹ اختلاف نہ کرے۔"

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ انگلستان کے امرا کی زبان پر تو یہ حیرت خیز

علان تھا لیکن اِس ایک سال کی جنگ کے لئے روپیہ انھوں نے کس قدر خرچ کیا۔ یعنی ۴۵ کروڑ فرانک بحری فوج پر۔ ۶۹ کروڑ ۵۰ لاکھ فرانک برّی فوج پر اور دُول خارجہ کو امداد میں ۲۷ کروڑ ۵۰ لاکھ فرانک۔ یعنی گورنمنٹ برطانیہ نے اپنے مصارف سے میدانِ جنگ میں ساڑھے چھ لاکھ فوج برّی اور اٹھاون ۵۸ کلاں جنگی جہاز قائم رکھے تھے۔ چنانچہ اِس سال کے مصارف کی میزان ایک بے نظیر بڑی رقم ہے یعنی:—

۲۷۵۰۰۰۰۰۰ فرانک (دو ارب پچھتّر کروڑ فرانک) ہے۔ پس جمہور کے حامی نپولین کو زیر کرنے کے لئے ایسی بڑی بڑی طیاریاں ہوئیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ اور ایسی بڑی رقم جو اوپر لکھی گئی یوروپ میں خودسر حکومت قائم رکھنے کی غرض سے اِنگلستان کے جمہور سے زبردستی چھینی گئی۔

اِنگلستان کے ہوس آف کامنس میں ایسے شریف الخیال اراکین کا ایک گروہ تھا کہ وہ شدت کے ساتھ اِس ناانصافانہ کارروائی کا مخالف تھا۔ اور اِس وقت بھی انگلستان میں اتنے لوگ موجود تھے جن کو نپولین سے ہمدردی تھی کہ نپولین کے مخالفین پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ تم صرف اِس لئے مخالفت کرتے ہو کہ گورنمنٹ میں ہر دل عزیزی پیدا کرو۔

مخالفین تو بے رحمی سے جنگ کی طیاریاں کر رہے تھے لیکن نپولین کو یہی سودا تھا کہ صلح کی کوشش کر رہا تھا۔ اور باوجود دیکھ دشمنوں کی فوجیں جرمنی میں کوچ کر رہی تھیں اور فرانس کی سرحد پر آ رہی تھیں۔ اور برطانیہ کے جہاز تمامی سمندروں میں فرانس کے جہازوں کو گرفتار کر رہے تھے لیکن نپولین اِن مخاصمانہ کارروائیوں پر کچھ توجہ نہ کرتا تھا اور اپنی صلح کی آمادگی سے اُس کو توقع تھی۔ کہ شاید یوں ہی معاملہ رُو بہ راہ آجائے اور ہولناک جدال و قتال سے پھر از سر چارہ جوئی نہ کرنا پڑے۔ آسٹریا کا وزیر نپولین کے پیرس آتے ہی پیرس سے چل دیا

اور نپولین کی گورنمنٹ سے کسی قسم کا تعلق رکھنے سے اِنکار کر دیا۔ نپولین میریا لوئیا سے کسی قسم کی خط و کتابت بھی نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آسٹریا کے وزیر نے یہ اقرار کیا کہ میں میریا لوئیا کو خط پہونچا دوں گا۔ اور وہ ایک خط لے گیا۔ مگر یہ خط اُس نے آسٹریا کے شاہنشاہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور ملکہ کو یہ خط نہ پہونچا۔ بادشاہ فرانسس کو یہ خدشہ ہوا کہ مبادا میریا لوئیا۔ نپولین کے پاس پہونچ جائے۔ اِس لیے اُس نے میریا اور اُس کے بیٹے کو اپنے محل میں بھیج کر پہرا کر دیا۔ اور پھر ملکہ کو نپولین سے قطعی جُدا کر دینے کی نیت سے ملکہ سے یہ کہا گیا کہ نپولین نے بہت سی حسین آشنائیں جمع کر کے اپنے دل بہلاوے کا سامان کر لیا ہے۔ معلوم نہیں اِس بُہتان کا ملکہ کے دِل پر کہاں تک اثر ہوا۔ اِس بات کو ہم نے ڈیوک آف رو وی گو کے بیان سے اپنی کتاب میں لیا ہے۔

نپولین کی صلح کی سب درخواستیں سختی کے ساتھ نامنظور کی گئیں۔ متحدہ بادشاہ اُس کے کسی سفیر یا قاصد کو اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے۔ اِسکندر کو ہورٹنس کی لیاقت ذہانت۔ اور نیکی بہت پسند تھی۔ اور نپولین نے ہورٹنس کے ذریعے سے کوشش کی کہ اِسکندر کے دل پر اثر پڑے۔ لیکن زار روس عہدناموں کے ذریعے سے جنگ کی شرکت کا ایسا پابند تھا کہ خلاف ہو نہ سکتا تھا۔ اور جوزیفاین کی غم زدہ بیٹی ہورٹنس سے صاف کہا ”نپولین کے ساتھ مستقل صلح تو کیا معنی چندروزہ صُلح بھی نہ ہوگی“۔ اِس کے بعد نپولین نے اپنے بھائی جوزیف کو جس کی یورپ کے سب بادشاہ عزت کرتے تھے۔ خفیہ سفارت پر بھیجا کہ وہ وائنا جا کر ہر ایک شریفانہ تجویز سے متحدہ بادشاہوں کو صلح پر راضی کرے۔ لیکن اِس سے بھی کچھ نہ ہوا اور کسی بادشاہ کو رحم نہ آیا۔ آخر مجبور ہو کر نپولین نے ہر ایک بادشاہ کو حسب ذیل اپیل لکھا:۔

پیرس - ۴ - اپریل ۱۸۱۵ء -

" برادرمن - پچھلے مہینے میں آپ نے میرے ساحلِ فرانس پر اترنے پیرس میں داخل ہونے اور بوربون بادشاہ کے کنارہ کش ہو جانے کا حال سُنا ہے - اب آپ کو معاملات کی اصلیت بھی معلوم ہونا چاہئے - یہ جو کچھ ہوا اِس کی تہ میں ایک ایسی زبردست طاقت اور ایک بڑی قوم کا ارادہ کام کر رہا ہے - کہ اُس کی روک محال ہے - قوم کو اپنا فرض اور اپنے حقوق معلوم ہیں - اور بوربون خاندان جو اِس قوم پہ جبر یہ بادشاہ بنایا گیا قوم کی مرضی کے خلاف ہے اور اُس کی خواہش کے موافق نہیں ہے - کیونکہ بوربون اور فرانسیسیوں کے عادات وخیالات مُغائر ہیں - اِسی لئے فرانس نے ناچار ہو کر بوربون سے علیحدگی اختیار کی - اور بوربون بادشاہ کے پھر تخت نشین ہونے اور میری دست کشی سے کچھ نتیجہ نہ ہوا - فرانس کو ایک آزادی بخشنے والے کی حاجت تھی اور اُس نے مجھ کو آوازدی اور میں واپس آیا - اور ساحل سے خاص دار السلطنت پیرس تک فرانسیسی مجھ کو بڑی محبت سے لائے -

" میری پہلی خواہش یہ ہے کہ فرانسیسی قوم کے اِس جوشِ محبت کا بدلہ یہ ہو تاکہ اُس کو صلح اور امن نصیب ہوتے - اور یہ بات عزت کے ساتھ حاصل ہوتی - فرانس کی خوش حالی کے لئے شاہنشاہی تخت کا قائم ہونا ضروری تھا - اور اسی کے ساتھ میری دلی آرزو یہ ہے کہ یہ تخت قائم ہو تو صلح کا ایک ذریعہ ہو اور اب یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ باری باری سے سب قوموں کو شان و شوکت حاصل ہوئی ہے اور تقدیر کی ضروریات سے فتوحات اور ہزیمتیں بھی نوبت بہ نوبت ہوتی رہیں - اور اب تمامی بادشاہوں کے لئے اِس سے بھی زیادہ [illegible] میدان کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم [illegible]

(۵۱۸)

کے ثمرے دکھا چکے پس اب مناسب ہے کہ صلح اور امن کی برکتیں پھیلانے میں ہم ایک دوسرے کی ہم سری کریں۔ جس سے اقوام کے بہترین مقاصد وابستہ ہیں۔ اور اس کام میں سب سے پہلے شریک ہونے کو میں موجود ہوں۔

" اپنی خواہشوں کے اس عالی شان انجام کے عام طور سے مشتہر کرنے میں فرانس کو فخر ہے۔ چونکہ خود فرانس کو اپنی آزادی کا بہت بڑا خیال ہے ضرور ہے کہ اپنی حکمت عملی میں دوسری قوموں کی آزادی کا اُس کو پاس و لحاظ رہے گا اور جیسی مجھ کو توقع ہے۔ اگر جہاں پناہ کے بھی یہی ذاتی خیالات ہیں تو عرصۂ دراز تک صلح قائم رہے گی۔ اور ہماری سرحدوں پر انصاف بیٹھا ہوا اُن کی حفاظت کرتا رہے گا "

راقم

نپولین :—

لیکن سرحدوں پر ایسی سخت نگرانی تھی کہ نپولین کی طرف سے کسی قسم کا قاصد راہ نہ پاتا تھا چنانچہ نپولین کا یہ مراسلہ کسی بادشاہ کے پاس نہ پہونچا۔ اور کالن کورٹ وزیر خارجہ نے مجبور ہو کر نپولین کو حسب ذیل رپورٹ بھیجی :—

" جہاں پناہ! ہر چہار سو خوف ناک علامات ظاہر ہو رہی ہیں۔ متحدہ بادشاہ کچھ ایسا انتظام کر رہے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کی وجوہ بھی اُن کی طرف سے بیان نہ ہوں گی اور وہ اُس قوم پر حملہ کر دیں گے۔ جس پر یورش کرنے کا اُنھوں نے عزم کر لیا ہے۔ تاریخ نے یہ بات شاید اسی زمانے کے لئے اُٹھا رکھی تھی کہ یوروپ کے تاجدار ایک جتھہ میں شامل ہو کر فرانس جیسی بڑی سلطنت سے تمامی برادرانہ تعلقات قطع کر دیں۔ حتّٰی کہ صلح کے مُراسلات تک بھی اپنی خدمت میں نہ پہونچنے دیں۔ مختلف سلطنتوں کو جتنے قاصد روانہ کئے گئے تھے اُن میں سے ایک بھی منزل مقصود تک نہ پہونچا۔ اسٹریس برگ

کے دوسری طرف ایک کا گذر نہ ہوا۔ دوسرا جو اٹلی کو بھیجا گیا تھا ٹیورن میں روک لیا گیا۔ اور تیسرا قاصد جو برلن اور ملک شمال کی طرف جارہا تھا ہے انس د) میں گرفتار کر لیا گیا جہاں پروشیا کے فوجی افسر نے اُس سے بدسلوکی کر کے تمامی مراسلات چھین لئے۔ پس جب فرانس کی وزارت اور اُس کے وکلائے خارجہ اور جہاں پناہ کے دربار اور دوسرے بادشاہوں کے درمیان ایسی بے گذر روک حائل ہے تو دوسری فرماں روائیوں کے اِن علانیہ افعال سے جہاں پناہ کی وزارت کو اُن کے اِرادوں کا صاف حال معلوم ہو رہا ہے۔

"انگلستان میں برّی اور بحری افواج کے بڑھانے کا حکم جاری ہوگیا۔ پس فرانسیسی قوم کو اپنی حفاظت کا چاروں طرف سے انتظام کرنا چاہیئے۔ خشکی کی طرف سے بھی یورش ہونے کا خطرہ ہے اور ممکن ہے کہ سمندر کی جانب سے ہمارے ساحل پر فوجیں اُتاری جاویں۔ آسٹریا۔ رُوس۔ پروشیا اور جرمنی اور اٹلی کے ہر حصّے میں فوجی طیاریاں ہو رہی ہیں۔ یورپ کی ہر سمت سے ایک وقت میں فوجیں طیاری کر رہی ہیں۔ مسلّح ہو رہی ہیں۔ اور روانہ ہو رہی ہیں۔"

فرانس کے لئے یہ خبریں بڑی ڈراؤنی تھیں۔ متواتر طولانی لڑائیوں کی وجہ سے جو متحدہ بادشاہ لڑ چکے تھے فرانس میں سکت باقی نہ تھی۔ اور اُس خوفناک جنگ کے واسطے جو اَب ہونے والی تھی وہ طیار نہ تھا۔ دس لاکھ دشمن اُس کی پہاڑیوں اور وادیوں کو آتش و خوں ریزی سے برباد کرنے کو بڑھے چلے آرہے تھے۔ اور بہادر سے بہادر فرانسیسی خوف سے کانپ رہے تھے۔ غنیم ایسا قوی تھا کہ مایوسی چھا گئی تھی۔ متحدہ بادشاہوں کے اِس گستاخانہ اِعلان سے کہ ہماری صرف نپولین سے جنگ ہے۔ ہزاروں فرانسیسیوں کو صدمہ تھا کہ ہمارے ہم کو اپنا محبوب شاہنشاہ پھر ہاتھ سے دینا ہو گا۔ اور ظاہر تھا کہ اگر نپولین کو اپنے

درمیان باقی رکھنے کی کوشش کی جاتی تو نہایت سخت جدال وقتال کے ایسے ایسے ہولناک منظر پیش آتے کہ کسی قوم نے نہ دیکھے ہوں گے۔ جب والدین اپنے چھوٹے گھر اور اپنے بچوں کو دیکھتے تھے اور اُن کو یہ وہم بندھتا تھا کہ فوجیں آتی ہوں گی۔ توپیں گرجیں گی۔ رسالے دھاوے کریں گے۔ پلٹنوں کے بگل ہوں گے۔ اور ہم سب مایوسی سے چیخیں مارتے ہوں گے تو خوف سے اُن کے چہرے زرد ہو ہو جاتے تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی اپنے محبوب شاہنشاہ کو محبت سے چپٹے ہوئے تھے۔ ماؤں نے رو رو کر اپنے لڑکوں کو جنگ کے لئے طیار کیا۔ اور بوڑھوں نے گرجوں میں جا کر دعا مانگی کہ "خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ ہم ناحق پر نہیں ہیں۔ تو ہی ہماری مدد کر اور فریاد رس ہو"

اگرچہ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا لیکن یہ سچ ہے کہ متحدہ بادشاہوں کے قبضے میں یورپ کے سب مطابع اور اخبار تھے اور سب کی یہی ایک صدا آتی تھی کہ بونا پارٹ ایسا جاہ طلب اور خونخوار ہے کہ یورپ کی اقوام سے کسی طرح پر صلح کرنا نہیں چاہتا اور اس لئے دنیا کی امن و حفاظت کے لئے لابدی ہے کہ بونا پارٹ کا درندوں کی طرح تعاقب کیا جائے۔ انگلستان کے توری امرا نے جن کی دولت اور وسیلے بے انتہا تھے کتابوں اور رسالوں کے ذریعے سے یہی مذموم باتیں تمام ممالک میں مشہور کیں۔ اور جن جن خوفناک صورتوں اور حالتوں میں کتابوں اور رسالوں کے درمیان نپولین دکھایا گیا اُن کا بیان ہونا غیر ممکن ہے۔ انگلستان میں خاص کر اس جنگ کے لئے سیف ہی کی طرح قلم کی ضرورت تھی۔ اگرچہ نپولین کی شہرت پر بہتان کی قلم سے گہرے گہرے حرف آرہے تھے لیکن وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ (۵۱۹ آخر میں میری شہرت کا آفتاب چمکے گا اور میرے ساتھ تاریخ میں انصاف ہوگا۔ نپولین نے انجام کار یہ دیکھ کر کہ صلح کی کوشش میں کسی طرح کامیابی

نہ چھلی اِس آنے والی ابتدائی جنگ کی طیاری شروع کی چونکہ اُس کو اپنی پبلک شہرت اور تاریخ کے آیندہ فیصلے کا بڑا خیال تھا۔ اُس نے نہایت سچا اور واقعی حالات کا اعلان شائع کیا کہ متحدہ بادشاہوں نے فان ٹن بلو کے عہدنامے کو توڑا اور اس وجہ سے وہ ایلبا چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اور فرانسیسی قوم کی رائے سے اُس نے فرانس کی شاہنشاہی کو دوبارہ قبول کرلیا۔ نپولین کے اس اپیل کا معقول وجوہ سے جواب دیا جانا تو محال ہی تھا اور اگر کچھ جواب ہو سکتا تھا تو وہ حیوانی زور سے دیا جاسکتا تھا۔ اور لیجیے صرف یہی جواب متحدہ بادشاہوں کی طرف سے دیا بھی گیا۔ نپولین کو اس خیال سے کہ پھر خون کے دھارے بہنے والے تھے اور مصائب کے طوفان میں یورپ پھر غلطاں وپیچاں ہوگا بڑا ہی صدمہ تھا۔ لیکن متحدہ بادشاہوں کو خوں ریزی سے کوئی رنج نہ تھا۔ نہ ان کو آتش زدگی اور انسانوں کی مصائب کا کچھ غم تھا۔ اُن کا تو یہ مقصد تھا کہ کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے مگر آزادی جمہور کو نہ ملنے پائے۔

نپولین نے کہا ہے کہ اگر ہمت کرکے آسٹریا کا بادشاہ میرا شریک ہوجاتا تو ہم دونوں مل کر دنیا کو روس سے بچاسکتے تھے مگر آسٹریا پر تو روس کی پہلے سے حکومت ہے۔ اور روس کا بادشاہ اسکندر یوروپ کا فرماں روا ہے میں صرف اُس کو زیر کرسکتا تھا۔ اور جب تک مجھ کو برباد نہ کرلیں گے۔ میری قدر اُن کو معلوم نہ ہوگی۔ لیکن میں بھی اپنی جان مہنگی بیچوں گا۔ اِن کا بس چلتا تو بڑی خوشی سے مجھ کو آہنی قفس میں بند کرکے ایک درندے کی طرح دنیا کو دکھاتے پھرتے۔ لیکن ابھی تک تو اُن کا قابو چلا نہیں ہے۔ میں اُن کو شیر کے چھیڑنے کا مزہ چکھاؤں گا۔ میری طاقت کی طرف سے اُن کو شبہ نہیں ہے اگر ۱۷۹۳ء کی تحریک[عہ]

[عہ] جب فرانس میں انقلاب عظیم واقع ہوا تو بوربون کے خلاف انقلاب برپا کرنے والے

کلغی اپنی ٹوپی پر میں کل لگا لوں تو ایسا انقلاب عظیم برپا ہو کہ ان سب کا خاتمہ ہوجائے نپولین کے اس منصوبے میں ضرور مجبور نہ تھا۔ اگر وہ اغوائے نفس میں آ جاتا اور انقلاب کا اشارہ کر دیتا تو تمامی یوروپ کی وہی حالت ہو جاتی جو دَورِ پرخطر میں فرانس کی ہوئی تھی کہ خون کے دریا بہ گئے تھے۔ اور فرانس کے ہر ایک خود سر امیر کا سر زمین پر لوٹتا ہوتا۔ اور انقلاب کی موجیں یوروپ میں لہریں لینے لگتیں مگر یہ بڑا آدمی نہایت استقلال کے ساتھ قانون اور جمہور کے حقوق کا حامی رہا۔ وہ خود سر فرماں روائی اور طوائف الملوکی کے درمیان ایک دیوار واقع ہوا تھا۔ وہ جیسا خود سر فرماں روائی کے خلاف تھا ویسا ہی وہ دَورِ پرخطر اور طوائف الملوکی کو ناپسند کرتا تھا۔ نہ وہ یہ چاہتا تھا کہ اُمرا، تمامی حقوق پر قبضہ کر کے جمہور کو محروم کر دیں۔ نہ وہ اس بات کو روا رکھتا تھا کہ طوائف الملوکی کے حامی عوام کے غارت گر گروہ مظلوموں کو لوٹیں اور اُن کے گلے کاٹیں۔ بوربون کی حکومت سے اُسے اس لئے نفرت تھی کہ اُمرا تمامی حقوق کے مالک ہو گئے اور طوائف الملوکی کے سرغنا ڈینٹن ( ) اور مارٹ ( ) سے اُس کو اس لئے عداوت تھی کہ کسی کے جان و مال کی اُن کے دَور میں خیریت نہ تھی۔ اُس کو یہ یقین تھا کہ خدا نے مجھے ترتیب و انتظام قانون و آئین اور جمہور کے حقوق کو انقلاب کے ہیولے سے قائم کرنے کو بھیجا ہے۔ اور کوئی لالچ یا اغوائے نفس اُس کو اپنے اس ارادے سے منحرف نہ کر سکتے تھے۔ اور اگرچہ بڑے بڑے طوفان آتے اور اُس کی کشتی کو ڈانوا ڈول کر کے دوسری طرف لے چلنا چاہتے مگر نپولین ہمیشہ یہی جد و جہد کرتا رہا کہ سیدھے رستے پر چل کر اپنی منزلِ مقصود پر جا پہونچے۔

اور طوائف الملوکی کے حامیوں نے اپنی ٹوپیوں پر سرخ کلغی لگائی تھی۔ ۱۲۔ مترجم

نپولین کی یہ خواہش تھی کہ اب دوبارہ تخت پر بیٹھے تو انھیں رسوم و معام
لی رسوم کے ساتھ بیٹھے جو ایسے موقع کے لئے ضابطے سے ضروری ہوتے ہیں۔ چنانچہ
اس جشن کے واسطے کیمپ ڈی مارس ( ) کا مقام اور ماہ جون
کی یکم تاریخ مقرر ہوئی۔ اور شہریوں اور سپاہ کا لاتعداد گروہ اس دُنیا کی بے نظیر
قواعد گاہ کیمپ ڈی مارس میں جمع ہوا۔ آرچ چینسلر نے رائے کے کاغذات
کا نتیجہ سُنایا اور اعلان کیا گیا کہ دس لاکھ رایوں سے بھی زیادہ رایوں کے غلبے سے
نپولین شاہنشاہ منتخب ہوا۔

شاہی لباس پہن کر نپولین اُونچے تخت نما چبوترے پر چڑھا جہاں ہر شخص
اُس کو دیکھ رہا تھا۔ چبوترے پر ایک قربان گاہ اور صلیب قائم کی گئی۔ اور
ٹرو آ ( ) کے آرچ بشپ نے مذہبی رسوم کے ساتھ عقابی جھنڈے
کو کھڑا کر کے دعا مانگی کہ خدایا جس فریق کا یہ جھنڈا ہے وہ حق پر ہے اور تو اپنے
فضل سے اُس کو نصرت و فتح نصیب کر۔ اِس کے بعد پیرس کے اِنتخاب کرنے
والوں کی طرف سے حسب ذیل ایڈریس پڑھا گیا:—

"جہاں پناہ! فرانسیسیوں نے آپ کو تاج پہنایا تھا لیکن اُن کی مرضی کے
بغیر آپ نے اُس تاج سے دست برداری کی تھی۔ اب پھر دوبارہ وہی قوم اس
فرض کو آپ کے سپرد کرتی ہے۔ متحدہ بادشاہوں کے جتھے کی کیا خواہش ہے؟۔
ہم نے کون سا ایسا کام کیا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے وہ ہم پر یورش کرتے ہیں؟
ہم صرف اُس بادشاہ کو تسلیم نہیں کرتے جو فرانس کے تخت پر جبریہ بٹھلا گیا تھا۔
بلکہ ہم اپنا شاہنشاہ اُس شخص کو بناتے ہیں جس کو متحدہ بادشاہ تسلیم نہیں کرتے۔
اب ہم کو یورش کی دھمکی دی جاتی ہے۔ جہاں پناہ! اپنی عزت و آبرو اور خود مختاری
کی حفاظت میں ہم کوئی بات اُٹھا نہ رکھیں گے۔ اور ہر طرح سے اِس بات کی

سعی کریں گے کہ بوربون کو اپنا فرماں روا تسلیم نہ کریں جس سے ہماری ذلت ہے جہاں پناہ! متحدہ بادشاہوں کا تعمیر کیا ہوا تخت کہ جہاں پناہ کے سامنے ایک لمحے میں پاش پاش ہو گیا کیوں کہ اپنی عزلت سے جہاں پناہ ہمارے لئے اصلی خوشحالی کی اُمیدیں لائے ہیں۔ اور سچی شان وشوکت کا رستہ ہمارے سامنے کھول دیا ہے۔"

نپولین اپنی جگہ سے اُٹھا اور حاضرین نے نعرہ مارا۔ اور دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس زور سے نعرہ مارا گیا تھا کہ خوف طاری ہو گیا تھا۔ اور جب خاموشی ہوئی تو نپولین نے حسب موقعہ جواب دیا جو ذیل کی لفظوں سے شروع ہوا تھا۔

"سپاہی۔ کانسل۔ اور شاہنشاہ کی حیثیت سے میں جو کچھ ہوں۔ جمہور کے سبب سے ہوں۔ خوش حالی، مصیبت۔ میدانِ جنگ، مشورے کی کونسل، تخت اور جلاوطنی۔ غرض جہاں اور جس حالت میں ہوا میں نے فرانس ہی کا خیال کیا اور فرانس ہی کے واسطے کام کیا۔"

اس کے بعد نپولین نے شاہی لباس کو اُتار ڈالا اور وہی روزمرہ کے کپڑے پہن لئے جو ہمیشہ پہنتا تھا۔ اور پھر ایسا خوشی کا نعرہ مارا گیا کہ انسان نے شاذ سُنا ہو گا۔ اور اسی حال میں سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر نپولین نے کہا:—

"بری اور بحری افواج کے شیرو!۔ لو۔ فرانس کے جھنڈے میں تم کو سونپتا ہوں۔ اور قومی اور شاہی پرچم تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ بس قسم کھالو کہ اپنے ملک کے دشمنوں کے مقابلے میں تم اپنے خون بہا دو گے۔ لیکن اپنے جھنڈوں کی حفاظت کرو گے۔"

گہرا۔ پُرجوش اور طولانی شور رسالوں اور پلٹنوں میں برپا ہو گیا۔ اور یہی آواز آتی تھی۔ "ہم قسم کھاتے ہیں۔" "ہم قسم کھاتے ہیں۔" چبوترے کے وسط میں نہایت بلند تخت قائم کیا گیا تھا۔ نپولین اس تخت پر چڑھ گیا۔ ہر شخص

کی نگاہ اُسی پر لگی ہوئی تھی۔ اور نپولین نے یہ عظیم الشان نظارہ جو اُس کے چاروں طرف موجود تھا دیکھا۔ تمامی فوجی باجے تخت کے گرد جمع تھے اور اِن کی گونج سے ساری ہوا ابھر گئی تھی۔ اِس کے بعد نپولین نے تخت سے اُتر کر ہر ایک رجمنٹ کو اپنے ہاتھ سے جھنڈے عنایت کئے۔ اور ہر ایک سے چند کلمات ایسے کہتا گیا کہ اُن کی رگ رگ میں جوشِ حمیت بھر گیا۔

”شاہم زندہ ماناد“ کے نعروں سے ہوا گونج رہی تھی۔ اور اس موقعہ پر دیکھنے والوں کے دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ پھر کبھی فراموش نہ ہوا۔ سیویرے لکھتا ہے ”ہر شخص کی زبان پر یہ کلمے تھے کہ اللہ اللہ اپنے ملک اور اپنی خود مختاری کی حفاظت میں تو ایامِ انقلاب میں بھی کبھی ایسا جوش ظاہر نہ ہوا جیسا آج ظاہر کیا جا رہا ہے“۔

نپولین۔ کیمپ ڈی مارس سے رخصت ہوا اور اُس کو یقین تھا کہ فرانسیسی ہر طرح سے اپنے ملک کی حفاظت پر آمادہ تھے۔ اِس کے بعد سے پھر نپولین نے اُس طوفان کے مقابلے کی طیاریاں شروع کیں جو بلجیم میں جمع ہو رہا تھا[لہ]۔

وقت تھوڑا تھا اور ہر کام کیا جانے کو تھا۔ فرانس پر جنگ کا مہیب طوفان ٹوٹنے والا تھا۔ ایسے نظم و نسق کی مہلت نہ تھی جو مخصوص سلطنت کی ضروریات کو پورا کر سکتا۔ نپولین نے اپنی کونسل کے مشورے سے برائے چندے سلطنت کی مجالس کے ساتھ ایک ایکٹ اور اضافہ کر دیا جس کی دفعات نہایت

[لہ] شاہنشاہ کا موکب اِس موقعہ پر بھی اُسی شان و شوکت کا تھا جیسا بڑے بڑے جلسوں کے وقت ہوا کرتا تھا۔ اِس بڑے گروہ میں سے جب نپولین گذرا تو خوشی سے سب نے نعرے مارے اور یہ یقینی بات ہے کہ اگر جنگ نہ واقع ہو جاتی جس نے سب اُمیدوں کا خاتمہ کر دیا تو وہی خوش حالی نصیب ہوتی جس کی اِس مسرت انگیز جشن سے توقع تھی۔ ماخوذ از تذکرۂ ڈیوک آف رووی گو۔ جلد ۴۔ صفحہ ۳۴۔

فیاضانہ تھیں۔ اگرچہ قوم کے بعض افراد نے اِس پر اعتراض کیا تاہم جمہور نے بڑی خوشی سے اُس کو منظور کر لیا۔ اِس ایکٹ کے پندرہ لاکھ رائیں موافق اور پانچ ہزار سے کم مخالف تھیں۔ حتیٰ کہ میڈیم ڈی اسٹیل نے بھی اُس کو بہت پسند کیا اور ایک دوست کو لکھا: "اب جو دفعات اضافہ کی گئی ہیں ہم کو فرانس کے لئے اُنھیں کی حاجت تھی۔ بس نہ اِن سے زیادہ کی ضرورت تھی اور نہ اِن سے کم کی۔ شاہنشاہ کا واپس تشریف لانا بھی بڑا عظیم الشان اور قیاس کی حد سے خارج واقعہ ہے"

مانشیور سسمس مانڈی (   ) نہایت مشہور مورخ اور جمہوری اصول کا سرگرم حامی تھا۔ اُس نے اِن دفعات کی بڑی تعریف لکھ کر فرانسیسی قوم کو اپنی قومی خود مختاری کی حفاظت کے لئے شاہنشاہ کے گرد جمع ہو جانے پر آمادہ کیا۔ بنجمین کانسٹینٹ نے جو جمہوری حکومت کا حامی اور اپنے زمانے کا نہایت پُرزور فصیح مقرر تھا اِس ایکٹ کی تدوین میں مدد دی تھی اور اپنی زبان و قلم سے اُس کی تائید کی تھی۔ اِس شخص کے متعلق ایلی سن صاحب لکھتے ہیں

"منجملہ بہت سی برکاتِ ذہنی کے جو خالق نے اِس حیرت انگیز شخص کو عطا کی تھیں ایک بڑی انوکھی برکت یہ تھی کہ اُس میں لوگوں کے دِلوں کو قابو میں کر لینے کی طاقت تھی۔ وہ لوگوں کے خیالات کی تہ کو پہونچ جاتا تھا۔ اور لوگوں کی رائے کو چاہے جیسے وہ اپنی رائے پر جمے ہوئے ہوں صرف اپنی جادو بھری دِل فریب تقریر سے پلٹ دیا کرتا تھا"

متحدہ بادشاہوں کے مذموم اعلان کے جواب میں جس کے ذریعے سے

متحدہ بادشاہوں نے نپولین کو حفاظتِ قانونی سے خارج کر کے اُس کا خون ہدر کر دیا تھا۔ نپولین کی طرف سے بھی ایک لاجواب اِعلان شائع ہوا۔ یہ اعلان مجالس کے پریسیڈنٹ نے طیار کر کے نپولین کے حق کو دکھایا تھا۔ خلاصۂ اِعلان

ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

" متحدہ بادشاہوں نے حسب ذیل وجوہ سے فان ٹن بلو کے عہدنامے کو شکست کیا ہے:—

۱— عہدنامے کی رُو سے ملکہ اور اُس کے بیٹے کو پروانۂ راہ داری اور حفاظت کے لئے ہم راہی میں جانے کو ایک گارڈ تجویز ہوا تھا۔ لیکن بجائے اِس عہد کے پورا کرنے کے بیوی کو اُس کے شوہر سے اور بچے کو اُس کے باپ سے جبریہ علٰحدہ کیا گیا۔ اور یہ فعل ایسی بےکسی کے وقت میں کیا گیا جب کہ قوی سے قوی دل شخص کو ضرورت ہوتی ہے کہ اُس کی بیوی اور اُس کا بچہ اُس کی تسکین کا باعث ہوں[لہ]۔

۲— نپولین اور اُس کے خاندان والوں کی جان کی حفاظت کا عہد کیا گیا تھا۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ بوربون بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے نپولین۔ اُس کے بھائیوں اور اُن کی بیویوں کو قتل کر دینے کی غرض سے قاتلوں کے گروہ قائم کئے گئے۔

۳— پارما (   ) اور پلے سینٹیا (   ) کی ریاستیں ملکہ اور اُس کے بیٹے کو دینا تجویز ہوا تھا۔ لیت و لعل کے بعد قطعی اِنکار ہوا اور وہ ریاستیں باہم تقسیم کر لی گئیں۔

۴— فرانس سے باہر یوجین کے لئے ایک معقول ریاست ٹھہری تھی لیکن وہ ریاست

[لہ] فان ٹن بلو کے عہدنامے کی چودھویں شرط میں یہ لکھا تھا کہ تمامی ضروری سامان ہز مجسٹی شاہنشاہ نپولین۔ ملکہ۔ شاہزادوں۔ شاہزادیوں۔ و دیگر ہم راہیان کے بہ حفاظت تمام سفر کرنے کے واسطے مہیا کئے جائیں گے۔ خواہ یہ ہم راہی شاہنشاہ کے ساتھ جانا چاہیں خواہ فرانس سے باہر کسی مقام پر رہیں۔ اور اِسی طرح جملہ ساز و سامان۔ گھوڑوں اور دوسرے اسباب کو حفاظت سے پہونچانے کا اِنتظام کیا جائے گا۔ چنانچہ متحدہ بادشاہوں کا یہ فرض ہوگا کہ گارڈ کے طور پر افسر اور سپاہی ہم راہ بھیجیں گے۔

ہرگز نہ دی گئی۔

۵— شاہنشاہ کے بہادر سپاہیوں کی تنخواہیں خلاف معاہدہ روک رکھی گئیں اور قطعی ادا نہ کی گئیں۔

۶— شاہنشاہ کے خاندان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد محفوظ رکھنے کی شرط تھی۔ لیکن سب غصب کر لی گئی۔

۷— حسب شرائط عہد نامہ یہ طے پایا تھا کہ شاہنشاہ کو پچیس لاکھ فرانک اور اُس کے خاندان کو پچیس لاکھ فرانک سالانہ ادا کئے جائیں گے۔ لیکن بوربون بادشاہ نے یہ رقم ادا نہ کی اور عہد نامے کی شرط کو شکست کیا۔ پس شاہنشاہ نپولین ایسی حالت میں اپنے وفادار گارڈ کو ضرور برخاست کر دینے پر مجبور ہو جاتا۔ اگر جنوا ( ) اور اٹلی کے ساہوکار اُس کو چھ کروڑ فرانک قرض دینے پر آمادہ نہ ہو جاتے۔

۸— جزیرۂ ایلبا پر نپولین کو مالکانہ قبضہ دیا گیا تھا لیکن نپولین کو اس جزیرے سے محروم کرنے کے لئے وائنا کی کانگریس میں رزولیوشن پاس کیا گیا۔ اور اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو یوروپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا کہ نپولین قید کر کے سینٹ ہلینا بھیج دیا گیا اور اُس کو اُس کے خاندان۔ اور دوستوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ (۵۲۱)

"جب متحدہ بادشاہوں نے اپنی شان کے خلاف ایک واجب الاحترام عہد نامے کو شکست کر دیا اور جب نپولین اور اُس کے خاندان نے دیکھ لیا کہ اُن کی جان کا خطرہ ہے۔ اُن کا مال لوٹ لیا گیا۔ اور اُن میں باہم جدائی کا خوف ہے اور جب کہ شاہزادوں کی حیثیت سے اُن کے حقوق عہد نامے کے خلاف تلف کئے گئے اور اُن کا ایسا بھی لحاظ نہ کیا گیا جیسا کہ معمولی شہریوں کا قانون کی رُو سے ہونا چاہیے تھا۔ تو ایسی حالتوں میں نپولین کو کیا کرنا واجب تھا؟ کیا اُس کو لازم تھا کہ توہینوں اور ناانصافیوں کو برداشت کرنے کے باوجود وہ عہد نامے تمام

کو قطعی شکست ہوتے دیکھ کر بھی خاموش رہتا اور متحدہ بادشاہوں کے ہاتھوں سے اپنی وہ نوبت پہونچوالیتا جس کی طیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور اپنی بیوی۔ بیٹے اپنے رشتہ داروں اور اپنے جاں نثار ملازموں کی خرابی بلوالیتا؟۔

” ایسا ارادہ کر لینا اور یوں جان پر کھیل جانا انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ تاہم نپولین نے سلطنت سے دست کشی کر کے دکھایا کہ ہاں وہ ایسا انسان تھا۔ کہ ایسا ارادہ کر سکتا اور جان پر کھیل جا سکتا تھا کہ شاید اسی سے فرانس کو خوش حالی نصیب ہو۔ وہ فرانس پر اپنی جان پھر نثار کر سکتا ہے کیونکہ وہ علانیہ کہتا ہے۔ کہ اُس کو جو کچھ شان و عظمت نصیب ہوئی وہ فرانس ہی کی بدولت ہوئی۔ وہ ہر شے کو فرانس سے منسوب کرتا ہے۔ اپنے افعال کے متعلق وہ صرف فرانس کے سامنے جواب دِہ ہے اور اُس پر اپنی جان کو نثار کرتا ہے۔ فرانس ہی کی خاطر اور فرانس کو خانہ جنگی سے بچانے کی خاطر شاہنشاہ نے تخت و تاج سے دست کشی کی تھی۔ اُس نے وہ حقوق جو فرانس سے حاصل کئے تھے فرانس ہی کو واپس کئے۔ اُس نے فرانس کو اجازت دے دی کہ اپنا نیا فرماں روا منتخب کرے۔ اور ایسی حکومت قائم کرے جس سے اُس کی بہبودی اور فلاح ہو۔ اُس کو اُمید تھی کہ پچیس سال کی نام وری جنگ سے فرانس نے جو کچھ حاصل کیا تھا باقی رہے گا۔ اور جمہور کو اپنے فرماں روا کے انتخاب کرنے کا اختیار ہو گا۔ اور جمہور ہی کی مقرر کی ہوئی شرائط سے حکومت کی جائے گی۔ اُس کو اُمید تھی کہ بوربون کی نئی حکومت سے فوجوں کی شان قائم رہے گی۔ بہادروں کے حقوق قائم رہیں گے اور نئے مقاصد جو قوم کی حاجتوں۔ عادتوں۔ اور طور و طریق کے پچھلے پچیس سال سے مطابق و موافق چلے آتے ہیں بجائے خود موجود رہیں گے۔

” لیکن افسوس جمہور کی حکومت کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا گیا۔ اور تاریخ انقلاب سے

جو جو قوانین وضع ہوئے تھے سب کے سب ناجائز قرار دیئے گئے۔ اور فرانس سے یہ
سلوک ہوا کہ وہ باغی ملک تھا اور گویا اُس کو اُس کے قدیم آقاؤں نے پھر سے
فتح کیا۔ اور خودسر فرماں روائی اُس پر پھر سے قائم کی گئی ہے۔ اُس کی حکومت
کی اِس طرح ترتیب دی گئی کہ نہ قوم سے مشورہ کیا گیا اور نہ اُس کی فریاد پر توجہ
کی گئی۔ اور قومی وکلاء یا قائم مقاموں کا ایک خالی نام رہ گیا۔ اور فرانس کے جمہور
کے لئے بوربون بادشاہ کے وزراء نے جو کچھ کیا۔ یا کرنا چاہا وہ یہ ہے کہ افواج کو
منتشر کیا۔ اور فوجی افسروں کو علٰحدہ علٰحدہ کر کے جلاوطن کیا۔ سپاہیوں کو ذلیل و خوار
کیا۔ اُن عطیوں کو موقوف کر دیا جو اُن کو ملتے تھے۔ تنخواہیں اور پنشنیں بند کر دیں۔
خودسر فرماں روائی کے زمانے کے تمغوں کو فوقیت دی۔ شہریوں کو درجہ سوم
پر قرار دے کر اُن کی توہین کی۔ قومی جائدادوں کے خریداروں سے جائدادیں
چھین لیں۔ اُمراء کو حسب دستور قدیم حقوق۔ برتری۔ اور خطابات عطا ہوئے۔ خودسر
فرماں روائی کے اصول قائم کئے۔ گرجا کی آزادی روک دی۔ پوپ صاحب سے
قومی معاہدے کو ناجائز قرار دے دیا۔ ایک مخصوص قسم کی نماز مقرر کی اور فرانسیسی
قوم پر جس کو اب حقوق میں مساوات کی عادت ہو گئی تھی چند اُمراء کی فوقیت
کو قائم کیا۔ اور عشر لینا پھر شروع کر دیا۔

" چنانچہ جب یہ نوبت پہونچ گئی تو شاہنشاہ نپولین نے جزیرہ ایلبا کو چھوڑا
اور ان ہی وجوہ سے نہ کسی ذاتی غرض سے وہ فرانس کو واپس آیا۔ کیونکہ قومی
مقاصد کے مقابلے میں ذاتی مقاصد کی شاہنشاہ کچھ وقعت نہیں سمجھتا۔ اور
اِن ہی قومی مقاصد پر اُس نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا ہے۔ فرانس میں اس
اگر وہ اپنے ہمراہ جنگ و جدل کو نہیں لایا۔ برخلاف اس کے اُس نے اُس لڑائی
کو مسدود کر دیا جو قومی اِملاک کے خریداروں سے تمام فرانس میں پیش آنے والی

تھی۔ کیونکہ ان زمینداروں کی تعداد فرانس میں فی صدی اسّی ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ جنگ اُمراء اور زمینداروں میں پیش آتی کیونکہ اُمراء نے یہ املاک چھین لی تھیں۔ اور یہ جنگ وہ ہوتی جو فرقۂ پروٹسٹنٹ کے عیسائی۔ اور یہود یا مختلف مذہبی فرقوں کے لوگ اپنے ستانے والوں سے لڑا کرتے ہیں۔

،، شاہنشاہ۔ فرانس کو رہائی دینے کو آیا اور قوم نے یہی سمجھ کر گرم جوشی سے اُس کا استقبال کیا۔ سات سو میل کی مسافت میں اُس کا کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ نہ کوئی جنگ ہوئی۔ اور پیرس آکر رعایا کی راے سے وہ فرانس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ بوربون اِس تخت کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے اور بوربون اِس قابل نہ ہوئے کہ تمامی افواج۔ اپنے خاندان۔ قومی گارڈ۔ یا فرانس کے جمہور میں سے ایک شخص کو بھی کھڑا کر سکتے۔ جو شاہنشاہ کا مقابلہ کرتا۔ اور بوربون کو اُن کے تخت پر قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ ہاں جمہور کا نپولین سردار ہے۔ تین دفعہ اِن جمہور نے اُس کو اپنا سردار منتخب کیا۔ اور اب چوتھی دفعہ پھر اُس کو اپنا فرماں روا بنایا ہے۔ چنانچہ وہ قوم کا شاہنشاہ ہو گیا اور قوم ہی کے نفع کے لئے وہ فرماں روائی کرتا ہے۔

،، نپولین اور فرانس کی کیا خواہش ہے؟۔ اُن کی صرف یہ خواہش ہے کہ فرانس خود مختار رہے۔ ملک کے اندر اور دوسری طاقتوں سے اُس کی صلح رہے اور پیرس کے واجب الاحترام معاہدے پر جو ۳۰۔ مئی سنہ ۱۸۱۴ء کو عمل میں آیا ہے کاربندی ہو۔ پس یوروپ کی آئندہ اُمیدوں۔ اور صلح و امن کی اُمیدوں میں کون سی تبدیلی ہوئی؟۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بہ شرطے کہ متحدہ بادشاہ فرانس کی آزادی کا خیال کر کے اُس کے وجود کو تسلیم کر لیں۔ نہ وہ فاتح ہو اور نہ مفتوح ہو۔ نہ کسی کو ماتحت بنائے نہ خود کسی کا ماتحت بنے کہ یہ بات بڑی طاقتوں میں مساوات قائم کرنے اور چھوٹی فرماں روائیوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں

کسی چیز میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے بہ شرطیکہ فرانس کو بوربون خاندان کی فرماں برداری کرنے اور انھیں بیڑیوں کے پہننے پر مجبور نہ کیا جائے جو اُس نے اُتار کر پھینکی ہیں۔ کسی چیز میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے بہ شرطیکہ متحدہ بادشاہ فرانس میں اپنے قوانین جاری نہ کریں۔ اُس کے اندرونی معاملات میں دست انداز نہ ہوں۔ اُس پر خاص (۵۲۲) قسم کی جبریہ حکومت نہ قائم کریں۔ اور اُس پر ایسا بادشاہ نہ مقرر کریں جو فرانس کے ہم سایہ ممالک کے جذبات اور مقاصد کے موزوں ہو۔ کسی چیز میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے بہ شرطیکہ فرانس اپنے صلح و امن کے خیالات کو جنگ کی طیاری کرنے کے لئے چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ کیونکہ فرانس کے شاہنشاہ اور اُس کے جمہور کو ایسی حکومت اور ایسے آئین کے مستقل کرنے کا خیال ہے جس سے فرانس کی فلاح ہو اور جمہوری حکومت اور حقوق میں مساوات کو فتح حاصل ہو۔ کیونکہ تمام یوروپ میں اب یہی خیالات ہیں اور کسی کے روکے نہیں رُک سکتے۔ اور آخر میں یہ کہا جاتا ہے کہ کسی چیز میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اگر ناحق پسند بادشاہوں کا جتھہ سنہ ۱۷۹۲ء کی طرح اپنے ارادے۔ اپنے حقوق۔ اپنی آزادی۔ اور اپنے منتخب کئے ہوئے شاہنشاہ کو بچانے پر فرانس کو مجبور نہ کرے گا۔ کیونکہ فرانس تمام یوروپ کے ساتھ صلح قائم رکھنا چاہتا ہے ۔"

(۵۲۲)

باب شصت و ہفتم

واٹرلو

جنگ کی طیاریاں۔ ٹوئی لریز سے شاہنشاہ کا روانہ ہونا۔ ولنگٹن اور بلوشر کا فوجی مقام۔ شاہنشاہ کی تجویز۔ بورمانٹ کی غداری۔ چارلروئی۔ کواٹر براس کا حادثہ۔ ولنگٹن۔ بروسیلس میں۔ واٹرلو۔ شب میں اڑگھاٹ لینا۔ طوفان۔ جنگ۔ ولنگٹن کی مایوسانہ حالت۔ بلوشر کا آنا۔ فرانسیسی سپاہ کا مغلوب ہونا۔ نپولین کا پیرس واپس آنا۔

جنگ کی طیاریاں کرنے میں اب ایک لمحہ ضائع کرنا مناسب نہ تھا۔ اور نپولین نے ایسی جدّ و جہد سے کہ یقین نہ آئے گا دو لاکھ اسّی ہزار فوج قائم کر لینے میں کامیابی حاصل کی لیکن غنیم کی دس لاکھ فوج کے دفعیہ کو جس کا سیلاب فرانس کی سرحدوں پر چڑھا چلا آرہا تھا نپولین اپنے ہمراہ صرف ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ لے جا سکا۔ غنیم کی فوجیں ہر طرف سے پیرس پر یورش کرنے کو آرہی تھیں۔ اسکوارٹزن برگ کے ہمراہ دریائے رین کی وادیٔ بالا میں دو لاکھ ساٹھ ہزار فوج تھی۔ ولنگٹن اور بلوشر کے ساتھ بروسیلس کے قریب ایک ایک لاکھ فوج تھی۔ روسی فوج جس کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی یلغار کرتی ہوئی جرمنی میں آرہی تھی۔ اُدھر کوہستان آلپس سے

واسطے میں فرانس پر جنوب سے حملہ کرنے کو آسٹریا کی ایک لاکھ فوج جس کی تعداد ساٹھ ہزار تھی روانہ ہو گئی تھی۔ اِس کے سوا متحدہ بادشاہوں نے سویزرلینڈ کو مجبور کر کے اپنی کمک کو تیس ہزار فوج جبریہ حاصل کی تھی۔ اور برطانیہ کے زبردست جنگی جہاز جن کا اِس زمانے میں پردۂ زمین پر جواب نہ تھا فرانس کے ساحلوں کو گولہ باری سے برباد کر رہے تھے۔ لُوٹ رہے تھے اور متحدہ افواج کو سامان بہم پہونچاتے تھے۔ اور یہ تمامی فرماں روا صرف ایک نپولین کے مقابلے میں جتھہ باندھ کر عظیم الشان طیاریاں کر رہے تھے۔

اصل تو یوں ہے کہ یہ موقعہ نہایت ہی نازک اور صعب تھا لیکن نپولین نے بھی ایسی شجاعت اور ایسے عزم و ثبات سے مقابلہ کیا کہ دُنیا ہمیشہ حیرت کے ساتھ اُس کی تعریف کرتی رہے گی۔ ظاہر ہے کہ اُس کا تشفّی دینے والا اب کوئی موجود نہ تھا۔ جوزیفاین کا اِنتقال ہو چُکا تھا۔ میریا لوئیسا اور اُس کا پیارا بیٹا آسٹریا کے ایوان میں نظر بند تھے۔ یوجین تخت سے اُتار دیا گیا تھا اور بادشاہِ بویریا کے دربار میں پھنسا ہوا تھا جو اُس کا خُسر تھا۔ مُرات فراری کی حالت میں تھا۔ اور اُس کو ہر وقت گولی سے مار دیئے جانے کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ لانس۔ بے سے ریز۔ ڈیوراک۔ مر چکے تھے۔ برتھیر کو اب اپنے آقا نپولین کے حضور میں حاضر ہونے سے شرم دامن گیر تھی۔ اور وہ بوربون کا شریک تھا۔ مارمونٹ کی نمک حرامی تو معلوم ہی ہے اور وہ اِس وقت بلجنٹ میں تھا۔ اوڈی نات اور میکڈانلڈ بڑے صاحبِ غیرت تھے۔ اور چونکہ بوربون بادشاہ کے سامنے اطاعت کا حلف کر چکے تھے وہ اپنے حلف پر قائم تھے۔ مارشل نے نے اپنے دِلی جوش سے مجبور ہو کر اپنے حلف سے جو بوربون بادشاہ سے کیا تھا۔ اِنحراف کیا تھا۔ مگر اِس بے غیرتی کے خیال سے بے دِل ہو کر اپنے عزم و ہمت کھو دیئے تھے۔

صرف دو تجویزیں تھیں جن میں سے نپولین ایک اختیار کر سکتا تھا۔ ایک تو یہ تھی کہ اپنی چھوٹی فوج کو پیرس کے گرد جمع کر کے متحدہ افواج کو یہ اجازت دے دیتا۔ کہ فرانس کو غارت کرتی ہوئی پیرس کے قریب آئیں اور پھر نپولین پیرس کے گرد ایک ہولناک جنگ میں قسمت آزمائی کرے۔ اور معاملہ طے ہو جائے۔ اور دوسری تجویز یہ تھی کہ فرانس کی سرحد کو پار کر کے غنیم کی فوج پر کوچ کی حالت میں اچانک حملہ آور ہو۔ اور پہلے ایک گروہ سے جنگ کرے اور پھر دوسرے سے۔ اور انجام کار اُن کی یورش کو روک دے۔ اور وہ صُلح کی خط و کتابت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگرچہ تجویزیں تھیں تو دونوں ایسی کہ نا اُمیدی تھی مگر آخری تجویز میں کم مایُوسی تھی۔ چنانچہ نپولین نے فوراً بلجیم پر دھاوا کرنے کا عزم کر لیا تاکہ ولینگٹن اور بلوشر کی فوجیں باہم ایک ہونے پائیں۔ اور اُن پر اچانک یکے بعد دیگرے حملہ کر دیا جائے۔ اور دونوں کو شکست دے کر جتھے کے اِس بڑے جزو کو برباد کر دیا جائے اور اُس کے بعد دوسری افواج پر حملہ کر کے جتھے کا مُنہ پھیر دیا جائے۔

۱۱۔ جون ۱۸۱۵ء کی تمام شب نپولین اجلاس کے کمرے میں فوجی افسروں کے نام بے شمار احکام لکھواتا اور وُزراء کو مخفی ہدایتیں کرتا رہا۔ اور وُزراء سے رخصت ہوتے وقت اُن سے کہا۔ "آج رات کو مَیں جاتا ہوں۔ آپ اپنے فرائض پر مستعد رہیں میں اور میری سپاہ اپنے فرائض انجام دیں گے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اِتحاد۔ سرگرمی اور عزم و ثبات سے کام کریں۔ اے شرفاء۔ ذرا اتنی بات دیکھتے رہنا کہ آزادی کے بجائے طوائف الملوکی اور انتظام کے بجائے بدنظمی نہ ہونے پائے یاد رہے کہ ہماری کامیابی کا دارومدار اِتّحاد پر ہے۔"

۱۲۔ جون۔ کو صبح کے تین بجے تُوی لریز کے زینے سے نپولین نیچے اُترا کہ اپنی آخری حربی مُہم میں سپاہ کا جا کر شریک ہو۔ اور کالن کورٹ کی طرف افسوس لیکن

استقلال سے ہاتھ بڑھا کر کہا "کالن کورٹ! خدا حافظ ہے۔ الوداع۔ جاتے ہیں۔ یا تو فتح کریں گے۔ یا مارے جائیں گے" زینے کی آخری سیڑھی پر پہونچ کر شاہنشاہ ایک لمحے کو ٹھہر گیا اور اُس ایوان کو جس میں اب دوبارہ آنا قسمت میں نہ تھا اُداسی کی نظر سے دیکھا اور پھر بڑھ کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ تمام دِن اور تمام رات بڑی تیزی سے کوچ کر کے ۱۴۔ جون کی صبح کو ایولیس لنس (   ) پہونچا۔ جو پیرس سے ڈیڑھ سو میل ہے۔ اِس مقام کے قریب جو فرانس کی انتہائی حد پر واقع ہے نپولین کی اُس قدر افواج جو یلغار کر کے اُس کے پاس پہونچ سکتی تھیں آگئی تھیں۔ نپولین کی فتح اِسی بات پر منحصر تھی کہ بے حد جلد کام کیا جائے۔ کیونکہ چند ہی گھنٹوں کے وقفے میں دشمن کی فوجیں باہم ایک ہو کر اپنی بڑی تعداد سے نپولین کو شکست دے سکتی تھیں۔ نپولین کو دیکھ کر فوج نے ایسی خوشی سے نعرے مارے کہ دُوسرے سوار نے کبھی سنے بھی نہ ہوں گے

نپولین کے بہادر اور ذکی سپاہیوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ بڑی زبردست (ص ۵۲۱) اور ٹڈی دَل فوجوں سے اُن کو مقابلہ کرنا تھا۔ اُنھوں نے فخر سے نعرے مار کر کہا۔ "ہم تمامی جتھے کا مقابلہ کریں گے" اور جنگِ مایوسانہ کے لئے اپنے تئیں آمادہ اور طیار کر لیا۔ نپولین سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر شمال میں دو بڑی فوجیں ایک دوسری سے شامل ہو جانے کو موجود تھیں۔ ولنگٹن۔ بروسیلس میں تھا۔ اور اُس کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھی۔ اور اُس سے چند فرسنگ پر ایک لاکھ تیس ہزار پروشیا کی فوج کے ساتھ بلوشر تھا۔ اِن دونوں فوجوں کو حملے کا خیال تو کیا معنی یہ علم بھی نہ تھا کہ نپولین پیرس سے روانہ ہوا ہے۔ اور بڑے اطمینان سے رُوسی افواج کی آمد کا اِنتظار کر رہی تھیں۔ کیونکہ دو لاکھ رُوسی فوج دھاوا کرتی ہوئی چلی آتی تھی۔

نپولین کے پہونچتے ہی اُس کی فوج بڑے جوش سے اُس کے گرد جمع ہو گئی۔ اور نپولین نے اُس سے چند جوش دلانے والے کلمے کہہ کر اُس کو فوق العادت جوش سے بھر دیا۔

اور سپاہی اُس کی طرف بڑی مسرت سے بڑھے۔ اپنی ٹوپیاں اُنھوں نے سنگینوں پر چڑھالی تھیں اور نعرے مارتے تھے اور ہر طرح سے آمادہ ہوگئے کہ اُن کا سردار کسی سہمگیں مہم پر اُن کو اپنے ہم راہ لے جائے۔

نپولین کے پہونچتے ہی تمام فوج کا کوچ شروع ہوگیا شاہنشاہ نے مختلف رستوں پر جانے والی سپاہ کو تفصیلی ہدایتیں کیں کہ مقررہ مقام پر ایک وقت میں جاکر جمع ہوں اور یہ مقام چارلروئی ( ) اسے وِیس نس ( ) سے ۳۵ میل تھا جنرل بورمانٹ فوج کے ایک دستے کا کمانیر تھا۔ شروع زمانے میں وہ بوربون کا سرگرم حامی تھا۔ اور جب نپولین ایلبا سے واپس آیا۔ تو اُس وقت وہ بوربون بادشاہ کی فوج میں افسر تھا۔ چونکہ فرانس کے جمہور نے نپولین کا بڑی سرگرمی سے استقبال کیا تھا۔ بورمانٹ بھی جمہور سے متفق ہوگیا اور شاہی فوج میں افسری کی درخواست دی۔ نپولین کو اُس پر اعتماد نہ تھا۔ مگر مارشل نے کے اصرار سے وہ مجبور ہوگیا۔ اب بورمانٹ نے یہ دیکھ کر کہ نپولین کو فتح نہ ہوگی غدّاری کی اور سُرخ رُوئی حاصل کرنے کو غنیم سے جاکر نپولین کی تجویزوں کا حال بیان کردیا نپولین کو تو اپنے اوپر پورا اختیار تھا اور اِس غدّاری کی خبر کو اُس نے بڑے ضبط کے ساتھ سُنا۔ بلوشر نے بورمانٹ کی بڑی خاطر کی۔ اور بوربون نے اُس پر بڑی عنایتوں کا اظہار کیا۔ مگر اب نپولین کو یہ ضرورت ہوئی کہ اپنے بعض احکام میں تغیّر و تبدّل کرے تاکہ دشمن فریب میں آجائے۔

نپولین کی دست کشی پر مارشل سولٹ بوربون بادشاہ کا شریک ہوگیا تھا۔ لیکن نپولین کے واپس آتے ہی وہ فوراً آیا اور نپولین کا شریک ہوگیا۔ اُس کی ایسی متلوّن مزاجی سے فوج کا جی اُس سے بیزار ہوگیا۔ مگر باوجود مارشل ڈے وسٹ کے منع کرنے کے نپولین نے سولٹ کو نائب سپہ سالار کردیا۔ مگر اِس مشتبہ مارشل

سے اختیارات لے لئے گئے تھے اور شک ہو رہا تھا کہ وہ بھی دغا کرے گا۔ لیکن سولٹ کی جانب سے نپولین کو کسی قسم کا شک نہ تھا۔ بوربون نے بھی سولٹ پر الزام لگایا تھا کہ اُس نے ہمارے ساتھ دغا کی۔ اور یہ دھمکی دی تھی کہ سولٹ کا کورٹ مارشل کیا جائے گا۔ اِس الزام کے متعلق نپولین نے کہا:-

”سولٹ بے گناہ ہے۔ اُس نے مجھ سے یہ اقرار کیا کہ ہاں میں بوربون بادشاہ کو واقعی پسند کرتا تھا۔ اور اُس بادشاہ کی ماتحتی میں مجھے جو جو اختیارات تھے اُن کو میرے (نپولین کے) وزراء کے اختیارات سے کوئی نسبت نہ تھی۔ یہ اختیارات بڑے دل فریب تھے۔ اور میں بوربون کا دم بھرتا تھا“

۱۴- جون کی شام کو نپولین۔ چارلروئی پہونچا۔ یہاں پروشیا کی فوج مورچہ بند تھی۔ اصل فوج کا یہ ہراول تھا اور اِس کی تعداد دس ہزار تھی۔ ۱۵- جون۔ کی صبح کو نپولین کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور بڑی خوں ریزی سے شکست دے کر اُس کو شہر سے نکال دیا۔ چھ بجے فرانسیسی فوج فتح مندی سے دریائے سامبری ( ) کے پُل کو عبور کر کے شہر میں داخل ہوئی۔ اور چارلروئی پر قبضہ کر لیا۔ پروشیا کی فوج میں دو ہزار کام آئے تھے اور باقی فوج بھاگ کر اصلی بڑی فوج سے مل جانے کو چلی گئی۔ بروسیلس اور چارلروئی میں تیس میل کا فاصلہ ہے۔ چارلروئی سے دس میل ایک چھوٹا سا مزرعہ واقع ہے جس کا نام۔ کواٹربراس ( ) ہے۔ اور کواٹربراس اِس لئے نام ہے کہ یہاں دو سڑکیں باہم کٹتی اور ایک چوڑاہا بناتی ہیں۔ نپولین نے مارشل نے کو حکم دیا کہ چالیس ہزار فوج لے جا کر فوراً کواٹربراس پر قبضہ کر لے۔ کیونکہ یہ مقام نہایت کارآمد تھا۔

نپولین نے کہا: ”اپنی تمام فوج کو اِس مقام پر پوری مورچہ بندیاں کر کے جمع کر لینا۔ اور ایسی تیزی سے جاؤ کہ آدھی رات سے پہلے پہلے وہ تمھارے قبضے میں

ایسا مستحکم اور لافتح ہو جائے کہ دشمن کیسا ہی حملہ کیوں نہ کرے تم سے چھین نہ سکے ۔"
بلوشر مع اپنی بڑی فوج کے نامور ( ) میں تھا۔ یہ شہر بہت مستحکم
تھا اور دریائے سامبری ( ) اور میوز ( ) کے اتصال پر واقع
تھا۔ کواٹر براس پر قبضہ کر لینے کا یہ نتیجہ ہوتا کہ ولنگٹن کی ایک لاکھ سپاہ بلوشر کی ایک
لاکھ تیس ہزار فوج سے قطعی علیحدہ ہو جاتی۔ نپولین کی یہ تجویز تھی کہ مورچوں کے پیچھے
اپنی تھوڑی سی فوج چھوڑ کر کہ وہ پروشیا کی فوج کو آگے نہ بڑھنے دے پہلے جا کر
وہ بروسیلس میں ولنگٹن کی فوج کو شکست دے اور وہاں سے گھوم کر بلوشر
کی سپاہ کا ایک دم میں خاتمہ کر دے۔ اور بلجیم والے جو دراصل نپولین کے شریک
تھے متحدہ افواج سے نجات پا کر فرانسیسیوں کے طرفدار ہو جائیں۔ اور واقعی
نپولین کی اس کامیابی پر آزادی کے حامیوں کی تمام یورپ میں اُمیدیں ہری
ہو جاتیں پھر سیکسنی۔ اٹلی۔ ہنگری۔ پولینڈ سب اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور یورپ
کے خودسر تاج دار۔ ان قوموں کے سامنے سے جو بیچاری صدیوں غلامی کر چکی
تھیں فنا ہو جاتے۔ ۱۵۔ جون۔ کی شام تک نپولین کی سب تجویزوں میں کامیابی
ہوئی تھی۔ اور اُس کو اپنی فتح کی پوری اُمید تھی۔ اُس کی قسمت یاوری پر تھی۔ اور خودسر
تاج داروں کا ستارہ گردش میں تھا۔

جب نپولین کے پاس مارشل نے۔ نے یہ خبر بھیج دی کہ کواٹر براس پر اُس
نے قبضہ کر لیا۔ تو نپولین دوسرے رستے سے لگ نی ( ) کی طرف چلا
لگ نی۔ کواٹر براس اور نامور کے درمیان واقع ہے۔ یہاں بلوشر سے اُس کا
اچانک مقابلہ ہوا جو اسّی ہزار سپاہ لئے ہوئے ولنگٹن سے جا ملنے کو جا رہا تھا۔ یہ خبر
کہ نپولین سر پر آ پہونچا ہے بلوشر کو بورمانٹ غدار نے پہونچائی۔ نپولین کے ساتھ
اس وقت ساٹھ ہزار آزمودہ کار فوج تھی۔ اور اب ایسی ہولناک جنگ شروع

ص ۵۲۴ ہوئی کہ تاریخ میں بڑی نامی جنگ شمار ہوتی ہے۔ تمام دن ہنگامۂ محشر برپا رہا۔ اور شام سے قبل نپولین نے ہر مقام پر فتح پائی۔ اور پروشیا کی فوج دس ہزار اسیر اور بیس ہزار مقتول و مجروح چھوڑ کر اُسی طرح بدحواسی سے فرار ہوئی جیسے ہمیشہ وہ نپولین کے سامنے سے بھاگنے کی عادی تھی۔ اور جیسا نپولین نے تجویز کیا تھا۔ اگر مارشل نے اپنی فوج سے پروشیا کی فوج کے فرار کے رستے کو بند کر دیتا تو پروشیا کی فوج سے ایک متنفس بھی جان سلامت نہ لے جاتا۔ اور واٹرلو کی جنگ پیش ہی نہ آتی

اب لگنی کے میدان میں نپولین کو فاتح چھوڑ کر ہم مارشل نے کا حال لکھتے ہیں۔ ۱۵۔ جون۔ کی شام کو اس سے پیشتر کہ مارشل نے۔ سڑکوں کے چوراہے پر کواٹربراس میں پہونچے رات ہو گئی۔ بڑی تاریکی چھائی۔ طوفانِ باد کے ساتھ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ چونکہ متواتر دو دن سے سپاہ کوچ کرتی چلی آتی تھی۔ اور موسم خراب رہا تھا۔ سپاہی بہت زیادہ تھک گئے تھے۔ جب کواٹربراس چند میل رہ گیا اور کسی دشمن کی شکل بھی نظر نہ آئی اور سوار بھیج کر یہ بھی معلوم کر لیا گیا کہ کواٹربراس میں غنیم کی کوئی فوج نہیں ہے تو مارشل نے کو پورا یقین ہو گیا کہ صبح ہوتے ہی بلا مزاحمت کواٹربراس پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ چنانچہ اُس نے خیال کیا کہ کواٹربراس پر اُس کا قبضہ ہو گیا اور اُس نے ایک قاصد شاہنشاہ کے پاس بھیج کر اُس کو مطلع کر دیا کہ کواٹربراس پر قبضہ ہو گیا۔

سپاہی ماندگی سے نیم جاں تو ہو ہی رہے تھے بھیگی زمین پر لیٹتے ہی بے خبر سو گئے اُن کو کیا معلوم تھا کہ اُن کا یہ چند ساعتوں کا آرام وہ مہلک آرام تھا کہ نپولین کے تخت کو سرنگون کر دے گا۔ فرانس کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور یوروپ کی آزادی خاک میں مل جائے گی۔

جس وقت یہ فرانسیسی سورما کواٹربراس کے سامنے زمین پر پڑے ہوئے

بے خبر سو رہے تھے۔ ولنگٹن ڈچیز آف رِچ منڈ کے جلسے کے درمیان بروسیلس میں بیٹھا لطف اُڑا رہا تھا۔ اِسی حال میں کہ ولنگٹن ایک دریچے میں بیٹھا ڈیوک آف برنس وِک سے باتیں کر رہا تھا۔ ایک قاصد نے آکر اُس کو اطلاع دی کہ نپولین فرانس کی سرحد سے عبور کر کے بروسیلس سے دس میل کے فاصلے پر آپہونچا ہے۔ اِس خبر سے ولنگٹن ایسا بدحواس ہوا کہ اُس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور ڈیوک آف برنس وِک اپنی کُرسی سے ایسا گھبرا کر اُٹھا کہ اُس کو یاد نہ رہا کہ اُس کی گود میں ایک بچہ سو رہا تھا اور بچہ زمین پر گر پڑا۔ تمام جلسے میں یہ خبر فوراً مُنتشر ہو گئی۔ ولنگٹن اور دوسرے افسر جلسہ چھوڑ کر فوراً چلے گئے۔ اور ڈیوک آف ولنگٹن نے بڑی تن دہی سے کام شروع کیا۔ بگل اور ڈھول بجنے اور سپاہ جمع ہونے لگی۔ اور ساری فوج کیا سوار کیا پیدل کیا توپ خانے ایک دَم میں بروسیلس کی تاریک سڑکوں پر روانہ ہو گئے۔

رات واقعی بڑی طوفانی اور تاریک تھی۔ کیونکہ تین رات اور تین دن سے برابر بارش ہو رہی تھی۔ سڑکوں پر سیلاب تھا اور رستوں میں کثرت سے کیچڑ تھی۔ تمام رات جنگ کا سامان حرکت میں رہا۔ جس کا شور طوفان کے شور سے آمیز ہو گیا تھا۔ کواٹر براس۔ بروسیلس سے پندرہ میل تھا۔ اور ولنگٹن کو نپولین کی طرح خوب معلوم تھا کہ یہ کواٹر براس بڑا ضروری مقام تھا۔ صبح ہوتے ہی یہ معلوم ہونے سے کہ کواٹر براس پر ولنگٹن کا قبضہ ہے۔ مارشل نے۔ کے ہوش گم ہو گئے۔ اور اب سخت سے سخت حملہ کرنے سے بھی کواٹر براس کا چھین لینا ایک مُشتبہ امر تھا۔

اِتنے ہی میں اُس کے پاس شاہنشاہ کا ایک اور پیغام پہونچا جس سے مارشل نے کے رہے سہے حواس اور بھی جاتے رہے۔ وہ پیغام یہ تھا کہ۔ مارشل نے

ی اطلاع کے موافق شاہنشاہ کو یہ تو یقین ہی تھا کہ کواٹر براس پر فرانسیسی فوج قابض ہے۔ چنانچہ شاہنشاہ نے لکھا تھا کہ "مارشل نے۔ تم تھوڑی سی فوج اپنی مورچہ بندیوں کے پیچھے ولنگٹن کو روکنے کے لئے چھوڑ دو اور خود مع تمامی رسالو اور توپ خانوں کے جلد بڑھ کر بھاگتے ہوئے بلوشر کا رستہ پیچھے سے فوراً روک لو" اور اسی پیغام کے ساتھ شاہنشاہ نے یہ فقرہ اور لکھا تھا "مارشل نے فرانس کی قسمت کا فیصلہ بس تمہارے ہاتھ میں ہے"

اگر مارشل نے۔ کواٹر براس پر قابض ہو گیا ہوتا تو بلوشر کی فوج کی کسی طرح خیر نہ تھی۔ پھر دوسرے دن نپولین فاتح و فیروز اپنی تمامی فوج سے ولنگٹن پر حملہ آور ہوتا اور نتیجے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ نپولین ہی کو فتح ہوتی ہینوور اور بلجیم کی تمامی سپاہ نپولین کی دل سے جانب دار تھی۔ اور نہایت مجبوری کی حالت میں اس وقت اس کے مقابلے میں جنگ کر رہی تھی۔ یہ سب فوجیں نپولین سے آملتیں۔ اور یورپ کی تاریخ کی رو کا ر بدل جاتی۔ لیکن دیکھئے۔ بڑے بڑے انقلاب ایک ذرا سی بات سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کواٹر براس پر مارشل نے کا قابض نہ ہونا ستم ڈھا گیا۔

لیکن بجائے اس کے کہ مارشل نے۔ بلوشر کی بھاگتی ہوئی فوج کا رستہ بند کر سکتا۔ وہ تمام دن کواٹر براس ہی کے چھیننے میں سخت خونریز جنگ کرنے پر مجبور رہا۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ ولنگٹن کو خوب معلوم تھا کہ سارا جنگ کا دارومدار کواٹر براس ہی پر تھا نہایت کثرت سے وہ اپنی افواج اسی مقام پر جمع کرتا رہا۔

ولنگٹن کہتا تھا "ایک دوسرے کا انتظار مت کرو۔ ایک ہی ایک پلٹن۔ ایک ہی ایک رسالہ۔ بلکہ ایک ہی ایک کمپنی کواٹر براس پر جمع ہوتی جائے۔ اور ایسے دوڑ کر پہنچو کہ گویا آگ لگی ہوئی ہے۔ اور ہم کو ایسا مقابلہ کرنا چاہئے کہ نام کر دیں۔ یا سب مارے جائیں

اور تم میں سے جو سب سے زیادہ قریب پہونچ جائیگا وہی سب سے زیادہ شجاع کا کام دیگا۔"

پس کواٹر براس پر برابر فوجوں کی کمک چلی آ رہی تھی۔ اور وہ ہر لمحہ لا فتح ہوتی جاتی تھیں۔ مارشل سنے۔ اپنی تقصیر کو جس کی اب تلافی نہ ہو سکتی تھی دیکھ رہا تھا۔ اور غم و فکر سے اُس کے کلیجے کا کام ہوا جاتا تھا۔ وہ لے بے ڈور ( ) سے کہنے لگا۔ "دیکھتے ہو۔ انگریزوں کی باٹریوں سے گولے آتے ہیں۔ اور ہماری صفیں اُڑ رہی ہیں۔ پروردگار! یہ سب گولے میرے ہی کیوں نہیں لگتے۔" پھر گھوڑا اخیز کر کے وہ کلرمن کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ "میرے پیارے جنرل! ایک دھاوا کر لو۔ انگریزی فوج کے قلب میں در آؤ۔ اور کچھ ہی ہو اُس کو توڑ دو۔ مَیں تمھاری کمک کو حاضر ہوں اب تمھاری ہی حاجت ہے۔"

اِس پر کلرمن نے اپنے بکتر پوشوں کو لیا۔ اور انگریزی فوج کے قلب میں در آیا لیکن وہ طوفانِ آتش برپا ہوا کہ سوار و پیدل خاک و خون میں لوٹنے لگے۔ اور باقی دھاوا کرنے والوں کو موت کی آندھی کے سامنے سے پس پا ہونا پڑا۔

اِس نازک مہم میں نپولین کو اپنے افسروں کی غلطیوں سے ہر چہار سُو نقصان ہی نقصان اُٹھانا پڑے۔ بورمانٹ کی غداری سے تو یہ غضب ہوا کہ دشمن نپولین کے اچانک حملے سے بچ گئے۔ ورنہ اُن کی تباہی میں کیا شک رہا تھا۔ مارشل سنے نے یہ غفلت کر بیٹھا کہ کواٹر براس پر قبضہ نہ کیا۔ اور نپولین کو جھوٹی خبر بھیج دی کہ فرانسیسی افواج کا کواٹر براس پر قبضہ ہو گیا۔ اور اِس کا یہ نتیجہ ہوا کہ قطعی فتح نپولین کے ہاتھ سے چھن گئی۔ لیکن باوجود اِس کے اِس بڑے شخص نے تقدیر کا گلہ کر کے کوئی غصّے کا کلمہ مُنہ سے نہ نکالا۔ وہ جانتا تھا کہ مارشل سنے کی یہ نیت نہ تھی کہ نقصان پہونچائے۔ اور اسی وجہ سے نپولین نے پچھتانے اور افسوس کرنے میں وقت ضائع نہ کیا۔ اُس نے مارشل سنے کو ایک دوستانہ مُراسلہ بھیجا۔ اور ایسی حالت میں کہ قسمت کی بازی کا پانسہ

ص (۵۲۵)

اُلٹا پڑ چکا تھا۔ اُس نے وہی کام کیا جو بشری طاقت سے ہونا ممکن تھا۔

رات ہوئی۔ طوفان کا وہی حال تھا۔ یہ ۱۶۔ جون کی رات تھی۔ سپاہی مینہ میں شرابور۔ تھکے۔ نیم جاں۔ اور بھوکے تھے۔ اور بے رحم آسمان کے نیچے لیٹے۔ مگر کسی طرح نیند نہ آئی۔ کواٹر براس سے صرف دس میل کے فاصلے پر نپولین لِگ نی میں فاتح تھا۔ لیکن مارشل نے کو کواٹر براس میں ہر موقعہ پر ہزیمت ہوئی تھی۔ رات میں اپنی بقیہ ہزیمت خوردہ فوج کے ساتھ بلوشر۔ وے وری ( ) کی طرف کوچ کرتا رہا۔ اور اُس کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ ولنگٹن یہ معلوم کر کے کہ بلوشر وے وری کی طرف ہٹا جا رہا ہے۔ واٹرلو کو ہٹ گیا کہ اُس کی فوج کو اپنی فوج سے ملا لے نپولین نے مارشل گروچی کو تیس ہزار فوج دے کر تاکید کی کہ برابر اِس سختی سے بلوشر کا تعاقب کرے کہ ولنگٹن کی فوج سے اُس کی فوج ملنے نہ پائے۔

۱۷۔ جون کی منحوس اور خوفناک صبح نمودار ہوئی۔ طوفان اور بارش میں کوئی کمی نہ تھی۔ اب دوسری تازہ مصیبت یہ پیش آئی کہ مارشل گروچی کے سپاہی لگاتار فوق العادت محنت سے جو کئی دن سے متواتر وہ کر رہے تھے۔ ایسے پست ہو گئے تھے کہ پروشیا کی تیز کوچ کرتی ہوئی سپاہ کو نہ پکڑ سکے۔ لیکن پھر بھی بڑی جاں فشانی سے برابر آگے بڑھتے چلے گئے۔ سڑکوں کا حال متواتر بارش سے ناقابلِ بیان ہو رہا تھا۔ اب گروچی کو اُدھر بھیج کر نپولین فوراً کواٹر براس اس غرض سے جا پہونچا کہ مارشل نے کی فوج سے اپنی فوج کو ملا دے اور چونکہ ولنگٹن کواٹر براس سے ہٹ رہا تھا۔ اور واٹرلو کی طرف بلوشر کی فوج سے جا ملنے کو جاتا تھا۔ ولنگٹن کا تعاقب کرے۔ چنانچہ نپولین اور مارشل نے کی متحدہ فوج کی تعداد ستر ہزار ہوئی۔ اور یہی فوج لے کر نپولین۔ ولنگٹن کے تعاقب میں چلا

دن میں ولنگٹن بروسلیس کی طرف کوچ کر کے واٹرلو کے میدان میں بروسلیس سے نو میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا

اور بڑی دانائی سے مورچہ بندیاں کرکے بلوشر کا سخت انتظار کرنے لگا جسکے پاس نہایت تاکیدی مراسلات وہ بھیج چکا تھا۔ بلوشر دوسرے دن ہی چند گھنٹوں کے راستے پر واٹر لو سے قریب آپہونچا تھا اور اُس کے ہمراہ ستر ہزار سپاہ تھی۔ جب یہ فوج بھی ولنگٹن سے آملتی تو اُس کی فوج نپولین کی فوج سے تعداد میں بہت غالب ہوجاتی۔ یعنی کم سے کم اُس کے پاس ڈیرہ لاکھ سپاہ ہوجاتی۔ پھر نپولین کی ستر ہزار کی اُس کے سامنے کیا حقیقت تھی۔

شام کے قریب نپولین کی بھی خستہ اور ماندہ فوج اِس مُہلک میدان میں پہونچی چونکہ موسم کی حالت سخت خراب تھی۔ رستے بے حد بُرے تھے اور بارش کے ساتھ زمین اور میدان سے بھی واقفیت نہ تھی۔ نپولین کی فوج کے مختلف دستے بڑی دشواری سے یکے بعد دیگرے پہونچے۔ اور نپولین کو اِس سے سخت پریشانی ہوئی۔ اور جب دِن کی روشنی زائل ہونے لگی۔ نپولین نے بادلوں میں چھپے ہوئے آفتاب کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا:—

"کاش مجھ میں بھی معجزے کی طاقت ہوتی اور آفتاب کو غروب ہونے سے دو گھنٹے بھی روک سکتا تو اِس کے معاوضہ میں سب کچھ دے دیتا۔"

نپولین نے غنیم کی روشن کی ہوئی آگ سے جان لیا کہ نہایت اچھے موقع سے وہ مورچہ بند تھا اور جنگ کرنے کی نیت تھی۔ چنانچہ خود پیدل اندھیرے میں گیا اور زمین کا نشیب و فراز دیکھا اور ہر قسم کا تار گھاٹ لیا۔ اور اپنے فوجی دستوں کو جیسے وہ آتے جاتے تھے مختلف مقامات پر تقسیم کرتا گیا۔ اور مارشل گروچی کو فوراً ایک مراسلہ روانہ کرکے لکھا "دیکھو پروشیا کی فوج کا سختی سے تعاقب کرتے رہنا۔ اور اس کے ساتھ میری کمک کو پہونچنے کا بھی انتظام رہے۔" نپولین نے اٹھارہ گھنٹے سے کچھ بھی نہ کھایا تھا نہ کسی قسم کا آرام کیا تھا اور سر سے پا تک مینہ میں شرابور تھا۔ لیکن با ایں ہمہ اُس کو اپنے آرام یا بدن گرم کرنے کا کچھ بھی خیال نہ تھا۔ کہ اِس آگ کے سامنے جسکے گرد اُسکے

سپاہی کانپ رہے تھے وہ خود بھی ذرا تاپ لیتا۔ تمام رات مینہ برستا رہا اور ساری رات شاہنشاہ انتظام کرتا رہا۔ اور جنگ کی طیاری ہوتی رہی۔

ولینگٹن کی فوج کا ۷۲ ہزار سے لیکر ۹۰ ہزار تک اندازہ کیا گیا ہے۔ ایک بلندی کے کنارے کنارے جس کا طول ڈیڑھ میل تھا اُس نے اپنی فوج کو نہایت خوبی کیساتھ مورچہ بند کیا تھا۔ عقب میں جدھر کو ڈھال تھا ایک گھنا جنگل واقع تھا جس نے تمامی فوج کو نظر سے پوشیدہ کر لیا تھا اور صرف وہی حصہ فوج کا نظر آتا تھا جو بلندی کے کنارے پر تھا۔ نپولین کی فوج کا ۶۵ ہزار سے لیکر ۷۵ ہزار تک تخمینہ کیا گیا ہے۔ اُس نے ایک گولے کی زد پر اپنے سپاہیوں کو مورچہ بند کیا۔ یہ فوج بھی سامنے کی بلندی پر قائم کی گئی۔

خوفناک رات آخر کار ختم ہو گئی اور ۱۸۔ جون کی صبح نمودار ہوئی۔ موسم کی پریشانی اور سیاہ بادلوں کا وہی حال تھا۔ سنیچر کا دن تھا۔ واٹرلو کا میدان بویا ہوا تھا اور چونکہ کثرت سے بارش ہو چکی تھی اور توپوں کے پہیوں سے وہ کٹ گیا تھا بالکل دلدل ہو رہا تھا۔ اور ٹخنوں تک گھوڑوں کے پاؤں اُس میں دھس جاتے تھے۔ توپوں کے پہیوں میں کثرت سے مٹی بھر گئی تھی اور چلنے میں دُھری تک پہیہ زمین میں غرق ہو ہو جاتا تھا۔ ایسی دشوار حالت میں فرانسیسیوں کو اپنی زمین کے ڈھال سے اُتر کر بیچ کا میدان طے کر کے پھر دُشمن کی زمین کے ڈھال پر چڑھ کر حملہ کرنا پڑتا تھا۔ اور وہ دُشمن کی کھلی ہوئی صاف زد میں رہتے تھے۔ ولینگٹن کو سوائے اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کے کوئی کام نہ تھا۔ اور اُس کو صرف اِتنی دیر تک اپنے مورچوں کے بچاتے رہنے کی ضرورت تھی جب تک بلوشر آ جائے۔

آٹھ بجے صبح کو بادل پھٹ کر صاف ہو گئے اور واٹرلو کے میدان پر آفتاب بڑی آب و تاب سے روشن ہو گیا۔ بارش ختم ہو گئی اور مطلع ایسا صاف ہوا کہ معلوم ہوتا تھا

کہ پروردگارِ عالم نے اپنے فرشتوں کو بنی نوعِ انسان کی باہمی بے رحمی کا تماشا دیکھنے کی اجازت دے دی تھی۔

نپولین نے اپنے سب مارشلوں اور جنرلوں کو آخری حکم سنانے کے لئے اپنے گرد جمع کیا۔ اُس نے کہا۔ "غنیم کی فوج ہماری سپاہ سے بقدر ایک چہارم کے زیادہ ہے۔ لیکن باوجود اِس کے ۹۰ درجہ اتفاق ہمارے موافق ہے۔ اور صرف ۱۰ درجہ اتفاقات ہمارے خلاف ہیں۔"

مارشل نے۔ اس وقت آگیا تھا اور وہ کہنے لگا۔ "جہاں پناہ کا فرمانا درست ہے۔ بہ شرطیکہ ڈیوک آف ولینگٹن ایسا احمق ہو کہ جہاں پناہ کے حملوں کا کھڑا انتظار کرتا رہے لیکن میں جہاں پناہ کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ اُس کی فوج جلد جلد پیچھے ہٹ رہی اور سوگنیز ( ) کے جنگل میں غائب ہو رہی ہے۔"

شاہنشاہ نے آہستہ سے جواب دیا۔ "تم نے صحیح طور سے نہیں دیکھا۔ اب حد سے زیادہ دیر ہو چکی ہے۔ ولینگٹن ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ کیوں کہ ایسا کرنے میں اُس کی بربادی یقینی ہے۔ وہ جنگ کا عزم کر چکا ہے اور ضرور ہم سے لڑے گا۔"

ساڑھے دس بجے ہر قسم کی طیاری ہو چکی اور جنگ شروع ہونے میں اب کسی بات کی دیر نہ تھی۔ اب تک فوجوں کے دستے خاموشی سے اپنے اپنے مقاموں پر قائم ہو رہے تھے اور کسی قسم کا شور نہ تھا۔ فوج کے عقب میں اسپتال قائم ہو گئے اور ڈاکٹروں نے اپنے سامانوں کو طیار کر لیا۔ نشتر۔ چھریاں۔ آریاں۔ پٹیاں۔ پھیلا کر اپنے اندوہناک فرائض کے انجام کے لئے اپنی آستینیں بھی چڑھالیں۔ نپولین اپنی جاں نثار سپاہ کے سامنے سے گھوڑے پر نکلا۔ ہر شخص کی اُسی پر نگاہ تھی اور ہر ایک کے دل سے یہی دعا نکلتی تھی کہ "خداوندا شاہنشاہ پر اپنا فضل کرنا۔"

لیمرٹن صاحب لکھتے ہیں۔ "دو دل نہ تھے بلکہ شاہنشاہ اور اُس کی سپاہ

کے سینوں میں صرف ایک دِل دھڑک رہا تھا۔ ایسی حالت میں سب کی رُوح ایک تھی۔ سب کا معاملہ واحد تھا۔ فوج نپولین تھی۔ کبھی نپولین ہر دل میں ایسا پیوست نہ ہوا تھا جیسا اِس وقت پیوست ہوگیا تھا۔ نپولین اِس وقت انسان سے بڑھکر اور شاہنشاہ سے فائق تر تھا۔ ماضی۔ حال۔ و مستقبل اپنی جاں نثاری کے سامنے سپاہ نے ایک کر دیا تھا۔ فتح اور شکست دونوں کا خیر مقدم کرنے کو وہ تیار تھی۔ اور اپنے شاہنشاہ کے ساتھ فرماں روائی کرنے یا مر جانے کو آمادہ تھی۔ سپاہ نے عزم کر لیا تھا کہ اُس کی سلطنت قائم رکھنے میں اپنی جان پر ایسی کھیل جائے کہ ایک بھی زندہ نہ رہے۔ اور اگر خدانخواستہ اُس کو شکست ہی ہو اور اُس کو زوال ہی ہو تو اس آخری کارنامے کا صفحاتِ تاریخ میں جواب نہ ملے۔ فوج میں ایسے خیالات پیدا کر دینا نپولین ہی جیسے عظیم الشان انسان کا حِصّہ تھا۔ اور فوج کی جاں نثاری کا حالتِ جنون تک پہونچ جانا صرف نپولین ہی کی فوج کا کام تھا۔" ناظرین انصاف کر سکتے ہیں کہ نپولین کے کاذب سے کاذب اور زہریلے سے زہریلے تاریخ نگار مجبور ہو ہو کر ایسے ایسے اقرار کرتے ہیں اگرچہ اُس کے ساتھ بدطینتی سے دھبّے بھی ڈالتے جاتے ہیں۔

اب ستر ہزار فوج نے جس کا دل۔ محبت والفت۔ اُمید اور رُوح ایک ہو رہی تھی ایسے نعرے مارے کہ تمام واٹرلو کا میدان گونج اُٹھا اور انتظار کرتے ہوئے دشمن کا کلیجہ دہل گیا۔

ہے نوور (   ) اور بلجیم کی فوج کو درحقیقت نپولین سے بڑی ہمدردی تھی۔ یہ فوجیں متحدہ بادشاہوں کا ساتھ دینے پر مجبور کی گئی تھیں۔ چنانچہ ڈیوک آف ولنگٹن کو بڑا خطرہ تھا کہ کہیں وہ نپولین سے نہ جا ملیں۔ کیوں کہ وہ جمہور کا بڑا حامی تھا۔ اِن فوجوں کے متعلق سر والٹر اسکاٹ کہتے ہیں۔" چونکہ بہت سی وجوہ سے اِن فوجوں کی طرف سے شبہہ تھا لہٰذا اِن کی امداد پر اُسی قدر کم اِعتماد

کیا گیا جس قدر ممکن تھا۔"

۱۱ بجے خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ اور فریقین کی طرف سے شجاعت او عزم و ہمت کی وہ وہ داد دی گئی جو بشری طاقت سے ہو سکتی تھی۔ فرانسیسی "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے مار مار کر بار بار حملے کرتے تھے اور انگریزی توپوں کے دہانوں تک چڑھ چڑھ جاتے تھے اور اِن توپوں کے فیروں سے خاک میں مل جاتے تھے۔ خوں ریزی کا شیطان جشن منا رہا تھا۔ باڑیوں کے ہر ایک فیر سے عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو رہے تھے اور اس کا بدیہی یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے خوش و خرم مکانوں سے صدائے واویلا بلند ہوئی۔ مائیں اور بیویاں روتے روتے اندھی ہو گئیں اور ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔

کئی گھنٹے میدانِ جنگ پر گولوں۔ گولیوں اور گراب کا طوفان برپا رہا۔ اور رسالوں کے مدّ و جزر نے مجروحوں اور مقتولوں کو پامال کر کے کیچڑ میں خمیر کر دیا۔ چالیس ہزار جنگ جو سپاہیوں کے قریب خون میں شرابور پڑے تھے اور میدان اُن سے چھپ گیا تھا۔ توپوں کی دمک۔ اور کانوں کو بہرہ کر دینے والی گرج۔ مجروحوں کی جگر دوز چیخیں اور کراہیں۔ دھوئیں کی کالی گھٹا جس نے تمام میدان پر پھیل کر آدھی رات کی سی اندھیری کر دی تھی۔ اور حملہ آوروں کی مجنونانہ چیخیں جو موت کے منہ میں گھستے تھے اور گولوں اور گولیوں کی سنسناہٹ۔ فراریوں کا بدحواسی سے بھاگنا جن کے گروہ بے ترتیبی سے پراگندہ ہو جاتے تھے۔ اور سواروں کا اُن کے تعاقب میں جانا اور اُن کو تہِ تیغ کرنا۔ جنگ کا نہایت ہی مکروہ منظر تھا۔ اور وحشیانہ خوں ریزی کے بڑے بھاری جُرم کی پوری مثال تھی۔ اور معلوم نہیں آج کی خوں ریزی کا پروردگار کے حضور میں کون جواب دہ ٹھہرے گا۔

سہ پہر کے قریب جبکہ ولنگٹن کی صفیں ٹوٹ ٹوٹ کر بروسلیس کو بھاگی او

شکست کی خبر لے جا رہی تھیں اور نپولین کو اپنی فتح کا یقین ہو گیا تھا۔ نپولین نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف بڑے فاصلہ پر دیکھا کہ جنگل سے ایک زبردست فوج جس کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی برآمد ہوئی۔ اور تیزی سے میدانِ جنگ کی طرف بڑھی۔ پہلے تو نپولین کو پورا یقین ہوا کہ یہ مارشل گروچی ہے۔ اور اب فتح میں کسی قسم کا شک باقی نہ تھا۔ لیکن ذرا سی دیر میں کیا دیکھا کہ اس فوج سے فرانسیسی سپاہ پر گولہ باری ہونے لگی اور نپولین کو معلوم ہوا کہ یہ بلوشر کی فوج کے ہراول کا سردار بیولو تھا اور ویلنگٹن کی کمک کو آ رہا تھا۔

اس کمک کے مل جانے سے ویلنگٹن کی سپاہ کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی یعنی نپولین کے پاس اب ساٹھ ہزار سے بھی کم فوج باقی تھی اور ویلنگٹن کی سپاہ کی اس نئی کمک سے ایک لاکھ تعداد ہو جاتی۔ لیکن اس سے نپولین کچھ پریشان نہ ہوا۔ بلکہ مارشل سولٹ کی طرف مخاطب ہو کر نہایت استقلال سے کہنے لگا۔ "صبح کو منجملہ سو کے نوّے اتفاقات ہمارے موافق تھے۔ لیکن بیولو کے آ جانے سے تیس اتفاقات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے ہیں۔ پس اب بھی ساٹھ اتفاق ہمارے موافق اور چالیس مخالف ہیں۔ اور اگر گروچی اپنی فوج جلد لے آئے تو ہماری فتح اور زیادہ قطعی ہوگی اس لئے کہ اس حالت میں بیولو کی فوج قطعی برباد ہو جائیگی"

اب نپولین مجبور ہوا کہ اپنی سپاہ کو کمزور کرے جو ویلنگٹن کی لغزش میں آئی فوج پر برابر حملے کر رہی تھی۔ یعنی اب نپولین کو اپنی فوج میں سے دس ہزار سپاہ (صـ ۵۲۷) اس لئے علیحدہ کرنا پڑی کہ بیولو کی تیس ہزار فوج کو مار کر بھگا دے۔ پُر جوش فرانسیسی جو حق پر تھے بیولو کی فوج پر جھپٹے اور اُس کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور بیولو کی فوج جنگل میں جا گھسی۔ نپولین اپنی گھٹی ہوئی فوج سے ویلنگٹن پر برابر حملے کئے جاتا تھا۔ اور افق کو برابر دیکھ رہا تھا کیونکہ اُس کو گروچی کے آنے کا انتظار تھا۔ گروچی واٹرلو سے

میدان کی توپوں کی گرج متواتر سُن رہا تھا۔ لیکن باوجود اپنے سرداروں کے اصرار کے اُس نے میدانِ جنگ پر آنے اور نپولین کی مدد کو پہونچنے سے اِنکار کیا۔ گروچی پر بغاوت کا الزام لگایا گیا ہے۔ لیکن نپولین کی شرافت اور عالی ظرفی قابلِ تحسین ہے یعنی اُس نے کہا ہے۔ ”نہیں گروچی باغی نہ تھا۔ یہ صرف اُس کی تجویز کی غلطی تھی کہ وہ میری مدد کو نہ آیا۔ صبح کو میں نے جو قاصد اُس کے پاس بھیجے تھے یا تو اُن کو دشمن نے گرفتار کر لیا یا وہ نمک حرام ہو گئے۔ پس ایسی حالت میں دوسرے تو یہی کہیں گے کہ گروچی کو میری مدد کے واسطے آنا چاہیئے تھا اور اُس کا صاف کھلا ہوا یہی فرض تھا لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ گروچی کو بھی یہی خیال ہوا ہوا۔“

جنرل اِکسیلمین (   ) مارشل گروچی کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ ”شاہنشاہ نپولین انگریزی فوج کے مقابلے میں جنگ کر رہا ہے اور اِس میں کوئی شک و شُبہ نہیں ہے۔ چونکہ بڑی شدت سے توپیں گرج رہی ہیں۔ یہ کوئی معمولی مُٹ بھیڑ نہیں ہو سکتی۔ ہم کو لازم ہے کہ میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہوں۔ میں اٹلی کی فوج کا پُرانا سپاہی ہوں۔ اور جنرل بونا پارٹ کے اُصولوں کو سَو مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ اگر ہم بائیں ہاتھ کو گھوم پڑیں تو دو گھنٹے میں میدانِ جنگ میں پہونچ جائیں گے۔“ اِسی بات پر کونٹ جرارڈ نے زور دیا۔ اگر مارشل گروچی اِن لوگوں کا مشورہ مان لیتا اور اپنی تیس ہزار سپاہ سے شاہنشاہ کی کمک کو جا پہونچتا تو شاید انگریزی اور پرشیا کی سپاہ سے ایک آدمی بھی نپولین سے جان سلامت نہ لے جاتا اور اگرچہ گروچی کی نگاہ سے بلوشر غائب ہو چکا تھا تاہم گروچی یہی کہتا رہا کہ مجھکو تو بلوشر کے تعاقب کا حکم ہے۔“ اور وہ اپنی جگہ سے ہل کر نپولین کی کمک کو نہ آیا۔

جب فرانسیسی سپاہ نے دیکھا کہ بیولو جنگل میں فرار ہو گیا۔ اور نپولین نے اپنے اولڈ گارڈ سے دشمن پر حملہ کرنے کی طیاری کی اور اولڈ گارڈ کے حملے کے سامنے

آج تک کوئی نہ ٹھہرا تھا۔ تو اُس کو فتح کا یقین ہو گیا۔ اور ہر صف سے "شاہم زندہ ماناد" کا ایسا شور برپا ہوا کہ توپوں کی گرج پر سبقت لے گیا۔ اور دشمن کے سپاہیوں نے اُس کو سُنا۔ اور ولنگٹن کی سپاہ میں بدحواسی پھیلی۔ بہت سے رجمنٹ تو اب خالی ڈھانچہ رہ گئے تھے۔ اور بہت سے بے ترتیب ہو گئے تھے اور میدان سے اچھے خاصے فراریوں کی طرح فرار ہو رہے تھے۔ انگریزی فوج کے پچھلے حصّے میں تو ایسی ابتری پھیلی اور وہ بدحواسی پیدا ہوئی کہ ولنگٹن اور برسلیس کے درمیان جدھر نظر جاتی تھی فراریوں کے بدحواس گروہ کے گروہ نظر آتے تھے۔

ولنگٹن ایک بلندی پر کھڑا بڑے تردد سے بلوشر کا انتظار کر رہا تھا۔ اُس کو معلوم تھا کہ اب بہت تھوڑی دیر تک وہ اپنی جگہ پر قائم رہ سکتا تھا۔ اور اپنی گھٹتی ہوئی فوج کو دیکھ کر وہ بار بار اپنی گھڑی کو دیکھتا اور فاصلہ کی پہاڑیوں پر غور سے نگاہ ڈالتا تھا اور اُس پسینے کو جو رُوحانی صدمے سے اُس کی پیشانی پر آتا تھا پوچھ پوچھ کر حسرت سے کہتا تھا۔ "خدایا۔ یا تو بلوشر آجائے یا رات ہو جائے۔"

لیکن ٹھیک اُس وقت جب کہ نپولین اپنے گارڈ اور فوج کے متحدہ حملے کی تجویز کر رہا تھا وہ کیا دیکھتا ہے کہ بلوشر اور بیولو کی ساٹھ ہزار فوج جو تنہا نپولین کی ساری فوج کی برابر تھی پہاڑیوں سے نمودار ہو کر نعرے مارتی بگل بجاتی بڑے زور و شور سے میدان میں سیلاب کی طرح اُتر آئی۔ اور نپولین کے ایک بازو پر آسیب کی طرح آ ٹوٹی۔ واقعی بڑا محشر خیز لمحہ تھا اور تقدیر نے یہ ایک بجلی گرائی تھی۔

جنرل جومنی ( ) جو نپولین سے غداری کر کے متحدہ بادشاہوں کا شریک ہو گیا تھا اور اب اسکندر کا مصاحب تھا کہتا ہے۔ کہ "اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر پروشیا کی ۶۵ ہزار سپاہ نپولین کے عقب میں آ نہ پہونچتی تو واٹرلو کی جنگ میں اُسی کی فتح ہوتی۔"

نپولین کی سپاہ جو تعداد میں بہت گھٹ چکی تھی اب نہایت پست اور ماندہ ہو گئی تھی۔ کیوں کہ دُنیا کی واٹرلو جیسی ہولناک جنگ میں وہ برابر آٹھ گھنٹے سے سخت محنت کر رہی تھی۔ بیس ہزار فرانسیسی مجروح و مقتول ہو چکے تھے۔ اور اب نپولین کے پاس ڈیڑھ لاکھ دشمن کے مقابلے میں صرف پچاس ہزار تھکی ہوئی فوج تھی۔ نہیں بلکہ پچاس ہزار سے بھی کم تھی۔ ولنگٹن نے دِن میں اپنے پیچھے سے کچھ اور فوجیں بھی اپنی کمک کو بُلا لی تھیں اور اب ایک فرانسیسی کے مقابلے میں تین دشمن کے سپاہی تھے۔

فرانس کے ذکی سپاہیوں کو اپنی پُرخطر اور مایوسانہ حالت معلوم ہو گئی۔ لیکن بے ہراس وہ ایک جگہ پر جمے ہوئے اپنے شاہنشاہ کے حکم کے منتظر کھڑے رہے۔ متحدہ فوج کو ایک نظر میں اپنی فوقیت معلوم ہو گئی۔ اور اُس نے مسرت سے نعرے مارنا شروع کیا۔ نپولین نے اُسی استقلال سے جو ہمیشہ اُس سے ظاہر ہوتا رہا حملے کے حکم کو واپس لے لیا۔ اور ایسی طلسماتی صفائی اور تیزی سے اپنی فوج کو پے در پے پلٹے دیے کہ بلوشر کو جو بازو پر آ رہا تھا اور نیز ولنگٹن کو اپنے سامنے لے لیا۔

اب جو کچھ امید باقی تھی وہ یہی تھی کہ شاہی گارڈ ایک تیز و تند جاں بازی کے ساتھ حملہ کرے کہ پروشیا کی فوج کو اِتنی مہلت نہ ملے کہ فرانسیسیوں کو پامال کر کے انگریزی فوج سے جا ملے۔ چنانچہ اِس لا فتح گارڈ کے آگے ہو کر نپولین انگریزی فوج پر بڑھا اور معلوم ہوا کہ گارڈ کی سپہ سالاری اِس وقت شاہنشاہ خود کرنا چاہتا تھا لیکن اُس کے اسٹاف کے افسروں نے بڑھ کر اُس کو روکا اور عرض کیا کہ فرانس کی سلامتی خود اُس کی سلامتی سے وابستہ تھی اور اِس قدر اصرار کیا کہ مجبور ہو کر اُس نے مارشل نے کو گارڈ کا افسر اعلیٰ کر دیا۔

اب وہ منظر پیش آیا کہ تاریخ حرب میں اپنی مثال آپ ہے۔ امپیریل گارڈ نے اب تک اپنے حملوں میں ہمیشہ فتح پائی تھی۔ جس وقت دو بڑے کالموں میں یہ گارڈ

ایک بلندی سے اُتر کر دوسری پر حملہ کرنے کو چڑھا اور اُس کا سینہ دشمن کی توپوں کے سامنے تھا جن میں مُنہ تک گراب بھرا ہوا تھا تو ایک لمحہ کے واسطے طرفین میں قطعی سنّاٹا ہو گیا۔ اور دونوں فوجیں اس منظر کو بہ غور دیکھنے لگیں۔ اِسی ایک لمحہ پر نپولین فرانس۔ اور یوروپ کی قسمت کا فیصلہ تھا۔ نہیں بلکہ دُنیا کا فیصلہ اِدھر یا اُدھر ہوا جاتا تھا۔ ہلّہ کا طنبور وغیرہ کچھ نہ بجایا گیا۔ کسی بگل کی آواز سے جوش دِلانے کی ضرورت نہ تھی۔ اِن جواں مردوں میں سے کسی نے نعرہ نہ مارا۔ خاموشی۔ دلیری اور نڈری سے یہ گھوڑے بڑھائے چلے گئے یہاں تک کہ توپوں اور سنگینوں سے جو ڈیوک ولنگٹن نے اُن کے مقابلے کے لئے قائم کی تھیں چند گزوں کا فاصلہ رہ گیا۔ اب انگریزی فوج کی صفوں سے ایک غیر معمولی ضیا کے ساتھ یکایک بجلی کوندی۔ گولیوں۔ گراب گولوں اور سیل کی وہ ہولناک ژالہ باری ہوئی کہ گارڈ کے اگلے پرے زمین پر بچھ گئے اور پیچھے سے آتے ہوئے گارڈ کے دَل نے اُن کو پامال کر کے خاک میں مِلا دیا۔ لیکن موت کے خوف سے قطعی بے پروا یہ جواں مرد اپنی خالی صفوں کو پورا کر کے برابر آگے بڑھتے چلے گئے اور انگریزی فوج کی صفوں میں گھس گئے۔ لیکن ہر ایک توپ یا بندوق جو کام میں لائی جا سکی نڈر فرانسیسیوں پر خالی کر دی گئی۔ چندہی ساعتوں کے درمیان مارشل نے کے نیچے پانچ گھوڑے مارے گئے۔ آخر کار برہنہ شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے وہ اپنے بہادر گروہ کے آگے ہوا۔ نپولین بہادر گارڈ کو جیسے وہ آگے بڑھتا جاتا تھا بہ غور سے دیکھ رہا تھا۔ حتیٰ کہ دُھوئیں کے بادل نے اُس کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ صہ ۵۲۸

اسی حالت میں اُدھر پروشیا کی پیادہ۔ سوار اور توپ خانوں سے مسلح سپاہ میدان پر آپہونچی اور نپولین کی باقی ماندہ تھکی ہوئی تھوڑی سی فوج کو جس نے پروشیا کی فوج کا مقابلہ کیا مغلوب کر لیا۔ ہوا کے جھونکے سے دُھواں صاف ہو گیا۔

اور نپولین نے غور سے دیکھا تو گارڈ غائب ہو چکا تھا۔ یعنی اُس میں کا قریب قریب

ہر ایک شخص خون میں نہا چکا تھا۔ نپولین کے رخساروں پر زردی چھا گئی۔ فرانسیسی سپاہ نے بھی دیکھ لیا کہ گارڈ برباد ہو گیا اور ہر شخص پر بدحواسی نے قبضہ کر لیا۔ اب بلوشر اور ولنگٹن کی فوجیں متحد ہو کر خوشی کے نعرے مارتی ہوئی میدان پر جھپٹ پڑیں اور وہ ہنگامۂ حشر برپا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ خود سر پروشیا اور نچاتی انگلستان کے پرچم شادمانی کے ساتھ ایک دوسرے سے مل گئے۔ اور واٹرلو کے خوں ریز میدان پر جہاں یوروپ کی آزادی خاک میں مل گئی ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو گئے۔ اور بلوشر اور ولنگٹن جن کی تلواروں سے لہو ٹپک رہا تھا۔ مبارک باد کہتے ہوئے باہم بغل گیر ہوئے۔ ہر ایک کو ان میں سے دعوے تھا کہ فتح میں نے پائی ہے۔ دونوں نے مل کر فتح پائی تھی۔ ولنگٹن کی فوج ایسی تھک گئی تھی کہ ہزیمت خوردہ فوج کا تعاقب نہ کر سکی۔

بلوشر نے کہا "تعاقب کا کام میرے حوالے کیجئے۔ میں اپنی سپاہ کا ایک ایک پیدل اور سوار تعاقب میں روانہ کرتا ہوں۔" چنانچہ اس عیاش اور خوں خوار گھوڑے کے سوار بلوشر نے اپنے وعدے کو بڑی بے رحمی سے پورا کیا۔ کسی کو امان نہ دی گئی۔ غیر مسلح لوگوں کو قتل کیا اور یہاں تک کہ اسیران جنگ کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ معمول کے موافق انگریزی سپاہ نے اپنی فتح مندی کی حالت میں رحم کا اظہار کیا کھانے لے کر وہ میدان میں پھیل گئے۔ اور صرف اپنے ہی مجروحوں کو نہیں بلکہ فرانسیسی مجروحوں کو بھی دیئے۔

نپولین نے اپنی سپاہ کا ایک چھوٹا سا مربع بنا لیا جو محفوظہ فوج کی طرح اُس کے پاس باقی تھا اور اُس کو دشمن پر بڑھایا۔ اُس کی خاص نیت تھی کہ اپنے گارڈ کے ساتھ آج خود بھی مارا جائے۔ اِس مربع کے کمانیر کیمبرون نے نپولین کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور بڑی التجا سے کہا "جہاں پناہ۔ موت کو آپ سے

نفرت ہے۔ لیکن یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ دشمن آپ کو اسیر کریں گے۔" نپولین نے سر ہلا کر انکار کیا۔ مگر زیادہ اصرار پر اُس کی سمجھ میں آگیا کہ واقعی اِس طرح دیدہ و دانستہ اپنی جان دے دینے کے یہی معنی ہیں کہ گویا خودکُشی کر لی۔ وہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ چہرے پر غم سے مُردنی چھائی ہوئی تھی اور آخر کار اُس نے اِن سُورماؤں کا جو اپنی جانیں قربان کرنے کو آمادہ تھے۔ کہنا مان لیا۔ کوئی شُبہ نہیں کہ یہ گروہ اپنی آخری سانس تک نپولین کا جاں نثار تھا۔ اور جب اُن کو یقین ہو گیا کہ شاہنشاہ نے کہنا مان لیا تو ایک غم آلود آواز سے "شاہ زندہ ماناد" کا نعرہ مارا۔ اُن کی یہ آخری اور الوداعی آواز تھی۔ پھر نپولین نے رنج اور خاموشی سے گھوڑے کو مہمیز کیا اور خوں ریز میدان سے غائب ہو گیا۔ یہی نپولین کے سینٹ ہلینیا جانے کا آغاز تھا۔[۵۱]

یہی ایک مربع جس میں صرف دو پلٹنیں تھیں بھاگتی ہوئی فرانسیسی فوج کا چند اول کی طرح محافظ تھا۔ پروشیا اور انگلستان کی فوج نے اِس کو تین طرف سے داب رکھا تھا۔ اور اُس پر گولے برسلائے جاتے تھے۔ رسالے جھپٹ جھپٹ کر اُس پر حملہ کرتے تھے لیکن اِس مربع میں جنبش نہ آتی تھی۔ اِس کے بعد دھاوا کرنے والی گھوڑ چڑھی توپیں لائی گئیں۔ اور اِس سُورما گروہ میں گولوں کی مار امار سے بربادی پھیلا دی۔ لیکن یہ سُورما مربع جو اولڈ گارڈ کا باقی ماندہ ایک جزو تھا نپولین کا بنایا

---

[۵۱] ڈبلو۔ ایچ۔ آیرلینڈ اسکوایر۔ بلوشر کی ایک تحریر سے حسب ذیل اقتباس کرتے ہیں

"انگریزی فوج کی صفیں درہم برہم ہو گئی تھیں۔ نہایت کثرت سے فوج قتل ہو چکی تھی۔ حتّٰی کہ محفوظ فوج بھی اگر سپاہ میں مل گئی تھی۔ اور ڈیوک آف ولنگٹن کی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی انگریزی فوج کے پچھلے حصے میں اِس سے بھی زیادہ ابتر حالت تھی۔ سُووِگ نیز ( ) کے جنگل کی سڑکوں پر نہایت کثرت سے گاڑیاں۔ توپیں اور دوسرا سامان پھیلا پڑا تھا۔ جس کو گاڑی والے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اور فراریوں کے بے شمار گروہوں نے تمام بروسلیس

ہوا تھا۔ جب صفوں سے جوان زمین پر گرتے یہ سپاہی پھر سمٹ کر اپنا مربع قائم کر لیتے اور بڑے استقلال سے اپنی آگے جاتی ہوئی فوج کی سپر بنے بڑھے چلے جاتے تھے۔ جنرل کیمبرن کے چھ زخم آ چکے تھے۔ اور اب اُس کے گرد خستہ و مجروح بہت ہی تھوڑے سپاہی رہ گئے تھے۔ انگریز اور پروشیا والے اِس فوق العادت بہادری سے متحیر تھے اور آخر میں اُنھوں نے گولہ باری بند کر کے ایک صُلح کا جھنڈہ دے کر قاصد بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ”ہتھیار ڈال دو اور اطاعت قبول کر لو“۔ لیکن جنرل کیمبرون نے لافانی جواب یہ دیا ”گارڈ مر جایا کرتا ہے۔ گارڈ اطاعت نہیں کرتا ہے“۔ چنانچہ چند گولوں اور گولیوں کی باڑھیں اور مار دی گئیں اور گارڈ کے بقیہ جوان وہیں کھیت رہے اور لیجئے۔ نپولین کا اولڈ گارڈ آج واٹرلو کے میدان میں سب کا سب ختم ہو گیا۔ یہ گارڈ نپولین نے اپنی ذکاوت سے قائم کیا تھا۔ اُس میں خود اپنی جیسی رُوح پیوست کر دی تھی۔ اور صد آفریں ہے۔ اور مرحبا ہے اِس گارڈ پر کہ نپولین کے زوال کے بعد یہ گارڈ بھی اپنی بقا سے متنفر ہو کر ملکِ عدم کا راہی ہوا اور دُنیائے فانی سے مُنہ موڑ لیا۔

اب رات ہو گئی تھی۔ جنگ کا ہولناک شور و غل۔ بندوقوں کے دَناکے۔ ص (۵۲۹) توپوں کی گرج۔ تعاقب کرنے والی پروشیا کی فوج کی غصہ آلود آوازیں۔ مجروحوں کی جگر دوز چیخیں جیسے کہ وہ سنگینوں سے چھیدے اور تلواروں سے کاٹے جاتے تھے شیطانی جنگ کا ایسا پُر ہول اور مکروہ نظارہ تھا کہ خیال کرتے ہوئے بھی جی کانپا جاتا ہے واٹرلو کے خوں ریز میدان میں چالیس ہزار مقتول و مجروح پڑے ہوئے تھے۔ چوں کہ ڈیوک

قرب وجوار میں خوف اور پریشانی پھیلا دی تھی۔ اگر فرانسیسیوں کی عین کامیابی کے وقت بیولو کے آجانے سے مداخلت نہ ہو جاتی۔ یا اگر گروچی جیسا نپولین کا خیال تھا پروشیا کی فوج کے تعاقب میں لگا رہتا تو فرانسیسیوں کو واٹرلو میں ایسی نامی فتح ہوتی کہ لاجواب ہوتی اور جیسا کہ تسلیم کیا جاتا ہے ڈیوک آف ولنگٹن کی سپاہ سے ایک شخص بھی سلامت نہ جا سکتا۔“

آف ویلنگٹن کو اپنی کامیابی سے پوری خوشی تھی اُس نے اپنی سپاہ کو آرام کرنے کی اجازت دی اور تعاقب کا کام پروشیا کی فوج کے حوالہ کیا۔ بے رحم بلوشر تمام شب خوں ریزی کرتا رہا۔ فرانسیسی فوج ہر سمت منتشر ہوگئی تھی اور نپولین کو اب سوائے اِس کے کچھ کام باقی نہ رہا تھا کہ حتی المقدور بہت جلد پیرس کو واپس جائے۔ کہ نئی فوج کھڑی کرکے دشمن کے حملے کو روکے۔ متحدہ بادشاہوں کی خوں ریزی کا یہ اور ایسا فعل تھا جو اوپر مذکور ہوا جن کے ذریعے سے اُنھوں نے یوروپ کی آزادی کو خاک میں ملاکر روس پروشیا اور آسٹریا کی خودسری کو از سرِ نو قائم کیا۔ اور اِس کام میں انگلستان کا مدد کرنا انگلستان کے دامنِ ہمت پر ایسا داغ ہے کہ دھوئے نہ چھُٹے گا۔

نپولین فوراً پیرس کی طرف روانہ ہوا۔ ایک بجے شب کو وہ کواٹربراس پہونچا اور مُراجعت کے متعلق کچھ ہدایتیں کرنے کو یہاں ایک گھنٹہ ٹھہرا۔ اُس نے وہ مقام بھی تجویز کر دیا جہاں بھاگی ہوئی فوج کے متفرق گروہ آگر جمع ہوں۔ اور وہاں اُن کی کمک کو وہ بڑی تیزی کے ساتھ نئی فوج بھیج سکے۔ یہاں سے نپولین بڑی سُرعت کے ساتھ چارلروئی پہونچا۔ رات بہ وجہ موسم گرما ہونے کے بڑی سُہانی تھی۔ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ نپولین مع چند ہمراہیوں کے خاموشی اور اُداسی سے تمام شب مارا مارا چلا گیا اور توپوں کی گرج بڑی ہولناکی سے ہوا میں گونج رہی تھی۔[لہ]

[لہ] بیرن جومنی لکھتا ہے: "نپولین نے - آرکولا (   ) - ایلاڈ (   ) رے ٹش بن (   ) اور نیز واٹرلو میں ثابت کر دیا کہ اُسے گولیوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اور اگر اُس کو فرانس کے وافر ذریعوں پر بھروسہ نہ ہوتا تو اپنی بقیہ فوج کی سرداری کرکے وہ مارا جانا قبول کرلیتا۔ اُس نے فوج کو اِس لئے چھوڑ دیا تھا اور آپ آگے چلدیا تھا کہ اُس کے چنداول میں ہر ایک جنرل اِس قابلیت کا موجود تھا کہ فوج کو لاون

یہاں نپولین صبح صادق کے قریب پہونچا۔ اور چونکہ جسمانی اور دماغی تکان کی کوئی انتہا باقی نہ تھی وہ ذرا آرام کرنے کو لیٹ گیا۔ لیکن ہجوم افکار و مصائب نے اُسے سونے نہ دیا۔ اُس کے چند ہمراہی اور بھی آئے۔ جن کی آنکھیں سُوج گئی تھیں۔ چہروں پر مُردنی چھائی ہوئی تھی اور کپڑے خاک و خون میں آلودہ تھے۔ جب نپولین نے اس غم ناک واقعہ کا خیال کیا اور اُس بڑی مصیبت پر غور کیا جو فرانس کے سامنے تھی تو چند لمحوں کے واسطے جی چھُوٹ گیا اور ہمت ٹُوٹ گئی۔ اُس نے اپنے دوست بیرن فلیوری کا خاموشی سے ہاتھ پکڑ لیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے جس سے اُس کے دل کی کیفیت صاف ظاہر ہوگئی۔

وہ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر لاون (   ) کو روانہ ہوا۔ اور وہاں چار بجے شام کو پہونچا۔ یہاں سے اُس نے چند احکام جاری کئے۔ اور بے تکلف۔ سچے حالات کا سرکاری مُراسلہ پیرس کو روانہ کر کے اِس عظیم الشان مصیبت کا ذرا سا بھی حال مخفی نہ کیا۔ اور جنرل ڈروٹ (   ) سے کہا "لو۔ واٹرلو کی یہ سرکاری رپورٹ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کو پڑھوا کر سُن لو۔ اور اگر میں کوئی بات بھُول گیا ہوں تو تم مجھے یاد دِلا دو۔ میرا یہ اِرادہ نہیں ہے کہ میں کوئی بات مخفی کروں۔ اب بھی اُسی طرح جیسے ماسکو کے حادثہ کے بعد ہوا تھا۔ فرانس کو مفصل اور سچّا واقعہ معلوم ہونا چاہیے۔ واٹرلو کی ہزیمت کا الزام میں مارشل نے پر لگا سکتا ہوں۔ لیکن کیا فائدہ۔ نقصان تو ہو ہی چکا۔ اب زیادہ کہنے کی حاجت نہیں۔"

چند گھنٹے کی پریشان اور اُچاٹ نیند کے بعد نپولین گاڑی میں سوار ہوا۔

(   ) کو پہونچا سکتا تھا۔ لیکن معاملاتِ ملکی کے جہاز کی ناخدائی کرنے کو نپولین کی جگہ قائم مقامی کے ذریعے سے کوئی دوسرا قابل آدمی موجود نہ تھا اور یہ جہاز اس وقت ٹوٹی لہر میں تھا۔ فوجی صدر مقام میں نہ تھا۔

اور چند ہمراہیوں کے ساتھ تمام دن اور نصف شب چل کر ۲۱- جون کی آدھی رات کو پیرس پہونچا عجب سناٹا اور اُداسی تھی۔ سڑکوں کی لالٹینیں گُل ہونے کے قریب تھیں۔ بجائے ٹوئی لریز کے ایوان کے جو بہت زیادہ شان دار تھا۔ وہ ایلاسی کے ایوان کو گیا۔ پھاٹک پر مشعلیں لئے ہوئے چند ملازم موجود تھے۔ کالن کورٹ نے زینہ تک آکر اُس کا استقبال کیا۔ ماندگی اور تھکائی سے نپولین نہایت خستہ ہو رہا تھا۔ رخسار زرد تھے اور سفر کی وجہ سے لباس بے ترتیب تھا۔ اُس سے آگے کو قدم نہ اُٹھتا تھا اور سر گرا جاتا تھا۔ پلنگ پر لیٹ کر اُس نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھا اور کہا: "میں یہاں مبتلائے آلام ہوں۔ فوج نے تو وہ کر کے دکھا دیا جو رُستم سے بھی نہ ہوتا اور باوجود اس کے ہم کو فتح نہ ہوئی۔ صد ہزار افسوس۔ مگر میری بڑی سے بڑی فتح کی بہ دولت فرانسیسی افواج کو وہ عزت حاصل نہیں ہو سکتی جو واٹرلو کی شکست سے اُن کو نصیب ہوئی۔ میری فوج کو شکست نہیں ہوئی۔ اُس کو تو دشمن کی غالب تعداد نے ذبح کر ڈالا۔ میرے گارڈ نے اپنے ٹکڑے کرا لئے لیکن پناہ نہ مانگی۔ اور مجھ سے کہا "آپ جائیں۔ آپ جائیں۔ آپ دیکھئے کہ موت نے یہ عزم کر لیا ہے کہ آپ کو نہ آئے گی"۔ اور میرے گرانڈیلیوں نے مجھکو اپنے حلقے میں لے کر میرے گرد اپنا ایک پُشتہ باندھ دیا۔ ہائے افسوس۔ ایسے سُورماؤں کا گارڈ تو مقتول ہوا اور مجھے موت نہ آئی"۔ اس کے بعد آہ سرد بھر کر وہ کہنے لگا: "اچھا اب سب چلے جائیں۔ میں تنہائی چاہتا ہوں"۔ اور وہ اپنی خلوت میں تنہا بند ہو گیا۔

باب شصت و ہشتم ۶۸

سلطنت سے دوبارہ دست کشی کرنا

شاہنشاہ کی روحانی تکلیف، فرانس کی خطرناک حالت، کونسل کا منعقد ہونا۔ کونسلوں میں طوفانی حالت، فوشے کی نمک حرامی، ایلاسے سی میں ہنگامہ سلطنت سے دست کشی، نپولین کا مالمیسن کو چلا جانا۔ فوج کا جوش شاہنشاہ کی عالی حوصلہ درخواست، اُس کی پریشانی۔ بلوشر کی سخت بے رحمی۔

خلوت میں کچھ دیر تک غور و خوض کے بعد شاہنشاہ نے غسل کیا اور پھر آرام کرنے کو لیٹ گیا۔ لیکن ایسے بڑے بڑے مقاصد بازی پر چڑھے ہوئے تھے اور ایسا خطرناک وقت تھا کہ نیند آنا محال تھا۔ چنانچہ وہ بہت جلد اُٹھ بیٹھا۔ اور کالن کورٹ کو بلایا۔ اور بڑے استقلال سے جس کا بیان نہیں ہو سکتا لیکن مغموم لہجے سے اُس نے کالن کورٹ سے اُس بڑی مصیبت کا بیان کیا جو فرانس کو پیش آنے والی تھی۔ اُس کے رخساروں کی زردی اور بیٹھی ہوئی آنکھوں سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو کس قدر روحانی صدمہ تھا۔

شاہنشاہ نے تھکی ہوئی آواز سے کہا۔ مجھ کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ زخم میرے ایسا لگا ہے کہ میری جان لے کر رہے گا۔ واٹرلو میں مجھے جان کا صدمہ پہونچا۔ دشمن کی فوج میری فوج سے چار چند تھی۔ لیکن میں نے بڑی جانبازی سے فوجوں کو لڑایا کہ

ہیں پروشیا اور انگلستان کی فوجیں مل نہ جائیں۔ کم بخت بورمانٹ کی غداری کی وجہ سے مجکو اپنی تمامی تجویزیں بدلنا پڑیں۔ کالن کورٹ! ہائے غور تو کرو کہ صبح کو تو جنگ ہونے والی ہو اور رات میں بورمانٹ دشمن سے جاملے۔ نہایت ہی دنی اور مذموم فعل ہے فرانسیسیوں کا خون اُسی کی گردن پر ہے۔ فرانس اُس کو ہمیشہ کوسیگا اور بددعائیں دیتا رہیگا

کالن کورٹ نے کہا۔ "جہاں پناہ نے تو پہلے اُس کو نکال دیا اور مردود کردیا تھا۔ اور کیسی بدقسمتی کی بات ہے کہ جہاں پناہ نے اپنی تجویز پر عمل نہ کیا۔"

نپولین نے بڑے رنج سے کہا "کالن کورٹ! ایسی دنائت کا تو کسی کو یقین ہی نہ ہوسکتا تھا۔ فرانسیسی حربی تاریخ میں تو ایسی مذموم مثال کی نظیر ہی موجود نہیں ہے۔ جومنی (   ) نے بھی غداری کی تھی لیکن وہ فرانسیسی نہ تھا۔ بورمانٹ کی غداری سے تو نہایت ہی ہولناک نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔ اِس سے تو اب کامیابی کی کوئی اُمید ہی باقی نہ رہی۔ گروچی نے اِتنی دیر کردی کہ جتنی اُسے نہ کرنی چاہئے تھی۔ مارشل نے نے اپنی سرگرمی اور اپنے جوش سے کام بگاڑ دیا۔ لیکن باوجود اِن سب باتوں کے ہماری فوج نے شجاعت کے معجزے دِکھائے، مگر کیا ہوسکتا تھا۔ ہم پھر بھی لڑائی ہار گئے۔ کیا جنرل اور کیا مارشل سبھوں نے شجاعت کی وہ داد دی ہے کہ نام باقی رہ جائیگا

ایک لمحہ ٹھہر جانے کے بعد شاہنشاہ نے پھر کہا "اب اِس بات کی ضرورت معلوم ہوتی ہے دونوں کونسلوں کو ایک کر کے شاہی مجلس کردیا جائے۔ میں اراکین کے سامنے فوج کی مصیبت اور تباہی کا مفصل حال بیان کرونگا۔ اور اُن سے اپیل کروں گا کہ ملک کو بچانے کی صورت نکالیں۔ اور اُس کے بعد میں پھر جنگی صدر مقام کو چلا جاؤنگا۔"

نپولین کا تو یہ ارادہ تھا جو اوپر بیان ہوا لیکن پیرس میں بڑا سخت جوش پھیل گیا تھا۔ اِس لئے کہ غیر مسلح شہر پر دس لاکھ غنیم کی فوج ہر چہار طرف سے یورش کرتی ہوئی چلی آرہی تھی۔ بلوشر اور ویلنگٹن کی متحدہ فوجیں آٹھ دِن میں پیرس پہونچ

سکتی تھیں۔ اِس بدحواسی سے نپولین کے مخالفین نے فائدہ اُٹھایا۔ اور اُنھوں نے اعلان کے ساتھ کہنا شروع کیا کہ "اگر دُشمن کی افواج کا مقابلہ کیا گیا تو یقینی خون کے دریا بہ جائیں گے۔ متحدہ بادشاہوں کی تو صرف نپولین سے جنگ ہے۔ اگر ہم نپولین کو اُن کے حوالے کر دیں تو ابھی سب معاملہ طے ہوا جاتا ہے اور جنگ کے شعلے پہ پانی پڑ جائیگا۔ اُن کا اطمینان ہو جائیگا۔ فرانس یورش کی مصیبت سے محفوظ ہو جائیگا۔ اور اُس کے بعد ہم جمہوری حکومت قائم کر لیں گے یا اپنی مرضی کے موافق دوسرا بادشاہ منتخب کر لیں گے۔"

واقعی ایسے وقت میں یہ دلائل نہایت مقبول ہونی چاہیے تھیں۔ بوربوں بادشاہ کے حامیوں کو توقع تھی کہ نپولین کے زوال پہ متحدہ بادشاہوں کی مدد سے بوربون خاندان پھر حکمران ہو جائے گا۔ رہے جمہوری حکومت کے حامی اُنکو بھی جمہوری حکومت قائم کر لینے کی قوی اُمید تھی۔ اور لافیٹ جیسے متوسط الحال اور تجربہ دار آدمی یقین کرتے تھے کہ ایک معقول اور قوانین کی پابند جمہوری حکومت کا اب فرانس میں قائم ہونا ممکن تھا۔ طوائف الملوکی کے حامی خود اسے چاہتے تھے کہ کسی قسم کا انقلاب ہو اور انبوہ عوام کے ہاتھ میں حکومت پہونچے کہ بدعملی کا دَور شروع ہو جائے۔ چنانچہ اِن تمامی فریقوں نے کونسل میں شاہنشاہ کی سخت مخالفت کی۔ خطرات ایسے بہ سر رسیدہ تھے اور مخالفت کرنے والے غنیم کی فوجیں پیرس سے روز بروز قریب تر آتی جاتی تھیں کہ معقول اور مدلل بحث نہ کی جا سکتی تھی۔ مجالس میں گویا ایک طوفانی حالت تھی۔ بدنظمی سی ہو رہی تھی اور جلدی کی جاتی تھی۔ نمک حرام فوشے نے دشمنوں سے خط و کتابت بھی شروع کر دی تھی اور بڑی ریاکاری اور مکاری کے ساتھ سازش میں شریک ہو گیا تھا کہ بوربون خاندان تخت پر بحال کر دیا جائے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر بوربون خاندان کامیاب ہو گیا تو مجھے بڑا پورا صلہ ملیگا۔ چیمبر آف پیرز (   ) اور چیمبر آف ڈیپوٹیز (   ) کہ انگلستان

کے ہوس آف لارڈس اور ہوس آف کامنس کے مشابہ تھیں اب منعقد ہوئیں۔ ڈپٹیوں کی تعداد پانسو تھی جن میں سے بہتیرے جوشیلے، ناتجربہ کار مختلف صوبوں سے آئے ہوئے اور کبھی اِس سے پیشتر مجلس قانون ساز میں شریک نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ مشاق تجربہ کار سرغناؤں نے جو ہر ایک مجلس کا رنگ ڈھنگ دیکھے ہوئے تھے اُن کو ہموار کرکے دھوکا دیکر اپنے قابو میں کرلیا، اور بدعملی اور بے ترتیبی میں جو پیش آئی پیریز* (   ) تو نظر سے اوجھل ہوگئے اور کثیر التعداد ڈپٹیوں کے ہاتھ میں زمام اختیار و اقتدار آگئی۔

لیوشین اور جوزیف کو جب نپولین کے آنے کی خبر ملی تو دونوں ایلاسے سی کے ایوان میں اُس کے پاس گئے۔ اِس کے بعد ہی ایوان کے کمروں میں مختلف صیغوں کے اراکین بھی آکر جمع ہوگئے۔ بعض کچھ رائے دیتے تھے اور بعض کچھ رائے دیتے تھے۔ سات بجے صبح کو نپولین نے شاہی کونسل کو جمع کیا۔ اُس کو معلوم تھا کہ موقع ایسا نازک تھا کہ معمولی سُستی سے مُباحثوں کا وقت نہ تھا۔ اُس کو یہ بھی معلوم تھا کہ فرانس کی گلوخلاصی اور نجات اِسی میں تھی کہ اُس کو نہایت قطعی اور خودمختارانہ اختیارات دیئے جائیں۔ اور فوراً نہایت قطعی تجویز سے قوم کو رہائی ہوسکتی تھی۔ لیکن اُس نے یہ عزم کرلیا تھا کہ یہ اختیارات اُس وقت تک عمل میں نہ لائے جب تک دونوں مجلسیں یہ اختیارات اُس کو خود نہ دیں۔

کونسل کے سامنے واٹرلو کا سنگین سرکاری مُراسلہ جو نپولین نے خود بھیجا تھا پڑھا گیا اور اُس کے بعد نپولین نے بڑی متانت اور سنجیدگی سے حسب ذیل تقریر کی۔

"فوج کی شان و عظمت کی کوئی اِنتہا نہیں۔ ہماری سپاہ کی دلیرانہ کوششوں میں صرف اِس وجہ سے کامیابی نہ ہوئی کہ غداری کی گئی۔ باہمی رنجش کا اظہار ہوا۔ اور بد

---

* پیریس (   ) یعنی امراء۔ مترجم

غلطیاں ہوئیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ہم کو بڑی ہزیمت ہوئی۔ لیکن اگر تیری سعی میں آپ لوگ بھی میری مدد کریں گے تو سب باتوں کی تلافی ممکن ہے۔ میں پیرس کو اس واسطے آیا ہوں کہ آپ لوگوں میں شریفانہ تحریک پیدا کروں۔ اگر فرانسیسی قوم اُٹھ کھڑی ہوگی دشمن مغلوب ہو جائے گا۔ اگر فوری تدبیر نہ کی گئی اور غیر معمولی قربانیاں نہ کی گئیں اور بے فائدہ طولانی مباحثوں میں وقت ضائع کیا گیا تو سب کھیل بگڑ جائے گا۔ دشمن فرانس کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ آٹھ دن کے اندر وہ پیرس کے پھاٹک پر آ پہنچیں گے ملک کو بچانے کی غرض سے اس کی ضرورت ہے کہ آپ مجھے بہت بڑے اختیارات دے دیں اور زیادہ مناسب اور زیادہ اِتحادِ قومی کی یہ بات ہوگی کہ یہ اختیارات مجھ کو دونوں مجلسیں عطا کریں۔"

اِس تقریر کے ختم ہو جانے پر کارنٹ (   ) نے کھڑے ہو کر کہا۔

"میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وقت کی نازک حالت دیکھتے ہوئے میں نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ شاہنشاہ کو اختیاراتِ کُلّی دے دینا چاہیئے۔"

اِس کے بعد اور بہت سے لوگوں نے بڑے جوش کے ساتھ اس رائے کی تائید کی حتیٰ کہ مسٹر فوشے نے بھی جو اَب ڈیوک آف ویلنگٹن کا گماشتہ تھا اور اس سے خط و کتابت کر رہا تھا۔ یہ جرأت نہ کی بہ اعلان اِس رائے سے مخالفت کرتا۔ مگر بڑی احتیاط کے ساتھ یہ اشارہ کیا گیا کہ مجالس میں شاہنشاہ سے نہایت زبردست مخالفت پیدا ہوئی ہے اِس لئے یہ بات غالباً غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کہ شاہنشاہ کو خود مختارانہ اختیارات کے متعلق کامیابی ہو۔

نپولین نے کہا۔ "آخر اِس مبہم اشارے سے کیا مطلب ہے۔ صاف بات کیوں نہیں کہی جاتی۔ کیا یہ خواہش ہے کہ میں فرماں روائی سے دست کش ہو جاؤں؟"

ریجنالٹ (   ) نے تاسف کے ساتھ کہا "جہاں پناہ مجھے خوف ہے

کہ یہی منشا ہے۔ اور اگرچہ دل آزار سچ بات کہتے ہوئے میرا جی دُکھتا ہے تاہم یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اُس کو پوشیدہ کردوں۔ یعنی اگر جہاں پناہ خوشی کے ساتھ دست کش نہ ہوں گے تو ڈپٹیوں کی مجلس دست کشی کی جہاں پناہ سے درخواست کریگی۔

اِس اعلان پر جس کے متعلق سچ ہونے کا سب کو خیال تھا دوسرے ارکین نے جواب دیا کہ اگر فرانس کے بچانے میں ڈپٹی لوگ شاہنشاہ کے شریک نہ ہوں گے تو کچھ پروا کی بات نہیں۔ شاہنشاہ اپنی تنہا کوشش سے ملک کو بچانے کی سعی کریگا۔ اپنے مختارِ مطلق ہونے کا وہ اعلان کر دیگا۔ وہ صاف حکم دیدیگا کہ تمامی فرانس محاصرہ کی حالت میں ہے اور وہ ایسے فرانسیسیوں کو جو سچے فرانسیسی اور ملک کے فدائی ہیں مسلح کر دیگا۔

شاہنشاہ نے کہا اور اُس کا لہجہ ہر جگر کے پار ہوگیا۔ ”قوم نے اِن ڈپٹیوں کو اِس لئے اور اِس دن کے لئے اپنا وکیل منتخب نہ کیا تھا کہ وہ مجکو فرماں روائی سے معزول کریں۔ بلکہ اِس غرض سے اُن کو منتخب کیا تھا کہ میری مدد کریں۔ اور لعنت ہے ایسی حب الوطنی اور ایسی ہمت وغیرت پر کہ دشمن تو حدودِ فرانس کے اندر آگئے اور اِن لوگوں کو ذرا بھی پاسِ عزت وحمیت نہیں۔ یہ ارکین چاہے جو روش اختیار کریں جمہور اور میری سپاہ میری مدد کرے گی۔ ڈپٹیوں کی مجلس کا وجود اور اُس کی قسمت میری مرضی پر منحصر ہے۔ اگر میں حکم دے دوں کہ اُن کی گردن ماردی جائے تو ابھی تعمیل ہو جائے گی۔ مجھ سے چال بازیاں کرتے ہیں۔ کوئی پروا کی بات نہیں مجھے مکروریا سے چارہ جوئی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جمہور محبانِ وطن ہیں۔ بوربون کے وہ دشمن ہیں۔ اُن کو مجھ سے محبت ہے۔ پس یہ ذریعے میرے لئے کافی ہیں اگر میں اِن سے فائدہ اُٹھانا چاہوں تو اُٹھا سکتا ہوں۔“

اِس کے بعد شاہنشاہ نے اپنی حیرت انگیز مختصر اور جامع دلیل سے واٹرلو کی

ہزیمت کی تلافی کی انوکھی تجویز قائم کر لی۔ اُس نے تجویز کی ذرا اور اسی تفصیل کا نقشہ اپنے دل میں قائم کر لیا۔ اور اُس کے رخسار خوشی سے چمکنے لگے۔ اُس کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو پوری اُمید اپنی کامیابی کی پیدا ہو گئی تھی۔ ہر شخص اُسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہر شخص اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ آخر شاہنشاہ نے اپنی حیرت انگیز ذکاوت سے کونسی تجویز نکالی ہے کیوں کہ یہ تو سب پر ثابت ہی تھا کہ سخت سے سخت ہنگام میں وہ ایسی کامیابی کی تجویزیں نکال لیا کرتا تھا کہ دوسرے کو وہ ہرگز نہ سوجھتی تھیں۔ شاہنشاہ نے ایسی مکمل۔ پختہ۔ اور تفصیلی اور سب سے زیادہ عاقلانہ تجویز بہ وضاحت بیان کی کہ بقول کالن کورٹ کے مختلف الرائے اشخاص جو اُس موقعہ پر موجود تھے اور اختلاف کا اُن پر رنگ چڑھ چکا تھا آخرکار متفق الرائے ہو گئے اور شاہنشاہ کی تجویزوں کو پسند کیا۔

یہی ہو رہا تھا کہ ڈپٹیوں کی مجلس سے ایک ایلچی آیا اور چند رزولیوشن جو اُس مجلس نے پاس کئے تھے پیش کئے۔ جن سے ظاہر ہوا کہ ڈپٹیوں کو شاہنشاہ سے مخالفت تھی۔ یہ رزولیوشن لافیٹ نے پیش کئے اور اپنے ذاتی اثر سے ڈپٹیوں کی مجلس میں پاس کرائے تھے۔ یہ لافیٹ وہی تھا جس کو نپولین نے اولمٹز (   ) کے قید خانے سے رہا کیا اور اُس کو مع اُس کے خاندان کے آزادی عنایت کی تھی۔ اِس میں کلام نہیں کہ لافیٹ کی نیت تو نیک تھی لیکن رائے میں اُس نے افسوسناک غلطی کی تھی۔ اور لافیٹ اتنا زندہ رہا کہ اپنی غلطی کا اُس کو یقین ہوا اور کف افسوس حسرت کے ساتھ ملنا پڑے۔

چونکہ لافیٹ سچا اور سرگرم محب وطن تھا اور اُس کے خیالات بھی فیاضانہ تھے اُس نے خیال کیا کہ فرانس کو بوربون خاندان سے جیسی سخت نفرت تھی وہ دنیا پر ثابت ہو چکی تھی۔ پس اگر نپولین سلطنت سے دست کش ہو جائیگا تو متحدہ بادشاہ

مخالفت اور جنگ سے دست بردار ہو کر تلوار کو غلاف کر دیں گے اور فرانس کو جمہوری
حکومت قائم کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ اسی خیال پر یہ گروہ جمہوری فریق کا
سرگروہ بن گیا۔ لیکن لافیٹ جیسے سمجھدار آدمی کے لئے ایسے موہوم خیال پر کاربند
ہونا سخت تعجب معلوم ہوتا ہے۔ تمامی فریق جو حریف تھے نپولین کو حکومت سے
علیحدہ کر دینے پر آمادہ ہو گئے۔ اور ہر فریق کو اس آمادگی سے یہ توقع پیدا ہو گئی کہ وہی
اپنی مراد اور منشا میں کامیاب ہوگا۔ جب شاہنشاہ کے حامیوں نے ایسی زبردست
مخالفت دیکھی تو وہ بھی مخالفین کے گروہ میں جا ملے۔ اور دس لاکھ غنیم فوج کی آمد آمد
پر ان کے دل چھوٹ گئے اور طوفان نے ان کو مغلوب کر لیا۔

۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۲۴ء کو لافیٹ کی ممالک متحدہ امریکا میں جب کہ وہ بڑی شادمانی
سے دورہ کر رہا تھا جوزیف بوناپارٹ سے نیو جرسی (   ) میں بمقام
پوائنیٹ بریز (   ) اس کے ایوان میں ملاقات ہوئی۔ نپولین کی
نعش اس زمانے میں سینٹ ہلینا کے اندر قبر میں مدفون تھی۔ اور بوربون بادشاہ
کے جبر و ظلم نے جمہور کے حقوق کو خاک میں ملا رکھا تھا۔ اور اسی مخفی تخلیہ کی ملاقات
میں لافیٹ نے تسلیم کیا کہ "بیشک نپولین کو فرماں روائی سے علیحدہ کرنے میں جو
کارروائی میں نے کی تھی اس پر مجھے سخت افسوس ہے اور بوربون خاندان زیادہ
عرصہ تک بادشاہ نہیں رہ سکتا۔ کیوں کہ فرانس کے قومی خیالات سے اس کو سخت
مخالفت ہے اور فرانس میں ہم سبھوں کا اب یہ خیال ہو رہا ہے کہ انقلاب عظیم کی
خرابیوں کی اصلاح کے واسطے شاہنشاہ نپولین کے بیٹے کا بادشاہ ہونا نہایت
مناسب ہے۔ اور دو برس کے اندر معقول تدابیر اختیار کرنے سے نپولین دوم فرانس
کا بادشاہ ہو سکتا ہے"

جب جوزیف بوناپارٹ نے بہ ہمراہی کوی نیٹ بے کن سال او بہ تجربہ کار

محبت وطن کونتسی سے ملاقات کی تو اس عاقل اور فرزانہ دُور اندیش شخص نے کہا۔ ”لافیٹ کی غلطی تھی۔ اصل طاقت کا مرکز شاہنشاہ نپولین ہی تھا۔ ڈپٹیوں اور تمام فرانس کو لازم تھا کہ واٹرلو کی جنگ کے بعد شاہنشاہ نپولین ہی سے وابستہ رہے ہوتے“

ایسے ہنگام سخت و مصائب بلاخیز کے درمیان ہر شخص کا پریشان ہو جانا اور گھبرا جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہو سکتی۔ اور جب نپولین نے متذکرۂ بالا مخالف رزولیوشن پڑھے تو اُس کا چہرہ زرد ہو گیا اور وہ کہنے لگا کہ ”پیرس چھوڑنے سے قبل ہی مجکو لازم تھا کہ میں ان لوگوں کو برخاست کر دیتا۔ یہ بات میں نے پہلے ہی سے جان لی تھی۔ یہ مخالفت پیدا کرنے والے آتش زن فرانس کو برباد کر دیں گے۔ اور اس مصیبت کا اندازہ کرنا میرے قیاس سے باہر ہے۔ پس مجھے اب یہ بات سوچنا چاہیے کہ اب کیا ہونا چاہیے۔ اگر ضرورت ہو تو میں فرماں روائی سے دست کش ہو جاؤں گا“ اس کے بعد اُس نے جلسے کو برخاست کر دیا۔

اِس غرض سے کہ کوئی کام جلدی میں اور پوری واقفیت کے بغیر نہ ہو جائے اُس نے مجالس کو مختصر سی تحریریں روانہ کیں۔ ڈپٹیوں کی مجلس کا مُراسلہ تو ریجنالٹ ( ) سے گیا اور پیرس کی مجلس کا مراسلہ کارنٹ ( ) کے ہاتھ بھیجا گیا۔ شاہنشاہ نے کہا ”اِن لوگوں سے یہ بھی زبانی کہنا کہ میں یہاں اپنے مارشلوں سے مشورہ کر رہا ہوں اور میری فوج میرے پاس آکر جمع ہو رہی ہے اور میں نے حکم دے دیا ہے کہ اب فوج دشمن کے سامنے سے پیچھے نہ ہٹے اور پیرس میں اس لیے آیا کہ اپنی گورنمنٹ اور اپنی مجالس کی رائے لوں اور اِس وقت میں اُن تجاویز میں مصروف ہوں جو حفاظت عامہ کے لئے ضروری ہیں“ (ص ۳۴۲

لیکن ڈپٹیوں کی مجلس میں وہ ہڑبونگ مچا ہوا تھا کہ ریجنالٹ کی کسی نے بات

تک نہ سُنی۔ اور پیرس (   ) کی مجلس میں بھی اگرچہ اسی طرح کا تلاطم برپا تھا لیکن اِن لوگوں نے شاہنشاہ کے پیغام کو ادب کے ساتھ توجہ سے سُنا۔ طوفانی بحث و مباحثہ میں تمام دن جلد گزر گیا۔ اور پُرجوش شہر پیرس میں بھرا اُداسی سے رات کی تاریکی چھائی۔

پیرس کے جمہور کا ایک بڑا گروہ اور حوالی کے بے شمار باشندے ایلای سی کے گرد جمع ہو کر "شاہم زندہ ماناد" کے نعرے بڑے جوش و خروش سے مارنے لگے۔ درختوں۔ دیواروں۔ چھتوں اور ایوان کے جنگلے پر ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ کہ اپنے شاہنشاہ کو ایک جھلک دیکھ لیں۔ اندھیری میں جبکہ پُرجوش جمہور "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے آسمان سروں پر اُٹھا رہے تھے۔ باغ کے درختوں کے نیچے لیوشین نپولین کا بھائی جو ایسا سخت جمہوری تھا کہ چند دفعہ تخت پر بیٹھنے اور بادشاہت کرنے سے انکار کر دیا تھا نپولین کے ساتھ ٹہل رہا تھا اور اُس کو مشورہ دیتا تھا اور اُس کو اُبھارتا تھا کہ مجالس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے اور مختارِ مطلق بن جائے۔ کہ فرانس کے بچانے کی یہی تجویز تھی۔ اُس نے کہا "اِن لوگوں کی طرف دیکھئے کہ کیسے بے غرضانہ جوش سے یہ آپ کے گرد جمع ہوئے ہیں اور اس وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ملک اور اپنی آزادی آپ ہی کو خیال کرتے ہیں۔ اُن کی چیخوں کو ذرا کان لگا کر سنئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کو مسلح کر دیجئے اور التجا کر رہے ہیں کہ اُن کو ایک سردار مرحمت ہو جائے۔ اور یہ حال یہیں پر نہیں ہے تمامی فرانس میں یہی حال ہوتا ہے۔ پس کیا آپ کو یہ بات لازم ہے کہ فرانس کو غیروں کے اور تخت کو مختلف فریقوں کے حوالے کر دیں"۔

لیکن کوئی توجیہ اور کوئی ترغیب نپولین کو اِس بات پر آمادہ نہ کر سکی کہ فرانس میں خانہ جنگی کے شعلوں کو مشتعل کیا جائے۔ اِس کی وجہ صرف یہ تھی کہ فرانس کی خاطر وہ

جدّ و جہد کر رہا تھا نہ کہ خود اپنے واسطے۔ اُس نے کہا "میں آدمی ہوں۔ کچھ فرشتہ نہیں۔ کچھ بشر سے بڑھ کر۔ مجھ میں طاقت نہیں کہ پانسو بہکے ہوئے اراکین کی رائے کو پھیر دوں اور اُنکو متحد کر دوں۔ کہ وہ میری رائے سے اِتفاق کرنے لگیں۔ اِسی کے ساتھ میں کوئی مُغُوم سرغنہ نہیں کہ خانہ جنگی کی آتش بھڑکاؤں جس سے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ مجالس کے اراکین کو سمجھاؤ کہ زیادہ عاقلانہ طریقہ اختیار کریں۔ اور اِس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا۔ اگر وہ میرے شریک ہو جائیں تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ اور اُن کی شرکت بغیر میں اپنی ذات کے لئے تو بہت کچھ کر سکتا ہوں لیکن فرانس کو بچا نہیں سکتا۔ جاؤ اور کوشش کرو کہ میرے ساتھ متفق ہو کر کام کریں۔ میں اِس پر راضی ہوں۔ لیکن میں اِس بات کی سخت ممانعت کئے دیتا ہوں کہ اِن جمہور کو جو اِس وقت یہاں بے شمار تعداد میں جمع ہیں اور ہتیار کر رہے ہیں کسی قسم کی جوش دِلانے والی تقریر سے برانگیختہ کیا جائے۔ میں فرانس کی خاطر تو جملہ باتوں کی آزمایش کرنے کو طیار ہوں لیکن محض اپنی ذات کی خاطر کچھ نہ کرونگا"

کالن کورٹ کہتا ہے "ایلائی سی میں جیسی حالت شاہنشاہ کی تھی وہ تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اگر اُس کا جی چاہتا تو ایک لفظ مُنہ سے نکال کر تمامی نمک حراموں کا خاتمہ کر دیتا۔ جمہور کا ایسا گروہ موجود تھا کہ ذرا سے اِشارے پر اُن تمامی موانع کو جو نپولین اور قوم کے درمیان حائل تھے دفع کر دیتا۔ لیکن شاہنشاہ نے اِس بات کو گوارا نہ کیا کہ قتل و خوں ریزی کے تماشے پیش آئیں۔ وہ خوب جانتا تھا کہ جس شدت سے جمہور انتقام لیا کرتے ہیں

فوشے کے مقرر کئے ہوئے گماشتے ڈپٹیوں کی مجلس میں بڑی شدت اور گستاخی کر رہے تھے۔ لیوشین مجلس میں نپولین کی تجویزیں پیش کرنے کو گیا لیکن ان گماشتوں نے اپنے شور و گستاخی سے لیوشین کو مغلوب کرنے اور توہین کرنے کی کوشش کی۔ کالن کورٹ بھی لیوشین کے ہمراہ گیا تھا اور فوراً وہ شاہنشاہ

کے پاس واپس آنا کہ ان واقعات سے اُس کو مطلع کرے۔ ایلائی سی کے گرد جمہور کے وہ اژدحام تھے کہ کالن کورٹ کی گاڑی کو بہ دُشواری رستہ ملا جب وہ شاہنشاہ کے پاس ایوان کے اندر پہونچا اور باتیں کرنے لگا تو باوجودے کہ آدھی رات آچکی تھی جمہور کے شور غل کی کوئی حد نہ تھی اور پھر یکایک اُنھوں نے ایسے زور سے نعرے مارنا شروع کئے کہ بادل کی گرج کے مثل ایوان میں اُن کی آواز گونجنے لگی۔

یہ سُن کر نپولین نے کہا۔ "یہ بات خطرناک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ انبوہ کچھ زیادتی کر بیٹھے اور پھر مجھ پر اس کا الزام عائد کیا جائے۔ یہ غلطی میں پڑے ہوئے جمہور میری خدمت گزاری کو موجود ہیں اور تاہم جو کچھ وہ کر رہے ہیں اُس سے مجھے نقصان پہونچیگا۔"

نپولین ایسا عاقل اور عالی حوصلہ شاہنشاہ تھا کہ ادنےٰ طبقہ کے جمہور کو مسلح کرنے سے اُسے نفرت ہو رہی تھی۔ وہ فرانسیسی قوم کا معزز خیرخواہ تھا اور اُس سے یہ دنی فعل کبھی سرزد نہ ہو سکتا تھا کہ وہ کسی خاص فریق کا سرغنہ بن جاتا۔ اس کے علاوہ وہ ایسا تیز نظر دور اندیش تھا کہ آیندہ حالات کو نہایت صاف دیکھ رہا تھا اور کسی دوسرے کو یہ بات نصیب نہ تھی۔ موقع کی موجودہ خطرناک حالت کو وہ اچھی جانتا تھا۔ اور خوب سمجھ رہا تھا کہ اگر فرانس کی خیر ہو سکتی تھی تو صرف یوں ہی ہو سکتی تھی کہ تمامی قوم ایک ہو کر اتفاق کے ساتھ کام کرے۔ تنہا رہ کر زبردست مجالس کی مخالفت کی حالت میں متحدہ بادشاہوں سے وہ صرف اپنی ذات کے واسطے بہتر شرائط حاصل کر سکتا تھا لیکن فرانس کو بچا نہ سکتا تھا۔ یہ ممکن تھا کہ فرانس کے اندر وہ ایک طولانی جنگ جاری رکھتا اور بڑی بڑی خون ریزیوں کا باعث ہوتا لیکن فرانس کا بچا لینا محال تھا۔ کیوں کہ اوّل تو دس لاکھ فاتح و فیروز فوج فرانس کی سرحدوں کو پار کر کے فرانس میں داخل ہو رہی تھی۔ دوسرے فرانس غیر مسلح تھا اور اُس کے ذریعے اور سامان ختم ہو چکے تھے۔ پھر اس کے سوائے بوربون

خاندان کے حامی اور طوائف الملوکی کے دل دادہ گروہ نپولین کے موافق نہ تھے قطعی خلاف تھے اور مجالسِ سلطنت میں اُس کو غاصب کہتے تھے اور سب پر طرہ یہ تھا کہ متحدہ بادشاہوں کی طرف سے اعلان کیا جا رہا تھا کہ اگر نپولین کا ساتھ چھوڑ کر فرانسیسی اُسے متحدہ بادشاہوں کے حوالے کردیں گے تو فرانس کو آزادی دے دی جائیگی۔

بہت سے ایسے لوگ جو شاہنشاہ کا ساتھ چھوڑ دینے پر آمادہ تھے حماقت سے یہ خیال کر رہے تھے کہ فاتح دشمن فرانس کی خود مختاری کا پاس کر کے جمہوری حکومت قائم کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ اپنی حماقت سے اُنھوں نے متحدہ بادشاہوں کے اعلانوں پر یقین کرلیا۔ کہ وہ فرانس سے جنگ نہ کرتے تھے بلکہ صرف نپولین سے لڑ رہے تھے۔ جب کالن کورٹ نے شاہنشاہ سے مجالس کی ابتری اور طوفان کا حال بیان کیا اور کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ جہاں پناہ سلطنت سے دست کش ہو جائیں تو نپولین نے کہا :۔

افسوس کھیل بگڑ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو یہ خبر نہیں ہے کہ تخت کو خالی کر دینے سے وہ اُسے سب سے پہلے دعویدار کے حوالے کئے دیتے ہیں۔ اب متحدہ بادشاہ صلح نہ کریں گے۔ وہ جیسی چاہیں گے اپنی طرف سے شرائط پیش کر دیں گے اور یہ شرائط خواہ مخواہ منظور کرنا پڑیں گی۔ مجالس کے ارکین کا بڑا گروہ بوربون خاندان کا مخالف ہے، اور پھر بھی اس میں کوئی شُبہہ نہیں کہ یہی خاندان زبر دستی بادشاہ بنا دیا جائیگا۔ قوم اب غیر مخالفوں کے حوالے ہو گئی اور اُس کے وکلا نے ایسی نالائقی کی ہے کہ قوم کو افسوس سے ہاتھ ملنا پڑیں گے۔

اِس گفتگو کے اثنا میں بنجمین کانسٹینٹ آیا جس نے نپولین سے اصرار کیا تھا کہ جمہور کو مسلح کر کے اندرونی مخالفت اور متحدہ بادشاہوں کی یورش روک دی جائے (۳۵ ص
اور بڑے افسوس سے وہ اب شاہنشاہ کو یہ اطلاع دینے کو آیا تھا کہ ٹڈیوں کی

مجلس یہ چاہتی ہے کہ شاہنشاہ سلطنت سے دست کشی کرے۔ نپولین کو جمہور نے شاہنشاہ منتخب کیا تھا ڈپٹیوں نے شاہنشاہ نہیں بنایا تھا۔

نپولین نے نرمی سے کہا " ڈپٹیوں کی مجلس کس استحقاق سے یہ بات چاہتی ہے کہ میں سلطنت سے دست کش ہو جاؤں۔ اُس کو کیا اختیار ہے "

پھر جمہور کے اُس گروہ کی طرف جو ایلائی سی کے گرد جمع تھے اور جوش سے نعرے مار رہے تھے اشارہ کرکے اُس نے کہا :-

" دیکھو۔ اِن غریبوں کو جو میری مصیبت میں مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں۔ میں نے عزت اور دولت نہیں دی۔ میں اُن کو ویسا ہی غریب چھوڑتا ہوں جیسا غریب میں نے اُن کو پایا تھا۔ لیکن فرانس کی وہ حالت ہو گئی تھی کہ اُن میں روشن خیالی پیدا ہو چکی ہے۔ اور جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں قوم کی وہی آواز ہے اور مجھ کو صرف ایک لفظ مُنہ سے نکالنے کی دیر ہے کہ ڈپٹیوں کی مجلس کا خاتمہ ہوا جاتا ہے لیکن نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی خاطر میں ایک جان بھی تلف ہونے دوں۔ میں ایلبا سے اِس لئے واپس نہیں آیا ہوں کہ پیرس میں خون کے دریا بہ جائیں "

یہ وقت بڑے امتحان اور آزمایش کا تھا۔ اور مخالف سے مخالف مؤرخوں اور تذکرہ نویسوں نے اقرار کیا ہے کہ ہاں ایسے وقت میں نپولین نے بڑی انسانیت شرافت اور عالی حوصلگی کا ثبوت دیا۔ جیسا نپولین نے اِس وقت غیر خود غرضی کا اظہار کیا اور ثبوت دیا اور ثابت کر دیا کہ اُس کو صرف اپنے ملک کی بھلائی منظور تھی تاریخ میں اپنی آپ مثال ہے۔ لیمرٹن صاحب بھی اقرار کرتے ہیں :-

" مؤرخ کا فرض ہے کہ نپولین کے ساتھ انصاف کرے اور صاف طور سے تسلیم کرے کہ نپولین نے جمہور کی فوج دونوں موقعوں پر یعنی ایلبا سے واپس آنے اور نیز اپنے زوال پر جو واٹرلو کی جنگ کے بعد واقع ہوا اور یہ زمانہ ۲۰۔ مارچ ۱۸۱۵ء سے

شروع ہوا تھا قوم کے مقابلے میں خوں ریزی کرنے کو ہرگز ہرگز کھڑی نہ کی۔ اِس کی کوئی وجہ ہو۔ یعنی یا تو اُس کو جمہور اور عوام الناس کی زیادتیوں کی طرف سے خلقی نفرت ہو کیوں کہ ۱۰۔ اگست کے خوں ریز واقعات جو ایام انقلاب عظیم میں عوام کے ہاتھ سے پیش آئے تھے اُس کے دِل پر بُرا اثر کر چکے تھے۔ اِسی طرح ستمبر میں وہ قتلِ عام کے تماشے دیکھ چکا تھا کہ گلوٹین سے خون کے دھارے بہ گئے تھے۔ یا یہ وجہ ہو کہ وہ بڑا کپتان اور سپاہی تھا اور ایسی جمعیت جس کو فوجی ضوابط و قواعد کی پابندی کا لحاظ نہ ہو دیکھنا گوارا نہ کر سکتا تھا۔ یا اُسے اپنی آئندہ شہرت کا خیال ہو۔ بہرحال ہر صورت میں اُس کا متذکرۂ بالا فعل نہایت قابلِ ستایش ہے۔"

جون کی ۲۱۔ تاریخ اِس طرح گزر گئی۔ ڈپٹیوں کی مجلس اُسی طرح ابتری کے ساتھ رات میں منعقد رہی۔ اور نپولین جو بیمار ہو گیا تھا اور نہایت تھک گیا تھا اور اُن مصائب سے جنھوں نے فرانس کو عاجز کر دیا نہایت غم زدہ تھا آرام کرنے کو پچھلی رات میں جا لیٹا۔ اُس شب پیرس میں شاید ہی کوئی سویا ہو۔ جمہور کے بڑے بڑے گروہ فریادیں کرتے پھرتے تھے کہ ہم کو اپنے شاہنشاہ کی حفاظت کے لئے ہتیار دیے جائیں۔ مخالفین کی فوجیں پیرس سے ایک منزل اور قریب آگئی تھیں مجالس میں پریشانی تھی اُن کے افعال میں عداوت تھی اور سخت ابتری اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔ اگر ڈپٹیوں کی مجلس اتفاق کا لفظ بھی منھ سے کہہ دیتی تو اسی ابتر اور پریشان حالت سے نپولین اپنی عظیم الشان ذکاوت سے ترتیب و انتظام قائم کر دیتا۔ تمامی فرانس کے جمہور متحد ہو کر اُٹھ کھڑے ہوے اور ایک شخص کی طرح حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے اور ممکن تھا کہ فرانس بچ جاتا۔ لیکن اِس کے خلاف ڈپٹی ایسے خبطی ہو گئے تھے کہ نپولین جیسے عدیم المثال شخص کی ذکاوت و ہمت پر نفرت ظاہر کر کے اُنھوں نے رات میں یہ رزولیوشن پاس کر دیا کہ شاہنشاہ سے

درخواست کی جائے کہ وہ فرماں روائی سے دست کش ہو جائے۔ اس طرح فرانس نہایت مظلومانہ بےکسی کی حالت میں دشمنوں کے حوالہ کر دیا گیا کہ وہ جس طرح چاہیں حقارت اور توہین کے ساتھ اُس سے پیش آئیں۔

۲۲ جون کی صبح ہوئی۔ رات کے واقعات تو طوفانی تھے ہی لیکن دن کے آتے ہی اور بھی زیادہ طوفانی حالات شروع ہوئے۔ شاہنشاہ اپنے کمرے میں تنہا آنکھوں پر ہاتھ رکھے خیال میں ڈوبا ہوا بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک لڑکا خوان میں قہوہ اور کچھ ناشتے کا سامان لایا۔ تھوڑی دیر تک تو نپولین کو لڑکے کے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اس لڑکے کو شاہنشاہ پہلے بھی کئی دفعہ دیکھ چکا تھا۔ آخر کار لڑکے نے جرأت کر کے کہا "جہاں پناہ کچھ ناشتہ فرمالیں۔ اس سے فائدہ ہوگا"۔

شاہنشاہ نے محبت سے نگاہ اُٹھا کر لڑکے کو دیکھا اور کہا:۔

"تمھارا امکان موضع گونیں ر) میں ہے؟ کیوں ہے نا؟"

لڑکا۔ جہاں پناہ۔ سچ فرماتے ہیں۔

دُنیا سے عاجز آئے ہوئے شاہنشاہ نے کہا "اصل تو یہ ہے کہ سچی دل جمعی اور راحت وہیں ہے"۔

آٹھ بجے دونوں مجالس نہایت جوش و خروش کے ساتھ مع نپولین کے دشمنوں کے پھر جمع ہوئیں اور یہی شور و غوغا برپا ہوا کہ شاہنشاہ کو فرماں روائی سے دستکش ہو جانا چاہیے۔ نپولین نے ایلاسی میں وزرا کی کونسل جمع کی۔ اُس کو رات میں ایک خبر مل چکی تھی۔ جس سے اُس کی پریشانی بہت بڑھ گئی تھی۔ مارشل گروچی ویلنگٹن اور بلوشر کے ہاتھ نہ آیا تھا۔ اور چالیس ہزار فوج کو لے کر فرانس واپس آیا تھا۔ مارشل نے نے اور جیروم بوناپارٹ نے بھی واٹرلو کی فراری کے بعد چالیس ہزار فوج

فرانس کی سرحد پر جمع کرلی تھی اور دس ہزار نہایت اچھی قواعدداں فوج حوالی شہر سے اگر شہر میں جمع ہوئی تھی اور جوش سے بھری ہوئی فرانس اور شاہنشاہ کے واسطے اپنی جان دے دینے کو آمادہ تھی۔ اور اُس جمہور کے گروہ میں سے جو ایلای سی کے گرد جمع تھا دو گھنٹے کے اندر پچاس ہزار جاں باز سپاہ قائم ہوسکتی تھی جو دشمن کو مار بھگانے کو ہر طرح مستعد تھی۔ نپولین سے اِس وقت بہت سے دوستوں نے اصرار کیا کہ اِن فوجوں کی مدد سے فرانس کو بچائے واقعی یہ وقت ایسے امتحان کا تھا اور ایسا لالچ سامنے موجود تھا کہ جس کی دوسری مثال شاذ ہوگی یعنی اِسوقت مختار مطلق بن جانے سے انکار کرنا فرانس کو دشمنوں کے حوالے کرنا تھا۔ اور حوالے کرنا بھی کیسا نہایت بے کس اور ذلیل حالت کے ساتھ۔ برخلاف اس کے مختار مطلق بن جانے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ بہ جبر و تعدی دونوں مجلسیں نیست و نابود کی جاتیں۔ اور جن اراکین کی مخالفت سے خطرہ ہوتا اُن کو قید کرنا پڑتا۔ اور فرانس پر جنگ کی مصیبت نازل ہوتی۔ شہر گولوں سے اُڑا دیئے جاتے اور ملک کے بڑے بڑے قطعے تاخت و تاراج کئے جاتے اور ہزار ہا فرانسیسیوں کی جانوں کا اِتلاف ہوتا۔

صہ (۲۴۳۰ ہ

شاہنشاہ اگرچہ بالکل خاموش تھا لیکن چہرے سے متانت اور غم کا اظہار ہوتا تھا وہ ہر بات کو رحم دلی اور تجویز کی میزان میں تولتا تھا۔ اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر مجالس اُس کے موافق ہوجائیں تو فرانس کی حفاظت ہوسکتی تھی۔ اور مجالس کی شرکت کے بغیر خوں ریزی سے چارہ جوئی کرنا اُس نے غیر قرین انصاف خیال کیا۔ یہی امور لحاظ میں رکھ کر اُس نے مجالس میں اپنی مفصل تجاویز تحریر کرکے بھیجیں۔ اور اُن پر عمل کرنے کا وعدہ کیا جن سے فرانس کی حفاظت اور آزادی ممکن تھی۔

ڈپٹیوں کی مجلس کی تو پریشان اور جوش سے بھری ہوئی حالت تھی اور اراکین

کو خبط ہو ہی گیا تھا۔ لیکن اُن کو یہ ضرور معلوم تھا کہ شاہنشاہ کے اختیار میں اب بھی بڑی طاقت تھی۔ لہٰذا مجلس کی طرف سے حسبِ ذیل جواب جو موٗثر جواب کہا جاتا ہے بھیجا گیا:—

جو وفد اِس جواب کو لایا اُس نے کہا ”وہ جنگ جس میں فرانس از سرِ نو مبتلا ہوا ہے قوم پر اتنی موٗثر نہیں ہے جتنی شاہنشاہ پر ہے۔ یعنی متحدہ بادشاہوں نے یہ اعلان مشتہر کیا ہے کہ ہماری فرانس سے صلح ہے اور صرف شاہنشاہ نپولین سے جنگ ہے۔ چنانچہ فرانس کو صلح نصیب ہو سکتی ہے۔ اگر شاہنشاہ دوبارہ النس کو بچانے کی خاطر سلطنت سے دست کش ہو جائے“

اب چون کہ یہ اپیل کی گئی کہ فرانس کو بچانے کی غرض سے نپولین سلطنت سے دست بردار ہو جائے لہٰذا سوال طے ہو گیا۔ شاہنشاہ نے وفد کے اراکین کو بڑی مہربانی سے لیا اور فوراً جواب دینے کا وعدہ کیا۔ اور جب وفد کے اراکین رخصت ہو گئے تو شاہنشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا

”میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے مجلس کو جمع کیا تھا اور مجھے اُمید تھی کہ اس کی مدد سے میری تجویزوں کو تقویت ہوگی۔ لیکن اُس کی مخالفت نے اُن کم زور ذریعوں کو اور بھی کم زور کر دیا جو میرے اختیار میں تھے۔ قوم کو یہ خیال دلایا گیا ہے کہ صلح کی راہ میں میں حائل ہوں۔ لیکن اب اتنی مہلت نہیں ہے کہ اُس کی غلطی پر اُس کو آگاہ کروں۔ مجھ سے چاہا جاتا ہے کہ میں فرماں روائی سے دست کش ہو جاؤں۔ میں اِس پر راضی ہوں۔ میں فرانس میں خانگی جھگڑے پیدا کرنیکو نہیں آیا ہوں۔“

اِس کے بعد اُس نے لیوشین سے قلم لینے اور لکھنے کو کہا۔ اور آہستہ آہستہ ٹہل کر اپنی دست کشی کا مضمون حسبِ ذیل لکھوانا شروع کیا:—

”فرانسیسیو! قومی خود مختاری اور آزادی حاصل کرنے کی غرض سے جنگ

شروع کرنے میں میں نے سب کے ارادوں اور سب کی کوششوں اور قوم کے عمائدین اور وکلا کے اتحاد پر بھروسہ کیا اور مجھے ہر صورت سے توقع تھی کہ کامیابی ہوگی اور اس اعلان کی میں نے کچھ پروانہ کی جو متحدہ بادشاہوں نے میرے خلاف شائع کیا تھا۔ لیکن اب حالات کا رنگ بدلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لو۔ فرانس کے اعداء کی نفرت پر میں اپنے تئیں قربان کرتا ہوں۔ خدا کرے کہ یہ اعداء اپنے اعلانوں میں سچے نکلیں اور ان کو صرف مجھ ہی سے عداوت و نفرت ہو۔

"میرا دور ختم ہو گیا۔ اور میں نپولین دوم کے لقب سے اپنے بیٹے کو فرانس کا شاہنشاہ مشتہر کرتا ہوں۔ موجودہ وزراء شرطیہ گورنمنٹ کی کونسل مقرر کرلیں اور اس دلچسپی کی وجہ سے جو مجھ کو اپنے بیٹے کے معاملات میں ہے مجھے یہ کہنے کی ترغیب ہوتی ہے کہ مجالس کو چاہیے کہ فوراً نیابت کی حکومت کا قانون پاس کرلیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حفاظت عامہ اور قومی آزادی قائم رکھنے کے لیے خداوند تعالیٰ تم سب کو اتحاد کی توفیق بخشے۔

مقام ایوان ایلائی سی۔
مورخہ ۲۲۔ جون ۱۸۱۵ء

نپولین

بوڑھے شریف الخیال کارنٹ کے سامنے جب یہ دستکشی کا مضمون پڑھا گیا جس کے ذریعے سے فرانس از سر نو دشمنوں کے ہاتھوں میں پہونچ رہا تھا تو غم سے بے حال ہو کر اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ یہ دیکھ کر نپولین کے قلب پر بڑا اثر ہوا اور وہ کارنٹ کے پاس جو غم سے نیم جان ہو گیا تھا فوراً آگیا اور تشفی دے کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ "شفیق من۔ صد افسوس مجھے۔ تمھارے قلب اور تحمل سے

خیالات کا حال اُس وقت معلوم ہوا کہ حد سے زیادہ دیر ہو گئی ہے"[1]

اِس شان دار تحریر کے پڑھے جانے پر ڈپٹیوں میں بڑا جوش وخروش پیدا ہو گیا۔ ریجنالٹ کے قلب پر اِس موقعہ کی سنجیدگی کا ایسا اثر ہوا کہ وہ پلیٹ فارم پر چڑھ گیا اور اپنی تقریر میں ایسی مؤثر اور قلبوں کو ہلا دینے والی تصویر کھینچی کہ تمامی مجالس کے اراکین زار زار رونے لگے۔ اور نپولین کے سخت سے سخت دشمنوں کے دل پگھل گئے۔ اُس نے اپنی تقریر میں ثابت کیا تھا کہ نپولین کی ذات سے فرانس کو کیسے کیسے فائدے پہونچے تھے اور اپنی دست کشی سے اُس نے کیسے عظیم الشان اور ارفع اخلاق کا ثبوت دیا تھا۔ یعنی اُس نے بلا کسی شرط کے بلا تصنع فرماں روائی سے دست کشی کر لی۔ کہ فرانس کو امن و خوشحالی نصیب ہو اور خود ایسا جلاوطن ہو کہ اُس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ آوارہ وطن ہو کر اُسے کہاں جانا پڑیگا اور کیا کیا مصائب اُٹھانا پڑیں گی۔ اِس پر آب وتاب تقریر

---

[1] ڈیوک آف ویٹا لکھتا ہے کہ "نپولین کی دوبارہ سلطنت سے دست کشی کے وقت بدقسمتی سے میں موقع پر موجود تھا۔ یہ تحریر شاہنشاہ نے کونسل کے درمیان لکھوائی تھی لیکن اُسی استقلال سے لکھوائی تھی جس سے ہم نے اُس کے معراج اقبال کے دوران میں صدہا بار اُس کو احکام لکھواتے ہوئے دیکھا تھا۔ صرف اِتنا فرق تھا کہ اِس وقت وہ اپنے جملوں اور جملوں کے جزؤں کی بندش میں احتیاط کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اُس نے اِس تحریر کو بار بار خود پڑھا۔ اور ہر دفعہ خفیف سی اصلاح کی۔ اور جب اُس کو اطمینان ہو گیا اُس نے ڈپٹیوں کی مجلس میں یہ تحریر بھیج دی۔ اِس کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کونٹ مولین نے اور میں نے شام کو اُس سے پھر ملاقات کی اور اِس وقت بھی اُس کو اُسی طرح مستقل پایا جیسا کہ وہ صبح کو تھا۔ اور اُس کی آخری رخصت اور الوداع سے دلوں پر بڑا اثر ہوا۔"

کے بعد مجلس میں تھوڑی دیر کو سناٹا ہو گیا۔ اور نہ سمجھ میں آنے والی افسوس کی خفیف آواز کبھی کبھی سنائی دیتی تھی۔ اس کے بعد ڈپٹیوں کی مجلس نے یک زباں و یک رائے ہو کر تجویز کیا کہ شاہنشاہ کی خدمت میں ایک وفد جائے اور قوم کی طرف سے اس بارے میں شکریہ ادا کرے کہ اُس نے فرانسیسی قوم کی خوشحالی اور آزادی کی خاطر نہایت عالی ظرفی کے ساتھ فرماں روائی سے دست کشی کر لی اس میں پیریس (   ) یعنی اُمرا کی مجلس بھی شریک ہوئی۔

اب رات ہو گئی تھی اور تخت سے دست کش شاہنشاہ تنہا اپنے کمرے میں تھا۔ چند مومی شمعوں سے کمرہ روشن تھا۔ نپولین نے وفد کو بڑی عزت کے ساتھ لیا اور اخلاق سے اُن کی باتوں کو سنتا رہا۔ اِس کے بعد اُس نے آہستہ سے کہا:۔

”اُن خیالات کی بابت جو آپ نے میری طرف منسوب کئے ہیں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے توقع ہے کہ میری دست کشی سے فرانس کو نفع ہوگا۔ لیکن اِس بات کا مجھے یقین نہیں ہے۔ میں سلطنت کو ایسی حالت میں چھوڑتا ہوں کہ نہ اُس کا کوئی سردھرا ہے اور نہ اُس کا ملکی اعتبار سے وجود باقی ہے۔ میری سلطنت کو درہم برہم کرنے میں جتنا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ کاش دشمن کو زک دینے کی طیاریوں میں صرف ہوتا۔ میں مجالس سے سفارش کرتا ہوں کہ بہت جلد نئی فوجیں کھڑی کر لیں کیوں کہ جس کو صلح کی تمنا ہو اُس کو لازم ہے کہ جنگ کے واسطے بھی طیار رہے۔ اِس بڑی فرانسیسی قوم کو دشمن کے قابو اور اختیار میں مت چھوڑو۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی امیدوں کے لال باغ میں رہو۔ اور تم کو دھوکا ہو جائے۔ بس اِسی میں خطرہ پوشیدہ ہے۔ رہا میں۔ تو اگر فرانس کو خوشحالی نصیب ہو تو ہر حالت اور ہر حال میں راضی اور خوش رہوں گا۔ فرانس سے میں اپنے بیٹے کی سفارش کرتا ہوں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ فرانسیسی قوم اِس بات کو

فراموش نہ کرے گی کہ میں اپنے بیٹے کی خاطر سلطنت سے دست کش ہوتا ہوں۔ میں نے یہ بڑی قربانی قوم کی بھلائی کی غرض سے بھی کی ہے۔ اگر میری نسل کا بادشاہ ہوا تو فرانسیسی قوم کو خوش حال۔ آزاد اور خود مختار ہونے کی اُمید ہو سکتی ہے۔"

پیرس میں اب ۲۳۔ جون کی صبح نمودار ہوئی۔ متحدہ بادشاہوں کی فوجیں کوچ کرتی چلی آرہی تھیں۔ اور فرانس کا نہ کوئی حاکم تھا نہ فرانس کا کوئی سردار تھا۔ ڈپٹیوں کی مجلس میں سرے سے آخر تک تجربہ کار اور باتونی اراکین جمع تھے۔ اور لا بیان ابتری شروع ہوئی۔ ہر ایک بات تجویز کی جاتی تھی لیکن کیا کچھ بھی نہ جاتا تھا۔ اور نپولین ایک صلح جو شہری کی طرح ایلای سی میں مقیم تھا۔ اُس نے اپنے جی کو اس خیال سے سمجھا لیا تھا کہ یہ سب معاملات تقدیر اور مشیت سے وابستہ تھے جو پیش آئے اور اُن میں اُس کا قطعی بس اور اختیار نہ تھا۔ بوربون خاندان کے حامی۔ آرلینس (   ) خاندان کے معین۔ جمہوری فریق کے معاون۔ اور نپولین دوم کے طرف دار سب ہی نہ سلجھنے والی ابتری اور پریشانی میں مُبتلا ہو گئے تھے۔ اور اسی ابتری کی بوربون فریق کے طرف داروں کو جن کا سرغنہ فوشے تھا آرزو تھی کیوں کہ اگر یہ ابتری صرف چند روز اور باقی رہتی تو متحدہ بادشاہ اِس قضیے کو اپنی تلوار کے زور سے طے کر دیتے۔

نپولین نے بڑے افسوس سے کہا: "اِن کارروائیوں کا اور کچھ نتیجہ نہ ہوگا صرف یہ ہوگا کہ بوربون بادشاہ پھر تخت نشین ہو جائے گا اور پھر یہ ڈپٹی خون کے آنسوؤں سے روئیں گے۔ وہ اس خیال سے اپنا جی خوش کر رہے ہیں کہ وہ ڈیوک آف آرلینس کو تخت نشین کر لیں گے۔ لیکن انگریز اس کی ہرگز اجازت نہ دیں گے۔"

موجودہ ضروریات کے لحاظ سے ایک عارضی حکومت قائم کر لی گئی۔ اور فوشے

اُس کا سردار بنایا گیا۔ یہ پُرفن نمک حرام تو ڈیوک آف ولنگٹن سے پہلے ہی گٹھ چکا تھا اور بڑی چالاکی سے ایسی ایسی چالیں چلنے لگا کہ جن سے بوربون خاندان پھر بادشاہ ہو جائے۔ اسی کے ساتھ متحدہ بادشاہوں کے صدر مقاموں پر وکلاء روانہ کئے گئے اور اُن کو اطلاع دی گئی کہ نپولین نے سلطنت سے دست کشی کر لی اور اب وہ انتقام نہ لیں۔ فوشے نے اپنے شرکار کی مدد سے جن کو رشوت دے دی گئی تھی۔ ڈپٹیوں کی مجلس پر اب پورا قابو پا لیا تھا۔ لیکن ایک بڑی پریشانی کا اُسے سامنا تھا۔ وہ پریشانی یہ تھی کہ شاہنشاہ ہنوز ایلائی سی میں موجود تھا۔ جمہور اُس کی پرستش کر رہے تھے۔ اور پیرس کے کوچے شاہم زندہ ماناد” کے نعروں سے برابر گونج رہے تھے۔ ایلائی سی کے گرد اب بھی مخلوق کا بڑا اژدحام موجود تھا۔ اور کہا جا رہا تھا کہ نپولین اپنے دست کشی کے مراسلے کو واپس لے لے اور جمہور کا سردار بن کر متحدہ بادشاہوں کو پسپا کرے۔

والنٹیروں کے دو رجمنٹ جو فابرگ این ٹوائن (سے آئے تھے اور جن کے ہمراہ بے شمار جمہور کا انبوہ تھا کوچ کر کے ایلائی سی کے پھاٹک پر پہونچے اور شاہنشاہ کی خدمت میں ایک وفد بھیج کر کہلا بھیجا کہ نمک حرام ڈپٹی فرانس کو پھر بوربون کے حوالے کئے دیتے ہیں اور جہاں پناہ عنانِ حکومت پھر اُسی طرح اپنے ہاتھ میں لے لیں جس طرح [1] ۱۸۔ تاریخ کو لے لی تھی۔

شاہنشاہ نے جواب دیا کہ ”تم ۱۸ تاریخ کی مجھے یاد دلاتے ہو لیکن یہ بھی تو دیکھ لو کہ اب معاملات کی وہ حالت نہیں ہے۔ ۱۸۔ تاریخ کو جس کا تم حوالہ دیتے ہو تبدیلی کے متعلق قوم یک زبان تھی اور اُس بات کو عمل میں لانے کے

---

[1] ۱۸۔ تاریخ سے وہ دن مراد ہے جبکہ نپولین نے ڈائرکٹری کو توڑا تھا اور پھر وہ فرسٹ کانسل بنایا گیا تھا۔ مترجم

لئے جو قوم چاہ رہی تھی ایک ذرا سی کوشش کی ضرورت تھی۔ اور اب وہ وقت ہے
خون کے دریا بہ جائیں گے اور یاد رکھو کہ اپنے ذاتی مقصد کے لئے میں ایک قطرہ
ون کا بہانا روا نہیں رکھتا۔"

کونٹ مان تھولون اس وقت نپولین کے پاس موجود تھا اور بڑے افسوس
سے کہنے لگا۔ "جہاں پناہ جمہور بڑی خوشی سے فرانس کو بچانے میں آپ کی مدد کو
دوہیں پھر کیا وجہ ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔" نپولین اس کی
تقریر کو غور سے سنتا رہا اور پھر اس نے صاف جواب دیا۔

"اگر جمہور کا حیوانی زور متحرک کر کے کام میں لایا جائے تو پیرس پر تسلط ہو جانا
اور تاج کا ہل جانا یقینی امر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خانہ جنگی نہ ہو۔ لیکن پھر بھی
ہزاروں جانوں کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ ایسی طاقت کہاں
سے آئے گی جو اتنے بہت سے لوگوں کے مختلف جذبات۔ منافرت اور انتقام
کے جوش کو روکے گی۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور ایک بات ایسی ہے کہ میں اس کو
فراموش نہیں کر سکتا۔ یعنی ایلبا سے واپسی کے وقت جب میں کینس (
سے پیرس تک آیا تو اپنے ہمراہی شور سنتا آیا کہ "پادریوں کو مارو۔" "امراء کو
ہلاک کرو۔" نہیں مجھے فرانس کا چھپتا نامنظور ہے۔ فرانس کا تاج
منظور نہیں ہے۔"

فوشے اور اس کے سازشی شرکا، کو جو ڈپٹیوں کی مجلس میں تھے شاہنشا
کی بڑی ہر دل عزیزی سے نہایت خطرہ تھا۔ اس لئے کہ ان کو خیال ہوتا تھا
کہ شاید نپولین جمہور کی التجاؤں کو مان لے تو سب کیا کرایا خاک میں مل جائے
چنانچہ نپولین کے قتل کئے جانے کی افواہیں اڑیں اور اس کے خیر خواہوں او
دوستوں کو بڑی بڑی پریشانی ہوئی۔ اسی کے ساتھ جمہور کا گروہ ایلای

کے گرد اور زیادہ بڑھنا شروع ہوا اور اُن کے شور و فریاد میں اور ترقی ہوئی۔

۲۵- جون کی رات میں نپولین نے گول ٹوپی اور سفری لباس پہنا اور ایلیسی پیلیس کی گاڑی میں سوار ہو کر مال سے سن کو چلا گیا۔ اِس طرح بھیس بدل کر جانے سے اُس کا منشا یہ تھا کہ دشمنوں سے بھاگ بچے۔ نہیں بلکہ جمہور کی الفت اِس درجہ جوش کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی کہ اب اُن کے سامنے رہنا قرینِ مصلحت نہ تھا رخصت ہوتے وقت شاہنشاہ نے کالن کورٹ سے کہا:-

"کالن کورٹ تم یہیں رہو اور جہاں تک ممکن ہو یہ کوشش کرو کہ نقصان نہ ہو۔ کارنٹ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ ایماندار آدمی ہے۔ میرے متعلق سب معاملات طے ہو گئے۔ پس تم فرانس کی خدمت کرو اور یہ بھی گویا میری ہی خدمت کرنا ہے۔ کالن کورٹ! ہمت نہ ہارو۔ اور اگر تم جیسے معزز اور اشراف آدمی معاملات میں شرکت کرنے سے پہلو تہی کریں گے تو فوشے فرانس کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر دیگا"

شاہنشاہ کی سوتیلی بیٹی ہورٹنس مال سے سن کو پہلے ہی جا چکی تھی اور وہاں اُس کی منتظر تھی۔ بیرن فلیوری لکھتا ہے "کہ ہورٹنس صرف اس وجہ سے نہ روئی کہ ہم لوگوں کے واسطے اپنے اندوہ و غم پر غالب آنے اور مشیتِ ایزدی پر رضا و تسلیم اختیار کرنے کی مثال ہو اور ہورٹنس کا یہ فعل بڑا عاقلانہ اور ملکوتی تھا"

شاہنشاہ اُداسی سے کمروں میں پھرا اور باغ کی روشوں پر جن کو جوزفائن کی محبت و یادگار نے بہت زیادہ محبوب بنا دیا تھا ٹہلتا تھا۔ اُس کے بُشرے سے اِستقلال نرمی اور محبت کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

وہ کہتا تھا "یہاں کی جو چیز دیکھتا ہوں کوئی نہ کوئی پرانی یادگار تازہ ہو جاتی ہے۔ پہلے جس چیز پر میں نے قبضہ کیا وہ مال سے سن ہی تھا۔ اِس کو

میں نے اپنی کمائی سے خرید کیا تھا کیسی خاطر جمع کے ساتھ ہم بہت دنوں تک یہاں رہے تھے لیکن وہ شے جس کی وجہ سے یہ مقام محبوب تھا اب موجود نہیں ہے ۔ اُس کی موت کا باعث میری مصائب ہوئیں ۔ ہائے جوذیفائین[علہ] ! ۔ دس سال اس سے قبل مجھے یہ علم نہ تھا کہ ایک دن مال مے سن میں مجھے اپنے ستانے والوں سے پناہ لینا پڑے گی ۔"

شاہنشاہ نے اب فرانس چھوڑنے اور امریکہ چلے جانے کی طیاریاں شروع کیں ۔ عارضی گورنمنٹ نے پیرس میں قریب اسی ہزار کے فوج جمع کرلی تھی اور یہ اُمید کی تھی کہ شہر پناہ کے اندر اس سپاہ کو قائم کرکے متحدہ بادشاہوں کو فرانس کے مفید مطلب شرائط کرنے پر مجبور کردیں گے ۔ نپولین نے جسے ہر وقت فرانس ہی کا خیال رہتا تھا اور اپنے تئیں فراموش کئے ہوئے تھا سپاہ کے نام ایک وداعی اعلان بھیجا جس میں یہ اصرار لکھا تھا کہ نئی گورنمنٹ کے ساتھ وفادار رہیں اور قوم کی آبرو کو قائم رکھیں اور ذیل کی الفاظ ناظرین کو بہ غور ملاحظہ فرمانا چاہیئے ۔ (۵۳۶)

"سپاہیو! ضرورت ایسی ہی آپڑی ہے کہ میں تم سے جدا ہونے پر مجبور ہوں لیکن بڑا خوش نصیب ہوں کہ یہ یقین اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں کہ تم فرانس کی وہ نمایاں خدمات انجام دوگے کہ تمھارے دشمنوں کے مُنہ سے بھی تحسین و آفرین نکل جائیگی ۔ تمھارے ملک کو تم سے یہی توقع ہے ۔ اور تم اس توقع کو پورا کردینا ۔

"سپاہیو! اگرچہ میں تم میں نہ ہونگا ۔ لیکن میں تمھارے پیچھے ہونگا ۔ میں تمامی فوج کے دستوں کو جانتا ہوں ۔ اور تم میں سے جو دشمن پر غالب آئے گا اپنی شجاعت کی مجھ سے پوری داد پاتا رہے گا ۔ مجھ پر اور تم پر دونوں پر بڑے بڑے بہتان باندھے گئے ہیں ۔ بہت سے ایسے لوگ تھے جن میں تمھاری محنتوں کے قدر کرنے کی

علہ کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ۔ مترجم

قابلیت نہ تھی اور تمھاری جاں نثاریوں کو کہتے تھے کہ نپولین کی خاطر یہ سب کچھ کیا جاتا ہے لیکن تم اپنی آئندہ فتوحات اور کامیابیوں سے اُن لوگوں پر ثابت کر دینا کہ جو کچھ اس سے پہلے تم نے کیا نپولین کے واسطے نہ کیا تھا بلکہ محض اپنے پیارے فرانس کے لئے کیا تھا۔ اور مجھ سے تم کو صرف اسی وجہ سے الفت تھی کہ میں فرانس کا خادم تھا۔ اور فرانس میری اور تمھاری دونوں کی مادرِ مشفقہ تھی۔

"سپاہیو! چند کوششوں کی اور دیر ہے، اور جتھہ ٹوٹ جائیگا۔ اور نپولین تم کو اُن ہزیمتوں کے ذریعے سے جو تم دشمنوں کو دوگے شناخت کریگا۔ فرانس کی آزادی اور اُس کی آبرو بچانے کو ہمت سے کمر باندھ لو۔ آخری دم تک اُسی شیر مردی سے کام کرو جس شیر مردی کے ساتھ بیس سال سے تم کام کرتے چلے آئے ہو۔ پھر دشمن کی کیا ہستی ہے کہ تم پر فتح پا جائے۔"

نپولین۔

عارضی گورنمنٹ نے جلدی سے وکلا منتخب کر کے ولنگٹن اور بلوشر کے پاس صلح کے پیغام دے کر روانہ کئے۔ وکلا کو یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ صلح نامہ میں تین باتوں کو ملحوظ رکھیں۔ یعنی فرانس آزاد رہے۔ بوربون خاندان کو بادشاہت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ اور نپولین دوم بادشاہ تسلیم کیا جائے۔ لیکن یہ ہدایتیں محض فرانسیسی جمہور کو دھوکا دینے کی غرض سے کی گئی تھیں۔ جب وکلا رخصت ہوئے تو اظہارِ تعظیم و ادب کے لئے شاہنشاہ کے پاس ایک گروہ ہدایتوں کی اطلاع کی غرض سے بھیجا گیا۔ نپولین نے جواب دیا "متحدہ بادشاہ بوربون کے ایسے طرفدار ہیں کہ میرے بیٹے کا بادشاہ ہونا ہرگز تسلیم نہ کریں گے۔ مگر وہ فرانس پر فرماں روائی ضرور کرے گا اگرچہ اس کا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔" اپنے معنی کے اعتبار سے یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ یعنی نپولین کا وارث اس

وقت فرانس پر حکومت کر رہا ہے[1]۔

اِس وقت ولنگٹن اور بوربوں لوئی ہیجدہم کا فوشے ایجنٹ تھا اور بوربون بادشاہ کے بحال کئے جانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ چنانچہ جس دِن صلح کرنے والے وکلاء کا انتخاب ہوا اُسی دِن فوشے نے مانشیور۔ ڈی۔ وٹرول کو لوئی ہیجدہم کے پاس روانہ کیا کہ بہت جلد فرانس کو واپس آئے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُس زمانے میں جب کہ نپولین دریائے سین کے کنارے دشمنوں کے ساتھ محاربات کر رہا تھا تو بوربوں کے حامیوں نے کیسی کیسی نمک حرامیاں کی تھیں۔

وٹرول سے فوشے نے کہا "خوب دیکھ لو کہ میں کس خوف ناک حالت میں پھنسا ہوا ہوں۔ تین مہینے سے صلح۔ فرانس۔ اور لوئی کی خاطر میں اپنا سر ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں۔ مجلس کی طرف سے نپولین دوم شاہنشاہ مشتہر کیا گیا ہے اور بوربون خاندان کو بحال کرنے کی غرض سے ابتدائی کارروائی یہی ہونا چاہیے تھی۔ اور احمق آدمی جن میں میرا ہم منصب کارنٹ بھی ہے اِس خالی ڈھکوسلے سے خوش اور مطمئن ہیں کہ نپولین دوم کے شاہنشاہ مقرر ہو جانے سے آزاد جمہوری بادشاہت قائم ہو کر امن و امان ہو جائے گا۔ لیکن اِن بے وقوفوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ نپولین دوم تو ابھی بچہ ہے اور بادشاہانِ یوروپ کا اسیر ہے۔ اور بہتر بھی یہی ہے کہ چند روز تک یہ بے وقوف اسی لال باغ میں رہیں اور اتنے عرصہ میں ہم کو شاہنشاہ نپولین سے بھی نجات ہو جائیگی۔ اور پھر ہم بڑی آسانی سے نپولین دوم یا ڈیوک آف آرلینس کو علٰحدہ کر دینگے۔"

وکلاء میں سے جن کو فوشے نے فریب دیا تھا بنجمین کانسٹینٹ بھی ایک وکیل تھا۔ متحدہ افواج کے صدر مقاموں کو روانہ ہونے سے پہلے وہ مال میسن

---

[1] جس وقت جوزیف ایبٹ نے یہ کتاب لکھی تھی اُس وقت نپولین دوم نپولین کا بھتیجا فرانس کا شاہنشاہ

کو گیا کہ شاہنشاہ سے رخصت ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں تجمین نے شاہنشاہ سے پوچھا: "کہ جہاں پناہ کا پناہ لینے کا کہاں ارادہ ہے؟"

شاہنشاہ نے جواب دیا کہ "ابھی میں نے کچھ طے نہیں کیا ہے"۔ لہجے میں بے پروائی تھی۔ اور پھر کہنے لگا۔ "فراری سے تو مجھے نفرت ہوتی ہے اور کیا وجہ ہے کہ میں یہیں نہ رہوں؟۔ اور ایک نہتے اور غیر مسلح آدمی کا متحدہ بادشاہ کیا کر سکتے ہیں۔ میں چند رفیقوں کے ساتھ جن کو میری ذات سے تعلق ہوگا نہ میری حکومت سے۔ یہاں رہتا رہونگا۔ اگر میرا یہاں رہنا پسند نہ کریں گے تو پھر آخر مجھے بھیجیں گے بھی کہاں۔ کیا انگلستان کو بھیجیں گے؟ لیکن وہاں تو میرے رہنے سے اُن کو اطمینان نہ ہوگا۔ کسی کو یقین نہ آئے گا کہ میں انگلستان میں چپکا خاموش بیٹھوں گا۔ اور اس سے میرے دوستوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ اور جب کھڑ پڑے گا یہی شبہ ہوگا کہ اُس کے پردے میں میں فرانس کے ساحل پر جا پہونچا۔ روز یہی افواہ اڑے گی کہ میں فرانس اب آیا چاہتا ہوں اور اب آتا ہوں اور نتیجہ یہی ہوگا کہ میرا جی بھی للچائے گا کہ فرانس جا پہونچوں۔ پس میرے قیام کے لئے امریکا مناسب مقام ہے اور وہاں میں شان کے ساتھ رہ سکوں گا۔

"لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ جہاں میں اب ہوں یہاں رہنے میں آخر مجھے کس کا خوف ہے؟ وہ کون سا ایسا تاج دار ہوگا جو مجھے ستائیگا اور اس سے خود اُس کی ذلت نہ ہوگی۔ ایک بادشاہ[1] کو تو میں نے اُس کی آدھی سلطنت فتح کر لینے کے بعد واپس کر دی ہے۔ دوسرے بادشاہ[2] نے چاپلوسی سے کئی دفعہ مجھ سے ہاتھ ملایا ہے اور فخر کیا ہے کہ اُس کی ایک بڑے شخص سے دوستی ہے۔ مگر۔ خیر

---

[1] پروشیا کے بادشاہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲۔ مترجم۔

[2] روس کے بادشاہ سے مراد ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

دیکھا جائے گا۔ کھلے ہوئے جبر و ظلم سے مقابلہ کرنا میں نہیں چاہتا۔ میں پیرس کو آخری ذریعوں کے مجتمع اور بہم کرنے کو آیا تھا۔ اور جس زور و شور سے میرا استقبال کیا گیا تھا اُسی شدت سے میرا ساتھ چھوڑا گیا۔ اور اگر ممکن ہو تو میری جانب سے کم زوری اور متلوّن مزاجی کا دُہرا دھبہ لوگوں کے دلوں سے ہٹ جائے۔ اُن کو اپنے حوصلے نکال لینے دو۔ کم سے کم قدرے کشمکش اور قدرے نام وری سے وہ اِس دھبہ کو چھپا دیں گے۔ اور اب۔ اچھی بات ہے فرانس کے لوگ فرانس ہی کے لئے وہ کام کریں جو میرے واسطے نہ کر سکے۔ لیکن اُن سے مجھے اِس کی اُمید نہیں ہوتی۔ آج فرانس کے بچانے کے نام سے وہ مجھ سے دست بردار ہو گئے۔ کل کو وہ اپنی جانیں بچانے کو فرانس سے دست بردار ہو جائیں گے۔"

ہورٹنس سے اثنائے گفتگو میں نپولین نے کہا "کیا میں اپنے تئیں آسٹریا کے بادشاہ کے حوالے کر دوں؟ ہرگز نہیں۔ اُس نے میری بیوی اور بچے کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ کیا مجھے یہ لازم ہے کہ میں اپنے تئیں رُوس کے حوالے کر دوں؟ ہرگز نہیں۔ ایسا کرنے سے میں صرف ایک شخص کے اپنے تئیں حوالے کرونگا۔ اور تنہا اسکندر سے کیا ہو سکے گا۔ رُوس میں اُس کا کون شریک ہوگا۔ لیکن۔ ہاں انگلستان کو اگر میں چلا جاؤں تو وہ میرا ساتھ دے سکتے ہیں اور یہ بات مناسب ہے۔"

نپولین کے ایک ملاقاتی نے اُس کو مبارک باد دی کہ وکلا کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ نپولین دوم کے بادشاہ ہونے پر زور دیں۔ لیکن نپولین اِس سے دھوکے میں آنے والا نہ تھا۔ اُس نے جواب دیا "اطمینان رکھئے متحدہ بادشاہ بوربون (صہ ۵۳۷) خاندان کے ایسے طرف دار ہیں کہ وہ آپ کا علم۔ ان بوربوں ہی کو بنا کے چھوڑیں گے میرے بیٹے کو ہرگز بادشاہ نہ کریں گے۔ وکلا میں سے بہت سے میرے دشمن ہیں اور باپ کے دشمن بیٹے کے خیر طلب ہو نہیں سکتے۔ اِس کے سوا مجالس فوشے کے قابو

میں ہیں۔ اور اگر مجالس نے جو کچھ اختیارات فوشے کو دے رکھے ہیں مجھے دیئے ہوتے تو میں فرانس کو بچا لیتا اور صرف اتنی سی بات کہ میں فوجوں کا سپہ سالار ہوتا تمہاری خط و کتابت اور صلح کی کوششوں سے بہت زیادہ اثر کرتی۔"

اپنے دوستوں سے خلوت کی ملاقاتوں میں اُس نے اس امر پر بحث کی کہ اُسے کہاں پناہ لینا چاہیئے۔ انگلستان کا ذکر کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ۔

"انگلستان کے جمہور میرے ساتھ بڑی عزت سے پیش آئیں گے۔"

لیکن اُس کے دوست اِس بات پر برابر اصرار کرتے رہے کہ انگلستان کی گورنمنٹ پر بھروسہ کرنا محفوظ نہ تھا۔ پھر نپولین نے ممالکِ متحدہ امریکا کے چلے جانے پر اپنا میلان ظاہر کیا۔ امریکا کے چند شرفا نے جو پیرس میں موجود تھے نپولین کو لکھ کر یقین دلایا کہ امریکا کے دارالحکومت واشنگٹن میں اُس کی بڑی عزت ہوگی اور تمامی امریکا والے اُس کی بڑی آبرو کریں گے۔ اِسی اثنا میں مجالس کی طرف سے یہ زور دیا گیا کہ نپولین فرانس سے چلا جائے تاکہ صلح کی کارروائی میں کامیابی کا یقین ہو جائے۔ اِن درخواستوں پر شاہنشاہ نے جواب دیا۔

"اگر مجھکو دو جہاز دیدیئے جائیں تو میں اپنے خاندان کو لے کر ممالک متحدہ امریکا کو چلا جاؤں۔" وزیر خارجہ نے فوراً دو جہازوں کے طیار ہونے کا حکم جاری کر دیا اور چونکہ فرانس کے ساحل پر برطانیہ کے گشتی جہاز کثرت سے مخالفانہ کارروائیوں کے لئے منڈلا رہے تھے وزیر نے ڈیوک آف ولنگٹن سے درخواست کی کہ شاہنشاہ کے جہازوں سے مزاحمت نہ کی جائے۔ اسی دَوران میں عارضی گورنمنٹ نے اِس خوف سے کہ مبادا جمہور نپولین کے ہمراہ ہو جائیں اور نیا فتنہ اُٹھے ایک زبردست فوج کے ساتھ جنرل بیکر کو ظاہر میں تو نپولین کے اعزازی گارڈ کے طور پر اور اصل میں اُس کو نظربند کر لینے کی غرض سے مال میسن کو بھیجدیا۔

نپولین اس کارروائی کا پورا مطلب سمجھ گیا اور محض ظاہرداری سے گارڈ کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کیا۔ اس کارروائی سے مال مے سن میں بڑی بےچینی پیدا ہوئی۔ سب کو نپولین کی گرفتاری کا خطرہ۔ اسیری۔ توہین اور قتل کئے جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ ہورٹنیس یہی خیالات دل میں باندھ کر زار زار روتی تھی۔ جنرل گورگارڈ نے بڑے طیش میں آ کر کہا۔ ”کوئی مضائقہ نہیں۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ جس نے میرے آقا پر ہاتھ ڈالا اُس کا سر تن سے اُتار لونگا“

جنرل بکیہ۔ جنرل ڈیزے کا جو میرنگو کی جنگ میں مارا گیا تھا بہنوئی تھا۔ نپولین کی اُس کے دل میں بڑی عزت تھی۔ وہ روتا ہوا شاہنشاہ کے حضور میں جس کے اخلاقی جلال کے ستارہ کی ضیا میں وہی آب و تاب تھی حاضر ہوا اور نہایت ادب سے سلام کیا۔ اُس نے عرض کیا۔ ”جہاں پناہ۔ میں اور یہ فوج جو میرے ماتحت ہے جہاں پناہ کی فرماں بردار ہے“ نپولین نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور باغ میں بہت دیر تک اُس کے ساتھ ٹہلتا اور باتیں کرتا رہا۔

نپولین اپنی روانگی کے متعلق اب زیادہ بےچین تھا۔ اُس نے عارضی گورنمنٹ کو اصرار کے ساتھ کہلا بھیجا کہ جہاز جلد طیار کئے جائیں۔ فوشے نے کہا۔ ”جہاز تو طیار ہیں لیکن راہداری کا پروانہ اور ذمہ داری کے کاغذات ابھی موصول نہیں ہوئے ہیں۔ اور میں ایسا کوتاہ اندیش نہیں ہوں کہ نمک حرامی اور دغا کا الزام اپنے ذمہ لوں۔ مبادا کہ جہازوں کے روانہ ہوتے ہی بغیر پروانۂ راہداری کے شاہنشاہ کو کوئی گرفتار کرلے“

لیکن ڈیوک آف ویلنگٹن نے پروانہ دینے سے انکار کیا اور گورنمنٹ برطانیہ نے فرانس کے ساحل پر اپنے گشتی جہازوں کی تعداد کو اور زیادہ کر دیا کہ اُن کا شکار فرانس سے نکل کر باہر نہ جانے پائے۔ ۲۷۔ جون۔ کی شب میں فوشے اور دوسرے

اراکین نے اِس خوف سے کہ کہیں شاہنشاہ جھنجھلا کر اور مایوس ہو کر جمہوریکا گروہ اپنے ساتھ لے لے اور غضب ڈھائے اُس کے پاس یہ کہلا بھیجا تجویز کیا کہ جہاز طیار ہیں اور التجا کی کہ بغیر پروانہ حفاظت کے وہ سوار ہو جائے۔ اور ایک ہی گھنٹہ بعد یہ معلوم ہونے سے کہ متحدہ افواج مال مے سن کے قریب آپہونچی تھیں اور ساحل کی کافی حفاظت ہو رہی تھی انھوں نے یہ حکم واپس لے لیا جو ابھی نپولین کے پاس پہونچنے نہ پایا تھا اور مزید فوج بھیج کر جنرل بیکر کو کہلا بھیجا کہ نپولین کو راچفرٹ ( ) کو لے جائے اور وہاں اُس وقت تک اُس کو رکھے جب تک کہ حفاظتی پروانہ پہونچے۔

جس رستے سے شاہنشاہ جانے کو تھا اُس میں نہایت ہی کثرت سے اُس کے جاں نثار دوست موجود تھے لیکن نپولین نے یہ نہ چاہا کہ اُن کو مشتعل کر کے بے فائدہ فساد برپا کرے۔ عارضی گورنمنٹ کو معلوم تھا کہ اگر نپولین کی موجودگی سے کوئی فتنہ برپا ہوا تو پھر روکے نہ رُکے گا۔ پس فطرتی طور سے یہ تجویز کیا گیا کہ نپولین بھیس بدل کر سفر کرے۔ جنرل بیکر کے نام راہداری کا پروانہ موصول ہوا جس میں شاہنشاہ اُس کا سکرٹری بنایا گیا تھا۔ جب جنرل نے یہ پروانہ نپولین کے سامنے پیش کیا تو اُس نے بڑے مزے سے کہا:۔

"ذرا میری طرف دیکھنا۔ میں اور آپ کا سکرٹری ہوا ہوں"۔

جنرل بیکر نے غمزدہ کانپتی ہوئی آواز سے کہا "جہاں پناہ! یہی بات ہے لیکن میرے نزدیک تو جہاں پناہ میرے ہمیشہ کے واسطے شاہنشاہ ہیں"۔

فرانسیسی فوج میں جو مال مے سن سے ایک منزل کے فاصلے پر تھی واٹرلو کی جنگ کی بقیہ فوج اور مارشل گروچی کی فوج تھی اور یہ ولنگٹن اور

راچفرٹ۔ فرانس کے مغربی ساحل پر بندرگاہ ہے۔ مترجم ۱۲۔

بلوشر کی فوجوں کے سامنے سے آہستہ آہستہ ہٹتی چلی آتی تھی۔ بہت سے افسروں کی یہ آرزو تھی کہ اِس فوج کا سپہ سالار ہو کر نپولین دشمن کو مار کر بھگا دے۔ چنانچہ جنرل اکسل مینس (   ) نے کرنل بن سیر (   ) کو مال مے سن بھیجا اور اُس نے نپولین سے بہت اِصرار کیا کہ وہ فوج کا آکر سپہ سالار ہو جائے۔ بھیجنے والوں نے کرنل مذکور کے ذریعے سے حسبِ ذیل پیغام بھیجا تھا۔

" شمالی فوج مسلّم ہے اور شاہنشاہ کی بڑے جوش کے ساتھ منتظر ہے اور اِس فوج کے گرد حربی کارروائی کے لئے بقیہ فرانس کے محبانِ وطن کا جمع کر لینا آسان ہے۔ جب ایسی فوج اور جہاں پناہ جیسا سردار موجود ہے تو پھر وہ کون سی ایسی شے ہے جس کی توقع نہیں ہو سکتی"؟۔

نپولین تھوڑی دیر تک اپنے کتب خانے میں ٹہلتا رہا اور پھر اُس نے اِستقلال سے جواب دیا۔

" میری طرف سے اپنے جنرل کا شکریہ ادا کرو۔ لیکن کہو کہ میں اُس کی تجویز منظور نہیں کر سکتا۔ کامیابی کی جب امید کی جا سکتی ہے جب کہ تمام فرانس متحد ہو جائے۔ لیکن ہر ایک معاملہ ابتری کی حالت میں ہے اور کسی کو کوئی پروا نہیں ہے۔ میں تنہا کیا کر سکتا ہوں۔ اور مٹھی بھر سپاہ سے تمامی یوروپ کے مقابلے میں کیا ہو سکے گا"۔

متحدہ فوجیں اب کومپین (   ) میں جو پیرس سے دو منزل تھا آپہونچی تھیں اور اِن مخالف فوجوں کا ایک حصہ سین لیس (   ) تک آپہونچا تھا۔ نپولین مال مے سن میں توپوں کی گرج سُن رہا تھا اور اُس کو جوش آجاتا تھا اور اُس کا تمام بدن بھڑک اُٹھتا تھا۔ اُس نے جنرل بیکر کو اپنے کمرے میں بُلا کر بڑے جوش سے کہا۔ (صہ ۴۲۸)

"دشمنوں کی فوجیں کومپین آپہونچیں اور حتیٰ کہ سین لیس میں آگئیں کل پیرس کے پھاٹک پر آجائیں گی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ فرانسیسی گورنمنٹ کیسی اندھی ہے۔ یا تو وہ نامرد ہے یا نمک حرام ہے کہ اب بھی دشمن کی بدعہدی میں اس کو شبہ باقی ہے۔ ان لوگوں کو اپنے کام سے واقفیت ہی نہیں۔ سب معاملہ بگڑ گیا ہے۔ اچھا میں عارضی گورنمنٹ کا فرماں بردار ہو کر درخواست کروں گا کہ فوج کی کمان مجھ کو دی جائے۔ عارضی گورنمنٹ مجھ کو اپنا نوکر رکھ لے اور مجھ کو فوج کی سپہ سالاری دے دے۔ میری درخواست کی گورنمنٹ کو اطلاع دو۔ اس کو یقین دلا دو کہ میری خواہش یہ نہ ہو گی کہ میں فرماں روائی اپنے ہاتھ میں لے لوں۔ میں صرف دشمن سے لڑنا چاہتا ہوں کہ فتح حاصل کر کے اس کو بہتر شرائط کرنے پر مجبور کر دوں۔ اور جب یہ نتیجہ نکل آئے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ خاموشی کے ساتھ فرانس سے باہر چلا جاؤں گا۔"

جنرل بیکر نے یہ درخواست لوٹی لرز میں گورنمنٹ کے سامنے پیش کی کارنٹ نے جو سچا محب وطن تھا اس کو بہت پسند کیا لیکن مکّار فوشے جس کی دغا اب قریب قریب کامیابی حاصل کیا چاہتی تھی بحث کرنے لگا کہ نپولین ہی تو اصل جنگ کا باعث ہے۔ اب اگر وہی فوج کا افسر کیا گیا تو متحدہ بادشاہ خیال کریں گے کہ ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور پھر غصہ میں آکر وہ زیادہ سختی کریں گے۔ اور اگر نپولین کامیاب ہو گیا تو پھر تخت پر بیٹھ جائے گا۔

نپولین کی روح کو اس وقت پورا جوش تھا اور وہ خیال کر رہا تھا کہ اب قومی ذلت کے موقعہ پر گورنمنٹ اس کی خدمات منظور کرے گی اور اس کو اجازت دے دے گی کہ حملہ آوروں کو فرانس سے نکال دے۔ بلوشر اور ولنگٹن کو کسی مقابلہ کا تو کھٹکا باقی نہ تھا لہٰذا اپنی فوجوں کو پھیلائے ہوئے بڑی بے فکری

سے چلے آرہے تھے۔ نپولین کو یقین تھا کہ اپنی موجودگی سے فوج کو جوش میں لاکر بلوشر اور ویلنگٹن دونوں کو فاش ہزیمت دے دے گا اور واٹرلو کی بدنامی کا دھبہ مٹ جائے گا۔ اُس نے حربی کام شروع کرنے کے لئے وردی بھی پہن لی تھی۔ اور اُس کے گھوڑے طیار کھنچے پھاٹک پر کھڑے تھے اور دہانے چبا رہے تھے۔ اُس کے مصاحب جمع ہو گئے تھے۔ اور ہورٹینس کو پدرانہ شفقت سے وہ رخصتی بوسہ دے چکا تھا لیکن جنرل بیکر نے آکر نامنظوری کا حکم پیش کر دیا۔ نپولین نے خاموشی سے گورنمنٹ کی نامنظوری کو سُنا اور کہا:۔

”خیر۔ کوئی مضائقہ نہیں پچھتائیں گے۔ اب ساحل کی جانب میری روانگی کا ضروری انتظام کرلو۔ اور جب سب سامان طیار ہو جائے مجھے اطلاع دو۔“

اپنے رازدار دوست مانشیور بینو سے شاہنشاہ نے کہا:۔

”اقتدار و اختیار کی طمع نے اِن لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اِن کو یہ خیال ہے کہ اگر میں پھر فرماں روا ہو جاؤں گا تو یہ لوگ صرف میرا سایہ رہ جائیں گے۔ پس اپنی خود بینی پر مجھ کو اور فرانس کو قربان کرتے ہیں۔ میری موجودگی سے سپاہ میں ایک برقی اثر پیدا ہو جائے گا اور دشمنوں پر بجلی گر پڑے گی۔ اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ میں یا تو فتح کرنے کو لوٹا ہوں یا مر جانے کو واپس آیا ہوں۔ اور مجھ سے پیچھا چھڑانے کو جو تم مانگو گے وہ منظور کر لیں گے۔ لیکن اِس کے برخلاف اگر اپنی تلوار دیکھ دیکھ کر رہ جانے کو میں یہاں چھوڑ دیا جاؤں گا تو متحدہ بادشاہ فرانسیسیوں کا مضحکہ بنائیں گے اور لوئی ہیجدہم ٹوپی ہاتھ میں لئے آموجود ہو گا اور فرانس کا زبردستی بادشاہ بنا دیا جائے گا۔“

پھر اِن خیالات کے سلسلے میں گویا کہ اُس کو ہر بات کا یقین ہو گیا تھا اور واقعی اُس کو ایسا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ وہ جنگ میں مصروف ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔

اور تم سب کے واسطے اور خود میرے بیٹے کے واسطے اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ میں دوڑ کر اپنے سپاہیوں سے جا ملوں۔" اور عارضی گورنمنٹ کی طرف کنایہ کر کے پھر کہنے لگا کہ "اگر تمھارے پانچوں شاہنشاہ مجھے فرانس نہ بچانے دیں گے تو میں اُن کی اجازت و رضامندی کو بالائے طاق رکھ دوں گا۔ مجھ کو صرف اِتنی ضرورت ہے کہ اپنے تئیں ظاہر کر دوں اور تمامی فوج اور جمہور میرے ساتھ مثل سابق کے ہو جائیں گے۔ اور اپنا رہائی اور آزادی دینے والا یقین کریں گے۔"

مانشیور لسبنیو نے جواب دیا "جو کچھ جہاں پناہ فرماتے ہیں دُرست و بجا ہے۔ لیکن مجھے یہ خطرہ ہے کہ مجالس جہاں پناہ کے خلاف کوئی قانون پاس کر دیں گی اور شاید حفاظتِ قانونی سے خارج کر دیں۔ اور پھر اگر تقدیر نے مساعدت نہ کی اور فرانسیسی فوج باوجود اپنی رُستمانہ شجاعت نے دشمنوں کی تعداد کے سامنے مغلوب ہو گئی تو اُس وقت جہاں پناہ اور فرانسیسی قوم کا کیا حال ہو گا؟۔ دشمن اپنی فتح کے بعد بڑے بڑے ظلم کریں گے اور شاید اس حالت میں جہاں پناہ خود اپنے تئیں الزام دیں گے کہ اپنی اور اپنے ملک کی قطعی بربادی کا آپ ہی باعث ہوئے۔"

شاہنشاہ یہ تقریر سُنکر تھوڑی دیر تک قطعی خاموش اور خیال میں ڈوبا رہا۔ اُس کو اُن بڑے بڑے نقصانوں کے خیال نے جو ہونے والے تھے فکر کے دریا میں ڈبو دیا تھا۔ اُس کے بعد وہ کہنے لگا:-

"تم سچ کہتے ہو۔ مجھے اِن اہم نتائج کی جواب دہی اپنے ذمہ ہرگز نہ لینا چاہیئے۔ اور مجھے اُس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے کہ جمہور سپاہ اور مجالس مجھکو خود بلائیں۔"

اسی گفتگو کے دوران میں بیرن فلیوری آ گیا اور کہنے لگا: ”متحدہ افواج بڑی تیزی سے پیرس کی طرف آ رہی ہیں۔ اور جہاں پناہ کی ذات نہایت سخت خطرہ میں ہے۔“

نپولین نے جواب دیا: ”مجھے اُن کا کل کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا۔ آج شب میں میں روانہ ہو جاؤں گا۔ اور میں اپنی ذات۔ پیرس۔ اور فرانس سے تنگ آ گیا ہوں۔ اور تم روانہ ہونے کی فوراً طیاری کرو۔“

بیرن فلیوری نے دبی ہوئی زبان سے کہا: ”کل میں نے جہاں پناہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمراہ رکاب چلوں گا۔ مگر یہ وعدہ میں نے محض اُس ذاتی محبت کی وجہ سے کیا تھا جو مجکو جہاں پناہ کے ساتھ ہے۔ لیکن جب میں نے اپنے ارادے کا اپنی ماں سے ذکر کیا تو وہ التجائیں کرنے لگی کہ اُس کے بڑھاپے میں مَیں اُس کو نہ چھوڑوں۔ اُس کی چوہتر سال کی عمر ہے اور نابینا ہے اور میرے دوسرے سب بھائی مر چکے ہیں اور اُس کی حفاظت و پرواخت کے لئے صرف میں باقی ہوں۔ اور مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ ایسی حالت میں میں اُس سے انکار کر دیتا۔“

نپولین نے جواب دیا: ”تم نے بہت اچھا کیا۔ تمہاری ماں کے تم پر بہت حقوق ہیں۔ تم اُسی کے پاس رہو۔ اور جب موقعہ ملے اور تم کو اپنے افعال کا اختیار رہے تو میرے پاس چلے آنا اور میں بہت خوش ہوں گا۔“

بیرن نے بڑے مایوسانہ لہجے سے پوچھا: ”کہ جہاں پناہ نے آخر قصد کہاں کا کیا ہے۔“

شاہنشاہ نے جواب دیا: ”اصل تو یہ ہے کہ رستہ بہت دشوار ہے۔ لیکن تقدیر کی مساعدت اور ہوا کی موافقت ہو تو میں ممالک متحدہ امریکا کو

جاؤں گا- کچھ زمین تو مجکو امریکا والے دیں گے اور کچھ میں خرید لونگا- اور ہم مزے سے کھیتی کریں گے"

بیرن فلیوری نے کہا "لیکن کیا انگریز آپ کو چین سے کھیتی کرنے دیں گے؟ انگریز تو آپ کے نام سے تھرّاتے ہیں جب تک آپ زندہ ہیں یا کم سے کم آزاد ہیں وہ آپکے ذہن و ذکا اور عزم وہمّت سے برابر خائف رہیں گے- امریکا والے آپ کے مدّاح ہیں اور آپ سے محبت رکھتے ہیں- اور آپ کا اُن پر بڑا اثر ہے اور شاید آپ اُن کو ایسے ایسے کاموں کی ترغیب دیں کہ وہ کام انگلستان کے حق میں مُہلک ہوں" نپولین نے جواب دیا:-

"وہ کون سے ایسے کام ہیں جن کی میں ترغیب دوں گا- انگریزوں کو خوب معلوم ہے کہ امریکا والے وہ لوگ ہیں کہ اپنے ملک کے لئے ایک ایک اپنی جان دے دیں گے- لیکن ممالکِ غیر میں جا کر جنگ کرنے کا اُن کو شوق نہیں ہے- اور ابھی اُن کی ترقی کی وہ حالت نہیں ہوئی ہے کہ امریکا والوں سے انگریزوں کو کسی بڑے نقصان کا خطرہ ہو- ہاں وہ وقت آرہا ہے کہ سمندر میں حریف بن کر وہ انگریزوں سے انتقام لیں گے - اور اُس زمانے کو ابھی دیر ہے اور میری طاقت سے یہ بات باہر ہے کہ اپنی حیات میں وہ زمانہ پیدا کرسکوں- امریکا والے ترقی آہستہ آہستہ کرتے ہیں"-

بیرن فلیوری نے کہا "یہ بات میں تسلیم کرتا ہوں کہ امریکا والے انگریزوں کے لئے سرِدست کوئی بڑا خطرہ پیدا نہیں کرسکتے- لیکن آپ کی وہاں موجودگی سے انگریزوں کو یوروپ کے برانگیختہ کرنے کا موقع ملے گا:- اور یوروپ کے بادشاہ اُس وقت تک اپنے کام کو نامکمل سمجھیں گے جب تک آپ اُن کے قبضے میں نہ آجائیں- لہٰذا وہ امریکا والوں کو مجبور کریں گے کہ یا تو امریکا والے

آپ کو یوروپ کے تاج داروں کے حوالے کر دیں یا آپ کو اپنے ملک سے خارج کر دیں۔"

نپولین نے جواب دیا۔ "اور بہت سے مقام موجود ہیں۔ میں میکسیکو۔[۱] یا کیراکس۔[۱] بیونس آئیرز۔[۱] یا کیلی فورنیا[۱] کو چلا جاؤں گا۔ مختصر آں کہ میں ایک ساحل سے دوسرے ساحل کو اور ایک سمندر سے دوسرے سمندر کو چلا جاؤں گا حتٰی کہ آدمیوں کے ستانے سے امان مل جائے گی۔"

بیرن غلیوری نے پوچھا۔ "کیا جہاں پناہ کو واجبی طور سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ آپ ہمیشہ برطانیہ کے جہازوں سے بچ جانے میں کامیاب ہوتے رہیں گے؟"۔

شاہنشاہ نے جواب دیا۔ "کہ اگر نہ بچ سکوں گا تو بس یہی ہوگا کہ وہ مجھے پکڑ لیں گے۔ انگریزی گورنمنٹ فیاض اور عالی حوصلہ نہیں ہے لیکن انگریزی جمہور۔ بڑے۔ اشراف۔ اور فیاض ہیں۔ اور وہ مجھ سے وہی برتاؤ کریں گے جو میرے ساتھ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ سب کچھ بھی نہ آخر تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ولنگٹن کو یہ اجازت دے دوں کہ مجھے بچے کی طرح پکڑ کر لندن لے جائے اور اپنی فتح کے جشن کو رونق دے۔ میں صرف ایک ہی پہلو اختیار کر سکتا ہوں کہ اس موقع سے علحدہ ہو جاؤں۔ باقی سب تقدیر کے حوالے ہونا چاہیئے۔ یہ یقینی ہے کہ میں خودکشی کر سکتا ہوں۔ اور ہینی بال کی طرح کہہ سکتا ہوں۔ کہ "یہ لوگ میرے نام سے خائف و ترساں ہیں۔ مجھے لازم ہے کہ ان کے خوف کو خود اپنا کام تمام کر کے دفع کر دوں۔" لیکن خودکشی کا فعل تو اوچھوں۔

---

[۱] عہ۱ عہ۱ عہ۱ عہ۱ شمالی اور جنوبی امریکا میں یہ مقام ہیں ۱۲ مترجم۔

بودوں اور حیوانوں کے لئے چھوڑنا چاہیئے۔ پس اپنی نسبت میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ جو تقدیر اور مشیت میں ہو وہی ہو اور اپنی موت میں اپنی جانب سے میں ایک لمحے کی بھی جلدی نہ کروں گا۔"

ظالم بلوشر جہاں پہونچتا تھا لوٹتا اور برباد کرتا تھا۔ اور اُس نے قسم کھائی تھی کہ اگر نپولین کو پکڑ پاؤں گا تو دونوں فوجوں کے سامنے پھانسی پر لٹکا دونگا اور بلوشر کی ان باتوں اور حرکتوں سے ولینگٹن کو شرم آتی تھی۔

جنرل بیکر نے اُن سڑکوں پر جو مال مے سن کو آتی تھیں ایسا حفاظتی انتظام کر دیا کہ شاہنشاہ کو دھوکا دے کر کوئی اچانک پکڑ نہ لے۔ نصف شب گذر جانے کے بعد پیرس سے نپولین کے چند رفیقوں نے آکر خبر دی کہ متحدہ بادشاہوں نے حفاظتی راہ داری کا پروانہ دینے سے انکار کیا ہے۔ اور اب شاہنشاہ کو بھاگ کر بچنے کی بھی مہلت نہیں ہے۔ ضرور قید کر لیا جائے گا۔

لیکن شاہنشاہ کو آخر پناہ بھی کہاں مل سکتی تھی۔ تمامی یورپ ایک تنہا شخص کے مقابلے میں مشتعل تھا۔ پس شاہنشاہ کہاں جا کر پناہ گیر ہو سکتا تھا۔ سمندروں میں انگلستان کے جہاز گشت کر رہے تھے۔ پس سمندر پار ممالک میں بھاگ جانا بھی غیر ممکن تھا۔ یہ عام طور سے خیال کیا گیا ہے کہ یہ تمامی کارروائیاں فوشے نے کی تھیں کہ شاہنشاہ کو اسیر کر کے متحدہ بادشاہوں کے حوالے کر دے کہ وہ انتقام لیں۔ وجوہ کچھ بھی ہوں لیکن واقعات میں بحث و شک کی گنجائش نہیں ہے۔ انگریزی گشتی جہازوں سے نپولین کا بچنا غیر ممکن تھا اور خشکی میں متحدہ بادشاہوں کے ہاتھ سے وہ بچ نہ سکتا تھا۔ وہ بے کس و ناچار تھا۔ یہ سب باتیں وہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔ تقدیر ہی سے کوئی مفر کا رستہ نکل آتا تو تم

کی امومبات تھی لیکن بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔

عارضی گورنمنٹ کی درخواست پر ولینگٹن نے یہ جواب دیا تھا کہ "مجھے میری گورنمنٹ کا حکم نہیں ہے کہ نپولین بوناپارٹ کو حفاظت راہداری کا پروانہ دیا جائے" یہ جواب سُن کر شاہنشاہ خاموش ہو گیا اور کچھ نہ کہا۔

باب شصت و نہم

شاہنشاہ نپولین کا قید کیا جانا

مال مے سن سے روانگی۔ راچفرٹ کا سفر۔ جہاز میں سوار ہونا۔ رستہ کا بند کیا جانا۔ شاہنشاہ کا بلرافان نامی جہاز میں پناہ لینے کی خواہش کرنا۔ انگلستان کا بحری سفر۔ انگریزی جمہور کا جوش۔ گورنمنٹ برطانیہ کی سختی۔ برطانیہ کے وزرا کا برطانیہ کے قوانین پر کاربند نہ ہونا۔ یہ طے کیا جانا کہ شاہنشاہ سینٹ ہلینا کو بھیج دیا جائے۔ جہاز کی روانگی۔ متحدہ بادشاہوں کا فریب۔ مارشل نے کی موت۔

◆

۲۹- جون ۱۸۱۵ء کی صبح نمودار ہوئی۔ آسمان ابر سے صاف تھا۔ اور آغاز موسم گرما کی یہ نہایت سہانی اور نورانی صبح تھی۔ مال مے سن کے دلفریب ایوان کے متعلق باغ۔ رمنہ۔ اور سایہ دار روشیں ایک عالم دکھا رہی تھیں۔ شاہنشاہ کتب خانہ میں بیٹھا تھا اور فکر و غم سے قطعی عاجز ہو رہا تھا۔ مگر اپنی ماں جوزیفائن کی طرح تمامی صفات سے متصف ہورٹنس جس کے رخسار غم سے سُت گئے تھے اور روتے روتے آنکھیں سوج گئی تھیں اپنے غم زدہ باپ کو ہر طرح سے جہاں تک ایک بیٹی سے ہونا ممکن ہے تسلی تشفی دیتی تھی۔ چند وفادار ہمراہی جن کے چہروں سے غم کے آثار ظاہر تھے۔ مال مے سن

میں موجود تھے۔ اور اُن کا عزم تھا کہ اپنے دوست کا ہر طرح سے رنج و مصائب میں ساتھ دینگے۔ شاہنشاہ جس کے چہرہ سے اب روحانی غم کے آثار ظاہر تھے میز پر بیٹھا بڑی تیزی سے لکھ رہا تھا۔ کالن کورٹ کی اطلاع کی گئی۔ وہ شاہنشاہ کا بڑا وفاشعار دوست تھا اور شاہنشاہ کے لیے ایسی ایسی کوششیں کرچکا تھا کہ شاہنشاہ اُس کا بڑا شکرگذار تھا جب وہ کمرے میں آیا۔ نپولین نے قلم ہاتھ سے رکھدی اور تبسم کرکے جس سے بڑی اُداسی ظاہر ہوتی تھی کالن کورٹ سے کہا :-

کالن کورٹ۔ کیا بیان ہو۔ جام مصائب کو تلچھٹ تک پینا پڑا ہے۔ میں نے اپنی روانگی کو صرف اسلیے ملتوی کیا تھا کہ اپنی فوج کو لے کر دشمنوں سے جنگ کروں۔ اور میری خواہش تھی کہ دشمنوں کو دفع کرنے میں مدد دوں۔ میں کافی حکومت و فرماں روائی کرچکا اور اب مجھے زیادہ کارفرمائی کی حاجت نہیں ہے۔ میں اب ص ۵۴۰
شاہنشاہ نہیں ہوں لیکن سپاہی ضرور ہوں۔ جب مینے توپوں کی گرج سُنی اور یہ خیال کیا کہ میری فوج کا کوئی سردار نہیں ہے۔ اور بغیر جنگ کیے ہوے اُس کو ہزیمت کی ذلت برداشت کرنا پڑے گی تو غصہ سے میرا خون جوش مارنے لگا۔ اور جس بات کی مجھے تمنا تھی وہ یہ تھی کہ اپنی سپاہ کے ہمراہ ہوکر جنگ کروں اور بڑی ناموری سے مارا جاؤں۔ لیکن میری شرکت سے تو نمک حراموں کی تجویزوں میں نقصان عائد ہوتے۔ فرانس فروخت کردیا گیا ہے اور اس طرح دشمنوں کے حوالے کردیا گیا ہے کہ فرانس کی حفاظت کی ذرا بھی کوشش نہ کی گئی۔ تین کروڑ بیس لاکھ فرانسیسی مجبور کیے گئے کہ ایسے مغرور فاتح کے قدموں پر ذلت سے سر جھکا دیں جس کو اپنی فتح کے لیے ہاتھ ہلانے کی بھی حاجت نہوئی اور آج جو فرانس میں نظر آرہا ہے دنیا کی تاریخ میں کسی قوم کے درمیان پایا نہیں گیا ہے۔”

یہ کہکر شاہنشاہ میں ایک ایسا جوش پیدا ہوا کہ وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور مضطربانہ ٹہلنے لگا

اور اُس کے اشاروں اور تیز تیز باتوں سے اُس کے جوش کا حال معلوم ہو رہا تھا۔ ذرا سا توقف کرنے کے بعد وہ پھر کہنے لگا۔

" عزت اور قومی شان و شوکت سب ہی کا خاتمہ ہوگیا۔ بدبخت و ناہنجار فرشتے کا یہ خیال ہے کہ میں اُس ذلیل و خوار حالت میں جو فرانس کی فرماں روائی کی ہو رہی ہے آب بھی اُس فرماں روائی کو اختیار کر لونگا۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بادشاہ کے لیے جو جگہ قائم کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ قبول کی جائے اور انسان اور اشیاء دونوں سے مجھے نفرت ہوگئی ہے۔ مجھکو اپنی حالت کے متعلق مطلق فکر نہیں ہے۔ میں زندہ تو ہوں لیکن اسلیے زندہ نہیں ہوں کہ مجھکو زندگی کا کوئی لطف باقی ہے اور میں فرانس سے دونوں قسم کی یادگاریں لیے جاتا ہوں جن سے میری بقیہ حیات کو راحت بھی ہوگی اور عذاب بھی ہوگا۔ اور میرے حیرت انگیز کارنامے کی آخری صورت البتہ ایسی ہے کہ بڑی تلخی سے یاد ہوتی رہیگی۔ ہائے افسوس میری بے نظیر اور لاثانی سپاہ کا کیا ہوگا۔ واٹرلو میں اُس کی جانبازی اور میرے ساتھ جاں نثاری کے اُس سے انتقام لیے گئے۔ افسوس واٹرلو۔ یہ نام بھی ایسا ہولناک ہے کہ نہایت ڈراونی یادگاریں اس سے منسوب ہوتی رہینگی۔ کالن کورٹ۔ اُف۔ اگر تم میری مُٹھی بھر جماعت کو واٹرلو کی جنگ میں دیکھتے تو بس خدا یاد آجاتا۔ یہ شیر ایک دوسرے کے ساتھ گتھے ہوئے دشمن کی بے تعداد افواج کے مقابلہ میں اپنی جانوں سے بے پروا ایسے میدانِ جنگ میں جس کو وہ کسی طرح فتح نہ کر سکتے تھے صرف مرجانے کے لیے بڑھتے تھے اور اُن کی جاں بازی اور بہادری کو انگریزی فوج حیرت سے کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اور جب انگلستان اور پروشیا کی سپاہ ہماری جماعت کو قتل کرتے کرتے عاجز آگئی تو ان شہیدوں سے بہ منت و زاری کہنے لگی کہ ہتھیار رکھ دو اور اطاعت قبول کر لو اور اس طرح اپنے تئیں کٹوا لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ لیکن اس

رحیمانہ درخواست پر فرانسیسی جماعت نے یہ رفیع الشان جواب دیا کہ "فرانسیسی گارڈ مر جایا کرتا ہے اطاعت نہیں کرتا۔" فرانسیسی شاہنشاہی گارڈ نے فرانسیسی قوم اور فرانسیسی سلطنت کے نام کو لافانی کر دیا"

اور پھر گویا کہ واٹرلو کے محاربے کی شاہنشاہ اپنے خیال ہی خیال میں سیر کرنے لگا اور محو ہو کر قطعی ساکت ہو گیا اور محبت سے آنکھیں اوپر اٹھا کر کالن کورٹ سے کہنے لگا "اور تم۔ اور تم سب جو یہاں رہو گے۔ دیکھ لینا کہ خوب ہی خوب ٹھیک کیے اور ستائے جاؤ گے اور چونکہ تم پر میرے ساتھ وفادار رہنے کا الزام ہے دیکھیے تمہاری کیا نوبت پہنچے۔ کالن کورٹ بس خاتمہ ہو گیا۔ اب ہم ایک دوسرے سے جدا ہونے والے ہیں اور چند روز میں میں فرانس کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہونگا۔ میں ممالک متحدہ امریکہ میں جا کر رہونگا۔ اور تھوڑے ہی زمانہ میں وہ مقام جہاں میں رہونگا اس لائق ہو جائیگا کہ میری بچی ہوئی سپاہ وہاں آ کر رہ سکے گی اور میرے تمامی حربی رفقاء کو وہاں پناہ ملیگی۔ کون جانتا ہے کہ میں کسی نہ کسی دن اپنے آزمودہ کار گارڈ کے واسطے ممالک متحدہ امریکہ میں ایک مہمان سرا قائم کرونگا۔"

اب یکایک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئی اور شاہنشاہ نے بڑھ کر دریچے سے دیکھا تو اُس کی روانگی کے واسطے گاڑیاں آ گئی تھیں۔ شاہنشاہ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور چہرے سے تردد ظاہر ہونے لگا۔ وہ کالن کورٹ کی طرف بڑھا اُسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ایک لمحہ تک اُس کے چہرہ کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اُس کے چہرے سے عجیب الفت ظاہر ہو رہی تھی۔ اپنے خسروانہ دل پر شدتِ غم اور وفورِ محبت سے شاہنشاہ کا اختیار باقی نہ رہا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی جو اُس کے روکے پھر نہ رُکی۔ شاہنشاہ کے مُنہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا اور اپنے جان نثار دوست کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے دبا کر خاموشی سے اُس سے

رخصت ہوا۔

کالن کورٹ لکھتا ہے کہ "اپنے اُس وقت کے خیالات کے حالات لکھنے کا میں قصد نہ کرونگا جب کہ میں آخر میں شاہنشاہ سے ہمیشہ کے لیئے جدا ہوا۔ اب مجھے محسوس ہوتا تھا کہ شاہنشاہ ایسی جلاوطنی کی طرف جا رہا تھا کہ جس کی میعاد کبھی ختم نہ ہونے والی تھی۔ میں مایوسانہ بے ہوشی کے عالم میں کمرے سے نکل کر بھاگا۔ اور اس وقت سے مجھ جیسے خوش باش شخص کی زندگی میں کسی قسم کا لطف اور مزہ باقی نہ رہا۔ کسی کے ستانے سے مجھ پر ذرا بھی اثر ہوتا۔ اور نقصان پہونچانے والوں کو میری بی توجہی اور نفرت سے اور زیادہ غصہ اور رنج بڑھتا ہے اسیلیے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ مجھ میں گویا کسی بات کی حس ہی باقی نہیں۔ لیکن البتہ ایک بات کا مجھے بے حد صدمہ ہے۔ یعنی اب میں اتنا زندہ نہ رہونگا کہ اپنے ایمان و انصاف سے اُس تذکرہ کو لکھکر ختم کرسکوں جو فرانس میں اپنے بعد میں چھوڑنا چاہتا ہوں۔ اپنی موت کے پنجہ سے جو وقت میرے ہاتھ آتا ہے اور جس میں ایسے سورما کے واقعی حالات لکھنے میں صرف کرتا ہوں جسے فریق بندی نے تخت سے اُتار دیا تو میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ وقت میرا مذہبی فرض کے پورا کرنے میں صرف ہوتا ہے جو مجھے اپنے ملک کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے تھا۔

„ نپولین کے حیرت انگیز حالات کی صحیح تصویر تو وہی شخص کھینچ سکتا ہے جسے اُس کے خانگی حالات دیکھنے کا موقع ملا ہو اور پھر نپولین کی ہزاروں تعجب خیز صفات کا حال لکھا جانا ممکن ہوسکتا ہے۔ نپولین تو ایک سورما سے بڑھکر تھا۔ نپولین تو ایک شاہنشاہ سے بڑھکر تھا۔ اُس کو کسی دوسرے بادشاہ یا کسی دوسرے آدمی سے تشبیہ دینا محال ہے۔ اُس کی موت سے انسانوں کی جماعت میں ایک ایسی جگہ خالی ہوگئی ہے کہ غالباً اب پُر نہ ہوگی۔ آنے والی نسلیں اُس زمانہ کے

سامنے اپنی گرد میں جھکا دینگی جبپر نپولین کی عظمت و شان کی ضیا نے اپنی روشنی ڈالی ہے صدیوں تک فرانسیسی قوم کے دل نپولین کے کارناموں کے بیان پر فخر سے پھولتے رہینگے۔ صرف نپولین ہی کے نام سے کبھی نہ ختم ہونے والی ستائش منسوب کی جاسکتی ہے صرف نپولین کی یادگار ایسی ہے کہ جس کو فنا نہ ہوگی۔"

شاہنشاہ نے ہورٹنس کو جس کا غم سے بُرا حال تھا گلے لگایا اور پھر نہایت تاسف کے ساتھ دوسرے دوستوں سے ہمیشہ کے واسطے رخصت ہوا۔ اس اندوہ ناک موقع پر حاضرین کے جگروں کے ٹکڑے اُڑ گئے تھے اور اُن کے دل خون رو رہے تھے مالمے سن کی رمنہ کی پیچیدہ روشوں پر جاتے ہوئے جن کے گرد سبزے کی بہار تھی اور جہاں طیور خوش الحانی کر رہے تھے اور جہاں شاہنشاہ۔ مرحومہ جوزفائن کے ساتھ گھنٹوں وقفِ تماشا ہا کرتا تھا۔ شاہنشاہ بار بار ٹھہرتا اور اُداسی کے ساتھ رخصتی نظروں سے باغ کی بہار کو دیکھتا جاتا تھا۔ اُس کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ سینٹ ہلینا کے طوفانی برہنہ جزیرہ میں ایک ویران قفس کے درمیان۔ طائر بے بال و پر کی طرح قید ہو کر اُس کو تڑپنا پڑیگا۔ اور وہیں اُس کی تربت بنیگی۔

رمنہ کے پھاٹک پر پہونچکر شاہنشاہ ایک سادہ گاڑی میں سوار ہوا۔ اُس کے ساتھ جنرل بیکر۔ کونٹ برٹ رینڈ اور سیویرے اسی گاڑی میں بیٹھے۔ پیچھے پیچھے اور بھی چند گاڑیاں تھیں۔ جن میں میڈیم برٹ رینڈ اور اُس کے بچے۔ کونٹ مان تھولون۔ اُس کی بیوی اور بچہ۔ اور لیس کیس اور اُس کا بیٹا۔ اور دوسرے جاں نثار افسر تھے جو صدق دل شاہنشاہ کی مصیبت میں ہر طرح سے شرکت کرنے پر آمادہ تھے۔ یہ گاڑیاں ایک دوسرے راستہ سے راچفرٹ کو جانے والی تھیں۔ شاہنشاہ اور اُس کے ہمراہی سادہ لباس پہنے ہوئے تھے جو شرفا سفر میں پہنتے ہیں۔ پیرس سے راچفرٹ تک جو دریائے کارنٹ کے دہانہ پر واقع ہے۔ تین سو میل کے قریب فاصلہ ہے۔ نپولین کے

دوستوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ رستے میں شاہنشاہ کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا جائیگا پس مخفی طور سے اُنھوں نے اپنے تئیں پورا مسلح کر لیا تھا کہ ضرورت کے وقت کسی طرح دریغ نہ کریں۔ سبھوں کے دل ایسے غم سے بھرے ہوئے تھے کہ زبان پر مہر سکوت لگ گئی تھی۔ شاہنشاہ کی صورت سے استقلال اور شان ظاہر ہوتی تھی چند گھنٹے تک گاڑی میں قطعی خاموشی رہی۔ دس بجے رات کو گاڑی رم بولٹ میں جو مال مے سن سے قریب تیس میل کے ہی پہونچی۔ اور یہاں پُرانی گڑھی میں شاہنشاہ نے رات کو قیام کیا۔

۳۰۔ جون کو نہایت صبح سے پھر تیزی کے ساتھ کوچ شروع ہوا۔ دو تین گھنٹے تک اُداسی کے ساتھ چلنے کے بعد گاڑی پٹے ٹوڈن میں پہونچی۔ مرحلے کی مہتمم لیڈی ووٹر گاڑی کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور بڑے تردد سے پوچھنے لگی "کہ کیا شاہنشاہ نپولین کو قتل کیے جانے کی خبر صحیح ہے" لیکن یہ سوال پوچھا ہی تھا کہ اُس نے شاہنشاہ کو پہچان لیا اور اُس کے چہرے سے معلوم ہوا کہ وہ ایک سناٹے میں ہو گئی۔ پھر آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر وہ چیخ مار کر روئی اور اسی طرح روتی ہوئی واپس چلی گئی اُس کی محبت دیکھ کر سب پر بڑا اثر ہوا اس کے بعد تمام دن اور تمام رات سفر کرنے کے بعد جس دوران میں کوئی واقعہ پیش نہ آیا طلوع آفتاب سے قبل گاڑی یکم جولائی کو نورس میں پہونچی۔

پچاس میل اور مارا مار چل کر شاہنشاہ دوپہر کو پوائے پیرس میں پہونچا۔ سڑکوں پر خاک اڑ رہی تھی اور نہایت سخت تکلیف دہ دھوپ تھی۔ شہر سے باہر گھوڑے بدلنے کی چوکی پر نپولین نے دو گھنٹے قیام کیا۔ دو بجے پھر گاڑی میں سوار ہوا۔ اور نیورٹ پہونچا۔ شام کی تاریکی چھا چکی تھی۔ یہاں شاہنشاہ نے ایک دن قیام کیا۔ چند آدمیوں نے اُسے پہچان لیا اور شاہنشاہ کے آنے کی تمام شہر میں خبر پھیل گئی۔ اور سڑکوں پر۔ "شاہم زندہ ماناد" کے نعروں سے ایک شور برپا ہو گیا۔ قیام گاہ کو آکر لوگوں کے

انبوہ نے گھیر لیا اور بڑے جوش وخروش سے نعرے مار کر اپنے دلی وفور محبت عزت کا ثبوت دینے لگے۔ تمام دن شہر کے شرفا اور حکام اور اہلکاروں کا شاہنشاہ کے کمرے میں ہجوم رہا۔ مگر یہاں شاہنشاہ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ اُن دونوں جہازوں کا جو راچفرٹ میں شاہنشاہ کے لیے تیار ہیں قطعی باہر نکلنے کا رستہ بند ہے اس سے شاہنشاہ کو بڑی فکر پیدا ہوئی۔ فوجی افسروں نے اُس سے بمنت وزاری درخواست کی کہ وہ فوج کا سردار بن جاے اور تمامی اور جمہور ہر طرح سے مرنے جینے کو اس کے ساتھ آمادہ ہیں۔

ایسا کرنے سے نپولین اپنے تئیں بچا سکتا تھا وہ بڑی آسانی سے تمامی فرانس میں جوش پیدا کر کے ایسی سختی سے متحدہ بادشاہوں کا مقابلہ کر سکتا تھا کہ بڑی طولانی جنگ کے بعد شاید متحدہ یورپ اُس کو مغلوب کر سکتا۔ اور اس طرح اُن کی طرف لاکھوں جانوں کا اتلاف ہوتا اور کروڑوں روپیہ صرف ہو جاتا۔ اور چونکہ وہ نپولین کی حربی لیاقت کا لوہا مانے ہوے تھے وہ ایسی شرائط قبول کر لینے پر مجبور ہو جاتے جن سے نپولین خود محفوظ و مامون ہو جاتا۔ اور بڑی شان وآبرو کے ساتھ جہاں چاہتا چلا جاتا۔ لیکن اس سے فرانس میں خونریزی کا طوفان برپا ہوتا اور نپولین نے باعلان کہدیا تھا اور باصرار اس بات پر استقلال ظاہر کر چکا تھا کہ خود اُس کی جان باحفاظت کی خاطر ایک جان بھی ضائع نہ ہونی چاہیے۔ پس ایسی عالی حوصلگی اور غیر خودغرضی کی تاریخ میں دوسری مثال موجود نہیں ہے۔

مگر اُس کو یہ یقین کامل تھا کہ اگر دونوں مجالس اُس کی شریک ہو جائیں اور متحد ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جاے تو باوجود مخالفین کی ٹڈی دَل افواج کے اُن کا فرانس سے نکال دیا جانا ممکن تھا۔ جنرل بیکر نے گورنمنٹ کو فوراً اطلاع دی کہ راچفرٹ کے بندر کا رستہ روک دیا گیا ہے اور جہاز باہر نہیں جا سکتے

اور فوجیں بڑے جوش کے ساتھ اس بات پر آمادہ ہیں کہ شاہنشاہ کے ہمراہ ہو کر دشمنوں سے سخت مقابلہ کریں اور اُن کو فرانس سے نکال دیں اور اس مراسلہ میں نپولین کے اشارہ سے جنرل بیکر نے یہ بھی لکھا کہ جب جہازوں کا رستہ انگریزی جہازوں نے روک دیا ہے تو ایسی حالت میں شاہنشاہ کو ایک جنرل بنا کر دشمنوں کا مقابلہ ہونا چاہیے اور شاہنشاہ سپاہ سالار ہو کر ملک کی خدمت کر سکتا ہے۔

اس کا فوشے نے یہ جواب دیا کہ دیر نہ ہونا چاہیے شاہنشاہ فوراً جہاز پر سوار ہو جائے اور اس معاملہ میں تم بھی امداد کرو اور حتیٰ المقدور شاہنشاہ کے رتبہ کا پاس اور ادب ملحوظ رکھو اور اپنے فرائض کے لحاظ سے جو ہم لوگوں کے فرانس کے ساتھ ہیں اور اُس عہد و پیمان کی وجہ سے جو ہم نے متحدہ بادشاہوں سے کر لیا ہے ہم شاہنشاہ کو جنرل نہیں بنا سکتے۔

اس کی کافی شہادت موجود ہے کہ فوشے متحدہ بادشاہوں سے نپولین کی گرفتاری کی پوری سازش کر چکا تھا اُس کو یقین تھا کہ جب تک فرانسیسیوں کو شاہنشاہ کے واپس بلا لینے کا موقع اور امکان باقی رہیگا اگر تمامی یوروپ بھی چاہیگا تو بوربون فرانس پر اطمینان سے فرماں روائی نہ کر سکینگے۔ پس فوشے کا پہلا مقصد یہی تھا کہ نپولین کسی طرح دشمنوں کے ہاتھ آجاتا اس کے ساتھ ہی فوشے اُس وقت تک جب تک دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے پیرس کو گھیر نہ لیتیں شاہنشاہ کی گرفتاری کا حکم بھی نہ دے سکتا تھا۔ کیونکہ یہ پورا خوف لگا ہوا تھا کہ جمہور کو فوراً شاہنشاہ کی مدد کے لیے غضب ڈھاوینگے۔ پس اُس نے ظاہر کیا کہ حفاظت اور ذمہ داری کا پروانہ حاصل ہونے تک جہاز بندرگاہ میں مقیم رہیں اور کہا کہ اگر شاہنشاہ کو مخالفین نے گرفتار کر لیا تو فرانس کی سخت ذلت و رسوائی کا موجب ہوگا۔ لیکن در پردہ فوشے کا یہ مطلب تھا کہ وقت ٹل جاے اور جب تک شاہنشاہ کے جہازوں کے

نکل جانے اور بچ جانے کا ذرا سا بھی امکان باقی ہو وہ بندر کے اندر ہی کھڑے رہیں ۱۸۱۵ء اور شاہنشاہ کو جلدی سے جہاز میں سوار کرا دینے سے یہ مدعا تھا کہ وہ جمہور سے جدا ہو جائے تاکہ کسی قسم کا فتنہ برپا نہ ہو اور انگریزی جہاز کافی تعداد کے ساتھ ایسے جمع ہو جائیں کہ شاہنشاہ کا بچنا محال ہو جائے۔ اور ادھر تو فوشے جنرل بکر کو یہ ہدایت کر رہا تھا کہ شاہنشاہ کا ادب ملحوظ رکھے اور اُس کو جہاز میں سوار ہو جانے کی ترغیب دے۔ لیکن اُدھر راچفرٹ کے بحری افسر کو اُس نے مخفی یہ لکھ بھیجا کہ شاہنشاہ جب جہاز پر سوار ہو جائے تو جہازوں کو روکے رکھے جانے نہ دے۔ حکم میں اس مضمون کو یوں ادا کیا تھا کہ "ہمارے دو جہازوں کی روانگی کی حالت میں کس طرح خیر ہو سکتی ہے جبکہ دشمن کے جہاز برابر گشت کر رہے ہیں۔ پس مناسب ہے کہ موقع کا انتظار کیا جائے اور موقع ملنے میں کوئی زیادہ دیر نہیں ہے"۔

ڈیوک آف رووی گو لکھتا ہے "عارضی گورنمنٹ نے ساحل پر اپنے گماشتے بھیج دیے تھے اور ایسے سامان مہیا کر دیے تھے کہ شاہنشاہ پکڑ لیا جائے یا کم سے کم اتنا تو ضرور ہو جائے کہ شاہنشاہ اگر جہاز پر بھاگ کے بچنا چاہے تو اُس کے جہاز بچ کر نہ جا سکیں۔ پس گویا شاہنشاہ کی گرفتاری کے سب انتظام ہو گئے تھے اور صرف اتنا انتظار تھا کہ پیرس میں متحدہ افواج آ جائیں اور نپولین کی طرفداری میں جمہور کچھ کرنے کے لائق نہ رہیں۔

۳۔ جولائی کو صبح کے وقت نپولین راچفرٹ میں پہونچا۔ اپنے دوران حکومت کے مختصر زمانہ میں باوجودیکہ اُس کو دشمنوں سے برابر جنگ کرنا پڑا تھا۔ لیکن راچفرٹ کے حفظانِ صحت اور خوش حالی کے شاہنشاہ نے بڑے بڑے انتظام کیے تھے اور فرانس کے پہلے بادشاہوں کی متحدہ کوششوں کے مقابلہ میں نپولین کی تنہا سعی سے راچفرٹ کو زیادہ فائدہ پہونچایا تھا۔ شہر کے گرد بڑی

بڑی دلدلیں تھیں جن سے ہوا خراب رہتی تھی نپولین نے ان کا پانی نکلوا کر ان کو خشک کردیا اور اُن رقبوں میں پھر اچھی خاصی زراعت ہونے لگی۔ اس کے علاوہ شاہنشاہ نے اور بھی بہت سی اندرونی ترقیاں دیں جن سے راچفرٹ مالا مال اور خوش حال ہو گیا۔ گاڑیاں جاتے ہوئے شاہنشاہ نے یہ مقام اپنے ساتھیوں کو دکھائے اور کہا۔ "یہاں پہلے بڑی دلدل تھی۔ لیکن اب دیکھو یہاں سے لوگوں نے حال ہی میں گھاس کاٹی ہے اور سوکھا کر اپنے کام میں لائینگے"

پھر اُس نے کہا: "دیکھو یہ لوگ مجھ کو کیسا پہچانتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مینے ان کے ملک کو نفع پہونچایا ہے۔ اور جدھر میرا گذر ہوتا ہے شکر گذار لوگ مجھے دعائیں دیتے ہیں"

راچفرٹ میں نپولین کے پہونچتے ہی ایک جوش پھیل گیا۔ اُس کے قیام گاہ کے گرد نہایت کثرت سے جمہور کا ہجوم ہو گیا۔ نپولین جب نظر آجاتا تھا لوگ فرط جوش سے نعرے مارنے لگتے تھے۔ ڈیوک آف روویگو جو اس وقت نپولین کے ہمراہ تھا لکھتا ہے "مجھے یقین ہے کہ بلا استثنا ہر شخص کے دل کا وہی حال تھا جو ہمارا تھا" راچفرٹ کے قریب ہی کئی ہزار سپاہ بھی تھی۔ اُس کی طرف سے نپولین کے پاس اطاعت و فرماں برداری کے پیغام آئے اور سپاہ نے ہر طرح سے محبت کا ثبوت دیا۔ اور تیس میل کے گرد کا کوئی فوجی افسر ایسا نہ رہا جو شاہنشاہ کے سلام و اظہارِ اطاعت کو حاضر نہ ہوا ہو۔

نپولین چاہتا تھا کہ جہاز میں فوراً سوار ہو جائے اور اپنی جہازوں کی توپوں اور اپنی تقدیر پر بھروسہ کرکے روانہ ہو جائے۔ لیکن اس کی راہ میں بڑے بڑے موانع حائل کئے گیے اور ۸ جولائی کو یعنی پانچ دن کے بعد یہ اطلاع دی گئی کہ اب جہاز تیار ہیں۔ اور شاہنشاہ سوار ہو جائے۔

خلیج میں سیل اور میڈیوسا۔ نامی دو جہاز کھڑے تھے۔ جن میں شاہنشاہ مع اپنے ہمراہیوں کے جانے والا تھا۔ لیکن اسی کے ساتھ حسب ہدایت و سازش فوشے کے انگریزی جہازوں کی تعداد دوگنی ہوگئی اور انھوں نے ساحل پر گشت کرنا شروع کردیا۔ چار بجے شام کو شاہنشاہ اپنے حزنی رفقا اور دوستوں سے رخصت ہوا۔ جمہور نعرے مارتے تھے۔ عجب غمناک منظر تھا اور ہر شخص روتا تھا۔ شاہنشاہ کشتی میں سوار ہوا۔ یہ کشتی سیل نامی جہاز سے متعلق تھی۔ جہاز گھاٹ سے فاصلہ پر کھڑے تھے۔ ہوا تیز چل رہی تھی اور سمندر میں تلاطم تھا اور اب شاہنشاہ نے اپنے پیارے فرانس کے ساحل کو خیرباد کہا۔ آٹھ بجے شام کو کشتی سیل جہاز کے پاس پہونچی اور رات میں شاہنشاہ جہاز پر سویا۔ لیکن اُس کو معلوم ہوا کہ جہازوں کو بندرگاہ سے روانہ ہونے کی اجازت نہ تھی۔ فوشے نے کہلا بھیجا تھا کہ ابھی جہاز روانہ نہوں کیونکہ ایک انگریزی جنگی جہاز جو راچفورٹ کے سامنے سمندر میں تھا۔ راہداری کا پروانہ لا رہا تھا۔ شاہنشاہ کو امید تھی کہ اُس کی خاموشی سے روانہ ہو جانے پر کوئی مزاحمت نہ کی جائیگی اُس کو یقین تھا کہ اُس کی سلطنت سے دست کشی کر لینے اور امریکہ چلے جانے سے دشمنوں کو اطمینان ہو جائیگا۔

۹۔ جولائی کو صبح کے وقت نپولین جزیرہ اکس میں اُترا جس کے سامنے جہاز کھڑے تھے۔ جزیرے کے تمامی آدمی مع بحری سرداروں کے کنارہ پر آکر جمع ہو گئے۔ اور نعرے مارنے لگے۔ نپولین کی جلاوطنی ایک فتح کے جشن سے مشابہ معلوم ہوتی تھی۔ اور اس وقت کہ فرانس کی سرزمین پر اُس کا یہ آخری قیام تھا اُس کے ساتھ الفت و اطاعت کے ثبوت دیے جا رہے تھے۔ جب نپولین جہاز پر واپس آیا تو بحری سردار اُس کے پاس حاضر ہوا۔ متحدہ بادشاہ اب پیرس پر قابض ہو چکے تھے۔ اور دغاباز فوشے زمامِ حکومت بوربون کے ہاتھ میں دینے کو تیار تھا

اب جہاز کے کمانڈر کو یہ حکم پہونچا کہ خبردار نپولین فرانس کی زمین پر اب اُترنے نہ پائے اور اگر اتریگا تو بغاوت کے جرم کا مرتکب قرار دیا جائیگا۔

۱۰۔ جولائی کو نپولین جہاز پر رہا۔ اور پریشانی سے اُن تجاویز پر غور کرتا رہا جو اُس کے بھاگ بچنے کے متعلق اُس کے خیرخواہوں نے پیش کی تھیں۔ اور لیس کیس لکھتا ہے "کہ یہ تو سب درست ہے کہ یہ زمانہ نہایت پریشانی اور خوف کا تھا لیکن جب میں شاہنشاہ کو دیکھتا تھا تو اُس کو ذرا بھی ہراس نہ تھا۔ بلکہ وہ محض بے پروا نظر آتا تھا

۱۱۔ جولائی۔ کو ڈیوک آف رووی گو اور لیس کیس صلح کا جھنڈا لے کر انگریزی جہاز کے کمانڈر کے پاس یہ دریافت کرنے گئے کہ آیا وہ جہاز جن میں شاہنشاہ اور اُس کے رفیق ہیں اور امریکا جانا چاہتے ہیں بندرگاہ سے بلا مزاحمت روانہ ہو سکتے ہیں۔

۷۔ بجے صبح کو یہ دونوں وکیل بلرافان جہاز پر جس کا کمانڈر کپتان میتھ لینڈ تھا گئے یہ جہاز بندرگاہ کے سامنے سمندر میں کھڑا تھا۔ اور نپولین کے وکیلوں کو کپتان میتھ لینڈ نے یہ جواب دیا کہ مجھے یہ حکم ہے کہ جو جہاز بندرگاہ سے باہر نکلنے کا قصد کرے اسے گرفتار کر لیا جائے۔ بلرافان کے ہمراہ ایک تیز رفتار جہاز اور موجود تھا کہ کسی جہاز کو بندرگاہ سے نکلنے نہ دے۔ ب ۵۴۳

تب وکیلوں نے یہ پوچھا کہ اگر ہمارا شاہنشاہ انگلستان جانا چاہے تو کیا تم اُس کو مع اُس کے رفتار کے اپنے جہاز پر آنے کی اجازت دے سکتے ہو"

کپتان میتھ لینڈ نے ایمانداری اور بے تکلفی سے جواب دیا کہ میں اس بات کو امیرالبحر سے لکھ کر پوچھتا ہوں اور اگر جواب آنے سے پہلے شاہنشاہ میرے جہاز پر چلا آئیگا تو میں اس کو آنے دونگا۔ لیکن یہ کام میں صرف اپنی ذمہ داری پر کر سکونگا اور میں اس کا ذمہ دار نہ ہو سکونگا کہ انگلستان شاہنشاہ کے ساتھ

کیا سلوک کریگا۔

کپتان میتھ لینڈ نے یہ وعدہ بھی کیا کہ دو دن میں میں اپنا جہاز بندرگاہ کے اندر لے آونگا اور اتنے عرصہ میں مجھے توقع ہے کہ امیرالبحر سے جواب مل جائیگا اور اُس وقت آپ مجھ سے پھر گفتگو کر سکتے ہیں۔"

یہ جواب پاکر نپولین نے ذرا دیر غور کیا اور باوجود انگریزی گشتی جہازوں کے نکل جانے کا مستقل ارادہ کیا۔ اور ڈیوک آف روویگو سے کہا کہ "جاؤ اور جہاز کے کپتان سے میرا نام لے کر کہو کہ جہاز کا ابھی لنگر اٹھا دے لیکن جہاز کے کپتان نے جس کا نام فلی برٹ تھا یہ جواب دیا کہ فرانس کی گورنمنٹ کا یہ سخت حکم ہے کہ اگر جہازوں کو ذرا بھی خطرہ ہو تو ہرگز روانہ نہ کیے جاویں۔ اسپر ڈیوک آف روویگو نے غیظ سے کہا "یہ تو سراسر مکر و دغا ہے اور گورنمنٹ کا یہ منشا ہے کہ شاہنشاہ کو دشمنوں کے ہاتھوں میں اسیر کرا دے۔" کپتان نے کہا "یہ مجھے کچھ نہیں معلوم۔ لیکن مجھے لنگر اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔"

جب شاہنشاہ نے یہ بات سُنی تو آہستہ سے کہا "میرے دل نے بھی یہی گواہی دی تھی لیکن مینے اُس پر یقین نہ کیا تھا۔ اس کپتان کو تو میں سچا اور شریف آدمی سمجھتا تھا اور اُس کی طرف سے مجھے شبہ نہوتا تھا کہ مکر و فریب کی کارروائی میں شریک ہو گا۔ مختصر آنکہ فوشے بڑا ہی حرامزادہ ہے۔"

اسی وقت و پریشانی کی حالت میں میڈیوسا جہاز کا کپتان آیا اور اُس نے بڑی شریفانہ شجاعت سے یہ تجویز پیش کی "مجھکو شاہنشاہ کی حفاظت کا بڑا خیال ہے میں چاہتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں انگریزی جہاز بلرافان پر اچانک حملہ کروں میرے میرے جہاز پر ساٹھ توپیں ہیں اور بلرافان پچہتر ہیں لیکن کم سے کم دو گھنٹہ تک میں اُس کو جنگ میں مصروف رکھ سکونگا اور بلرافان کا حال ایسا خراب کر دونگا کہ وہ اس

قابل نہ رہیگا کہ پھر شاہنشاہ کے جہاز سیل کو دوڑ کر پکڑ لے۔ اور بلرافان کے ہمراہ جو دوسرا جہاز ہے وہ ہرگز اس لائق نہیں ہوسکتا کہ تنہا سیل جہاز کو گرفتار کر سکے اور اس صورت میں شاہنشاہ کا جہاز سیل صاف نکل جائیگا" واقعی اس تجویز میں کامیابی کی صورت تھی اور سیل جہاز کا کپتان شاہنشاہ کا اشارہ ہوتے ہی سمندر میں ڈھکیل دیا جاتا اور جہاز کا کپتان شاہنشاہ کا کوئی رفیق بن جاتا۔ لیکن نپولین تو ایسا شخص تھا کہ محض اپنی خاطر دوسروں کی جانیں خطرے میں ڈالنا گوارا ہی نہ کرسکتا تھا۔ میڈیوسا جہاز کے کپتان کی محبت و جاں نثاری کا شاہنشاہ نے شکریہ ادا کیا لیکن صاف جواب دے دیا کہ "میں اپنی خاطر دوسروں کو ہلاک نہیں کرا سکتا"

اس کے بعد ہالینڈ کے ایک جہاز بیاڈیر نامی کے کپتان نے کہا "میرا جہاز نہایت تیز رفتار ہے اور میں شاہنشاہ کو اپنے جہاز پر سوار کر کے دشمنوں سے بچا لیجاؤنگا۔ میں نے اپنے جہاز میں نہایت ہی مخفی تہ خانہ تیار کر لیا ہے اور اگر جہاز کی تلاشی ہوگی تو میں شاہنشاہ کو اُس تہ خانہ میں پوشیدہ کر دونگا" اس کے سوا چند نوجوان بحری افسروں نے کہا "ہم مچھلیاں پکڑنے کی چھوٹی کشتیوں میں شاہنشاہ کو رات میں ساحل کے کنارے کنارے لیجا کر پھر بڑی سعی سے امریکا پہونچا سکتے ہیں"

غور کرنے کے بعد نپولین نے سب تجویزوں کو ناپسند کر کے صاف انکار کر دیا شاہنشاہ اپنے رفقا سے جدا ہونا اور خود بچنا اور اُن کو بوربون کے حوالہ کرنا نہ چاہتا تھا۔ اس کے سوا اُس نے یہ بھی کہا کہ "مخفی طور سے اور بھیس بدل کر بھاگنا میرے مرتبہ کے ہرگز شایان نہیں ہے۔ قریب قریب نپولین کے تمام رفقا کی یہ رائے تھی کہ اگر نپولین انگلستان کی مہماں نوازی پر بھروسہ کریگا تو انگلستان کے جمہور اس سے فیاضی کا برتاؤ کرینگے جوزیف بوناپارٹ نے بورڈو کے بندرگاہ سے ممالک متحدہ امریکا کے چلے جانے کا پورا اور یقینی انتظام کرلیا تھا وہ صورت میں نپولین سے

بہت ہی زیادہ مشابہ تھا۔ پس اُس نے یہ تجویز کیا کہ نپولین اُس کی جگہ اگر ممالک متحدہ امریکہ کو روانہ ہو جائے اور وہ نپولین کی جگہ چلا آئے۔ لیکن نپولین نے اپنے بھائی کو اُس خطرے میں ڈالنا پسند نہ کیا جو خود اُس کی تقدیر میں تھا۔ دوسرے لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ جنگ شروع کر دینا چاہیئے۔ اور یہ ظاہر تھا کہ جہاز سے شاہنشاہ کو ساحل پر اُترنے کی دیر تھی اور ہر ایک مقام کی فوج اور تمامی جمہور اُس کے گرد فوراً جمع ہو جاتے لیکن نپولین نے کسی کی نہ سنی اور یہی کہتا رہا۔

فرانس میں خانہ جنگی برپا کرنے کا بس اسی قدر نتیجہ ہو سکتا ہے کہ شاہنشاہ کی حیثیت سے میں اپنے ذاتی مقاصد کے لیے کچھ بہتر صورت پیدا کر لوں لیکن ایسے نتیجے کی خاطر میں اپنے دوستوں کو ہرگز مصیبت اور بلا میں نہ ڈالونگا۔ میں اپنی ذات کو صوبجات کی بربادی کا سبب نہیں بنا سکتا۔ اور قوم کو اُس کی سچی مدد سے محروم نہیں کر سکتا۔ جس مدد کے ذریعہ سے ایک نہ ایک دن فرانس آزاد اور خود مختار ہو کر رہیگا۔ میں نے فرماں روائی سے دست کشی کر لی اور اب صرف ایک محفوظ جائے پناہ مجھکو مطلوب ہے۔"

۱۴۔ جولائی۔ کو نپولین نے ڈیوک آف روویگو یعنی سیویرے اور لیس کیس کو بلرافان جہاز پر بھیجا اور کپتان میٹ لینڈ نے یہ جواب دیا: "کہ شاہنشاہ سے جاکر کہو کہ اگر وہ انگلستان جانا چاہتا ہے تو مجھے امیر البحر نے اختیار دے دیا ہے کہ میں بلرافان پر شاہنشاہ کو آنے دوں۔ اور اپنے جہاز کا اختیار شاہنشاہ کو دیدوں"

یہ جواب سنکر نپولین نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا۔ قریب قریب سب نے یہ رائے دی کہ انگلستان کی مہماں نوازی اور پاس غیرت و حمیت پر اعتماد کرنا چاہیے۔ لیکن جنرل گورڈ گارڈ اور کونٹ مان تھولون کی رائے اس کے خلاف تھی اور اُنھوں نے دلیل پیش کی کہ "امرائے وزارت کے مقابلہ میں انگلستان ۵۴۴

کے جمہور کی کچھ پیش نہ چلے گی اور ذرا غور کرنا چاہیے کہ ہمارے جمہوری شاہنشاہ نپولین سے لندن کا دربار ڈرتا کیوں ہے۔ صرف اسی وجہ سے ڈرتا ہے کہ شاہنشاہ سے انگلستان اور آئرلینڈ کے جمہور کو ہمدردی ہے۔"

آخر میں نپولین نے جواب دیا: "اب چونکہ فرانس کے بچا لینے کی تو کوئی امید باقی نہیں اور جو کچھ خیال ہے وہ اپنی حفاظت کا بہتر پہلو تلاش کرتا ہے۔ اور اگر فرانس کے بچا لینے کی توقع ہو سکتی تو ممکن تھا کہ میں پھر فرانس کو اسی طرح لوٹ جاتا جیسے ایلبا سے لوٹا تھا پس جب صورت یہ ہے تو اگر میری وجہ سے ایک گولی بھی چلی تو میرا نام بدنام ہوگا۔ مجھ کو انگلستان میں محفوظ رہنے کا پیغام دیا جاتا ہے اور شاہزادہ ولیعہد سے میری کوئی ذاتی ملاقات تو ہے نہیں لیکن جہاں تک میں نے اُسکے حالات سنے ہیں میں اُسکی فیاضی پر اعتماد کر سکتا ہوں۔ پس میں نے عزم بالجزم کر لیا۔ اور میں شاہزادہ ولیعہد کو لکھتا ہوں۔ اور کل صبح ہم انگریزی جہاز پر پہنچ جائینگے"

نپولین نے شاہزادہ ولیعہد جارج رابع کو جو مدار المہام بھی تھا فوراً ایک خط لکھا جسکے لکھنے میں اُسنے الفاظ و خیالات کی خاطر ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔ اُسنے حسب موقع نہایت سنجیدہ غمناک عبارت لکھی جو اُسکے خود حسب حال تھی اور اپنی شان اور محیط ہونے کے اعتبار سے اس عبارت کو دیکھکر عام طور سے تعریف کی گئی ہے۔ اُس نے لکھا تھا۔

"رائل ہائنیس۔ فرانس میں فریق بندیوں نے تفرقہ ڈال دیا۔ بڑے بڑے بادشاہانِ یورپ مخالف ہو گئے میں نے فرمانروائی سے دستکشی کر لی۔ اور میں تھیمس ٹاک لیز[1] کی طرح انگریزی جمہور کے درمیان آتا ہوں کہ اُنکے ساتھ دوستانہ طور پر مہمان کی حیثیت سے

---

[1] تھیمس ٹاک لیز ملک یونان کے دارالحکومت شہر اتھینز کا رہنے والا تھا جسنے اپنے شباب ہی میں بڑی لیاقت اور دلیری کے ثبوت دینے تھے۔ سنہ ۴۸۰ میں قبل حضرت مسیح کے فارس کے بادشاہ زرکسیز نے یونان پر سمندر کی جانب سے سخت یورش کی۔ یونانی بیڑے کا سردار تھیمس ٹاک لیز بنایا گیا۔ لیکن جب افسروں میں باہمی رقابت ہوئی تو اُس نے خود افسری سے دستبرداری کر کے اپنے رقیب کو سردار کر دیا۔ لیکن پھر بھی اپنی

بقیہ زندگی بسر کروں۔ میں برطانیہ کے جمہور کے قوانین و آئین کی حفاظت میں اپنے تئیں دیتا ہوں اور اسکا مجھکو آپ سے دعویٰ اور حق حاصل ہے۔ کیونکہ آپ نے دشمنوں کے درمیان میں آپ کو سب سے زیادہ قوی۔ سب سے زیادہ مستقل اور سب سے زیادہ فیاض پاتا ہوں"

۱۴۔ جولائی کی اب شام کے چار بجے تھے۔ اور گورڈ گارڈ اور لیس کیس بلرافان جہاز کو بھیجے گئے۔ تاکہ اطلاع دیدیں کہ شاہنشاہ کل آئیگا اور جنرل گورگارڈ کو شاہزادہ ولی عہد کے نام کا خط بھی دیا گیا تھا شاہنشاہ نے اُسکو حسب ذیل ہدایتیں کردی تھیں۔

"میرا مصاحب گورگارڈ مع کونٹ ڈی لیس کیس کے انگریزی جہاز پر جائیگا۔ اور وہ اُس جہاز پر امیر البحر کے پاس یا لندن کو جائیگا جو کمانڈر اُسکے واسطے منتخب کریگا اور وہ شاہزادہ ولیعہد سے ملاقات کرنے اور اُسکو میرا خط دینے کی کوشش کریگا۔ اور اگر ممالک متحدہ امریکہ کے واسطے پروانہ راہداری کے دینے میں دشواری ہو تو میرا قصد انگلستان جانیکا ہے۔ لیکن اگر کسی نو آبادی کے لیے راہداری کا پروانہ دیا جاویگا تو میں اُسکو قبول نہ کرونگا۔ اگر امریکا نہ جاسکوں تو امریکہ کے بعد میں انگلستان کو ترجیح دیتا ہوں میں کرنل میورن یا کرنل ڈیورک نام اختیار کرلونگا۔ اگر مجھے انگلستان ہی جانا پڑا تو میں

حاشیہ بقیہ صفحہ ماقبل۔ افواج کا ایسا مددگار رہا کہ آخرکار ایرانی بیڑے کو ہزیمت دیکر برباد کردیا اسکے صلہ میں اُسکا ملک اور دارالحکومت میں ایسا اعزاز ہوا کہ ہر دشمن پیدا ہو گئے اور وہ جلاوطن کیا گیا اِس حالت میں وہ فارس ہی کے دربار میں پناہ گیر ہوا جہاں زرکسیز بادشاہ کے بیٹے نے جو اسوقت فارس کا شاہنشاہ تھا اُسکی بڑی عزت کی اور تین شہر اُس کی روٹی پانی اور شراب کے مصارف کے نام سے اُسکو عطا کیے چند عرصہ کے بعد فارس کے بادشاہ نے یونان پر پھر یورش کرنا چاہا اور تھیمس ٹاک لیز سے شرکت اور امداد کی خواہش کی لیکن اس محب وطن نے یونان کی یورش میں شریک ہونا گوارا نکیا اور زہر کھا لیا ولادت ۵۱۴ سنہ قبل حضرت مسیح وفات ۴۴۹ سنہ قبل مسیح۔ اُسکی وفات پر یونانی اُسکی نعش کو یونان لیگئے اور ایٹیکا میں بڑی دھوم سے دفن کیا۔ مترجم ۱۲

کسی گاؤں میں لندن سے دس بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر رہنا پسند کرونگا اور وہاں محض ایک معمولی اور خانگی آدمی کے مثل جاؤنگا۔ مجھے ایک ایسے مکان کی ضرورت ہوگی جسمیں میں اور میری ہمراہی رہ سکیں۔ میری یہ خاص خواہش ہے کہ لندن سے ہوکر میرا کسی طرح جانا نہو اور میری یہ خواہش گورنمنٹ برطانیہ کے عین مقاصد کے موافق ہے۔ اگر گورنمنٹ کی یہ خواہش ہو کہ کوئی کمشنر میرے پاس رکہا جاے تو جنرل گورگارڈ یہ بات خاص طور سے دیکھ لے کہ اس سے میں کسی طرح پابند یا نظربند تو نہونگا اور وہ شخص جو اس کام کے لیے منتخب کیا جاے اپنے رتبہ اور عادات و اطوار کی وضع سے نامناسب یا مشکوک طبیعت کا شخص نہو۔"

جنرل گورگارڈ انگلستان کو بہیجا تو گیا۔ لیکن یہ بات ہی نصیب نہوئی کہ جہاز سے ساحل پر ہی اتر سکتا۔ اور خط دوسرے شخصوں کے ذریعہ سے دربار لندن کو بہیجا گیا۔

رات میں چند فرانسیسی افسروں نے نپولین سے پہر اصرار کیا کہ گورنمنٹ برطانیہ پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ اور بڑے دعوے سے یہ ذمہ داری کی کہ وہ شاہنشاہ کو ساحل سے ملا ہوا سمندر میں لیجا کر بچا لے جائینگے اور کہا کہ انگلستان جیسے دشمن پر بہروسہ کرنا ہرگز قرین مصلحت نہ تہا۔ یہ مباحثے ہو ہی رہے تہے کہ جنرل بیکر گہبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ بوربون میں راچفرٹ میں شاہنشاہ کو گرفتار کرنے کے لیے سپاہ بہیجی ہے۔ نپولین نے فوراً کپڑے بدلے اور صبح نمودار ہو ہی رہی تہی کہ ایک بجرے میں جسکا نام اپرویر تہا انگریزی جہاز پر جانیکے لیے سوار ہوگیا۔

شاہنشاہ اور اُسکے ہمراہیوں کی تعداد جن میں بچے اور لیڈیاں بہی تہیں اُنسٹھ تہی۔

جنرل بیکر نے عرض کیا۔" جہاں پناہ کیا میں حضور کے ہمراہ بلرافان جہاز پر چل سکتا ہوں؟"

نپولین تو بڑا دور اندیش اور دوسروں کا خیال رکہنے والا اور فیاض شاہنشاہ تہا اُسنے فوراً جواب دیا۔

"نہیں- ہرگز نہیں- تم میرے ہمراہ نہیں جا سکتے- اگر جاؤ گے تو یہی خیال کیا جائیگا کہ تم نے مجھے انگلستان کی گورنمنٹ کے حوالے کر دیا ہے- میں خود اپنی آزادانہ خواہش سے انگریزی جہاز پر جاتا ہوں- میں ہرگز نہیں چاہتا کہ فرانس کے نام پر فریب کا دہبہ لگے"

جنرل بیکر کا بھی وہی حال تھا جو دوسروں کا ہو جاتا تھا- یعنی جو شخص نپولین کے قریب پہونچا اُس کی حیرت انگیز عادات و اخلاق کا ہمیشہ ایسا دلدادہ ہوا کہ پھر اپنے اوپر اُسکا قابو نہ رہا- جنرل بیکر وہی افسر تھا جسکو فرانس کی عارضی گورنمنٹ نے اسلیے بھیجا تھا کہ نپولین کو حراست میں رکھے اور جاسوس اور جیلر کے فرائض انجام دے- اُسنے شاہنشاہ کو کچھ جواب دینے کی کوشش کی- لیکن غم نے وہ بُرا حال کر دیا تھا کہ منہہ سے ایک بات نہ نکلی اور دہاڑیں مار مار کر رونے لگا-

یہ دیکھکر نپولین نے محبت سے اُسکا ہاتھہ پکڑ لیا اور افسوس سے لیکن استقلال کے ساتھہ کہا:-

"جنرل- مجھہ سے بغلگیر ہو تم نے میری بڑی خدمت کی جسکا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے سخت افسوس ہے کہ مجھے پہلے سے تمہاری ایسی خوبیوں کی اطلاع نہ ہوئی کہ میں ہمیشہ تم کو اپنے ساتھہ رکھتا- اچھا جنرل اب خدا کو سونپتا ہوں- الوداع"

جنرل بیکر کی ہچکی لگی ہوئی تھی اور وہ بس اسیقدر کہہ سکا "پروردگار جہان پناہ کو ہم لوگوں سے زیادہ خوش و خرم رکھے"

جب کشتی جہاز کے قریب پہونچی تو مانجھی اور ملاح جہاز پر صفیں باندہ کر کھڑے ہوے اور کپتان میتھہ لینڈ اور دوسرے افسر باضابطہ قاعدہ سے کھڑے ہو کر شاہنشاہ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے اور شاہنشاہ کا اُسی ادب و عزت سے استقبال کیا جو اُس کی شہرت- رتبے اور مصائب کے لحاظ سے ہونا چاہیئے تھا- شاہنشاہ نے جہاز پر قدم رکھتے ہوے کہا:-

”کپتان میتھ لینڈ میں تمہارے جہاز پر اپنے تئیں انگریزی قانون کی حفاظت میں دینے کو آیا ہوں“

اسکے جواب میں کپتان نے اپنا سر جھکا دیا۔ پھر وہ شاہنشاہ کو اپنے کمرے میں لے گیا اور کمرے پر اسکو قبضہ دیدیا اس کے بعد جہاز کے افسر شاہنشاہ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ مگر اسی کے ساتھ جہاز کا لنگر اٹھا دیا گیا اور بادبان کھول دیے گئے تھے اور جہاز انگلستان کو روانہ کر دیا گیا تھا۔ شام جھک چلی تھی کہ ایک دوسرا انگریزی جہاز چوہتّر توپوں والا جس کا نام سوپرب تھا نظر آیا اور اس جہاز نے بلرافان کو لنگر انداز ہو جانے کا اشارہ کیا۔ سوپرب کا کپتان بلرافان پر آیا اور شاہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ شاہنشاہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ طولانی اور دوستانہ ملاقات کے بعد کپتان نے درخواست کی کہ صبح کو سوپرب میں تشریف لا کر شاہنشاہ کھانا تناول فرمائے۔ صبح کو شاہنشاہ سوپرب جہاز پر پہونچا اور اُس کا شاہنشاہوں کی طرح استقبال کیا گیا۔ جہاز کے افسر ایک دوسرے سے شاہنشاہ کی مدارات کرنے میں گویا ہمسری اور بحث کرتے تھے امیر البحر نے یہ درخواست کی کہ شاہنشاہ خود اُس کے جہاز پر انگلستان کو چلے کیونکہ اُسکا جہاز زیادہ وسیع اور آرام دہ تھا لیکن شاہنشاہ نے اپنی معمولی مہربانی سے جواب دیا۔

”چند روز کا سفر ہے۔ تبادلہ جہاز کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس کے سوا کپتان میتھ لینڈ کا جی دکھانے سے مجھے افسوس ہوگا۔ خصوصاً جبکہ میرے اُس کے جہاز میں جانے سے ممکن ہے کہ اُس کی ترقی ہو جائے“

جس وقت شاہنشاہ بلرافان سے سوپرب کو جانے لگا تھا تو گارڈ نے باقاعدہ کھڑے ہو کر اُس کو سلامی دی تھی اور شاہنشاہ نے ٹھہر کر اُس کو حکم دیا کہ قواعد دکھائے اور قواعد میں آرڈر خود دیے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ اُن کا طریقہ فرانسیسیوں کے طرز سے جدا تھا

وہ خود سپاہیوں کی قطار میں بڑھ کر چلا گیا اور اپنے ہاتھ سے اُن کی سنگینیں ایک طرف کو ہٹا کر اور پچھلی صف سے ایک بندوق خود اپنے ہاتھ میں لے کر شاہنشاہ نے خود قواعد کا عمل دکھایا اور جمہوری شاہنشاہ کی مشاقی کا تمامی افسر اور ملاح دیکھ کر حیرت میں ہو گئے۔

ہوا کم اور مخالف ہونے کی وجہ سے جہاز نو۹ دن میں انگلستان کے بندر میں پہنچا شاہنشاہ اس زمانہ میں جہاز کے ہر شخص سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا۔ اور بڑے لطف کے ساتھ جہاز کی ہر ایک چیز سے آگاہی حاصل کر لی تھی۔ سب لوگوں کی اُس کی طرف سے نہایت ہی اعلیٰ رائے ہو گئی۔ افکار کے بوجھ سے خود اُس کا دل ہلکا ہو گیا تھا اور وہ نہایت خوش و بشاش تھا۔ جہاز پر ہر کام کو باقاعدہ دیکھنے سے وہ نہایت ہی خوش ہوا۔ اور بڑی تعریف کرتا تھا۔ اُس نے کہا "جس چیز سے مجھے سب سے زیادہ حیرت و مسرت ہے وہ یہ ہے کہ سپاہی اور ملّاح خاموشی اور ترتیب سے کام کرتے ہیں۔ فرانسیسی جہازوں پر یہ حال نہیں ہے وہاں تو ہر شخص چیختا اور پکارتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شور کرنے والی بطوں کا ایک غول ہے"

بلرافان جہاز کا ایک افسر لکھتا ہے "یہاں بھی دوسرے مقامات کی طرح شاہنشاہ نے دلوں پر اپنے انوکھے اور غیر معمولی انسان ہونے کا سکہ بٹھال دیا ہے اُس کی توجہ اور نگاہ سے کوئی بات چھوٹتی ہی نہیں۔ اُس کی آنکھ ہر چیز اور شخص پر بڑے سے لے کر چھوٹے تک جا پہونچتی ہے۔ ملازمت کا تمامی صیغہ بڑے امیر البحر سے لے کر چھوٹے مانجھی تک۔ اُن کے فرائض۔ رائے۔ ترقی کی امیدیں۔ تنخواہ۔ درجہ۔ آرام غرض سب ہی باتوں کو شاہنشاہ نے معلوم کر لیا اور پڑتال لیا ہے۔ جہاز کے تمامی کل پرزے۔ کیا بادبان۔ کیا مستول۔ تانیں اور رسے اور تمام چیزیں اُس نے اسی باریک بینی کی نظر سے جانچی ہیں"

شاہنشاہ کی جہازوں پر ایسی عزت و مدارات ہوئی تھی کہ اُس کے دل سے قطعی شبہ

سدھ گیا تھا۔ اب وہ انگلستان کو پوری خاطر جمع سے جا رہا تھا اور اُس کو مخالفانہ اور معاندانہ برتاؤ کا ذرا بھی خیال باقی نہ رہا تھا۔ تمام سفر کے درمیان شاہنشاہ نہایت خوش و خرم رہا اور اپنے غمزدہ رفیقوں کو برابر تسلی دیتا جاتا تھا۔ کپتان میتھ لینڈ کو اُس نے اپنی بیوی اور بیٹے کی تصویر دکھا کر نہایت افسردگی سے کہا "میتھ لینڈ دیکھو میری بیوی اور بچہ کو مجھ سے جدا کر لیا ہے۔ ا!ہ! دونوں سے مجھے بڑی محبت ہے" اور یہ کہتے کے ساتھ ہی اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اثنائے سفر میں افسر، سپاہی اور ملاح شاہنشاہ کا اُسی طرح ادب کرتے رہے جیسا شاہنشاہ کے رفیق کرتے تھے۔ یہ سب شاہنشاہ کو حضور یا جہاں پناہ کے ساتھ مخاطب کرتے تھے اور جب کبھی شاہنشاہ جہاز کے عرشہ پر آتا ہر شخص اپنی ٹوپی اُتار لیتا۔ ۲۵۔ جولائی کو ۶ بجے صبح کے قریب بلرافان نے ٹوربے کے بندرگاہ میں لنگر ڈالا۔ اور جس وقت یہ اعلان کیا گیا کہ جہاز پر شاہنشاہ نپولین ہے تو لوگوں سے بھری ہوئی کشتیوں کا بندرگاہ میں بڑا ہجوم ہو گیا۔ کشتیوں میں سب رتبے کے مرد اور عورتیں تھیں اور سب کی یہ آرزو تھی کہ اُس بڑے شخص کو ایک جھلک دیکھ لیں جس کی شہرت سے تمام عالم بھر گیا تھا۔ شاہنشاہ نہایت مہربانی سے چند دفعہ جہاز کے عرشہ پر اس غرض سے آیا کہ مشتاق اُس کو دیکھ لیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب سے دلوں میں اُس کی الفت بھر گئی تھی۔ ایک زمیندار نے جس کی کوٹھی کے سامنے جہاز کھڑا تھا شاہنشاہ کو مختلف میووں کی ڈالی بھیجی۔ اور ہمدردی کے ثبوت دینے کو لیڈیاں اپنے رومال ہوا میں ہلاتی تھیں۔

امیر البحر کیتھ نے پلائی متھ سے جو ٹوربے سے چند ہی میل کے فصل سے واقع ہے کپتان میتھ لینڈ کو لکھا "جس شے کی شاہنشاہ کو ضرورت ہو مجھے فوراً لکھو اُس کے مہیا کرنے سے مجھے بڑی خوشی ہو گی اور جو خواہش

شاہنشاہ کی ہو اُس کی تعمیل میں میں حتی المقدور سعی کرونگا۔ اور شاہنشاہ کا میری طرف سے اسلیے بہت بہت شکریہ ادا کرو کہ واٹرلو کی جنگ میں جب میرا بھتیجہ مجروح ہو کر اسیر ہوا تو شاہنشاہ نے اُس سے بڑا خسروانہ برتاؤ کرکے بے حد عنایت فرمائی تھی۔"

۲۵ - جولائی کی شب میں بلرافان نے لنگر اُٹھایا اور پلائی متھ کو روانہ ہوا - اور ۲۶ جولائی کو دوپہر کے وقت وہاں جا پہونچا۔ مگر شاہنشاہ اور اُس کے رفقا کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ اُس برتاؤ اور مدارات میں جواب تک ہو رہا تھا زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ کپتان میتھ لینڈ کو جو دیکھا گیا تو نہایت ہی افسردہ اور ملول تھا۔ بہت سی مسلح کشتیاں دوسرے جہازوں سے بیڑے سے آکر بلرافان کے گرد کھڑی ہوئیں اور سنتریوں کی طرح بلرافان کو حراست میں لے لیا اور کسی کو یہ اجازت نہ رہی کہ امیر البحر (۵۴۶) سے پاس لیے بغیر بلرافان کے قریب جا سکے۔ اور بلرافان کے سامنے دو مسلح جنگی جہاز سمندر میں پہرے پر متعین کر دیے گئے۔ اور اگر گورنمنٹ برطانیہ کو یہ خوف ہوتا کہ انگلستان کے جمہور نپولین کی طرفداری کرکے اُس کو اپنا فرماں روا کر لینگے تو بھی اس سے زیادہ بلرافان کی حفاظت ہونا ممکن نہ تھی جیسی اس وقت ہو رہی تھی۔ اور روزانہ اخبار کے ذریعہ سے دریافت ہو کر یہ خبر بلرافان پر پہونچی کہ انگلستان کا دربار یہ بحث کر رہا ہے کہ آیا نپولین کو لوئی ہیجدہم کے حوالہ کر دیا جائے کہ جس طرح وہ چاہے انتقام لے۔ یا نپولین کا کورٹ مارشل کرکے اُس کو گولی سے مار دیا جائے۔ یا اسیر کرکے سینٹ ہلینا کے ویران جزیرہ کو بھیجدیا جائے۔ ڈیوک آف ولنگٹن جو انگلستان کے امرا میں سب سے زیادہ پرنخوت و مغرور شخص تھا اور اپنی نااہلی سے جمہوری شاہنشاہ نپولین سے سخت نفرت رکھتا تھا بقول مان تھولون کے اپنے مراسلات میں اسی بات پر اصرار کر رہا تھا کہ نپولین قتل کر دیا جائے[1]

---

[1] یہ واقعات اخبار ٹائمز مورخہ ۲۴ و ۲۵ - جولائی ۱۸۱۵ء سے ثابت ہیں - مصنف ۱۲

ڈیوک آف سسکس کی رحیمانہ اور مستقل کوششوں کی بدولت اتنا ہوا کہ نپولین گولی سے تو نہ مارا گیا کہ اُس کی مصائب کا ایک دم سے جلد خاتمہ ہو جاتا۔ بلکہ وہ جزیرۂ سینٹ ہلینا کو قید کر کے بھیجا گیا جہاں توہین اور طرح طرح کی تکلیفوں سے گھُل گھُل کر آخر کار بہت دنوں کے بعد شاہنشاہ نے جان دی۔

پلائی متھ کی بندرگاہ میں ٹوربے کے بندرگاہ سے بھی زیادہ کشتیوں کا ہجوم ہوا تیس تیس میل کے گرد کی مخلوق اس نامی اور عظیم الشان اسیر کو دیکھنے کے لیے آکر جمع ہوئی۔ چونکہ اُس کی عظمت و شان لوگ اچھی طرح معلوم کر چکے تھے اور یہ جانتے تھے کہ نپولین جمہور کا شاہنشاہ تھا۔ لہذا کشتیاں جہاز کے گرد جمع کر کے یہ لوگ برابر نعرے مارتے تھے اور اصل تو یہ ہے کہ نپولین کے واسطے خود فرانس میں پرس کے درمیان بھی ایسے جوش سے کبھی نعرے نہ مارے گئے تھے۔ نپولین کے آنے سے تمام انگلستان میں مجنونانہ جوش پھیل گیا تھا۔ باوجود اس کے کہ انگلستان کے وزراء نے نپولین کو اخباروں کے ذریعے سے نہایت بُری طرح بدنام کیا تھا لیکن جو سپاہی انگلستان کو واپس آتے تھے وہ نپولین کی فیاضی۔ ہمدردی۔ رحم دلی کا حال جو جمہور اور غریبوں کے ساتھ وہ ظاہر کیا کرتا تھا ہر ایک گھر میں بیان کرتے تھے چونکہ وہ جمہور کا حامی تھا فطرتی طور سے جمہور اُس کی اطاعت کرتے اور اُس کو محبوب رکھتے تھے۔ انگلستان کے تمامی حصوں سے پلائی متھ کو لوگ آنا شروع ہو گئے اور عموماً بلرافان کے گرد ایک ہزار کشتیاں جمع رہنے لگیں۔ فوجی مسلح سرکاری کشتیاں جہاز کے گرد برابر گشت کرتیں اور ان کشتیوں سے بندوقیں چلائی جاتیں اور اکثر ان کی جھپٹ میں بعض چھوٹی کشتیاں آجاتیں اور جانوں کا اتلاف بھی ہوتا اور اس پر بھی بڑی دشواری سے مشتاقین کی کشتیاں مقررہ تین سو گز کے فاصلہ پر رہتیں۔ اور واقع میں اسقدر جوش بڑھ گیا تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ کو حقیقتہ

میں یہ خطرہ ہوگیا تھا کہ باوجود اس کے کہ نپولین انگریزی جنگی جہاز میں انگریزی بندرگاہ کے اندر تھا اُس کو انگلستان کے جمہور رہائی دیدینگے۔

سر والٹر اسکاٹ لکھتے ہیں "۔ اسی لیے بلرافان کی حفاظت کو دو جہاز اور متعین کر دیئے گئے اور رات کو اور دن میں سنتریوں کی تعداد بھی دوگنی اور سہ گنی کردی گئی"

شاہنشاہ خیال میں ڈوبا ہوا خاموش اور مستقل تھا۔ اُس کے رفقاء کا خوف سے بُرا حال تھا۔ ۳۰ جولائی کی شام کو ہنری بین بری انڈر سکریٹری آف اسٹیٹ۔ امیرالبحر کیتھ کے جہاز پر سوار ہوکر آیا اور ایک کاغذ کے پُرزے سے جس پر کسی کے دستخط نہ تھے شاہنشاہ نپولین کو حسب ذیل ناجائز اور مذموم فیصلہ سُنایا:۔

" اب زیادہ دیر نہ کرنا چاہیئے اور جنرل بوناپارٹ کو آپ گورنمنٹ برطانیہ کے ارادے سے آگاہ کردیں اور حسب ذیل اطلاع دیدیں :۔

" اگر جنرل بوناپارٹ کو یورپ کی امن میں خلل ڈالنے کا پھر موقع باقی رہیگا تو انگلستان اور یورپ کے متحدہ فرمانرواؤں کے مقاصد کے قطعی خلاف ہوگا۔ پس یہ بات اشد ضروری معلوم ہوئی ہے کہ متذکرہ بالا مقصد کے حصول کے لیے جہاں تک ضروری ہو جنرل بوناپارٹ کی آزادی روکدی جائے۔ چنانچہ اُس کے آیندہ قیام کے واسطے جزیرۂ سینٹ ہلینا تجویز کیا گیا ہے اُس کی آب وہوا صحت بخش ہے۔ اور یہ جزیرہ سمندر میں ایسے علیحدہ مقام پر واقع ہوا ہے کہ بوناپارٹ کے ساتھ ایسی رعایت ملحوظ رکھی جاسکتی ہے کہ دوسرے مقام کی سکونت سے وہ رعایت نہ کیجائیگی کیونکہ بوناپارٹ کی حراست کی اشد ضرورت ہے اور اُس میں سخت احتیاط درکار ہے"

اس کے بعد ظاہر کیا گیا کہ جنرل بوناپارٹ اپنے لیے ایک ڈاکٹر اور تین افسر سپاہ سے سیویرے اور لالیمنڈ کے منتخب کرلے کہ اُس کے ہمراہ جائیں۔ اور نیز خانگی اسٹاف یعنی عملے کے لیے بارہ آدمیوں کا انتخاب کرلے۔ یہ سب لوگ اسیرانِ جنگ خیال

کیے جائینگے اور اسی طرح اُن کے ساتھ سلوک کیا جائیگا اور چند ہی روز میں سرجارج کاک برن اپنے جہاز میں ان لوگوں کو سینٹ ہلینا لے جائیگا۔

سرجارج کاک برن کو نہایت سخت حکم موصول ہوا کہ نپولین کو شاہنشاہ نہ خیال کرے بلکہ اُسے صرف ایک جنرل سمجھے اور شاہنشاہ کی مقبوضہ ہر شے کی تلاشی لے یعنی کیا اسباب۔ کیا شراب۔ کیا اشیاے خوردنی۔ ظروف۔ زر نقد۔ جواہرات۔ ہنڈیاں اور ہر قسم کے فروختنی مال کو جانچے۔ اور ہر چیز کو ضبط کر کے وزرا کے سپرد کر دے تاکہ اُس کے سود کی آمدنی سے نپولین کی مجلس کے اخراجات چلائے جائیں۔

شاہنشاہ کے رشتہ داروں کو جو خانگی خدمات کے مختلف عہدوں پر مامور تھے مطلع کیا گیا کہ اگر وہ شاہنشاہ کے ہمراہ رہنا چاہتے ہیں تو اُن کو قید کی وہ تمامی دشواریاں برداشت کرنا پڑینگی جو شاہنشاہ کی حراست اور قید کے لیے ضروری سمجھی جائینگی۔

مسٹر کسٹی کہتا ہے " یہ تجویز اسلیے کی گئی تھی کہ شاہنشاہ کے ہمراہ جانے سے لوگ خائف ہو جائیں اور اُن کے دلوں پر نامعلوم اور غیر مقررہ جرائم کی سزا کا خطرہ بٹھالا گیا تھا تاکہ وہ جان لیں کہ آئندہ اُن کو بڑی پریشانی برداشت کرنا ہوگی۔ مگر اس کا اثر قطعی اُلٹا ہوا یعنی جن لوگوں کو خائف کرنا اور ڈرانا چاہا تھا وہ شاہنشاہ کے ساتھ جاں نثاری کرنے کو تیار اور آمادہ ہو گئے۔

اس طرح برطانیہ کے آئین و ضوابط کو پامال کر کے اور قانون و انصاف کا خون کر کے بلا سماعتِ مقدمہ یا جرم عائد کرنے کے بغیر اس نامور شاہنشاہ کو حبس دوام کا حکم سنا دیا گیا۔ وزرا کو اپنے فعل کے ناجائز ہونے کا ایسا کامل یقین تھا کہ اُن میں سے کسی کو اس حکم پر دستخط کرنے کی بھی جرأت نہوئی۔ اس مذموم حکم کو شاہنشاہ نے خاموشی اور گہرے استقلال سے سنا اور جس وقت یہ حکم پڑھا جا رہا تھا اُس کے چہرہ سے کوئی بات ظاہر نہوئی۔ اُس کو اپنے اوپر پورا اختیار حاصل تھا۔ جب حکم پڑھا جا چکا

توشاہنشاہ نے بڑی نرمی سے جواب دیا:-

”میں تو انگلستان کا مہمان ہوں۔ انگلستان کا قیدی نہیں ہوں۔ برطانیہ کے قانون کی حفاظت میں اپنے تئیں مینے اپنی خوشی سے دیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرے معاملہ میں انگلستان نے اپنے قوانین سے انحراف کیا ہے اور اسی کے ساتھ دوسری اقوام کے آئین کے خلاف کیا اور میزبانی کے پاک فرائض کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔ میں صاف اعتراض کرتا ہوں کہ ایسا کرنے کا برطانیہ کو حق حاصل نہ تھا اور میں اُس کو اُس کے پاسِ عزت وغیرت کا واسطہ دیتا ہوں۔“

جب امیر البحر سر ہنری بین بُری چلا گیا تو نپولین نے افسردگی کے ساتھ اپنے دوستوں سے کہا:-

”سینٹ ہلینا میں قید ہونے کا خیال نہایت ہی ہولناک ہے۔ منطقہ حارّہ میں تمامی براعظموں سے دور۔ اور دنیا سے بے تعلق ہوکر اور اُن تمامی چیزوں سے جو دنیا میں مجھے عزیز ہیں علیحدہ رہ کر ایک جزیرہ میں پابہ زنجیر ہونا کیسے ستم کی بات ہے۔ یہ اسیری تو تیمور لنگ کے آہنی قفس کی اسیری بھی بدتر ہے۔ اس سے تو یہی اچھا ہے کہ میں اپنے تئیں بوربون کے حوالہ کر دوں۔ اور یہ تماشا تو دیکھو کہ مجھکو جنرل کہتے ہیں۔ کسی دن وہ مجھکو لاٹ پادری کہنے لگیں گے۔ اسلیے کہ جیسا میں سپاہ کا سردار تھا اُسی طرح میں مذہب کا بھی سردار تھا۔ اگر لندن کے محبس میں ٹاور کے درمیان یا اور کسی قلعہ میں اگرچہ جمہور برطانیہ سے مجھے ایسا اندیشہ نہیں۔ قید کر دیتے تو مجھے اتنی شکایت نہوتی۔ لیکن یہ تو مجھے منطقہ حارّہ میں ایک جزیرے کے درمیان قید کیے دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ پھر میرے قتل کے محضر پر دستخط کر دیں۔ میرے مزاج اور عادت کے شخص کے لیے سینٹ ہلینا کی آب وہوا میں زندہ رہنا محال ہے۔“

اس موقع پر ذرا سی دیر کے لیے نپولین کے استقلال میں جنبش ہو گئی تھی۔

کیونکہ عجیب عجیب غیر متوقع بلاؤں اور مصائب کا اُس پر ہجوم ہو گیا تھا۔ یعنی یہ پہلا موقع تھا کہ اُس کو توہین برداشت کرنا پڑی۔ دوستوں اور دنیاوی خوشیوں کو خیرباد کہنا تھا۔ سمندر کی نہایت ہی تنہا اور ویران چٹان پر تمامی زندگی اسیر رہنا تھا۔ اور ایسے خیرخواہوں اور رفیقوں سے جدائی ہونے والی تھی جو اب تک اُس کے جاں نثار تھے اور اُس سے علیحدہ ہونا نہ چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ جہاز کی کوٹھڑی میں ٹہلتا رہا۔ نہایت خاموشی کے عالم میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اُس وقت بھی پہلے اُس کو اپنے رفیقوں کا خیال ہوا۔ وہ آہستہ آہستہ ٹہلتا جاتا تھا اور کہتا تھا۔

"کیا واقعی مجھے سینٹ ہلینا جانا پڑیگا؟ کیا آدمی کی آزادی ختم ہونے پر اُسے دوسروں پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے؟"

پھر لیس کیس کی طرف مخاطب ہو کر شاہنشاہ نے کہا "دوست لیس کیس۔ کچھ ایسا خیال ہوتا ہی کہ تم سے جدائی ہونے والی ہے۔ کیا یہ جدائی بہت زیادہ تکلیف دہ تو نہ ہوگی۔ مگر کیا تکلیف وہ ہوگی ذرا سا روحانی صدمہ ہوتا ہے اُس کو برداشت کر لینگے۔ پھر تھوڑے دنوں میں ہم راہیِ عدم ہو جائینگے اور سب مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا اور پھر تم بھی دل جمعی سے اپنے بال بچوں میں رہنا۔"

لیس کیس نے کہا "جہاں پناہ کے یہ کیا خیالات ہیں۔ ہمارے زندہ رہنے کو ہمارے پچھلے کارنامے کافی سے زیادہ ہیں۔ اور ہم کو اپنی ماضی تاریخ مطمئن کرنے کو کافی ہے۔ کیا ہماری زندگی قیصر اور اسکندر سے کچھ کم مشہور ہے اور اس سے بھی زیادہ ہونے والا ہے۔ جہاں پناہ کے کہاں خیال ہیں۔"

اس کے بعد ہی شاہنشاہ کے دل سے فکر و غم کا غبار اُتر گیا اور اُس نے فوراً جواب دیا "صحیح کہتے ہو۔ ہم بیٹھ کر فرصت سے اپنے کارنامہ قلم بند کرینگے۔ ہاں بیشک ہم کو کام کرنا چاہیے اسلیے کہ مصروفیت سے وقت خوب کٹتا ہے۔ اور ہر شخص کو اپنی

قسمت کا لکھا پورا کرنا چاہیے۔ اور یہی میرا ہمیشہ سے بڑا دستور العمل اور عقیدہ بھی رہا ہے بہت اچھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میں اپنی تقدیر کا لکھا پورا نہ کروں" اور پھر اُس کے خیالات کچھ ایسے بدلے کہ نہایت بشاش ہو کر اُس نے دوسرے مضمون پر باتیں شروع کر دیں

بلافان کے سب افسروں کو شاہنشاہ سے الفت و محبت ہو گئی تھی۔ کپتان سے لے کر ملاح تک کو وزرا کے برتاؤ سے جو اس ممتاز مہمان کے ساتھ ہو رہا تھا سخت رنج اور غصہ تھا[1]۔ لندن کے بہت سے شرفا نے اس بات کی کوشش کی کہ شاہنشاہ کے ساتھ جو کچھ ہو وہ قانون کے موافق ہو۔ مگر کچھ نہوا۔

شاہنشاہ کے فرانسیسی ہمراہی سخت متردد اور پریشان تھے۔ اسلیے کہ صرف چار ہی شخصوں کو سینٹ ہلینا جانے اور شاہنشاہ کے ہمراہ رہنے کی اجازت ہوئی تھی۔ اُن کو شاہنشاہ سے ایسی محبت تھی کہ ہر ایک اُس کے ہمراہ جانا چاہتا تھا۔ اور اسیری میں اپنی تمام زندگی اُس کے پاس رہنے کی آرزو رکھتا تھا۔ لیس کیس کہتا ہے: "اگرچہ بڑی بلاے بے درماں کا سامنا تھا لیکن ہم میں سے ہر ایک کو یہی دلی تمنا تھی کہ ہمراہ جانے والے چار آدمیوں میں مَیں بھی ہوں۔ اور ہر شخص شاہنشاہ سے بس اسی بات کی التجا

---

[1] انگریزی گورنمنٹ کو اپنے اس ناجائز فعل سے ایسی روحانی پریشانی ہوئی کہ ایک سال بعد اسنے ایک قانون پاس کر کے اس فعل کو جائز قرار دیدیا۔ میکن ٹوش صاحب اپنی تاریخ انگلستان جلد ثالث کے صفحہ ۱۳۳ میں نپولین کا میری ملکہ اسکاٹ لینڈ سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان دونوں میں سے اپنی پیدائش کے لحاظ سے ایک بھی انگلستان کی رعایا نہ تھا اور نہ اُنھوں نے وہ جرائم کیے تھے جو انگلستان کی حد سماعت کے اندر تھے۔ پس دونوں کو برطانیہ کے قوانین کی رو سے کیونکر سزا ہو سکتی تھی اور ایسی صورت میں دونوں کا اسیر کیا جانا نہ انگلستان کے قانون کے مطابق تھا نہ قوم کے آئین کے موافق تھا۔

کرتا تھا اور ہر ایک کو یہ غم بے حال کیے ڈالتا تھا کہ کہیں ہمراہیوں کی جماعت سے میں خارج نہ کر دیا جاؤں۔"

لندن کے دو روزانہ اخباروں نے فیاضی سے شاہنشاہ کے موافق مضامین لکھے اور جمہور کی فریاد بھی بلند ہونا شروع ہوئی۔ بلرافان کے گرد کشتیوں کی تعداد کا ایسا ہجوم ہوا کہ سرکار کی طرف سے اُن پر بندوقوں کے فیر ہونے لگے تاکہ مقررہ فاصلہ پر رہیں۔ اور جب شاہنشاہ جہاز کے عرشے پر نمودار ہو جاتا تھا تو جمہور نہایت جوش و خروش سے نعرے مارنے لگتے تھے۔ نپولین کو یہ دیکھ کر امید ہوئی کہ گورنمنٹ جمہور کی عام رای کا لحاظ کریگی۔

نارتھ امبرلینڈ نامی جہاز جس کا کپتان امیر البحر کاک برن تھا نپولین کو سینٹ ہلینا لے جانے والا تھا یہ جہاز پورٹسمتھ میں تھا اور ایسے طولانی سفر کے لیے قطعی تیار نہ تھا مگر وزراے انگلستان اُس سامان و طوفان کو دیکھ کر جو نپولین کے مفید روز بروز ترقی کر رہا تھا نہایت بے چین تھے اور جہاز کی روانگی پر بہت مصر ہو رہے تھے۔ انھیں حالات کے دَوران میں ایک انگریز وکیل کے مشورے سے انگلستان کی گورنمنٹ کو ایک اپیل بھیجا گیا۔ جس کی نقل ہم اس موقع پر ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

اپیل

"خدا اور اُس کی پیدا کی ہوئی بشری مخلوقات کے روبرو میں سنجیدگی سے اُس ظلم کی جو میرے اوپر کیا گیا ہے اپیل کرتا ہوں مجھے اسیر کر کے اور مجکو میری آزادی سے محروم کر کے میرے حقوق تلف کیے گئے ہیں۔ بلرافان پر میں خود اپنی مرضی سے آیا۔ میں قیدی نہیں ہوں۔ میں انگلستان کا مہمان ہوں۔ میں خود کپتان کے اشارے سے

انگریزی جہاز پر آیا جس نے مجھ سے کہا کہ انگریزی گورنمنٹ کا اُس کو حکم پہونچا ہے کہ اگر میری مرضی ہو تو انگلستان جانے کو مع اپنے رفقاء کے بلرافان پر چلا آؤں جہاں کپتان میرا استقبال کریگا اور مجھ کو انگلستان پہونچائیگا۔ لہٰذا بڑے اعتماد کے ساتھ میں جہاز پر آیا اور اپنے تئیں انگریزی قانون کی حفاظت میں دیا۔ اور جب میں ایک دفعہ انگریزی جہاز بلرافان پر آیا تو انگریزی مہماں نوازی کا مستحق ہو گیا۔ اور اگر انگریزی گورنمنٹ کا اپنے کپتان کو میرے استقبال کا حکم دینے سے میرے واسطے جال بچھانے سے مدعا تھا تو اُس سے برطانیہ کے جھنڈے کی بے عزتی ہوئی اور برطانیہ کی آبرو کو داغ لگا۔ اور اگر وہ احکام جو میرے لیے جاری ہوئے ہیں واقعی اُن کا نفاذ بھی ہوا تو آج سے انگریزوں کو لازم ہے کہ اپنی راستبازی۔ قوانین اور آزادی کا نام لینا چھوڑ دیں۔ بلرافان کے واقعہ سے انگریزی ایمان اور نیک نیتی کا خاتمہ ہو جائیگا۔

میں تاریخ نگاروں سے بھی اپیل کرتا ہوں۔ تاریخ میں لکھا جائیگا کہ ایک مخالف نے جسکا نام نپولین بوناپارٹ تھا انگلستان کے خلاف پچیس سال جنگ کی اور اپنی مصیبت کے ہنگام میں وہ خود اپنی خواہش و مرضی سے انگریزوں کے قانون حفاظت میں چلا آیا۔ اور اس سے بڑھ کر اپنے اعتماد اور اُس عزت کا جو انگلستان کی اُس کے دل میں تھی وہ اور کیا ثبوت دے سکتا تھا۔ لیکن اس عالی حوصلگی کا انگلستان نے کیا جواب دیا؟ انگلستان نے ہاتھ بڑھا کر اُس کو اپنا مہمان بنانے کے لیے بلایا اور جب وہ چلا آیا تو اُس کا خاتمہ کر دیا۔"

نپولین

از مقام۔ سمندر۔ بلرافان جہاز
۴۔ اگست ۱۸۱۵ء

دوسرے دن کی شام کو شاہنشاہ نے جبکہ وہ آہستہ آہستہ جہاز کے گوشے پر

ٹہل رہا تھا الماس کا قیمتی گلوبند اپنی واسکٹ کے نیچے سے نکالا اور ٹہلتے ہی ٹہلتے مخفی طور سے لیس کیس کے ہاتھ میں دیدیا اور کہا "اسے میرے واسطے رکھ لو" یہ گلوبند ہورٹنس نے شاہنشاہ کو چلتے وقت زبردستی دے دیا تھا کہ ضرورت کے وقت کام آجائیگا۔ اور پھر شاہنشاہ ایک دوسرے مضمون پر باتیں کرنے لگا گویا کہ ٹہلنے کے دَوران میں کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

لندن کے قانون داں لوگوں نے نپولین کو وزرا کے پنجے سے نکال لینے اور انگلستان کے قانون کی حفاظت میں لینے کے دو طریقے تجویز کیے تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ ہیبس کارپس[لہ] کے ذریعے سے نپولین کو دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے اور پھر ایک نہایت مشہور مقدمہ میں اُس کو فرانسیسی بحری طاقت کی حالت دریافت کرنے کی غرض سے بطور گواہ کے عدالت میں طلب کرانے کا ارادہ بھی کیا گیا۔ اور سمن کی تعمیل کرانے کو ایک افسر لارڈ کیتھ امیر البحر انگلستان کے پاس جا پہونچا۔ مگر لارڈ کیتھ نے اس افسر کی کشتی کو علحدہ روک دیا اور آپ جھٹ ایک بارہ ڈانڈی کشتی میں بیٹھ روانہ ہوگیا۔ جب تعمیل کرانے ولے افسر کو یہ بات معلوم ہوئی کہ لارڈ کیتھ بھاگا جارہا ہے کہ سمن کی کارروائی نہ ہونے پاوے تو افسر نے اپنی کشتی کو لارڈ کیتھ کی کشتی کی پیچھے دوڑایا اور خوب ہی گھوڑ دوڑ ہوئی۔ لیکن لارڈ کیتھ کی کشتی تو بارہ ڈانڈی تھی ہرگز ہاتھ نہ آئی۔

اس واقعہ کا حال معلوم ہونے سے انگلستان میں بڑا مذاق اڑایا گیا اور بہت سے نیک دل لوگوں کو سخت غصہ بھی آیا۔

جب انگلستان کی گورنمنٹ نے یہ دیکھا کہ اُن کے دامِ تلبیس شکار کو کُڑھ کُڑھ کر اور گُھل گُھل کر مرنے کی مصیبت سے بچانے کی انگلستانیوں کی طرف سے

[لہ] ہیبس کارپس۔ پروانہ طلبی قیدی کا۔ یا کسی شخص کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا پروانہ۔ مترجم ۱۲

یوں کوشش ہونے لگی تو اُنھوں نے فوراً حکم جاری کر دیا کہ بلرافان بندرگاہ کو چھوڑ کر دور سمندر میں چلا جاے اور ٹار بے کے سامنے اُس وقت تک گشت کرتا رہے جبتک کہ پورٹسمتھ سے سینٹ ہلینا جانے والے جہاز اُس کے پاس پہونچیں۔ انگریزی قوم کی اس سے بڑی تعریف نکلتی ہے کہ نپولین کی خلاصی میں اُس نے ایسی کوشش کا اظہار کیا کہ جرم کے مرتکب وزرا کی یہ ہمت نہوئی کہ نپولین کو وہ کسی انگلستانی بندرگاہ میں اطمینان کے ساتھ رکھ سکتے۔ اگرچہ سخت طوفان برپا تھا اور سمندر کی حالت تموج سے مخدوش تھی لیکن حکم پہونچتے ہی بلرافان کو لنگر اٹھانا اور کھلے سمندر میں جانا پڑا۔ اسی حالت میں بلرافان کئی دن تک رہا اور جہاز کی حرکت اور دھکوں سے تمام جہاز والوں کو سخت ایذا رہی[1]۔

---

[1] باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے نپولین طرح طرح سے بدنام کیا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ جب اُس کے اصلی عادات و صفات کا حال وثوق کے ساتھ معلوم ہونے لگا تو گورنمنٹ کا جھوٹ دیکھ لیا گیا اور نپولین کی طرف سے لوگوں کا خیال پلٹا اور فریب خوردہ انگلستانی اُس کے پرجوش مداح ہو گئے اور اُن آدمیوں کی کثیر تعداد کا کیا بیان کیا جاے جنھوں نے کبھی دھوکا نہ کھایا تھا۔ اور نپولین کے خیرخواہوں نے اپنی طاقت بھر یہ کوشش کی کہ حکم سزا کی سختی میں نرمی کی جاے اور جب اپنی گورنمنٹ سے رحم کرنے کی درخواستیں کرتے کرتے وہ عاجز آ گئے اور نتیجہ نہ نکلا تو پھر اُنھوں نے دوسرے طریقے اگرچہ وہ ناموزوں تھے اختیار کیے۔ پہلے تو ہیبس کارپس کی رو سے اُنھوں نے یہ استدعا کی نپولین جہاز سے منتقل کیا اور ساحل پر اُتارا جاے۔ لیکن یہ بات آئین کے خلاف ثابت ہوئی کیونکہ نپولین انگریزی قوم سے نہ تھا بلکہ ایک غیر قوم سے تھا۔ اس کے بعد ایک مقدمہ میں گواہی دینے کے لیے اُس کو بذریعہ سمن طلب کرنے اور ساحل پر اُتارنے کا قصد کیا گیا۔ یہ مقدمہ ایک بحری افسر کا تھا جس نے ہتک عزت کی نالش کی تھی جب جمہور کی طرف سے نپولین کے واسطے ایسی ایسی کوششیں ہونے لگیں تو محکمہ بحری کے بورڈ اور اُس کے افسر لارڈ کیتھ کو سخت پریشانی اور بدحواسی ہوئی۔ ماخوذ از تاریخ نپولین۔ مصنفہ جارج۔ ایم لیسبی

(مطبوعہ لندن ۱۸۴۰ء)

شاہنشاہ کے اپنے رفقا میں سے گرانڈ مارشل برٹ رینڈ۔ کونٹ مان تھولون۔ اور کونٹ لیس کیس کو اپنے ہمراہ جانے کے لیے منتخب کیا۔ لیکن جنرل گورگارڈ کو اپنے رہجانے اور شاہنشاہ کے ہمراہ نہ جاسکنے کے خیال سے ایسی مایوسی ہوئی کہ اُس نے بڑی عجز وزاری کے ساتھ اپنے معاملہ پر بحث کی اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ لیس کیس تو شاہنشاہ کا پرائیویٹ سکرٹری کر دیا گیا اور جنرل گورگارڈ رفیق مقرر ہوا۔

۷- اگست کو تارٹ بے میں نارتھ امبرلینڈ نامی جہاز مع اور دو جہازوں کے آیا۔ امیر البحر کیتھ اور امیر البحر کاک برن۔ بلرافان جہاز پر آئے۔ دونوں کو اُس شرمناک کام کی انجام دہی سے جو اُن کے سپرد ہوا تھا سخت ہی ندامت و پریشانی تھی۔ امیر البحر کیتھ نہایت پاکیزہ اخلاق شخص تھا۔ اور اس توہین سے جو انگلستان کی گورنمنٹ نپولین کی شان میں کر رہی تھی اُس کے قلب پر بڑا صدمہ تھا۔ اُس کا چہرہ مارے ندامت کے متغیر ہوگیا اور اُس کی آواز میں لغزش تھی اور اسی حالت میں اُس نے شاہنشاہ سے کہا کہ "میں آپ کا اور ہمراہیوں کا اسباب معائنہ کرونگا اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ جو کچھ زر نقد پاؤں لیجاؤں۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ کی یہ نیت نہیں ہے کہ جنرل بوناپارٹ کا مال لے لیا جاے۔ بلکہ یہ منشا ہے کہ مال کی حفاظت کی جاے اور روپیہ محفوظ رہے اور بوناپارٹ کو اپنی رہائی کی کوششوں میں اُس کے برباد کرنے کا موقع نہ ملے اور مجھے یہ بھی کہہ دینے کا اختیار دیا گیا ہے کہ جنرل بوناپارٹ اپنے مرنے سے قبل وصیت کے ذریعہ سے اپنے روپیہ کا انتظام کر سکتا ہے اور انگریزی گورنمنٹ اُس کے وصیت نامہ کا پورا نفاذ کریگی۔" شاہنشاہ اور اُس کے رفقا کو یہ حکم بھی ہوا کہ اپنی تلواریں دیدیں۔ جنرل بوناپارٹ کو یہ اطلاع بھی دی گئی کہ اگر وہ بھاگنے کی کوشش کریگا تو زیادہ سختی کے ساتھ قید کیا جائیگا۔ اور چند ماہ بعد پارلیمنٹ سے یہ حکم پاس ہوا کہ شاہنشاہ کے رفقا میں سے جو شخص شاہنشاہ کی فراری کی

تجویز کریگا سزاے موت کا مستوجب ہوگا۔

امیر البحر کاک برن نے تلاشی کا ذلیل کام شروع کیا۔ لیکن فرانسیسی شرفائے ایسے ہنگام ذلت میں تلاشی کے وقت اپنی موجودگی کو ہرگز گوارا نہ کیا۔ شاہنشاہ کے خدمتگار مارچینڈ نے تلاشی کے واسطے صندوقوں کو کھولنا شروع کیا۔ خوب اچھی طرح تلاشی لی گئی اور ایک چیز کا ملاحظہ کیا گیا۔ حتی کہ شاہنشاہ کے پہننے کے کپڑے بھی دیکھے گئے۔

قریبا ایک لاکھ فرانک کی اشرفیاں صندوقوں سے برآمد ہوئیں جن میں سے ساڑھے بارہ ہزار فرانک کی اشرفیاں مارچینڈ کے پاس چھوڑی گئیں کہ ملازمین کی تنخواہ دی جائے لیکن امیر البحر صاحب نے شاہنشاہ کی جیبوں میں عنایت کر کے ہاتھ نہ ڈالا اور نہ اُس سے یہ فرمایا کہ اپنی جامہ تلاشی بھی دیدے۔ اور اس ذریعہ سے تقریباً چالیس لاکھ فرانک کے الماس اور ہنڈیاں بچ گئیں۔

اب دونوں امیر البحر اُس کمرے میں آئے جہاں کھڑکی کے پاس شاہنشاہ افسردہ اور خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اور لیس کیس۔ کونٹ مان تھولون۔ جنرل برٹ رینڈ اور جنرل گورگارڈ غصہ سے آگ اُس کے قریب ایستادہ تھے۔ لارڈ کیتھ اب اُس حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور تھا جس سے اُس کی روح کو صدمہ تھا اور اُس کو خود سخت ہی نفرت آرہی تھی اور اُس نے لغزش کرتی ہوئی آواز اور پریشانی اور ندامت کے ساتھ شاہنشاہ سے کہا "انگلستان آپ کی تلوار طلب کرتا ہے"

اس انوکھی درخواست پر ایسا معلوم ہوا کہ شاہنشاہ اپنی سوچ سے چونک سا پڑا اور اُس نے اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر لارڈ کیتھ کی طرف ایسے غیظ کی نگاہ سے دیکھا کہ جس کی تاب کوئی کبھی نہ لا سکا تھا۔ بس یہی کافی تھا۔ اور لارڈ کیتھ کی ہمت آگے کچھ بولنے یا کہنے کی نہ پڑی اور اپنے سر کو جس کے بال پیری سے سفید ہو چکے تھے۔ ادب سے جھکا لیا۔ اُس کے فیاض دل سے نہ ہو سکا کہ نامور مظلوم کے دل کو مزید

توہین کے خنجر سے مجروح کرے۔ اور نہایت مودبانہ سلام کرکے باول ناشاد وہ شاہنشاہ کے حضور سے ہٹ آیا۔ لارڈ کیتھ کے سکرٹری نے تھوڑی دیر میں یاددہانی کی کہ تلوار کے لینے کے متعلق گورنمنٹ کا تاکیدی حکم ہے۔ اس پر لارڈ کیتھ نے گھوم کر نہایت غصہ سے کہا "بس خاموش۔ تم اپنا کام کرو"

اس کے بعد نپولین نے کپتان میٹھ لینڈ کو بلا کر کہا "میں نے تم کو اس وقت اسیلیے بلایا ہے کہ میں تمھارا شکریہ ادا کروں۔ جب سے میں بلرافان جہاز پر آیا ہوں تم نے طرح طرح کی مہربانی اور توجہ کی ہے اور میں تم سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ جاکر دوسرے افسروں کا بھی میری طرف سے شکریہ ادا کرو۔ میری توقع کے قطعی خلاف انگلستان نے مجھ سے سلوک کیا۔ لیکن یہ انصاف کی بات ہرگز نہیں ہوسکتی کہ گورنمنٹ کے چال چلن سے جمہور کے چال چلن کا اندازہ کیا جائے اور میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ شروع سے آخر تک تمھارا برتاؤ میرے ساتھ نہایت شریفانہ رہا ہے"

نپولین نے اُن لوگوں کو جن کو اُس کے ہمراہ جانے سے ممانعت کی گئی تھی نہایت افسوس کے ساتھ رخصت کیا۔ ان لوگوں کو سخت صدمہ تھا اور ان میں سے بہت سے زار زار روتے تھے۔ لیس کیس نے اپنی فرط جاں نثاری سے اپنے بچوں اور بیوی کو بھی چھوڑ دیا اور وہ لارڈ کیتھ سے کہنے لگا "لارڈ دیکھو۔ اس وقت وہی لوگ رو رہے ہیں جن کو شاہنشاہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ملی ہے" نپولین نے فرانسیسی طریقے سے بڑی محبت کے ساتھ جنرل لال منڈ اور ڈیوک آف رووی گو کو گلے سے لگایا اور اُن کے سینہ کو اپنے سینہ سے دبا کر اپنے رخسار کو اُن کے رخساروں سے لگا نپولین نے تو جی مضبوط کرکے اپنے اشکوں کو روک لیا تھا لیکن اُن دونوں کی آنکھوں سے برابر آنسو جاری تھے۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے ڈیوک آف رووی گو اور لال منڈ کو حفاظت قانونی سے

علیحدہ کردیا تھا اور اب گورنمنٹ برطانیہ نے اُن کو نپولین کے ہمراہ سینٹ ہلینا جانے کی ممانعت کردی لہٰذا ان ممتاز آدمیوں کی اجل سر پر آ پہونچی۔ ان کی خطا صرف اسی قدر تھی کہ اپنے شاہنشاہ کے ساتھ جاں نثاری کی تھی۔ اس کے بعد ان پر جو مصیبتیں پڑیں اُن کا بیان ہولناک ہے یعنی افلاس کا شکار ہوئے۔ ستائے گئے۔ جلاوطن ہوئے۔ پائنٹ کوسکی پولینڈ کا ایک سپاہی تھا اور ترقیاں پاکر بڑا افسر ہوا تھا۔ یہ افسر زار زار رو رہا تھا اور لارڈ کیتھ سے التجا کرتا تھا کہ اُس کو شاہنشاہ کے ہمراہ ایک ذلیل سے ذلیل خدمتگار کی حیثیت میں جانے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر اومیرا بلرافان جہاز کا ڈاکٹر تھا۔ اور اُس کو نپولین سے ایسی محبت ہوگئی تھی کہ اُس نے نپولین کے ہمراہ جانے اور اُس کے خانگی طبیب کے عہدے کو بڑی خوشی سے قبول کرلیا۔ ۱۱ بجے کے قریب وہ بجرا آپہونچا جس میں نپولین سوار ہوکر نارتھ امبرلینڈ جہاز پر جانے کو تھا۔ جب نپولین جہاز سے بجرے پر سوار ہونے کو چلا تو سپاہیوں نے سلامی دی اور طبنور تین دفعہ اسی طریقے سے بجایا جو جنرل افسر کے لیے بجایا جاتا ہے۔ نپولین نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر کہا: "کپتان میتھ لینڈ اب یہ آخری موقع ہے کہ میں تمھارا تمھارے سلوک کے معاوضہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب تک میں بلرافان پر رہا تمھارا برتاؤ نہایت شریفانہ رہا۔" اور پھر دوسرے افسروں کی طرف مخاطب ہوکر بولا: "اے شرفا۔ میں نے تمھارے کپتان سے درخواست کی ہے کہ میری طرف سے تمھارا بھی شکریہ ادا کرے۔ اور نیز اُن کا جو میرے شریک حال رہے ہیں۔" اور بلرافان سے بجرے میں اُتر کر جانے سے پہلے شاہنشاہ نے تین دفعہ ملاحوں کے سامنے جو صفیں باندھے کھڑے تھے اپنا سر جھکایا۔ اُس کے پیچھے پیچھے فرانسیسی افسر اُن کی لیڈیاں اور لارڈ کیتھ تھے۔ اور جب بجرا روانہ ہوا نپولین نے کھڑے ہوکر اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور پہلے جہاز کے افسروں اور پھر سپاہیوں کے

سامنے سر جھکایا۔ اور پھر بیٹھ کر نہایت استقلال و اخلاق سے لارڈ کیتھ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ نپولین کے ہمراہ کونٹ مان تھولون اُس کی لیڈی۔ اور بچہ۔ کونٹ برٹ رینڈ مع بیوی اور تین بچوں کے بیرن گورگارڈ۔ کونٹ لیس کیس اور ڈاکٹر باری اومیرا تھے۔ اور مختلف عہدوں پر تین اور ملازم تھے اور ان سب کی مجموعی تعداد چوبیس تھی۔

سر جارج کاک برن کو گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے صاف حکم تھا کہ نپولین کو شاہنشاہ ہرگز نہ خیال کرے بلکہ ایک جنرل سمجھے۔ گورنمنٹ برطانیہ کو آخر تک اسی پر اصرار رہا کہ نپولین غاصب تھا۔ جب نپولین کو اس حکم کی اطلاع ہوئی تو اُس نے صرف اسی قدر کہا: ”اُن کو جو جی میں آئے کہنے دو۔ مجکو نپولین ہونے سے تو وہ روک نہیں سکتے۔“

نارتھ امبرلینڈ جہاز میں ایک ہزار سے زیادہ ملاح تھے۔ جب بجرا نارتھ امبرلینڈ جہاز کے قریب پہونچا تو جہاز کے ہر شخص کی نگاہ اُسی شخص کی طرف جمی ہوئی تھی جس کو دنیا نے اُس زمانہ کا سب سے زیادہ حیرت انگیز شخص تسلیم کرلیا ہے۔ اور جب شاہنشاہ آہستہ آہستہ زینے سے چڑھ کر نارتھ امبرلینڈ جہاز پر پہونچا اور عرشے پر کھڑا ہوا تو ایک سناٹے کا عالم تھا اور عجب خاموشی چھا گئی تھی۔ نارتھ امبرلینڈ کے افسر ایک گروہ میں جمع تھے اور جب گارڈ نے سلامی دی اور باجہ بجا نپولین نے سر سے ٹوپی اُتار لی اور قریب کے افسروں سے اخلاق کے ساتھ چند باتیں کرکے اپنے قیام کے کمرے میں چلا گیا۔

گورنمنٹ برطانیہ کی یہ کارروائی نہایت عجیب تھی کہ نپولین شاہنشاہ تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔ باوجودیکہ یوروپ کے بہت بڑے حصہ پر وہ فرمانروائی کرچکا تھا اور اُس نے بادشاہ بنا دیے تھے اور یورپ کے تاجداروں نے اُسے شاہنشاہ تسلیم کرلیا تھا۔ لیکن نپولین بڑا عالی ظرف تھا اور اُس میں ایسی کمزوریاں نہ تھیں۔ اُس نے تو یہ ارادہ کرلیا تھا کہ کرنل ڈیوراک یا کرنل میورن کا نام اختیار کرلے۔ مگر اس دعوے

سے کہ فرانسیسی قوم باغی تھی۔ اور اُس کو اپنے فرماں روا کے انتخاب کا استحقاق نہ تھا نپولین کو ضرور غصہ آیا اور اُس کو غیرت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ترغیب و تحریک ہوئی۔

برطانیہ کے اس فعل پر کہاں تک افسوس کیا جائے کہ اُس نے ایک شاہانہ فیاضی کی مثال دکھانے کا موقع ہاتھ سے کھو کر اپنی قومی تاریخ کو ممتاز نہ کیا۔ اگر نپولین کی اپیل فیاضی کے ساتھ کر لی جاتی تو اس ایک فعل سے بہت سے مظالم جو برطانیہ کے ہاتھ سے ہوئے تھے فراموش کر دیے جاتے۔ اور اب کوئی برطانیہ کا خیرخواہ جس میں ذرا بھی غیرت ہی ایسا نہیں کہ نپولین یا سینٹ ہلینا کا نام سُنے اور شرم سے پانی پانی نہ ہو جائے۔

دو کلاں اور سات چھوٹے جنگی جہاز جن پر فوجیں تھیں بحری سفر کے لیے تیار ہوئے اور ۹۔ اگست کو تمامی بیڑہ ایک تنہا آدمی کی محافظت کرتا ہوا سینٹ ہلینا کو روانہ ہو گیا نپولین کے چال چلن کی عظمت اور اُس کے قوی اثر کا جو یورپ کے جمہور کے دلوں پر اُس نے حاصل کیا تھا اس سے پتہ چل سکتا ہی کہ یہ بات ضروری خیال کی گئی کہ وہ فرانس کے ساحل سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ایک ویران سنگلاخ جزیرے میں اس طرح قید کیا جائے کہ اُس کے تنہا جھونپڑے کے گرد سنگین فوجیں متعین ہوں اور مسلح جنگی جہازوں کا زبردست بیڑا جزیرہ کو گھیرے رہے۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ اپنی شان و عظمت کے اعتبار سے نپولین کا کوئی حریف نہیں اور واقعی وہ عدیم النظیر ہے۔

اِدھر تو نپولین کے ساتھ یہ ہو رہا تھا اور اُدھر ولنگٹن اور بلوشر پیرس کی طرف زور و شور سے بڑھے چلے آتے تھے۔ بلوشر وحشیانہ ظلم کے ساتھ اُس ملک کو جس پر اُس کا گذر ہوتا جاتا تھا ویران اور برباد کر رہا تھا۔ فرانسیسی سپاہ کا دل اپنے شاہنشاہ کے ہاتھ سے جاتے رہنے پر ٹوٹ گیا تھا۔ اور عارضی گورنمنٹ کی طرف سے جنگ کرنا نہ چاہتی تھی۔ چند خونریز لڑائیوں کے بعد پیرس پھر دشمنوں کے حوالہ کیا گیا اور

پروشیا اور انگلستان کی فوجیں بڑی شادمانی سے ٹوئی لریز اور کیمپس ایلائی سی میں آکر مقیم ہوئیں فرانس ذلیل و خوار ہو گیا اور اُس کا یہ جرم کہ اپنا فرماں روا کیوں منتخب کیا غیر قابل معافی ٹھہرایا گیا۔ بلوشر نشۂ شراب سے مدہوش ہو رہا تھا اور چاہتا تھا کہ دریائے سین کے نامی پل کو جسکا نام جینا برج تھا اڑا دے لیکن بڑی دشواری سے وہ اس ارادہ سے باز رکھا گیا۔ اور پلیس وینڈوم کا یادگار بھی بربادی سے بڑی دقت کے ساتھ بچایا گیا۔

اس کے بعد اپنی بے شمار افواج کے ساتھ متحدہ بادشاہ بھی آ پہونچے۔ بے رحمی کے ساتھ فرانس کے پُرزے پُرزے کر ڈالے گئے۔ اُس کے مستحکم قلعے متحدہ بادشاہوں کی نذر ہوے۔ لووری سے فنون لطیفہ کی یادگاریں یعنی نادر تصاویر جو متحدہ بادشاہوں نے نپولین کو اپنے پُرفریب حملوں اور یورشوں کی پاداش میں نذر دی تھیں اُتار لی گئیں اور ایک ارب ترپن کروڑ پچھتر لاکھ فرانک کی خطیر رقم اُن لڑائیوں کے مصارف کے متعلق فرانس کے جمہور سے بجبر وصول کی گئی جو متحدہ بادشاہوں نے فرانس کی خود مختاری میٹ دینے کو لڑی تھیں۔ اور فرانس کی سرحد پر قلعوں میں ڈیڑھ لاکھ فوج متحدہ بادشاہوں نے فرانس کو مطیع رکھنے کی غرض سے قائم کر دی اور تین برس سے لے کر پانچ برس تک اُس کا خرچ فرانس سے دیا جانا تجویز کیا اور آخر میں تمامی روسی فوج کی ایک میدان میں نمائش ہوئی اور شادمانی کا یہ جشن ختم کیا گیا۔ اس زبردست فوج میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار سپاہی۔ اٹھائیس ہزار سوار اور پانسو چالیس ضرب توپیں تھیں۔ چالونس کے قریب ایک نہایت وسیع میدان میں یہ فوج جمع کی گئی اور ایک بلندی سے ایک توپ کا فیر کر کے اشارہ کیا گیا اور تمامی فوج نے تین نعرے مارے۔ یہ خوفناک آواز فرانس کے ہر گوشے میں سُنی گئی۔ یعنی فرانس کی آزادی اور خود مختاری قبر میں جا سوئی۔ پس ایسا شادمانی کا نعرہ تھا جو یورپ کے خود سر تاجداروں نے فرانس کے اندر بلند کیا تھا۔ اس کے بعد بوربون کے چند شرکاء کے سوا فرانس کا

کونسا ایسا بشر تھا جو کفِ افسوس مل کر نہ کہتا تھا "ہاے مینے شاہنشاہ نپولین کا ساتھ کیوں نہ دیا اور اُس کے عاقلانہ مشوروں کو کیوں نہ مان لیا کہ آج فرانس کی یہ گت نہوتی"۔

اب صاف ثابت ہو گیا تھا کہ متحدہ بادشاہانِ یوروپ اور بوربون غاصبوں کی دست درازیوں کا مقابلہ کرنے والی جو گورنمنٹ ہوسکتی تھی اور وہ اُسی وضع کی گورنمنٹ ہوسکتی تھی جو نپولین نے بڑی دانائی سے قایم کی تھی۔ لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا تھا کیونکہ نپولین تو انگریزی جہاز میں قید ہو کر سینٹ ہلینا کو اسیری کی حالت میں مرنے کو جا رہا تھا۔ فرانسیسوں کی مشکیں بندھ چکی تھیں۔ فرانس کے مجروح جسم سے خون بہ رہا تھا اور وہ تھک چکی تھی لہذا اب مقابلہ نہ کیا جاسکتا تھا۔

پیرس جب مخالفوں کے حوالے کیا گیا تو صاف اعلان کر دیا گیا تھا کہ گذشتہ زمانۂ صدروزہ کے متعلق کسی شخص سے اُس کی ملکی کارروائیوں یا راے کے بارہ میں کسی قسم کی بازپرس نہ کی جائیگی۔ ولینگٹن اور بلوشر نے اس موقع پر جملہ شرائط کو طے کیا تھا اور اُن کے بادشاہوں نے شرائط کی تصدیق کر دی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متحدہ بادشاہوں نے کبھی کوئی عہدنامہ یا صلحنامہ اس نیت سے نہ کیا کہ اُن پر کاربند بھی ہوں۔ اور پیچھے اٹھاون آدمی تو جلاوطن کیے گئے اور تین شخصوں کو سزاے موت دی گئی۔ اور ان تین میں مارشل نے بھی ایک تھا جو نپولین کی ایلبا سے واپسی پر بڑی فیاضی سے اُس کا شریک ہوا تھا لیکن نپولین ایسا شاہنشاہ تھا کہ ایسے جرائم کو اپنی عالی حوصلگی سے ضرور معاف کر دیتا۔ چنانچہ یہ نامور مارشل جو فرانس کی طرف ہو کر سو لڑائیوں میں جاں بازی کر چکا تھا۔ اور فرانس کے خلاف کبھی ایک جنگ میں بھی شریک نہوا تھا لکسم برگ کے باغ میں کتے کی طرح تنے گولی سے مار دیے جانے کو پہونچایا گیا۔ اگرچہ مذہبی اعتبار سے وہ زمانہ بڑی تاریکی کا تھا لیکن مارشل نے پکّا عیسائی تھا اور اُس نے ایک پادری کو بلا کر

آخری مذہبی رسوم کو ادا کیا اور کہا "کہ میں اُسی طرح مرنا چاہتا ہوں جس طرح ایک عیسائی کو زیبا ہے"

سپاہیوں سے چند فٹ کے فاصلہ پر وہ تن کر سیدھا کھڑا ہوا اور اپنی ٹوپی اپنے بائیں ہاتھ میں لے لی اور سیدھا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیا۔ اور بندوقوں کو ایک نظر دیکھ کر کہا "ہاں رفیقو فیر کرو" اور دس گولیاں اُس کے سینے کو توڑ کر پار نکل گئیں اور مارشل بے جان ہو کر زمین پر گر پڑا۔ مارشل نے سے زیادہ الفت والا۔ زیادہ بہادر زیادہ مہربان دوست اور زیادہ جان نثار محب وطن دوسرا کوئی نہ ہوا۔ اُس کی بیوی نے لوئی ہیجدہم کے قدموں پر گر کر التجا کی تھی کہ اُس کا شوہر معاف کر دیا جائے۔ لیکن ترش روئی کے ساتھ اُس کی التجا نا منظور کی گئی۔ اور جب اس خاتون کو اپنے شوہر کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اُس کے جی کا کام ہو گیا اور اپنے رفیق شوہر کے پیچھے بہت جلد وہ بھی ملک عدم کی راہی ہو گئی۔

قومی معاہدے سے یوں پھر جانے پر وہ کونسا ایسا غیرت دار شخص ہے کہ جو ولنگٹن پر لعنت نہ کریگا یعنی مارشل نے کے قتل کو اُس نے روا رکھا۔ کوئی پروا کی بات نہ تھی کہ متحدہ بادشاہوں نے مارشل نے کو کہاں تک اور کس قدر مجرم خیال کیا تھا۔ عہدنامہ تو ولنگٹن ہی نے کیا تھا اور مارشل نے کی حفاظت کا اُس میں وعدہ تھا۔ اور ولنگٹن نے اُس پر دستخط کیے تھے۔ اور دنیا کی نکتہ چینی اور ملامت کا بار جیسا ولنگٹن پر پڑا ہے اُتنا بلوشر سے تعلق نہیں ہے اسلیے کہ اس پروشیا کے [illegible] عیاش سوار بلوشر سے سوائے ظلم و تعدی کے کسی اور بات کی توقع نہ ہو سکتی تھی لیکن افسوس تو انگلستان کے نامور ڈیوک پر ہے کہ اُس نے بدقسمتی سے اپنے دل کو تعصب کے غصہ سے تاریک ہو جانے دیا۔

ذیل میں بیرن جومنی کی شہادت لکھی جاتی ہے جو لطف کے ساتھ پڑھی جائیگی۔ یہ جومنی

وہی ہے جس نے نپولین سے غداری کی تھی اور اسکندر کا مصاحب ہوگیا تھا۔ اگرچہ جومنی معاملاتِ ملکی کے اعتبار سے مخالف ہوگیا تھا لیکن عالی حوصلگی سے خالی نہ تھا۔ وہ لکھتا ہے "یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر نپولین اسکندر کی فیاضی پر اعتماد کرکے اُس کے پاس چلا آتا تو اُس کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوا ہوتا۔ آنے والی نسلیں اُس سلوک کی متعلق انصاف سے رائے قائم کرینگی جو نپولین کے ساتھ ہوا۔ یعنی دوسرے نصف کرۂ مغربی میں وہ اسیر کیا گیا اور اُس کے پاس کچھ باقی نہ چھوڑا گیا۔ جو کچھ اُس کے بس میں تھا وہ صرف اسی قدر تھا کہ اپنے کارنامے کی شرح لکھے اور اپنی شہرت کو اُس تاریخ کے نشتروں سے بچائے جو معاندین اُس کے عہدِ فرمانروائی کے متعلق لکھ کر اُس کو مطعون و بدنام کررہے تھے۔ لیکن اُس کو موت نے قبل از وقت آلیا اور اُس کو حسرت رہی تو صرف یہی رہی کہ اپنی شرح کو وہ ختم نہ کرسکا۔ لیکن اپنی قبر میں وہ آرام سے سوئیگا۔ حاسد اور دشمن اُس کی عظمت کے آفتاب کو دھندھلا نہیں کرسکتے۔

اُس نے مانٹی ناٹ۔ کیس ٹگ لین۔ آرکولا۔ رائیوولی۔ اہرام مصر۔ میرنگو۔ الم۔ آسٹرلٹز۔ جینا۔ فریڈلینڈ۔ اکنس برگ۔ راے ٹس بن۔ ویگریم۔ بوروڈی نو۔ باٹزن ڈریسڈن۔ کیمپ آبرٹ۔ مانٹ میریل اور لگنی۔ کی نامی فتوحات سے ایسی شہرت حاصل کرلی ہے کہ واٹرلو کی ایک ہزیمت کا دھبہ مٹانے کو کافی سے زیادہ ہے۔ اُس نے قوانین کے پانچ ایسے مجموعوں کی تدوین کی ہے کہ آنے والی نسلیں اُس کے عرس کرینگی۔ فرانس اور اٹلی میں اُس نے وہ وہ یادگار عمارتیں تعمیر کی ہیں کہ ہزارہا سال تک اُس کی رفعت و جلال کی زندہ شاہد رہینگی۔ اُس کے مخالفین نے اُس پر یہ کہکر ملامت کے تیر چلائے ہیں کہ اُس میں مشرقی بادشاہوں کی طرح خودسر فرمانروائی کا میلان تھا اور ان مخالفین کے ساتھ عرصۂ دراز تک میں بھی رائے میں شریک رہا لیکن میں اب کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں رائے قائم کرنا ہمارا کام نہیں۔ صرف اصلی

مدبر کوئی رائے قائم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور آج دوسروں کو جو باتیں جرائم نظر آتی ہیں ایک دن آرہا ہے کہ تعلیم یافتہ روشن خیال لوگوں کو وہی باتیں نپولین کی پیش بینی اور عقل کو ثابت کرنے کے لیے روشن دلیلیں نظر آئینگی اور تجربہ ثابت کریگا کہ آیا فرانس کے مقاصد کو نپولین بوناپارٹ بہتر سمجھا تھا یا وہ مخالفین بہتر سمجھے تھے جنھوں نے اُس کے اقتدار کی بیخ کنی کی اور یہ یقینی ہے کہ دانشوروں کی رائے نپولین ہی کی حامی رہیگی[1]

---

[1] نپولین کے بدنام کرنے والوں نے اس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اُس کے اقتدار کی بنیاد بڑی بڑی رشوتوں پر تھی۔ لیکن کرنل نیپیر صاحب جن کو یہ بات گوارا نہیں ہے کہ ایک دشمن بھی یوں بدنام کیا جائے نہایت غصے سے لکھتے ہیں:-

" اس بات کا کہاں ثبوت ہے اور کیسا ثبوت اس بات کا گمان بھی کہاں ہے کہ اس بڑے آدمی کا تمامی انتظام وسیع رشوتوں پر قائم تھا **فرانس کے سالانہ مصارف بہ مشکل انگلستان کے مصارف سے آدھے تھے**۔ نپولین کے عہد میں سرکاری طور پر کبھی قرضہ نہ لیا گیا اور یہی قرضہ وہ بلا ہے جس کو سلطنت کی خرابی کی جان کہنا چاہیئے۔ نپولین نے اپنے پیچھے کوئی قرضہ نہ چھوڑا۔ نپولین کے زمانہ میں کسی شخص نے سرکاری روپیہ کو مفت خوروں کی طرح صرف اس استحقاق سے نہ کھایا کہ وہ کوئی بڑا خاندانی آدمی تھا۔ نپولین کا رجسٹر ہمارے بڑے نامور فاتح ولیم کی ڈومسڈے بک سے زیادہ وسیع اور کامل تھا۔ اور یہی ایک رجسٹر نپولین کو فرانسیسی قوم میں ہردلعزیز کر دینے کو کافی تھا چونکہ نپولین بڑی شدت سے اس رجسٹر کی نگرانی کرتا تھا یوماً فیوماً وہ وسیع ہوتا گیا اور ہر شخص کو کیا سرکاری اور کیا نجی جائداد کی مقدار اور قیمت اور سرکاری مطالبات کا صاف صاف حال معلوم ہوا۔ اس رجسٹر کو ایسی خوبی سے ترتیب دیا گیا تھا کہ جائدادوں کے بھی نام متعین ہو گئے تھے۔ فریب دینا موقوف ہو گیا تھا۔ مقدمہ بازی کم ہو گئی تھی۔ ٹیکس انصاف اور

بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل۔ مساوات کے ساتھ قائم ہوتے تھے۔ محاصل وصول کرنے والے جبر نہ کر سکتے تھے۔ محاصل سرکاری میں کوئی نقصان نہ واقع ہو سکتا تھا۔ اور غریب سے غریب فرانسیسی کا گھر محفوظ تھا۔ یہ رجسٹر اگرچہ خود نپولین کا طبع زاد نہ تھا تاہم اپنے محیط ہونے کی وجہ سے جب مکمل ہو جاتا تو سب سے بڑی برکت ہوا ہوتا جو کسی مدبر کے ہاتھ سے کسی شائستہ قوم پر نازل ہوئی۔"

ماخوذ از "محاربات جزیرہ نما" مصنفہ نیپیر صاحب جلد چہارم صفحہ ۲۲۸

باب ہفتادم

سینٹ ہلینا

فرانس کو الوداع کہنا۔ بحری سفر سینٹ ہلینا۔ لانگ ووڈ کو سوار ہو کر جانا۔ بریرز کا بیان۔ مسٹرلیس ایل ۔ شاہنشاہ کا طرز زندگی۔ شاہنشاہ کی تنگ حالی۔ شکایت۔ ذرا ذرا سی باتوں میں دق کیا جانا۔ دلچسپ مکالمے۔ شاہنشاہی خطاب سے انکار۔ لطیفہ۔ غلام۔ شاہنشاہ کا چال چلن۔ اُس کی راستبازی غریب ٹوبی۔ عجیب و غریب ریمارک۔

۵۔ اگست ۱۸۱۵ء کو نارتھ امبرلینڈ جہاز مع ہمراہی بیڑے کے سینٹ ہلینا کو روانہ ہوا۔ بیڑے میں دس جہاز تھے۔ جب انگلش چینل سے بیڑا چلا تو شاہنشاہ جہاز کے عرشے پر کھڑا ہوا۔ اور اپنی محبوب فرانس کو آخری نظر دیکھنے کو اُس کے ساحل کی طرف پُرآرزو نگاہ سے دیکھنے لگا۔ اور بادلوں کے دور ہو جانے سے فرانس کا ساحل نظر آنے لگا۔ اور سب فرانسیسی بے ساختہ پکار اُٹھے۔ "فرانس فرانس"۔

ایک لمحہ تک شاہنشاہ خاموشی سے اُس ملک کے ساحل کو دیکھتا رہا۔ جس پر بڑی شان کے ساتھ عرصۂ دراز تک وہ حکومت کر چکا تھا اور اپنا سر برہنہ کر کے ساحل کی سمت اپنا سر جھکایا اور نہایت افسردگی سے بولا " اے بہادروں کے ملک

میں تجھکو سلام کرتا ہوں۔ الوداع۔ اے پیارے فرانس الوداع۔

تمامی حاضرین پر ایک برقی اثر ہوگیا اور انگریزی افسروں پر اس موثر الوداع کا ایسا اثر ہوا کہ اُن سب نے اپنی اپنی ٹوپیاں سروں سے اُتارلیں اور اپنے نامور اسیر غم کی بڑے ادب کے ساتھ عزت کی۔

شاہنشاہ حیرت انگیز استقلال سے اپنی نئی حالت پر صابر و شاکر ہوگیا۔ اگرچہ محض تقاضائے غیرت سے وہ انگریزوں کے اس اعلان پر کہ وہ غاصب تھا راضی نہوا اور اُس سے یہ اعلان برداشت نہوا کہ فرانسیسی باغی تھے چنانچہ اُس نے ایسے خاموش طریقے سے مقابلہ کیا کہ اُس کے وقار و عزت اُسی طرح سبھوں کے دلوں میں قائم رہے۔ اُس کی ذکاوت میں ایسا طلسمی اثر تھا اور اُس کے افعال و اقوال کچھ ایسے پُرتاثیر تھے کہ ہر روز جہاز میں اُس کی عزت بڑھتی جاتی تھی اور لوگ اُس کے ثناخوان اور مداح ہوتے چلے جاتے تھے۔

وہ اپنے کمرے میں تنہا کھانا کھاتا تھا اور چار بجے تک کتب بینی میں یا اُن دوستوں سے باتیں کرنے میں وقت صرف کرتا تھا جن کو وہ اپنے کمرے میں بلا لیتا تھا۔ چار بجے کھانا کھانے کو وہ لباس تبدیل کرتا اور عام کمرے میں آتا تھا جہاں اکثر آدھ گھنٹے تک شطرنج سے جی بہلاتا۔ پانچ بجے امیر البحر آکر اُسے کھانے کے لیے بلاتا۔ چونکہ شاہنشاہ کی قدیم سے مے نوشی یا جلسہ داری وغیرہ کی عادت نہ تھی اسلیے اپنے تمامی دورِ حکومت میں جبکہ کام کا اُس پر ہجوم رہتا تھا کبھی کھانے کی میز پر وہ آدھ گھنٹہ سے زیادہ نہ بیٹھا۔ لیکن جہاز پر یہ حالت تھی کہ ایک کھانے کے اٹھائے جانے اور دوسرے کے رکھے جانے میں صرف ایک گھنٹہ لگ جایا کرتا تھا۔ اور پھر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے جام شراب کے دَور میں اور صرف ہوا کرتے تھے۔ اور اس لیے دوسروں کے خیال اور لحاظ سے نپولین کو بھی اتنی ہی دیر میز پر بیٹھا رہنا پڑتا تھا۔ اُس کی کرسی کے پیچھے اس کے

دو ملازم کھڑے رہتے تھے اور کھانا رکھتے جاتے تھے۔ نپولین بہت ہی قلیل غذا کھاتا تھا اور سب سے زیادہ سادے کھانے اس کو مرغوب تھے۔ اور کھانے کی نہ کبھی تعریف کرتا اور نہ اُن کو ناقص بتاتا۔

عموماً جب انگلستان کے دستور کے موافق لیڈیاں میز سے چلی جاتی ہیں۔ نپولین بھی اُسی وقت میز سے چلا جاتا۔ جب شاہنشاہ میز سے رخصت ہوتا سب حاضرین تعظیم سے کھڑے ہو جاتے اور اُس وقت تک کھڑے رہتے جب تک وہ کمرے سے باہر ہو جاتا۔ یہ کیا بات تھی یہ بات یہ تھی کہ یہ شرفا اُس شخص کی فطرتی طور سے تعظیم کرتے تھے جو بنی نوعِ انسان میں سب سے زیادہ عظیم الشان تھا اور اب اپنی عدیم المثال مصائب پر راضی و شاکر تھا۔ اُس کے رفقا میں سے ایک یا دو شخص ہمیشہ اُس کے ہمراہ جہاز کے عرشے پر جاتے تھے یہاں وہ ایک یا دو گھنٹے تک ٹہلتا تھا اور بڑی خوش خلقی اور بے تکلفی سے اپنے دوستوں سے باتیں کرتا تھا یا اُن سے باتیں کرتا جو اُس کے سامنے آجاتے اور اپنے گذشتہ دَورِ زندگی سے تمامی واقعات یعنی اپنی لڑائیوں۔ فتوحات اور ہزیمتوں کا بلاکم و کاست ذکر کرتا تھا۔ اور ان بیانوں میں جبکہ اُس کو قدرتی طور سے ایک جوش ہوتا تھا وہ کسی اپنے مخالف کے خلاف غصہ یا شکایت کا ایک کلمہ بھی اپنے مُنہہ سے نہ نکالتا تھا۔ دس ہفتے کے بحری سفر میں شاہنشاہ کا ہمیشہ یہی حال اور یہی قاعدہ رہا۔

کیمبرٹین صاحب لکھتے ہیں "کچھ عجیب بات تھی کہ کل تو شاہنشاہ نپولین تمامی یورپ میں سب سے بڑا فرمانروا تھا اور آج اسیر بلا تھا۔ لیکن اُس کی عادات و اطوار میں سرِمو فرق نہ آیا اور تمامی ملاح اور سپاہی اُس کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ اُس کے نام کی ایسی شان تھی اور ایسے عظیم الشان اسیر کے آفتاب شہرت سے ایسی شعاعیں نکلتی تھیں کہ ملاح اُس کی طرف کھنچے تھے اور قاعدہ بھی ہے کہ بڑے نام کی ہستیہ

وقعت ہوتی ہی جس کی سب ہی تعظیم کرتے ہیں۔ اور اس وقت دیکھا جاتا تھا کہ مفتوح قید پر فرماں روائی کر رہا تھا۔“

جہاز پر اٹلی کے بھی چند آدمی تھے اور چند چھوٹے افسر اور ملّاح ایسے بھی تھے جو فرانسیسی زبان نہایت صفائی سے بولتے تھے نپولین اکثر بڑی خوشی سے ان کو بلا کر اپنا ترجمان بناتا تھا۔ ایک دن نپولین نے جہاز کے ایک ملازم کو دیکھا جو ناخدائی کام کرتا تھا اور اُس کا فرض یہ تھا کہ جہاز بہ حفاظت سمندر میں جائے۔ لیکن اس افسر کے دوش پر کوئی جھبّہ نہ تھا لہذا وہ امیر البحر کاک برن اور دوسرے افسروں کے جلسے میں آنے کا مجاز نہ تھا اس شخص سے شاہنشاہ نے بہت دیر تک باتیں کیں اور اس کی ذکاوت سے خوش ہو کر کہا: ”کل آ کر کھانا میرے ساتھ کھائیو۔“

اس سے غریب افسر کو سخت پریشانی ہوئی اور افسردگی سے کہنے لگا: ”امیر البحر اور میرا کپتان ہم جیسے چھوٹے عہدہ داروں کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہیں کرتے ہیں۔“

شاہنشاہ نے کہا: ”بہت اچھی بات ہی۔ اگر وہ لوگ یہ بات گوارا نہیں کرتے تو اُن کے حق میں اور بھی بُری بات ہے۔ تم میرے کمرے میں میرے ساتھ کھانا کھائیو۔“

اس کے بعد امیر البحر کی نپولین سے ملاقات ہوئی، اور اُس کو یہ واقعہ معلوم ہوا اور اُس نے کہا: ”اُس شخص کے واسطے کسی قسم کے قاعدہ کی پابندی نہیں ہی جس کو جنرل بوناپارٹ اپنے ساتھ کھانا کھانے کو مدعا کرے۔“ اور پھر اُس افسر کو بلا کر کہا۔ ”کل تم کھانے پر آؤ تمھاری شرکت سے بڑی خوشی ہو گی۔“

نپولین کو تو ایسے اخلاق کی ہمیشہ سے عادت تھی لیکن انگریزی جہاز پر یہ بات ضرور بڑے تعجب کی خیال کی گئی اور اسی وقت تمام جہاز پر یہ خبر پھیل گئی۔ اور ہر ملا

یہ بات محسوس ہوئی کہ اُس کے اور شاہنشاہ کے مابین اتحاد کا ایک رشتہ ہی۔ ترپن رجمنٹ کے سپاہی جو سینٹ ہلینا کو نپولین کی حفاظت و حراست کے لیے جا رہے تھے اور جہاز کے تمامی ملاح اُس کے ویسے ہی جاں نثار ہو گئے تھے جیسے فرانسیسی سپاہی اور فرانسیسی ملاح ہوئے۔

جہاز کے گوشے پر ٹہلنے کے بعد نپولین ایک توپ پر بیٹھ جاتا اور بڑی دیر تک نہایت خوشی سے باتیں کرتا رہتا اور اس توپ کا نام آخر میں "شاہنشاہ کی توپ" ہو گیا۔ شائقین و مشتاقین کا ایک گروہ ہر وقت اُس کے گرد جمع رہتا۔ اور لیس کیس عموماً ان گفتگوؤں کو قلم بند کر لیا کرتا تھا۔ جب نپولین کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے لیس کیس کی کتاب کو منگوا کر دیکھا اور اُس کے چند صفحات پڑھے اور پھر وقت بہلانے کو تجویز کیا کہ اپنی مہمات کے حالات دَوران سفر میں لکھوایا کرے۔

۷۔ اکتوبر۔ بیڑے کو ایک فرانسیسی جہاز ملا۔ اور نارتھ امبرلینڈ جہاز کا ایک افسر اُس پر گیا اور کہا کہ میرے جہاز پر شاہنشاہ نپولین ہی اور میں اُس کو سینٹ ہلینا لیے جاتا ہوں اس خبر سے فرانسیسی کپتان سخت تعجب میں ہوا اور کہنے لگا "تم نے ہمارا خزانہ لوٹ لیا تم نے ایسے شاہنشاہ کو لے لیا ہی جو یہ بات جانتا تھا کہ ہم لوگوں پر ہمارے مذاق اور اطوار کے موافق کس طرح حکومت کی جا سکتی تھی۔"

شاہنشاہ ہر روز اپنے واقعات لکھوا کر وقت بہلایا کرتا تھا۔ لیس کیس لکھتا ہے کہ جب شاہنشاہ لکھوانا چاہتا تھا تو وہ اُٹھ کر ٹہلنے لگتا تھا۔ اور لکھوانا شروع کرتا تھا۔ وہ اس طرح بولتا تھا کہ گویا اُس کو الہام ہو رہا ہی۔ یعنی مقامات اور واقعات کی تاریخیں اور وہ فقرے جو اُن موقعوں پر بولے گئے تھے۔ غرضکہ وہ کسی موقع پر نہ رکتا تھا۔"

۱۵۔ اکتوبر۔ شام کی اندھیری جھکنے کے قریب تھی کہ مستول کی چوٹی سے آواز آئی زمین آ پہونچی۔ فاصلہ پر کچھ دُھندھلا دُھندھلا ابر سا نظر آیا جو نحوست سے شاہنشاہ

کے محبس اور قبر پر کفن کی طرح پڑا ہوا تھا۔ اور دوسرے دن دوپہر کو نارتھ امبرلینڈ نے سینٹ ہلینا کے بندر میں لنگر ڈالا۔ نپولین نے دوربین کے ذریعہ سے غیر متغیر بشرے سے ویران اور طوفانی جزیرے کو دیکھا۔ ناہموار چوٹیاں جن پر سبزے کا نام بھی نہ تھا آسمان تک بلند تھیں۔ اور ایک بڑی کھاری کے قریب اجاڑ سا ایک گاؤں آباد تھا چٹانوں اور ہر ایک درار۔ اور ہر ایک طاق و شگاف میں توپیں لگی ہوئی تھیں۔ اب شاہنشاہ کو فرانس چھوڑے ہوئے تین ماہ ہوگئے تھے۔ اور انگلستان سے یہاں تک پہونچنے میں ستر دن لگے تھے۔ وزراے انگلستان کا سخت حکم تھا کہ اُس وقت تک شاہنشاہ ساحل پر نہ اُترنے پاسے جب تک اُس کا محبس اچھی طرح محفوظ و مستحکم نہ ہو جائے۔ لیکن امیر البحر کاک برن نے ایسے ظلم کو روا نہ رکھا اور فرانسیسی جماعت کو اطلاع دیدی کہ کل ساحل پر اُتار دیے جائینگے۔

سینٹ ہلینا چٹانوں کا ایک اجتماع ہے جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آتش فشانی خروش کی وجہ سے بلند ہو کر سمندر کی سطح سے اونچا ہو گیا ہے۔ یوروپ سے اُس کا فاصلہ چھ ہزار میل ہے اور براعظم افریقہ کے قریب سے قریب زمین کا اُس سے بارہ سو میل فاصلہ ہے۔ اس ویران چٹان کا طول دس میل اور عرض چھ میل ہے اور منطقہ محروقہ کی سخت دھوپ سے تپتا رہتا ہے اور سطح سمندر سے ایک قلعہ کے مثل بلند نظر آتا ہے اور ہر سمت سے نہایت بلند عمودی دیوارسے موجود ہی جس کی بلندی چھ سو فیٹ سے لے کر بارہ سو فیٹ تک ہے اور اس میں صرف تین ایسے شگاف ہیں جن میں داخل ہو کر جہاز جزیرے کے قریب پہنچتا ہے اور ان شگافوں پر کثرت سے توپیں لگا کر ان کو نہایت محفوظ و مستحکم کر لیا ہے۔

جزیرے میں اس وقت پانسو کے قریب یوروپ کے گورے رنگ والے باشندے تھے جن میں دو سو کے قریب سپاہی تھے ان کے علاوہ قریب

تین سو کے غلام بھی تھے۔ جزیرہ کی آب و ہوا نہایت ناقص تھی اور امراض جگر اور پیچش کی ہمیشہ شکایت رہتی تھی چنانچہ مان ٹھولون نے لکھا ہے "کہ ایک مثال بھی موجود نہیں ہے کہ کوئی شخص پچاس سال کی عمر تک یہاں پہونچا ہو"

۱۷۔ اکتوبر شام کے قریب شاہنشاہ مع چند رفیقوں کے کشتی پر سوار ہو کر کنارہ پر پہنچا۔ جہاز چھوڑنے سے قبل اُس نے کپتان کو بلایا اور بڑی محبت کے ساتھ اُس سے رخصت ہوا اور کہا کہ "میری طرف سے جملہ افسروں اور ملاحوں کا شکریہ کرنا"۔ جہاز کے تمامی افسر اور ملازم شاہنشاہ کی رخصت کے وقت عرشے پر اور زینہ کے قریب جمع ہوئے اور بہت سے ایسے لوگ جو آنسو بہانے کے عادی نہ تھے زار زار رو رہے تھے۔ واقعی سخت ماتمی منظر آ رہا تھا اور جب شاہنشاہ کو قوی بازو ماجھی کشتی میں سوار کر کے گورستان کی طرف لے چلے تو ایک سناٹے کا عالم تھا۔

موجوں کے پیچھے آفتاب غروب ہو چکا تھا اور شفق کی سرخی زائل ہو رہی تھی کہ شاہنشاہ خشکی پر اترا۔ جیمس ٹاؤن کی سنگلاخ سڑک پر چلا۔ اسی ذلیل گاؤں میں انگلستان کے شاہی اسیر کے لیے ایک چھوٹا سا خیمہ آراستہ کرنا تجویز کیا گیا تھا۔ اُس کے رفیقوں نے اُس کا آہنی سفری پلنگ بچھا کر اوپر سے ایک گدا پھیلا دیا اور کمرے کے سامان کے متعلق اور چند اشیا جو اپنے ہمراہ جہاز سے لائے تھے رکھ دیں اور اس پر نپولین کے کمرہ کی کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے کھنچوا دیے۔ وہ بند ہو گیا۔ جیمس ٹاؤن کے تمامی باشندے ایسے شخص کو جھلک دیکھنے کو آ کر جمع ہو گئے جس نے صرف نام سے بادشاہان یورپ پر لرزہ چڑھا رکھا تھا۔ نپولین خاموش، مستقل اور افسردہ تھا۔ اس نے ملازموں کو کمرے سے رخصت کر کے روشنی گل کر دی اور ایسا آرام کرنے کو جو ایسے حال اور ایسے مقام میں میسر آ سکتا تھا لیٹ رہا اور سینٹ ہلینا میں شاہنشاہ نپولین کی پہلی شب کا بس یہ حال تھا۔

سینٹ ہلینا کی ایک ویران چٹان پر جیمس ٹون سے تین میل سطح سمندر سے پندرہ سو فیٹ اونچی ایک کھاری واقع تھی جس کے گرد اونچے کراڑے تھے۔ اسی غار میں جہاں سبزی کا نام نہ تھا اور جہاں چند زرد رو اور طوفان زدہ ببولوں کے درختوں نے ویرانے کو اور ویران بنا دیا تھا ایک اجڑا ہوا جھونپڑا تھا۔ پہلے اصل میں یہاں گائیں رکھی جاتی تھیں۔ بعد کو اس کی کچھ مرمت کر لی گئی تھی اور جیمس ٹون کی شدید گرمی سے پناہ لینے کو لوگ گاہے گاہے یہاں چلے جایا کرتے تھے۔ اور اسیر کے قیام کے لیے یہی مکان مقرر کیا گیا تھا۔ جزیرے کے آباد حصہ سے یہ علٰحدہ تھا اور ان مقامات سے جہاں جزیرہ کے کنارے کشتیاں پہنچ سکتی تھیں سب سے زیادہ دور تھا اور بقول امیر البحر کاک برن کے گورنر نے یہ بات بہت ضروری سمجھی کہ نپولین کو کشتیاں نظر نہ آئیں۔ جھونپڑے کے سامنے ایک ہموار میدان تھا جو ہواخوری کے لیے موزوں تھا۔

۱۰ اکتوبر کی صبح کو نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے قیدخانے اور قبر کے ملاحظہ کو روانہ ہوا۔ امیر البحر کاک برن اور جنرل برٹ رینڈ اس کے ہمراہ تھے اور جب اس نے اس نشیمن کو دیکھا جو اس کے واسطے تیار کیا گیا تھا تو رنج و خوف سے اس کا حال تیرہ ہو گیا لیکن بڑے سکوت کے ساتھ اس نے اپنے روحانی صدمہ کو ضبط کیا جھونپڑا ایسا تنگ اور خراب تھا کہ کم سے کم دو ماہ مرمت ہونے کے بعد کسی قدر شاہنشاہ اور اس کے رفیقوں کے رہنے کے قابل ہو سکتا تھا۔ اور امیر البحر نے اپنے دوسرے مراسلے میں گورنمنٹ برطانیہ کو لکھا

"مجھے یہ لکھنے سے افسوس ہے کہ جس وقت سے جنرل بوناپارٹ یہاں جہاز سے اترا ہے خلاف سابق کے اپنی تقدیر پر قانع نہیں ہے اور کم مطمئن ہے۔ اس کا سبب میری رائے میں یہ ہے کہ جزیرے کی خشک اور ویران صورت نے اس پر اثر پڑا ہے اور اس کو اور اس کے رفیقوں کو یہ توقع باقی نہیں ہے کہ یہاں تفریح کے وہ سامان

میسر آئیں جن کے وہ عادی ہیں۔"

اسی کے ساتھ امیرالبحر نے یہ بھی لکھا کہ "یہ فوج اور یہ جہاز جو میرے ہمراہ آئے ہیں قیدی کی حفاظت کے لیے کافی نہیں ہیں دو جنگی جہاز اور بھیجے جائیں۔"

نپولین لانگ وڈ سے افسردہ اور غمگین لوٹ رہا تھا اور اُن کا کسی طرح جی نہ چاہتا تھا کہ جیمس ٹون کے کمرے میں جہاں ہر وقت سنگینوں کا پہرہ رہتا تھا اور مشتاق لوگ کثرت سے جمع رہتے تھے قیام کرے۔ رستہ میں اُس نے ایک خرمن گاہ دیکھا جو ذرا علیحدہ کو واقع تھا۔ اُس مقام کا نام بریرز تھا۔ نپولین نے پوچھا کہ "لانگ وڈ کی مرمت ہونے تک کیا میں یہاں قیام کرسکتا ہوں؟" یہاں ایک نہایت شریف النفس شخص رہتا تھا اور اُس کا کنبہ بھی اُس کے ساتھ تھا۔ اس شخص کا نام بال کوم تھا۔ یہ مکان ایک منزل کا تھا اور صرف پانچ کمرے تھے۔ مگر مسٹر بال کوم نے ایک کمرہ بخوشی شاہنشاہ کو دینا منظور کرلیا۔ مکان سے چند ہی گز کے فاصلہ پر ایک اور بنگلہ تھا جس میں ایک کمرہ نیچے اور دو چھوٹے چھوٹے اوپر کی منزل میں تھے۔ نپولین نے مسٹر بال کوم کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا اور اپنے قیام کے لیے اسی مکان کو منتخب کیا۔ امیرالبحر بھی اس تجویز پر راضی ہوگیا اور یہاں شاہنشاہ دو مہینے تک رہا۔ اور اُس کا سفری پلنگ نیچے والے کمرے میں رہا۔ یہیں وہ کھاتا۔ سوتا۔ پڑھتا اور لکھواتا تھا۔ لیس کیس اور اُس کا بیٹا اوپر کے ایک کمرے میں چلے گئے اور مارچینڈ دوسرے میں رہا۔ مسٹر بال کوم کے خاندان میں وہ خود۔ اُس کی بیوی۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان لڑکیوں میں سے ایک ایلیزبیتھ تھی بعد کو جس کا نام مسٹرلیس ایبل ہوا اسی دوران میں جبکہ شاہنشاہ بنگلہ میں رہتا تھا چھوٹی لڑکی شاہنشاہ کے پاس بہت آتی تھی اور اُن بچپن کی ملاقاتوں کا حال مسٹرلیس ایبل نے بڑی خوبی سے لکھا ہے۔ وہ لکھتی ہے "جب میں نے پہلے نپولین کا نام سنا تو میں خیال کرتی تھی کہ وہ

کوئی بڑا بھاری دیو ہوگا اور اس کی لال لال انگارہ سی دہکتی ہوئی آنکھیں ہونگی اور منہ کے باہر نکلے ہوئے لمبے لمبے دانت ہونگے جن سے وہ چھوٹی شریر لڑکیوں کو پھاڑ کر کھا جاتا ہوگا۔ جب میں ذرا بڑی ہوئی تو یہ بچپن کا خیال تو جاتا رہا لیکن میں اُس کے نام سے ڈرتی اُسی طرح رہی اور نپولین کے نام کے ساتھ جتنی بُری اور ڈراونی باتیں ہوتی ہیں میرے دل میں پیدا ہو جایا کرتی تھیں۔ مینے اُن مذموم جرائم کا حال بھی سنا تھا جو اُس سے منسوب کیے گئے تھے۔ اور جب مجھے یہ بتایا جاتا تھا کہ وہ تو آدمی ہے تو میں اُس کو اُس وقت بھی سب آدمیوں سے زیادہ خراب خیال کرتی تھی۔ اور کچھ مجھ اکیلی کا یہ خیال نہ تھا بلکہ مجھ سے بڑی اور مجھ سے سمجھدار لڑکیاں بھی یہی خیال کرتی تھیں اور میں کہہ سکتی ہوں کہ انگریزی لڑکیوں میں سے جماعتِ غالب کا یہی خیال تھا۔ اول درجہ کے بہت اخباروں میں اس کو بھوت اور شیطان لکھتے ہیں۔ اور فرانس کے رہنے والے جو اس زمانہ میں انگلستان میں رہتے تھے اُس کے اور بھی زیادہ دشمن تھے۔ پس یہی دو ذریعے تھے جن سے ہم اس کا حال سنتے اور اُس کی بابت رائے قائم کیا کرتے اور اُس کی صورت کا خیال باندھا کرتے تھے۔

" اب مینے پہلی دفعہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ وہی نپولین تھا جس سے مینے ڈرنا سیکھا تھا۔ مجکو وہ ہول اور خطرہ جو اُس کے نام سے ہوا کرتا تھا اس وقت کیسا صاف یاد ہوتا تھا دراں حالیکہ میں اس کی صورت دیکھ کر حیرت سے اپنی جی میں تعریفیں کر رہی تھی۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس بلندی نے اُن سب باتوں کو پورا کر دیا تھا جو ایک سردار کو شاندار بنانے کے لیے کافی ہوتی ہیں اُس کا چہرہ زعفرانی تھا اور مینے اس کے چہرہ کو بڑے غور سے دیکھا۔ اگرچہ وہ ذرا روکھا غیر متحرک اور کسیقدر سختی ظاہر کرتا تھا لیکن وہ نہایت ہی حسین تھا۔ وہ ہمارے دروازے کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھا۔ اور ایک تیز متجسس نگاہ سے کمروں کو جانچ لیا۔

اور بریز کی عمدہ مقامی حالت پر والدہ کو مبارکباد دی۔ اور جیسے ہی اُس نے تبسم کر کے باتیں شروع کیں میرا سب ڈر اور خوف جو پہلے سے جی میں بیٹھا ہوا تھا فوراً نکل گیا۔ اُس کی گفتگو ایسی نرم اور اُس کا اخلاق ایسا وسیع تھا اور وہ ایسا محبت والا تھا کہ چند ہی روز میں بڑی نڈر ہی اور بے تکلفی سے میں اُس کے پاس جانے اور کھیلنے لگی اور میں اُس کو اپنی جیسی چھوٹی عمر کا اپنا رفیق سمجھتی تھی اور مجھکو ہرگز یہ خیال نہ ہوتا تھا کہ یہ وہی جیرولی جنگجو سردار ہے جس کے نام سے دنیا کا رنگ زرد ہو جایا کرتا تھا۔

"آج تک میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو نپولین کی برابر بچوں کی آزادانہ حرکات کو برداشت کرسکتا ہو۔ بچوں کی ہر ایک خوشی اور ہر ایک کھیل میں بچوں کی طرح وہ شریک ہو جاتا تھا اور میں تو ایسی ایسی شرارتیں اور حرکتیں کرتی تھی کہ دوسرا اُن کی کبھی برداشت نہ کرتا لیکن نپولین کبھی ناراض یا چیں بہ جبیں نہ ہوا اور نہ کبھی اُس نے اپنے رتبے یا عمر کا خیال کیا کہ میں اُس سے طفلانہ بے تکلفی کرتی اور وہ میری حرکات پر ورگذر نہ کرتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ جب میں اُس کے پاس جاتی تھی اُس کو اپنی عمر کا اپنا بھائی یا کھیل کا ساتھی یقین کرتی تھی میرے والدین مجھے نصیحت کرتے تھے اور میں خود بھی خیال کرتی تھی کہ اُس کا لحاظ کرنا چاہیے لیکن جہاں میں اُس کے سامنے پہونچی اور وہ مسکرایا یا اُس نے قہقہہ مارا اور بس سب ادب اور خیال بالائے طاق گیا اور میں معمولی شرارتیں اور طفلانہ حرکتیں کرنے لگی"

شاہنشاہ کو ان بچوں کے آنے اور کھیلنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ اُن کو وہ اپنے عزیز اور دوستوں کی تصویریں دکھاتا تھا اور اُن میں اُس کے محبوب بچے کی بھی تصویر تھی۔ تصویر میں بچہ سجدہ میں جھکا ہوا تھا اور نیچے یہ لفظیں لکھی ہوئی تھیں " میں مہربان خدا سے اپنے باپ۔ ماں اور اپنے ملک کے واسطے دعا کرتا ہوں"۔

رات ہونے پر شاہنشاہ اپنے تنہا اور غیر آراستہ کمرے میں جا لیٹا۔ اُس میں

ایک دوسرے کے مقابل دو دروازے تھے اور دو کھڑکیاں ایک دوسرے کے سامنے واقع ہوئی تھیں۔ کھڑکیوں میں نہ پردے تھے اور نہ جھلملیاں تھیں۔ کمرے میں ایک دو کرسیاں آئیں اور شاہنشاہ کے آہنی پلنگ کو اُس کے ملازم نے درست کر دیا۔ رات کا سناٹا ہو گیا۔ تنہائی اور اُداسی کا حال کا بیان ہو۔ رات کی مرطوب ہوا شاہنشاہ کے پلنگ کے قریب ڈھیلی اور کھڑکھڑانے والی کھڑکی سے سر ٹکراتی تھی۔ لیس کیس یہ کوشش کرکے کہ کھڑکی کو ایسا محفوظ کر دے کہ شاہنشاہ ہوا سے بچ جائے اپنے بیٹے کو ہمراہ لے کر اوپر کے کمرے میں چلا گیا جو سات مربع فیٹ تھا۔ دو خادموں نے اپنے لبادے اوڑھ لیے اور ہر ایک ایک دروازے کے سامنے زمین پر لیٹ رہا۔ ایک انگریزی افسر مسٹر بال کوم کے مکان میں سویا اور کچھ سپاہی رات میں بنگلہ کا پہرہ دیتے رہے کہ نپولین فرار نہ ہو جائے اور بریرز میں نپولین نے پہلی شب گذاری۔

۱۸۔ اکتوبر۔ شاہنشاہ نے رات کے بچے ہوئے کھانے سے ناشتہ کیا۔ میز پر نہ چادر تھی نہ سامنے رکابیاں تھیں۔ اُس نے وہی طریقۂ زندگی اختیار کر لیا جو جہاز میں اختیار کیا تھا۔ ہر ایک گھنٹہ کا جدا کام مقرر تھا۔ پڑھنے۔ لکھوانے اور باتوں میں اُس کے فرانسیسی رفیق شریک رہتے تھے اور ہر ایک کو روزمرہ اُس کے پاس آنے کی اجازت تھی اور ایسی صورت میں سینٹ ہلینا کی اسیری قابل برداشت معلوم ہونے لگی۔ شاہنشاہ میں ایسا ضبط تھا کہ وہ اپنے بُشرہ سے بشاشت کا اظہار کرتا اور اپنی توہینوں اور عُسرت کو خاموشی سے برداشت کرتا تھا۔

۲۰۔ اکتوبر۔ شاہنشاہ نے لیس کیس کے بیٹے کو جس کی چودہ سال کی عمر تھی اپنے ساتھ کھانا کھانے کو بلایا۔ اور اس کے معلم اور تعلیم کے متعلق اُس سے سوال کیے لیکن لڑکے نے اس ذکاوت سے جواب دیے کہ شاہنشاہ نے لیس کیس کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

" دیکھو کیسی نمایاں ترقی کرتی ہوئی نسل میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں۔ بس میرا یہی کام تھا فرانسیسی نوجوانوں کی لیاقت و قابلیت میرا انتقام لینے کو کافی ہے اور کام کی خوبی کو دیکھ بصیرت والے کام کرنے والے کاریگر کی قابلیت کے ساتھ خود انصاف کرینگے اور میرے کاموں کے سامنے حاسدوں اور بدگو لوگوں کو خاک چاٹنا پڑیگی۔ اگر میری یہ نیت ہوتی کہ خود غرضی سے اپنی طاقت کو قائم رکھوں تو میرا پہلا کام یہ ہوتا کہ فرانس میں جہالت پھیلا دیتا اور علم کو پوشیدہ کرتا لیکن مینے علم کو پھیلا دیا اور ابھی فرانسیسی نوجوانوں کو علوم سے وہ وہ فوائد نہ پہنچے تھے جو میں پہنچانا چاہتا تھا۔ وہ یونیورسٹی جس کا خاکہ مینے تجویز کیا تھا ایسی جامع ہوتی کہ دنیا میں نظیر نہ رکھتی اور اُس سے بڑے بڑے فوجی نتیجے نکلتے "۔

۲۴۔ اکتوبر۔ شاہنشاہ کے سب رفقاء اُس کے پاس جمع تھے اور اپنی تنگدستی اور تکالیف کا باہم ذکر کرکے جی کو سمجھا رہے تھے۔ اور لیس کیس اُن کی حالت حسب ذیل لکھتا ہے :۔

" شاہنشاہ نپولین۔ کل تک جس کے اقتدار و اختیار کی کوئی حد نہ تھی اور جو اپنے ہاتھوں سے تاج بانٹتا اور لوگوں کو تاجدار بنا دیا کرتا تھا۔ شان ایزدی ہے۔ کہ آج ایک کلبۂ تنگ و تاریک میں رہتا ہے جو اپنے طول و عرض کے اعتبار سے چند فیٹ سے زیادہ نہیں اور ایک چٹان پر بنا ہوا ہے نہ جس میں کسی قسم کا سامان ہے نہ جس کی کھڑکیوں میں جھلملیاں ہیں نہ پردے ہیں۔ اور یہی ایک اُس کی خواب گاہ ہے۔ اسی میں وہ تبدیلِ لباس کرتا ہے۔ یہی کھانے کا کمرہ ہے۔ اسی میں وہ پڑھتا ہے۔ یہی نشست گاہ ہے اور جب اس کی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے تو شاہنشاہ کو مجبوراً اٹھ کر باہر چلا آنا پڑتا ہے۔ اُس کے کھانے کا یہ حال ہے کہ نہایت ادنیٰ قسم کا دو ایک رکابیوں میں دور سے اس طرح لایا جاتا ہے کہ گویا وہ مجرم اور زندانی ہے

ضروریاتِ زندگی کی طرف سے وہ قطعی محتاج ہیں۔ روٹی اور شراب کی وہ بُری حالت ہے کہ ہم لوگ ویسی کے کبھی عادی نہ تھے اور جن کے چھونے سے گھن آتی ہے۔ پانی قہوہ۔ مکھن۔ روغن۔ یا تو ملتا نہیں اور اگر ملتا ہے تو کسی کام کا نہیں۔ غسل کرنا نصیب نہیں ہوتا اور اُس کی شاہنشاہ کی تندرستی کے لیے بڑی ضرورت ہے۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر تفریح کرنے سے وہ محروم ہیں۔

"اُس کے رفیق اور ملازم اُس سے دو میل کے فاصلہ پر رکھے گئے ہیں اور اُنکو اُس کے پاس جانے کی اُس وقت تک اجازت نہیں ہوتی جب تک کہ ایک سپاہی ہمراہ نہ ہو اور اگر وقت مقررہ سے لوٹنے میں ذرا دیر ہوجائے یا پرول کے بتانے میں غلطی ہوجائے تو رات میں حوالات خانے کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ اور یہ بات قریب قریب ہر روز پیش آتی ہے۔ پس اس جانستاں چٹان پر ہم پر انسان اور قدرت دونوں کے ہاتھ سے عذاب ہے۔"

ہر ایک رفیق نے جب اپنی اپنی مصائب کی داستانِ غم بیان کی تو شاہنشاہ کو جس نے اپنی مصائب اور اذیت کو اب تک خاموشی اور صبر سے برداشت کیا تھا ایک جوش آگیا اور وہ کہنے لگا:۔

"معلوم نہیں ہوتا کہ آخر کس منحوس انجام کے لیے ہم زندہ باقی رکھے گئے ہیں یہ تو عذابِ موت سے مشابہ ہے۔ ناانصافی اور ظلم کے علاوہ اب تو توہین اور طولانی عذاب اور مزید کیا گیا ہے۔ اگر واقعی مجھ سے اس بلا کی نفرت و عداوت تھی تو پھر میرا خاتمہ ہی کیوں نہ فیصل کر دیا گیا۔ چند گولیاں میرے دماغ یا میرے دل کے پار ہوجاتیں اور جھگڑا ختم ہوجاتا اور ایسے جرم کے ارتکاب سے کچھ تو عزم و ہمت اور حوصلے کا ثبوت ہوتا۔ اور اگر آپ لوگوں اور خصوصاً آپ لوگوں کی بیویوں کا واسطہ نہ ہوتا تو میں ایک ادنیٰ سپاہی کی تنخواہ لینے پر بس کرتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھ

ستا کر ایک فرماں روا کے معزز نام کی پادشاہانِ یورپ کیونکر توہین جائز سمجھتے ہیں۔ کیا اُن کو یہ نہیں سوجھتا کہ سینٹ ہلینا کی کارروائیوں سے وہ خود اپنے حق میں کانٹے بوتے اور خود اپنے ہاتھ سے اپنے پیر میں کلھاڑی مارتے ہیں۔ میں اُن کے دارالحکومتوں میں فاتح و فیروز ہو کر در آیا کرتا تھا اور اگر میرے بھی وہی خیالات ہوتے جو آج میرے ساتھ اُن کے ہیں تو بتاؤ کہ کیا نتیجے ہوئے ہوتے۔ مجھے وہ اپنا برادر کہتے تھے اور جمہور کی رائے سے پادشاہ ہو کر میں اُن کا برادر ہوا تھا اس کے سوا اُن کے ساتھ میری یگانگت کی اور دوسری وجوہ بھی موجود تھیں۔ یعنی میری فتوحات۔ مذہب کی نوعیت۔ اور اُن کی حکمت عملی اور خون کے اتحاد نے مجکو اُن کا بھائی بنا دیا تھا۔ اور کیا اُن کو یہ خیال ہی کہ دنیا کی قومیں عقل کی ایسی اندھی ہیں کہ اُن کی حرکات کو نہیں دیکھتیں اور اس سلوک سے جو میرے ساتھ ہو رہا ہے اُن کو کس بات کی توقع ہے؟ بہر حال۔ اے میرے رفیقو۔ تم اچھی طرح شکایت و فریاد کرو کہ وہ غصہ سے بھرے ہوئے یوروپ کے کانوں تک جا پہونچے۔ مگر میرا شکایت یا فریاد کرنا میرے رتبہ کے شایاں نہیں ہی۔ اور میرے صرف دو ہی کام ہیں یا تو حکومت کروں یا خاموش رہوں“

دوسری صبح کو بیڑے کے جہازوں میں سے ایک جہاز کا کپتان جو یورپ کو واپس جا رہا تھا شاہنشاہ کے پاس آیا اور شاہنشاہ نے اُن تمامی تکالیف کی داستان کو جو اُس کو اور اُس کے رفقار کو پہونچ رہی تھیں اُس کے سامنے بیان کر کے کہا کہ انگلستان کے وزرا کو خبر کرنا اور لیس کیس نے شاہنشاہ کی باتوں کی فوراً ایک یادداشت تحریر کر کے افسر کے ہاتھ میں دے دی اور اُس نے وعدہ کیا کہ وزارت تک پہنچا دی جائیگی یہ یادداشت حسبِ ذیل تھی۔

”شاہنشاہ کی خواہش ہی کہ اُس پہلے جہاز کے ذریعہ سے جو سینٹ ہلینا آوے اُس کو اُس کی ملکہ اور بچہ کے حال سے مطلع کیا جاوے اور کیا بچہ زندہ ہے۔ اور اس

موقع پر شاہنشاہ اُن شکایتوں کا اعادہ کرتا ہے جو اُس سلوک کے متعلق وہ اپیل میں کر چکا ہے جو برطانیہ نے اُس کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے :-

یکم۔ گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا ہے کہ شاہنشاہ جنگ میں اسیر کیا گیا ہے۔

نہیں یہ بات غلط ہے وہ جنگ میں اسیر نہیں کیا گیا۔ شاہزادہ ولی عہد کے موسومہ خط سے جو شاہنشاہ نے تحریر کیا تھا اور کپتان میتھ لینڈ سے جس کا سب حال کہدیا تھا صاف دنیا کے سامنے ثابت ہے کہ شاہنشاہ بڑے اعتبار اور خود اپنی خوشی سے انگریزی جھنڈے کی پناہ میں آیا تھا۔ اگر شاہنشاہ چاہتا تو انھیں شرائط کے ساتھ جو خاص اُس کی ذات سے تعلق رکھتی تھیں فرانس چھوڑ کر چلا جاتا۔ لیکن اُس نے اپنی ذات کے مقاصد کو اُس بڑے لطف سے جو ہر وقت اُس کے خیال میں فرانس کے متعلق رہتا ملانے سے نفرت کی۔ وہ چاہتا تو اپنے تئیں شاہنشاہ اسکندر کے حوالے کر دیتا جو اُس کا دوست تھا۔ یا وہ آسٹریا کے شاہنشاہ کے پاس چلا جاتا جو اُس کا خسر تھا۔ لیکن انگریزی قوم کے انصاف پر بھروسہ کر کے اُس نے کسی اور پناہ کا سوائے اُس کے جو انگریزی قوم کے قوانین سے حاصل ہو سکتی تھی سہارا نہ تلاش کیا اور معاملات منازعہ سے دست کش ہو کر اُس نے کسی اور ملک کو سوائے انگلستان کے جانا نہ چاہا جہاں مقررہ آئین کے ساتھ خانگی ارادوں اور تعصبوں کو نظر انداز کر کے حکومت کی جاتی تھی

دویم۔ اگر شاہنشاہ واقعی اسیر جنگ ہوتا تو بھی وہ حقوق جو شائستہ قوموں کو شاہنشاہ جیسے قیدی پر حاصل ہوتے ہیں قومی قانون سے محدود ہوتے ہیں اور وہ حقوق جنگ کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

سویم۔ اگر انگریزی گورنمنٹ نے شاہنشاہ کو اسیر جنگ خیال کیا اگرچہ ہٹ دھرمی ہی سے سہی۔ تو بھی انگریزی گورنمنٹ کے حقوق قومی قوانین سے محدود ہونا چاہیے تھے۔ اور نہیں تو چونکہ انگریزی اور فرانسیسی اقوام کے باہم دوران جنگ میں قیدیو

کے تبادلہ کا کوئی معاہدہ نہ تھا تو گورنمنٹ انگلشیہ کو لازم تھا کہ وحشیوں کے آئین پر عمل کر کے شاہنشاہ کو قتل کر دیا ہوتا اور ایسا کرنا زیادہ رحیمانہ اور منصفانہ ہوتا بجائے اس کے کہ اُس کو اس خوفناک چٹان پر اور پلپائی متھ کے بندر میں بلرافان جہاز پر اُس کو قتل کرنا اُس سلوک کے مقابلہ میں جو اب اُس سے کیا جا رہا ہے ایک برکت اور رحمت ہوتا

ہم یوروپ کے ویران سے ویران ملک میں پھرے ہیں لیکن اس اجاڑ چٹان کی طرح کسی کو ویران اور برہنہ نہ پایا۔ ہم ہر ایک چیز سے جس سے زندگی قابل برداشت ہو سکتی ہی محروم ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرنے تک برابر سکرات موت میں مبتلا رہینگے مسیحی مذہب کا پہلا اصول اور انسان کا بڑا فرض یہ ہے کہ اپنی تقدیر پر خواہ وہ کیسی ہی تلخ ہو قانع رہنا چاہیئے اور اس سے انسان کو خودکشی کر لینا جائز نہیں ہے۔ اور انھیں اصولوں کی پابندی کر کے موجودہ حالات میں زندہ رہنے کو شاہنشاہ اپنا کمال شان و عظمت خیال کرتا ہے۔ لیکن اگر برطانیہ کے وزرا اُس کے ساتھ اسی طریقہ عمل اور اسی سلوک پر اصرار کرنا چاہتے ہیں تو شاہنشاہ اس بات کو اپنی خوش نصیبی خیال کریگا کہ وہ قتل کر دیا جائے ”

بریرز میں یوں ہی افسردگی اور تکلیف سے دن گذرتے گئے اور بہت سے معمار مزدور لانگ وڈ کی مرمت اور توسیع میں کہ شاہنشاہ کے رہنے کے قابل ہو جاے اور اُس کے ہمراہ اُس کے رفقا بھی رہ سکیں مصروف تھے۔ تمامی تعمیر کا مصالح اور سامان مزدور اپنے سروں پر لے کر اُس بلند کگارے پر چڑھتے تھے اور باوجود امیر البحر کی بے انتہا کوشش کے کام جلدی نہ ہوتا تھا۔ شاہنشاہ نے اپنی خوفناک قسمت پر صبر کر لیا تھا اور اپنی بشاشت اور اکثر اوقات بچوں سے ہنسی کھیل میں شریک ہو کر اپنے تئیں بال کوم خاندان میں بڑا ہر دل عزیز بنا لیا تھا۔

مسٹرلیس ایبل لکھتی ہے کہ انگوروں کی ٹٹی کے سرے پر ایک سایہ دار کنج تھا

جہاں مقامی خشکی اور گرمی کو دیکھتے ہوئے بہت ٹھنڈک رہا کرتی تھی۔ اس جگہ سے شاہنشاہ کو بڑی الفت تھی۔ یہاں اکثر چار بجے سے اپنے کاغذات لے کر وہ چلا آتا اور برابر ناشتے کے وقت تک لکھتا رہتا اور جب لکھتے لکھتے خود تھک جاتا تو خود بولتا اور لیس کیس لکھتا اور جب وہ اس مقام پر پہنچا ہوتا تو کوئی اُس کے پاس نہ جا سکتا۔ لیکن شاہنشاہ کی طرف مجھکو اجازت تھی اور میں اس ممانعت سے مستثنیٰ تھی۔ اور یہ حالت تھی کہ جب لیس کیس کو وہ فقرہ لکھواتا ہوتا اور میں آواز دیتی "او باغ کا دروازہ کھول دو" تو وہ جواب دیتا اور دروازہ کھلوا دیتا اور خوشی سے وہ مجھے اپنے پاس آنے دیتا اور تبسم کرنے لگتا"

ایک دفعہ شام کو ایک چھوٹے سفری صندوقچہ کو بغور دیکھنے کے بعد شاہنشاہ نے یہ صندوقچہ لیس کیس کو دے کر کہا "یہ میرے پاس بہت عرصہ سے ہے میں نے اس کو آسٹرلٹز کی جنگ کی صبح کو استعمال کیا تھا اور یہ تمھارے بیٹے امینوئیل کو ملنا چاہیے اور جب وہ تیس یا چالیس برس کا ہوگا تو میں اور تم اُس وقت زندہ نہ ہونگے اور اس واقعہ سے اس کی قدر اور بھی زیادہ ہو جائیگی۔ اور جب لوگوں کو وہ اسے دکھایا کریگا تو کہے گا۔ دیکھو۔ شاہنشاہ نپولین نے یہ میرے باپ کو سینٹ ہلینا میں دیا تھا"

پھر اُس نے بیان کیا کہ جب میں ایلبا سے لوٹ کر آیا تو اُن لوگوں کی ناسپاسی میں بڑی ترقی ہو گئی تھی جن پر میں نے بڑی بڑی عنایتیں کی تھیں۔ اور ان لوگوں کے بہت سے خطوط جو اُنھوں نے بوربون کے خیرخواہوں کو لکھے تھے میرے سامنے پیش کیے گئے تھے۔

" پہلے تو میرے جی میں یہ بات آئی کہ ان لوگوں کو اپنی حفاظت سے خارج کر دوں۔ اور ان کے خطوط کو شائع کر دوں۔ لیکن ایک دوسرے خیال نے مجھ کو روک لیا۔ اور ہم انسان اصل تو یہ ہے کہ ایسے متلون مزاج۔ غیر مستقل

اور آسانی سے بہک جانے والی مخلوق ہیں کہ یہی لوگ جب پھر آ کر میرے شریک ہوئے تو ایسے ٹوٹ کر ملے تھے کہ مجھکو یقین نہ ہوتا تھا کہ وہ واقعی اور از خود مجھ سے نہیں ملے مگر اور اگر پہلے خیال پر میں عمل کرتا تو گویا ان لوگوں کو عین اُسی وقت جبکہ وہ اپنے فرض پر مستعد ہو کر میرے شریک ہونے کو تھے سزا ہو جاتی اور میں نے یہی بہتر خیال کیا کہ گویا مجھکو اُن کی مخالفانہ حرکات کی اطلاع ہی نہ تھی اور میں نے اُن کے خطوط کو جلوا دیا"۔

۳۱- اکتوبر۔ نپولین کو بریز میں دو ہفتے ہو گئے تھے اور اپنے رفقا کے سبب سے اُس کو تسلی و تسکین تھی۔ اور اُس کے کمرے کے سامنے ایک شامیانہ کھڑا کر کے کمرا لمبا کر لیا گیا تھا۔ اُس کا باورچی بھی بریز میں آگیا اور اب کھانا پکنے کے بعد ڈیڑھ میل تک لانے کی ضرورت نہ رہی جیسا اُس وقت ہوا کرتا تھا جبکہ جیمس ٹون میں کھانا پکتا تھا۔ میز کی چادر اور رکابیاں بھی صندوق سے نکال لی گئیں۔ تاہم وقت گذارنا دشوار تھا۔ زیادہ تر شاہنشاہ اپنے کمرے کے اندر ہی رہتا۔ اور یا تو لکھتا پڑھتا رہتا یا اپنے دوستوں سے باتیں کرتا۔ اور بہت زیادہ رات گئے سونے کو لیٹتا۔ اور جس دن اس طرح دیر تک نہ جاگتا تو رات میں آنکھ کھل جاتی اور غمگین خیالات کی تکلیف سے بچنے کو اُسے اُٹھ بیٹھنا پڑتا اور پھر وہ صبح تک بیٹھا ہوا یا تو لکھتا رہتا یا پڑھتا رہتا۔ اب ایک بات اور پیدا ہوئی کہ ذرا ذرا سی باتوں میں شاہنشاہ اور اُس کے رفقا دق کیے جانے لگے اور ہر روز نئے نئے قاعدے پیش کیے جاتے تھے جن سے غلامی بڑھتی جاتی تھی۔ انگریزی حکام کو خبط سا ہو گیا تھا اور وہ یہی ڈرتے تھے کہ نپولین ایسی چٹان سے بھاگ جائیگا جس کے ایک ہزار میل تک چاروں طرف دوسرے براعظم کا نشان تک نہ تھا۔ اور اُس پر طرہ یہ تھا کہ اُس کے کمزور قیام گاہ کے گرد ہر وقت سنتری ٹہلتے رہتے تھے اور جزیرہ کے چاروں طرف جنگی جہاز گشت کر رہے تھے۔ اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس اہتمام سے نپولین کے دشمنوں نے اُس کی حراست کا انتظام کیا تھا تو اُس وقت

اُس کی عظمت و شان کا حال معلوم ہوتا ہے۔ یوروپ کی تمامی سلطنتیں صرف ایک قیدی سے تھرتھرا رہی تھیں اُن کو اچھی طرح معلوم ہو رہا تھا کہ تمامی یوُرپ کے مظلوم جمہور کے دل جوش سے اُسی دم دھڑکنے لگیں گے جس وقت وہ نپولین کا نام سُنینگے اور مسرت سے وہ آپے سے باہر ہو جائینگے۔ لہذا شاہنشاہ کی ہر ایک حرکت اور ہر ایک فعل کی نگرانی ہوتی تھی۔ تار برقی کا سلسلہ قایم کر کے بریز کی ہر بات کی خبریں لون کو خبر پہونچائی جاتی تھی۔ فرانسیسی شرفا خود اُس کے کمرہ میں اُس وقت تک بات نہ کر سکتے تھے جب تک کہ ایک انگریزی سارجن پاس موجود نہ ہو۔ جب ایسی ایسی باتیں ہونے لگیں تو شاہنشاہ نے لیس کیس سے کہا کہ امیر البحر کاک برن کو یہ سب باتیں شکایت کے طور پر لکھ بھیجو کہ ایسی چھیڑ اور ایسی بیکار باتوں سے کیا فائدہ ہے۔ اور یہ شکایتی مراسلہ لے کر جنرل برٹ رینڈ امیر البحر کے پاس جانے پر مامور کیا گیا۔

لیکن جنرل برٹ رینڈ نے اس خیال سے کہ ایسے شکایتی مراسلہ سے اور رنج پیدا ہوگا اور تکالیف میں اضافہ کیا جائیگا۔ یہ مراسلہ امیر البحر کو نہ دیا اور جب نپولین کو معلوم ہوا کہ مراسلہ نہیں دیا گیا تو اُسے تعجب ہوا۔ اور ناراض ہو کر اُس نے گرانڈ مارشل برٹ رینڈ سے کہا "اگر اس وجہ سے کہ اس مراسلے کے مضمون سے تم مطمئن نہ تھے یا تم کو یہ خیال تھا کہ وہ غصہ کی حالت میں لکھوایا گیا تھا اور تم نے اُسے امیر البحر تک نہ پہنچایا تو اس سے تمہاری خیر طلبی ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ایسی حالت میں ایک دو گھنٹہ کا وقفہ کافی تھا اور اس کے بعد تم نے اپنی رائے کا مجھ پر اظہار کر دیا ہوتا۔ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری بات کی وقعت کرتا ہوں اور تمھاری رائے کو بغور و توجہ سنتا اور اگر تم حق پر ہونا ثابت کر دیتے تو میں تمھاری رائے سے اتفاق کر لیتا۔ لیکن دو ہفتے کی دیر کر دینا اور مجھ سے یہ نہ کہنا کہ ہم نے مراسلہ امیر البحر کو نہیں دیا ایسی بات ہے کہ تم عذر پیش نہیں کر سکتے۔ اچھا اس کا جواب دو"

امیر البحر کو مراسلہ نہ دینے کے متعلق برٹ رینڈ نے صرف یہی جواب دیا کہ: "کہ اپنی رائے میں میں نے اچھا کیا ہے اسیلئے کہ مراسلہ کا مضمون مناسب نہیں ہے اور نہ وہ اچھی نیت سے لکھا گیا تھا"

پنولین نے جواب دیا "برٹ رینڈ شاید تم ہی حق پر ہو"۔ اور پھر گہری خاموشی کے بعد کہا "ہاں برٹ رینڈ تم ہی حق پر ہو۔ میرے رفیقوں کو صرف شکایت کرنا مناسب ہے۔ میرے رتبہ اور طرز عمل کا یہی تقاضا ہونا چاہیے کہ میں خاموش رہوں"

جنرل برٹ رینڈ نے اس کے بعد اپنے نام سے امیر البحر کو ایک شکایتی مراسلہ لکھا جس میں تمامی تکلیفوں کا حال لکھ کر آخر میں وہ لکھتا ہے :۔

" افسران با اختیار کو لازم اور زیبا تو یہی ہے کہ شاہنشاہ کے ساتھ اس طرح پیش آئیں کہ اپنی اسیری کی تمامی مصائب اُس کو بھول جائیں۔ اور مجھکو یہ لکھنے میں پس و پیش نہیں ہے کہ جو کچھ اُس کے ساتھ ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر وحشیوں اور سنگ دلوں کو بھی ترس آ جائیگا اور وہ بھی لحاظ کرینگے۔ اس سنگلاخ جزیرے سے شاہنشاہ کا نکل کر چلا جانا آپ کا خطرۂ بے سود ہے اسیلئے کہ کہیں کسی جانب کوئی رستہ ہی نہیں اور اگر یوں ہی ضروری خیال کیا جاوے تو ساحل پر اور زیادہ پہرا کر دیا جاوے لیکن ہم کو جزیرہ میں آزادی سے پھرنے کی اجازت ملنی چاہیئے۔ اور یہ بھی مناسب ہے کہ ہم کو شاہنشاہ کے قریب قیام کرنے کی اجازت دی جاوے کہ ہم اُس کے ساتھ رہ سکیں"۔

لیکن امیر البحر نے بیکسی اور مصیبت پر توہین کے نشتر سے اور چرکے دے کر اپنے تئیں بے عزت کیا یعنی جواب میں لکھا :۔

" بندگاہ سینٹ ہلینا۔

۶ نومبر ۱۸۱۵ء

جناب من۔ آپ کا مراسلہ مورخہ ۵ نومبر موصول ہوا جس سے آپ مجھکو باطلاع

سرکاری طور پر یہ ظاہر کرنے کو مجبور کرتے ہیں کہ سینٹ ہلینا میں واقعی کوئی شاہنشاہ اس وقت موجود نہیں نہ اس رتبہ کا کوئی شخص میرے ہمراہ نارتھ امبرلینڈ جہاز پر سوار ہو کر ادھر آیا ہے۔ اور جواباً آپ کو لکھا جاتا ہے کہ مجھ کو ہدایت ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی شخص مقررہ حدود کے باہر جہاں پہرا قائم ہے بغیر انگریزی افسر کو ہمراہ لیے ہوئے نہیں جا سکتا"۔

یقیناً انگریز اس سے زیادہ اور کیا توہین کر سکتے تھے کہ نپولین کو شاہنشاہ کے خطاب سے مخاطب کرنے سے انکار تھا اور اس طرح اس کو غاصب ہونے کا داغ بدنامی لگایا جاتا تھا۔ لیکن اس بات پر اصرار کرنا کہ نپولین کی رعایا اور اس کے ذاتی دوست جو سالہا سال تک اس کو مسیحی یورپ کا سب سے بڑا شاہنشاہ اور فرماں روا تسلیم کر چکے تھے اس کو شاہنشاہ نہ کہیں اور اس طرح خود اپنے تئیں ایک غاصب کا شریک قرار دیں ایسے ظلم کی بات ہے کہ وحشی سے بھی جس کی توقع نہ کی جائیگی۔ ان براہین اور دلائل کو جو نپولین نے اپنے شاہنشاہ ہونے کے متعلق قائم کی تھیں توڑ دینا محال ہے۔ وہ جب فرانس کا شاہنشاہ بنایا گیا تو بڑی سنجیدگی سے تاج پوشی کی رسم عمل میں آئی۔ فرانسیسی قوم نے بڑے جوش مسرت سے اس کو شاہنشاہ تسلیم کیا۔ انگریزی وزارت کا نپولین کو شاہنشاہ نہ تسلیم کرنا ایسا ہی طفلانہ اور چھچھورا فعل ہے جیسے وہ کہنے لگیں۔ جنرل آگسٹس قیصر یا کرنل شارلیمان۔ لیکن برطانیہ کے وزراء کے اس ولی ارادہ کو دنیا نے اپنے قدموں کے نیچے پامال کر دیا اور نفرت کے ساتھ پامال کیا۔ اور ہم پوچھتے ہیں کہ اب کس شخص کو یہ خیال باقی ہے کہ شاہنشاہ نپولین کو جنرل بونا پارٹ کہے۔ اور تاہم اپنے سرکاری مراسلات میں جو برطانیہ کے وزراء کے نام بھیجے ہیں۔ جناب سر جارج کاک برن صاحب اس تصنع اور بناوٹ کو اس حد تک پہنچا رہے ہیں کہ پوچھتے ہیں سینٹ ہلینا میں لفظ شاہنشاہ سے کون شخص مراد ہے۔ کاک برن نے اول باتھرسٹ کو لکھا:-

بندگان والا کی جناب میں عرضہ پرداز ہوں کہ مانسیور برٹ رینڈ کے مراسلے متعلق حضور والا میں کچھ گذارش کرنے کی ضرورت تو نہ تھی لیکن جنرل بوناپارٹ اگر لفظ شاہنشاہ سے یہی شخص مراد ہے موجودہ تنگی میں محض اپنی خوشی اور خواہش سے رہتا ہے اور صرف ایک اور بات لکھ کر میں عریضہ کو ختم کرتا ہوں کہ جب سے میں جزیرے میں حاضر ہوا ہوں ان لوگوں کو اُن کی حالت دیکھتے ہوئے جہاں تک ہوسکا ہے مینے آرام دینے کی کوشش کی ہے۔"[1]

---

[1] چونکہ نپولین نے بڑی مستعدی سے سلطنت سے دست کش ہونے پر جنرل ڈیوراک یا کرنل میورن کا نام اختیار کر لینے پر رضامندی ظاہر کر دی تھی اس سے ثابت ہے کہ خطاب شاہنشاہی پر جھگڑا کرنے میں وہ ایک ضروری اصول کو مد نظر رکھے ہوئے تھا اور طفلانہ خود بینی کا اُس پر کسی قسم سے اثر نہ تھا۔ مگر انگلستان کے وزرا اس پر راضی نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ اُس اڈیٹر نے بھی جس نے سینٹ ہلینا کے متعلق سر ہڈسن لو کی تحریروں کو شائع کیا ہے وزرا کی اس کارروائی کو نامنصفانہ لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے :۔

" نپولین نے اپنے دعوے پر کہ شاہنشاہ کے لقب سے مخاطب کیا جائے دلائل قائم کی ہیں جن کو باطل ثابت کر دینا دشوار ہے یہ سچ ہے کہ ہم انگریزوں نے اُن کو شاہنشاہ تسلیم نہ کیا تھا لیکن اس میں کوئی کلام ہو نہیں سکتا کہ فرانس میں وہ شاہنشاہ ضرور تھا۔ لیکن اس میں کیا دشواری تھی کہ سابق شاہنشاہ کے نام سے مخاطب کیا جاتا جس سے گذشتہ تاریخ اور موجودہ واقعات کی کافی طور سے توضیح ہو سکتی۔ یا اگر شاہنشاہ تسلیم نہ کرنا تھا تو انگلستان کی وزارت کو لازم تھا کہ خود نپولین کی خواہش کے موافق بیرن ڈیوراک یا کرنل میورن کا نام جو اُس نے خود تجویز کیا تھا تسلیم کر لیا ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ جب سر ہڈسن لو نے اس معاملہ کی طرف اشارہ کیا تو لارڈ باتھرسٹ نے اُس پر کچھ بھی توجہ نہ کی

رسالہ سر ہڈسن لو۔ جلد اول صفحہ ۴۔

کپتان پاپلٹن گارڈ اور جاسوس بنا کر ہر وقت شاہنشاہ کے پاس رکھا گیا تھا۔ اور اُس کو حسب ذیل ہدایت تھی۔

”تمھارے جیسے فرائض پورے کرنے والے افسر کا یہ کام ہے کہ اُس مقام سے جہاں جنرل بوناپارٹ دو گھنٹے سے زیادہ قیام کرنے کو غیر حاضر نہ ہو۔ اُس کو یہ کوشش بھی کرنا چاہیے کہ جزیرہ کے ساکن غلاموں میں سے کوئی جنرل بوناپارٹ کے قریب نہ جانے پائے کہ وہ اس غلام سے باتیں کر سکے۔ اور جب سنتریوں کی حدود سے وہ باہر ٹہلنے کو یا سوار ہو کر تفریح کو جائے تو ہمیشہ اُس کے ہمراہ رہنا لازم ہے۔ اور جب کسی حالت میں وہ ساحل کے قریب پہنچ جائے تو افسر کا فرض ہے کہ اُس کو کسی دوسری سمت میں پھیر دے اور جب کسی فرانسیسی کی کوئی انوکھی حرکت یا فعل نظر آئے تو خاص طور سے تاکید کی جاتی ہے کہ امیر البحر کو فوراً مطلع کرے اور ایک سوار ہر وقت اپنے ساتھ رکھے کہ بہ تعجیل تمام خبر بھیجی جا سکے۔ اور جب جنرل بوناپارٹ لانگ ووڈ میں جا کر مقیم ہو تو ہر شب یہ بات دیکھ لینا لازمی ہے کہ نو بجے سب آدمی مکان کے اندر موجود ہیں یا نہیں“

۸ نومبر۔ شاہنشاہ تھک گیا تھا اور طبیعت ناساز تھی۔ لیس کیس نے کہا ”جہاں پناہ گھوڑے پر سوار ہو کر تھوڑی تفریح فرمائیں“ نپولین نے جواب دیا۔ ”اس خیال پر تو میں راضی نہ ہونگا کہ ایک انگریزی افسر ہر وقت میرے ہمراہ موجود رہے۔ ایسی حالت میں تو میں نے قطعی عہد کر لیا ہے کہ سوار نہ ہونگا۔ زندگی میں ہر شے کا ایک اندازہ ہونا چاہیے۔ اگر اپنے جیلر کو اپنے ساتھ رکھنے اور اُس کے دیکھنے سے گھوڑے کی سواری کے فائدے کے مقابلہ میں روحانی صدمہ سے نقصان زیادہ پہونچے تو پھر اس تفریح سے دست کش ہو جانا بدرجۂ اولیٰ مناسب ہے“

۹۔ نومبر۔ لیس کیس کو یہ دیکھ کر کہ ورزش و تفریح نہ ہونے سے شاہنشاہ نہایت صفحہ ۵۵

شکستہ خاطر رہتا ہے اور اُس کی صحت میں فرق آرہا ہے پریشانی ہوئی۔ لہذا اُس نے انگریزی افسر سے جو شاہنشاہ کی نگرانی پر متعین تھا نہایت نرم اور شریفانہ لفظوں میں پوچھا کہ "کیا تم کو ایسی سخت ہدایت ہے کہ اگر شاہنشاہ مکان کے گرد ہی گھوڑے پر سوار ہو کر تفریح کرے تو بھی تم اُس کے ہمراہ رہو۔ اسلیے کہ شاہنشاہ کو ہر وقت اس بات کی یاد دہانی سے کہ وہ قیدی ہے بڑی تکلیف ہوتی ہے"

افسر کا دل رحم سے پگھل گیا اور اُس نے شرافت سے جواب دیا۔

"ہاں مجکو ہدایت تو یہی ہے کہ ہر وقت جنرل بونا پارٹ کے ساتھ رہوں۔ لیکن مکان کے گرد اگر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر تفریح کریگا تو میں اُس کے ساتھ نہ رہونگا۔ اور اس کا جو نتیجہ ہوگا اُس کو میں بھگت لونگا"۔

بن بیس نے بڑے شوق سے دوڑ کر یہ حال شاہنشاہ سے کہا۔ اور اُس نے حسب ذیل جواب دیا۔

"میرا فرض منصب کیونکہ گوارا کر سکتا ہے کہ خود نفع اُٹھا کر ایک بیگناہ افسر کو معرض خطر میں ڈالوں"

شاہنشاہ نے یہ جواب اپنی بڑی عقل اور عالی ظرفی سے دیا تھا۔ کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں افسر سراسیمہ اور پریشان بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا "امیر البحر کی سخت ممانعت ہے کہ ایسی کوئی رعایت کی جائے" جب یہ بات شاہنشاہ کے سامنے بیان ہوئی تو اُس کو ذرا بھی تعجب نہ ہوا۔ اور اُس نے آہستہ سے کہا "گھوڑے واپس کردو۔ کیونکہ اُن کا کچھ کام نہیں ہے" لس کیس کو امیر البحر کے اس ظلم سے ایسا طیش آیا کہ وہ جوش سے کہنے لگا۔

"میں ابھی جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ "جاؤ گھوڑے امیر البحر کو واپس کر آؤ"

نپولین نے کہا "نہیں۔ تم کو اس وقت غصہ ہے۔ اور ایسی حالت میں کوئی

کام درست نہیں ہوتا اور ہمیشہ یہی بات سب سے بہتر ہے کہ دن کے جرم پر ایک رات گذر جانے دی جائے۔"

۱۰- نومبر- شاہنشاہ لیس کیس کو ہمراہ لیکر ٹہلنے گیا تھا- واپسی پر رستے میں اُس کو مسٹر لیس بال کوم اور مسٹر لیس اسٹوارٹ ملیں- مسٹر لیس اسٹوارٹ بمبئی سے لندن کو جا رہی تھی- نپولین اُن سے باتیں کر رہا تھا کہ چند غلام کندھوں پر بھاری بوجھ لیے بڑی محنت و دشواری سے کگارے پر چڑھتے ہوئے اُس تنگ رستہ میں آئے جہاں یہ سب باتیں کر رہے تھے مسٹر لیس بال کوم نے غصہ سے جھڑکا کہ الگ ہٹ جاؤ لیکن نپولین خود ہٹ گیا اور اُنکو رستہ دیکر مسٹر لیس بالکوم سے بولا کہ "میڈم- ان کے بوجھ کا خیال کرنا چاہیے"

مسٹر لیس اسٹوارٹ کو تو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ نپولین ظالم شیطان تھا- اور یہ واقعہ دیکھکر وہ حیرت زدہ ہو گئی اور نرم موثر لہجہ سے مسٹر لیس بال کوم سے بولی-

"بہن کیا ہی نرم و رحیم بشرہ ہے- اور کیسا شریفانہ چال و چلن ہے- اور میری توقع سے یہ سب کیسا خلاف ہے"

۱۳- نومبر- بریرز میں بڑی پابندی اور قاعدہ کے ساتھ وقت صرف کیا جاتا تھا- شاہنشاہ لیس کیس کو ہر روز لکھواتا تھا- اور تین چار بجے کے درمیان شاہنشاہ باغ میں آکر ایک رفیق کو لکھوایا کرتا تھا جو اسی کام کے واسطے جیمس ٹون سے آیا کرتا تھا- ساڑھے پانچ بجے شاہنشاہ باغ میں سے چلا جاتا تھا- اور مسٹر بال کوم کے مکان کے سامنے والے سبزہ کی سڑک پر ٹہلا کرتا تھا- اور رفیقوں کے ساتھ ٹہل ٹہل کر باتیں کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ کھانے کا وقت آجاتا تھا-

کھانے کے بعد وہ باغ میں واپس آجاتا تھا اور اُس کے واسطے قہوہ لایا جاتا تھا- اور اس موقع پر وہ مسٹر بال کوم کے بیوی بچوں کو بلا لیتا تھا جن سے اُس کو بڑی محبت ہو گئی تھی- اور پھر باغ میں ٹہلتا اور باتیں کرتا تھا- اور اگر ہوا تیز نہ ہوتی اور چاندنی

رات ہوتی تو زیادہ رات گئے تک باتیں کرتا رہتا تھا۔

لیس کیس کہتا ہے ”ان چاندنی راتوں میں شاہنشاہ بہت باتیں کرتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اندوہ غم اور مصائب کو فراموش کر دیا ہے۔ ان بے تکلفی کی باتوں میں جن میں شریک رہتا تھا وہ بڑی خوشی سے اپنے بچپن کے واقعات اور اپنے ایام شباب کے خیالات اور اپنے دوران فرمان روائی کے خانگی حالات بڑی مسرت سے تفصیل کے ساتھ بیان کرتا تھا۔“

ایک شام کو شاہنشاہ نے کہا ”اپنے بیٹے کنگ آف روم کی مناسب تعلیم کے لیے میں نے میوڈن کا مدرسہ قایم کرنے کی تجویز کی تھی۔ جہاں شاہی خاندان کے سب شاہزادے جمع کیے جاتے اور خصوصاً وہ شاہزادے جو غیر ممالک کے بادشاہوں کے بچے ہوتے اور جن بادشاہوں کو میں نے تخت نشین کیا تھا۔ یہاں میری یہ تجویز تھی کہ سرکاری تعلیم کے علاوہ اُن کو نجی تعلیم کے بھی فوائد پہونچائے جاتے اور یہ بچے جو آیندہ مختلف تختوں پر بیٹھتے اور مختلف قوموں پر حکومت کرتے ایسی تعلیم پاتے کہ اصولوں۔ طریقوں اور خیالات میں اُن سب کے پورا اتحاد ہوتا۔ اور اس مدعا میں بہتر کامیابی کی غرض سے میری یہ تجویز تھی کہ ہر بچہ کے ہمراہ اُس ریاست کے دس دس بارہ بارہ بچے تعلیم کے لیے اور بلائے جاتے جو ریاست کے اوّل اور اعلیٰ خاندانوں کے ہوتے اور بچہ کے ہم عمر ہوتے اور جب وطن لوٹ کر جاتے تو ملک پر بڑا اثر ڈالتے اور مجھے یقین تھا کہ پھر دوسرے بادشاہ ایسی تعلیم کے فوائد دیکھ کر اپنے بچے بھیجنے کی درخواست کرتے کہ میوڈن میں تعلیم دیے جائیں۔ اور پھر ظاہر تھا کہ تمامی یورپ پر کیسا اچھا اثر پڑتا۔ اور یہ بچے بچپن ہی سے ایک مدرسہ میں رہ کر ایک دوسرے کے دوست ہو جاتے اور شباب میں مدرسہ چھوڑنے پر اُٹھتے ہوئے جذبات۔ بیجا طرفداری۔ کامیابی اور فتوحات کی ہوس۔ وغیرہ کا بڑا انسداد ہو جاتا۔“

۱۴- نومبر- لیس کیس لکھتا ہے یہ ہمارے ناشتے کے وقت جو کافی (قہوہ) آج صبح کو ی گئی تھی وہ بہ نسبت اور دنوں کے بہتر تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اچھی تھی۔ شاہنشاہ نے خوشی کا اظہار کیا اور چند لمحوں بعد اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اُسے قہوہ کا فائدہ سوس ہوا۔ اس وقت میں شاہنشاہ کے اس سادہ فقرہ پر اپنے خیالات کا حال یا تحریر کروں یعنی شاہنشاہ کی ہرگز یہ عادت نہ تھی کہ کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف ے لیکن خلاف عادت اس قہوہ کی تعریف کرنے سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس کی بیچارگی اور تنگی کی کہاں تک نوبت پہونچ گئی ہوگی۔ لیکن تنگی اور تکلیف کی شاہنشاہ نے کبھی شکایت نہ کی"

۱۶- نومبر- اپنے جلیل القدر عہد فرمانروائی کے متعلق شاہنشاہ اُن لوگوں کا بڑی آزادی اور بے تکلفی سے تذکرہ کیا کرتا تھا جن کو اُس کے عہد سے تعلق رہا تھا چنانچہ لیس کیس حسب ذیل لکھتا ہے۔

"وہ شاہنشاہ اپنے عہد حکومت کے متعلق واقعات اور اشخاص کا نہایت بےغرضی بغیر غصہ۔ بلا تعصب اور بغیر رنج کے تذکرہ کیا کرتا ہے۔ اپنے گذشتہ معاملات کا وہ اس طرح تذکرہ کرتا ہے کہ گویا اُن کو واقع ہوئے تین صدیاں ہو گئی ہیں۔ اپنی تقریر اور اپنے بیان میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گذشتہ زمانہ کی زبان بولتا ہے اُس کی گفتگو اشخاص ماضی کے سچے مکالمہ ہیں۔ اپنا تذکرہ وہ شخص غائب اور ضمیر غائب کے ساتھ کرتا ہے اور اُس شاہنشاہ کے افعال پر بحث کرتا ہے اور وہ نقص بتاتا جاتا ہے اور تفصیل کرتا جاتا ہے جن سے تاریخ اُس شاہنشاہ پر نکتہ چینی کرے گی اور پھر اُن وجوہ اور اسباب کی تشریح بھی کر دیتا ہے جو اُس شاہنشاہ کے حق بجانب ہونے میں تاریخ پیش کرنے والی ہے۔

"وہ اپنے زوال کی پیچیدہ وجوہ اور حالات کا بیان کرتے ہوئے کچھ ایسے عالی

خیالات کا اظہار کرتا ہے کہ افرادِ انسانی اُس کی نظروں سے چھوٹ جاتے ہیں اور اُن شخصوں کی کبھی شکایت نہیں کرتا جن کی بابت واضح طور سے کہا جا سکتا ہے کہ اُس کے زوال کے وہی باعث ہوئے۔ کچھ عجیب مجموعی حالت سے وہ اپنے زوال کے وجوہ نہ دیکھتا ہے۔ اور جب ایسے اشخاص کا جن سے اُس کو بعید نقصان پہونچا اُس کے سامنے تذکرہ کیا جاتا ہے تو میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ وہ بس خاموش ہوجاتا ہے اور اسی کو چاہو تو اُس کی نفرت یا اُس کا رنج وغیرہ سمجھ لو"

۱۹۔ نومبر۔ تمامی فرانسیسی رفقا شاہنشاہ کے ساتھ کھانا کھانے کو مدعو کیے گیے وہ بشاش معلوم ہوتا تھا اور کھانا ختم ہوجانے کے بعد اُس نے کہا "کہیے باجے کے ساتھ نقل سُنیئے گا یا خوشی کا سوانگ سُنیئے گا یا غم کا سوانگ پسند ہے" سبھوں نے خوشی کے سوانگ کی رائے دی۔ اور شاہنشاہ نے مولیر کی تصنیف کی ہوئی اکتاب جس کا نام ایویر تھا ہاتھ میں اُٹھالی اور بہت دیر تک سُنائی۔ اور جب جلسہ برخاست ہوگیا شاہنشاہ جاکر باغ میں تنہا ٹہلنے لگا۔

۲۵ نومبر۔ کئی دن شاہنشاہ کی طبیعت ناساز تھی۔ اور اپنے قیدخانہ کی یکساں حالت سے گھبرا کر وہ اُداس ہوگیا تھا۔ لیس کیس نے اُس کو پلنگ پر بیٹھے دیکھا اُس کے گرد کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور وہ بے خبر بیٹھا پڑھ رہا تھا۔

لیس کیس کہتا ہے کہ "یہ عام رائے غلط ہے کہ شاہنشاہ اپنے مزاج کے اعتبار سے مضبوط تھا اور موسم کا اُس پر کم اثر ہوتا تھا یا آب و ہوا کی اُس کو پروا نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ میں برابر دیکھ رہا تھا کہ ہمیشہ اُس کو زکام کی شکایت رہتی تھی۔ ذرا سے واقعہ سے اُس کے مزاج اور طبیعت پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ بیمار ہوجاتا تھا۔ روغن کی ذراسی بُو سے جو لکڑی یا دیواروں پر ہوتا ہے اُس کی طبیعت بدمزہ ہوجایا کرتی تھی۔ بعض کھانوں یا ذراسی رطوبت سے اُس پر پورا اثر ہوجاتا تھا

اُس کا بدن ہرگز لوہے کا نہیں ہے جو کچھ طاقت ہے وہ صرف اُس کے دماغ میں ہی ہے۔

"سب کو معلوم ہے کہ باہر اور گھر میں شاہنشاہ نے جیسی جیسی شاقہ محنتیں کی ہیں اور جسمانی تکلیف کبھی کسی فرمان روا نے ایسی برداشت نہیں کی ہے۔ مجکو معلوم ہے کہ کونسل میں متصل آٹھ یا نو بجے کام کرنے کے بعد شاہنشاہ ویسا ہی تازہ اور ان تھکا ہوا اُٹھ جایا کرتا تھا اور سینٹ ہلینا میں میں نے دیکھا ہے کہ نہایت دقیق اور مشکل مضامین پر وہ دس دس اور بارہ بارہ گھنٹے لگاتار کتابیں پڑھتا رہتا تھا۔ اور پھر معلوم ہوتا تھا کہ بالکل نہیں تھکا ہے۔ اُس نے ایسے ایسے بڑے بڑے صدمہ برداشت کیے کہ کسی بشر پر ویسے نہ پڑے اور اُس پر اثر نہ ہوا۔ اور یہ دماغی ریاضت باوجود کمزوری جسم کے ہوا کرتی تھی اور جب اُس کے دماغ کو پوری حرکت ہوتی تھی تو جسمانی کمزوری بھی اُس کو کبھی محسوس نہ ہوتی تھی۔

"شاہنشاہ عموماً بہت تھوڑی غذا کھاتا ہے۔ اُس کا مقولہ ہے کہ زیادہ کھا لینے سے آدمی کو نقصان پہونچ جاتا ہے لیکن کم کھانے سے نقصان ہرگز نہیں ہوتا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اشتہا پیدا کرنے کی غرض سے وہ تمام دن اور تمام رات کچھ نہیں کھاتا تھا۔ اور جب اشتہائے صادق ہوتی ہے تو کھانا کھاتا ہے۔ غذا کی تو یہ قلیل حالت ہے لیکن شراب کی اس سے بھی کم حالت ہے یعنی صرف ایک گلاس اُس کو ہر طرح سے کافی ہے۔ وہ سوتا بھی بہت کم ہے اور سونے میں کسی قسم کی پابندی نہیں۔ اور لکھنے پڑھنے کے لیے بہت سویرے اُٹھ بیٹھتا ہے۔ اور پھر لیٹ جاتا اور سو جاتا ہے"

"شاہنشاہ کا دوا پر بالکل عقیدہ نہیں ہے اور اسی لیے وہ دوا کا استعمال نہیں کرتا۔ اُس نے اپنے علاج کی عجیب تجویز نکالی ہے یعنی جب کبھی بیمار ہوتا ہے

تو قطعی اُس عادت کے خلاف کرنے لگتا ہے جو اُس دوران میں اُس کی رہی تھی اور اس کو وہ فطرت کا ہم وزن بنا دینا کہتا ہے مثلاً کئی دن سے وہ مکان میں بند رہا ہے اور طبیعت ناساز ہوئی۔ اس کا وہ یہ علاج کرتا ہے کہ بقدر ساٹھ میل کے گھوڑے کی سواری کرتا ہے یا تمام دن شکار میں پھرتا رہتا ہے۔ یا اس کے خلاف اگر وہ نہایت تھک جائے تو پھر چوبیس گھنٹے قطعی آرام کر لیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ”قدرت نے مجھے دو بڑی نعمتیں عنایت کی ہیں۔ ایک تو مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ جب چاہوں سو جاؤں۔ خواہ وہ کوئی وقت ہو اور کیسی ہی جگہ ہو۔ اور دوسرے مجھ میں یہ قابلیت نہیں رکھی کہ کھانے پینے میں حد سے زیادہ متجاوز ہو سکوں یعنی اگر ذرا بھی زیادتی ہو جائے تو معدہ فوراً فساد پر آمادہ ہو جاتا ہے“

مسٹر بال کوم سے باتیں کرتے ہوئے ایک دن شاہنشاہ نے کہا۔

”دوا پر مجھے اعتقاد نہیں ہے۔ میرا علاج تو فاقہ اور گرم پانی سے غسل کرنا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ دوسرے پیشوں کے مقابلہ میں میں طب اور اُس کے ساتھ تشریح کی بہت قدر کرتا ہوں۔ قانون کا پیشہ بیچارے انسانوں کی فطرت کے لیے نہایت سخت آزمایش ہے۔ یعنی سچ کو توڑنا مروڑنا اور ناانصافی سے اپنے کامیاب ہونے پر مسرور ہونا ایسی بدی ہے کہ انسان کو حق و ناحق کی تمیز نہیں رہتی۔ اسی طرح تدبیر مملکت کا حال ہے کہ انسان کا ایمان رسمی و رواجی ہو جاتا ہے۔ اور خادمان دین اور پادری اس لیے ریاکار ہو جاتے ہیں کہ اُن سے حد سے زیادہ تقویٰ کی توقع کی جاتی ہے۔ اب رہا سپاہ گری کا پیشہ۔ تو سپاہی قاتل اور قزاق ہو جاتے ہیں جو گلے کاٹتے اور لوٹتے ہیں۔ لیکن طبیبوں اور جراحوں کا یہ حال نہیں ہے وہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچاتے ہیں اور نہ برباد کرتے ہیں اور نہ ہر ایک کو دوسرے کے مقابلہ میں مشتعل کرتے ہیں۔

۲۸۔ نومبر۔ اب بریرز میں نپولین کو چھ مہینے ہو گیے تھے جہاں وہ اسی طرح مقید و پابند تھا جس طرح جہاز پر مقید رہا تھا۔ کاریگر لانگ ووڈ کی مرمت میں مصروف تھے۔ انگریزی سپاہیوں کے بریرز میں ڈیرہ پڑے ہوئے تھے۔ ایک غریب حبشی غلام مسٹر بال کوم کے باغ میں کام کیا کرتا تھا جس کے حالات اور بہبودی سے شاہنشاہ کو بڑی دلچسپی ہو گئی تھی۔ وہ جزیرہ ملایا کا تھا اور بڑا وجیہ آدمی تھا اور ایک انگریزی جہاز کے ملاح اس کو اس کے وطن سے چرا لائے تھے۔ اور جب اس بوڑھے غلام نے اپنی داستان جو قطعی سچی معلوم ہوتی تھی بیان کی تو شاہنشاہ کو بڑا ترس آگیا۔ اس غلام کا نام ٹوبی تھا اور اس کو بھی شاہنشاہ سے بڑی محبت ہو گئی تھی۔ اور شاہنشاہ اکثر اس کے جھونپڑے پر اس سے باتیں کرنے کو آتا تھا دونوں ایک ہی مجلس کے اسیر تھے۔ اور ٹوبی شاہنشاہ کو "گوڈ جنٹل مین" کہا کرتا تھا

شاہنشاہ نے ایک کہا "بیچارہ ٹوبی کو اپنے خاندان اور اپنے وطن سے علیحدہ کیا گیا اور غلامی میں بیچ ڈالا گیا ہے۔ اور نہ اس کے لیے اس سے زیادہ کوئی شے مصیبت خیز ہو سکتی اور نہ چرانے اور بیچ ڈالنے والوں کے لیے اُنکے فعل سے بڑھکر کوئی شے مجرمانہ ہو سکتی ہے۔ اگر یہ کام انگریزی جہاز کے صرف کپتان کا ہے تو اُس سے زیادہ بدمعاش کوئی شخص نہیں۔ اور اگر یہ کام تمام ملاحوں کا ہے تو یہ کام اتنے زیادہ کمینہ اشخاص کا نہیں ہو سکتا جتنے کمینہ وہ خیال کیے جا سکتے ہیں کیونکہ بدی ایک شخص کی ذات سے سرزد ہوتی ہے اور مجموعی حالت میں ایک پوری جماعت سے شاذ و نادر واقع ہوتی ہے۔ اور سرغنہ ایک ہی ہوتا ہے۔

اور باوجود ان باتوں کے یہ حضرت انسان بھی ایک عجیب کل ہیں۔ اگر ٹوبی بروٹس ہوتا تو خودکشی کر لیتا۔ اگر ٹوبی ایسپ[1] ہوتا تو اپنے گورنر کا ناصح ہوتا۔ اور اگر

---

[1] ایسپ ایک غلام تھا جو نہایت زیرک تھا اور اُس کی کہی ہوئی پرندوں اور جانوروں کی نصیحت کہانیاں

وہ پرجوش عیسائی ہوتا تو ہتکڑیاں پہن کر اپنے ستانے والوں کے سامنے آتا اور انکو دعائیں دیتا۔ لیکن ٹوبی نہایت سکوت سے اپنی مصائب کو برداشت کرتا ہے اور اپنے کام میں لگا رہتا ہے اور بیگناہی سے وقت کاٹتا ہے۔“

اتنا کہنے کے بعد شاہنشاہ خاموش ہو گیا اور غریب غلام کی حالت پر خیال کرتا رہا اور جب گھوم کر چلا تو پھر کہنے لگا۔

”یقیناً رچرڈ شیر دل[1] اور غریب ٹوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن ٹوبی کے متعلق جو ارتکاب جرم کیا گیا ہے وہ کچھ کم مذموم نہیں ہے۔ کیونکہ ٹوبی کا بھی تو خاندان تھا وطن تھا اور اس کی راحتیں اور خوشیاں تھیں۔ اور وہ آزاد تھا۔ اور کیسے ظلم کی بات ہے کہ غلامی کی حالت میں لاکر یہاں کڑھنے اور گھلنے کو رکھا گیا ہے۔“

پھر لیس کیس کی طرف محبت سے دیکھکر شاہنشاہ نے کہا۔

”لیس کیس میں تمھارے چتون سے تاڑ گیا ہوں کہ تم اپنے جی میں خیال رہے ہو کہ سینٹ ہلینا میں صرف ٹوبی ہی اسیر بلا نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اور بھی ہے۔ میرے پیارے لیس کیس مانا کہ ہمارے ساتھ بہت زیادہ ظلم ہوا لیکن اسی کے ساتھ ہم اور غریب ٹوبی ایک نہیں ہیں۔ یعنی ہم سے جسمانی محنت و مشقت نہیں لی جاتی اور اگر ایسی مشقت لینے کا قصد کیا جائے تو ہماری روح میں ایسا حوصلہ ہے کہ ہم اپنے ظلم کرنے والوں کو مایوس کر دینگے اور اُن کی یہ تمنا پوری نہ ہوگی۔ ہماری اسیری میں بھی ایک خوبی ہے۔ دنیا کی آنکھیں ہم پر لگی ہوئی ہیں۔ اور لافانی مقصد کے ہم شہدا ہیں ہمارے واسطے کروروں آدمی رو رہے ہیں۔ ہمارا ملک کراہ رہا ہے اور شان و عظمت ہماری قسمت پر ماتم کر رہی ہے۔ قومیں ہمارے حق میں دعا کر رہی ہیں۔

بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل ایک مستقل کتاب کی صورت رکھتی ہیں اور بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے۔

[1] رچرڈ شیر دل کا نوٹ پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۲۔ مترجم

"علاوہ اس کے اگر میں صرف اپنی ذات سے بحث کروں تو میرے لیے شاید مسرت کا مقام ہے۔ مصائب بھی تو بغیر شجاعت اور شان و شوکت کے نہیں ہوتیں۔ میرے عہد میں جس شے کی خامی تھی۔ وہ صرف ایام مصائب کی خامی تھی۔ اگر میں بڑے طاقت و اقتدار کی حالت میں فرمان روائی کرتا ہوا اپنے تخت پر مرتا تو میں ایک حل طلب دشوار مسئلہ کی مثال ہوتا اور اب مصائب کی وجہ سے ہر شخص بے رو رعایت میرے متعلق انصاف کریگا۔"

اس کے بعد شاہنشاہ نے یہ قصد کیا کہ توبی کو خرید کر آزاد کردے اور اس کے وطن کو بھجوا دے۔ اور اس نے اس کام پر ڈاکٹر او میرا کو متعین کیا کہ سر ہڈسن لو سے جو اس وقت گورنر تھا معاملہ طے کرے۔ ڈاکٹر او میرا لکھتا ہے کہ "اس معاملہ میں تحریر کیا گیا۔ لیکن سر ہڈسن لو نے جواب دیا "تم کو اس اہم نتائج کی خبر نہیں ہے جس کے متعلق تم نے لکھا ہے اس سے جنرل بوناپارٹ کی یہ نیت ہے کہ جزیرہ کے غلام اس کے شکر گذار ہو جائیں۔ اور یہ وہی کارروائی ہے جو سینٹ ڈومنگو میں ہوئی تھی۔ میں یہ معاملہ کسی حیثیت سے اور کسی طرح نہ کرونگا۔"

نپولین کو اس جواب سے بڑی مایوسی اور حیرت ہوئی اور بیچارہ توبی بدستور غلامی کی حالت میں رہا۔

باب ہفتاد و یکم

لانگ وڈ میں پہلا سال

بریرز سے لانگ وڈ کو اٹھ جانا۔ کلبۂ ویران۔ شاہنشاہ کے ہمراہی۔ تکالیف۔ شاہنشاہ کا بدنام کیا جانا۔ نیا سال۔ انگریزی ملاحوں کا جوش مسرت۔ شاہنشاہ کی سنجیدگی۔ اپنے عہد حکومت پر شاہنشاہ کی شرح۔ سر ہڈسن لو کی تشریف آوری۔ اُس کے ظلم۔ شاہنشاہ کی مصائب کا ترقی کرنا۔

دسمبر کی ۱۰۔ تاریخ کو شاہنشاہ بریرز سے لانگ وڈ کو منتقل کیا گیا۔ بریرز سے لانگ وڈ تک قریب دو میل کے فاصلہ تھا۔ وہ نہایت خاموشی سے گھوڑے پر سوار ہو کر ناہموار پتھریلے رستے کو طے کرتا ہوا لانگ وڈ میں پہونچا جہاں اُس کا قیدخانہ تیار ہوا تھا۔ یہاں ویران اور طوفان زدہ کگاروں کے درمیان اُس نے ایک لمبا ایک منزل کا بھدا بنا ہوا مکان دیکھا جو خود اُس کی اور اُس کے رفقا کی رہائش و آسائش کے لیے کافی نہ تھا۔ باوجودیکہ یہ رفقاء چند ہی تھے اور اُس کی اسیری کی مصائب میں شریک ہونے کو محض اپنی جان نثاری اور محبت سے آئے تھے۔ شاہنشاہ نے اپنے قیدخانے کو خاموشی سے جانچا اور معلوم ہوتا تھا کہ اپنی آرام و آسائش کے مقابلہ میں اُسے اپنے رفیقوں کا زیادہ خیال تھا۔ لانگ وڈ سے ایک میل کے فاصلہ پر بریرز کی سڑک پر ایک جھوٹا سا جھونپڑہ تھا جس کو ہٹس گیٹ کہتے تھے اور یہاں جنرل برٹرنڈ

اُس کی بیوی اور بچے کو رہنے کی اجازت ملگئی۔ جنرل گورگارڈ اور کونٹ لیس لیس نے یہ پسند نہ کیا کہ جیمس ٹون میں شاہنشاہ سے کئی میل کے فاصلہ پر رہیں اور اُنھوں نے التجا کی شاہنشاہ کے قریب اُن کو خیموں میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ اور شاہنشاہ کے مکان کے دریچے کے نیچے جنرل گورگارڈ کے واسطے ایک خیمہ نصب کر دیا گیا اور جلدی سے ایک کمرہ کونٹ لیس لیس کے واسطے تیار کر دیا گیا۔ ان کی محبت کا شاہنشاہ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ ڈاکٹر اومیرا کو جو شاہنشاہ کا انگریزی ڈاکٹر تھا بہ ضرورت ایک خیمہ میں رہنا پڑا۔ اور پھر رفتہ رفتہ جنرل گورگارڈ اور ڈاکٹر اومیرا کے لیے بھی ایک ایک کمرہ بن گیا۔ شاہنشاہ اور اُس کے جلا وطن رفقا کے مصارف کے لیے گورنمنٹ انگلشیہ نے تین لاکھ فرانک سالانہ کی منظوری کی تھی اور فرانسیسی شرفا اپنے سردار کا حتی المقدور بڑی سعی سے اُسی طرح سے ادب و لحاظ کرتے تھے جیسا دوران فرمان روائی میں کرتے آئے تھے۔

شاہنشاہ کے رفیقوں میں اب یہ لوگ تھے۔ جنرل برٹرینڈ اُس کی بیوی اور تین بچے۔ کونٹ مان تھولون۔ اُس کی بیوی اور دو بچے۔ کونٹ لیس لیس اور اُس کا بیٹا۔ جنرل گورگارڈ اور ڈاکٹر اومیرا۔ اس کے علاوہ معمولی خدمت کو تین خدمتگار سائیس۔ چار ملازم گھر کے اندر کام کاج کو اور چار خدمتگار کھانا کھلانے کو تھے اور یہ سب شاہنشاہ کے ہمراہ اس ہول ناک قید خانے کو محض اپنی الفت و محبت کی وجہ سے آئے تھے۔ ڈاکٹر اومیرا آیرلینڈ کا باشندہ تھا اور پہلے بلرافان جہاز کا ڈاکٹر تھا۔ اور چونکہ شاہنشاہ ڈاکٹر بوجہ بیماری کے اس قابل نہ رہا تھا کہ سینٹ ہلینا آکر مصائب برداشت کر سکے ڈاکٹر اومیرا نے بڑی خوشی سے شاہنشاہ ڈاکٹر ہو جانا منظور کر لیا تھا۔ جیسی مصیبت خیز ان اسیروں کی زندگی اس چٹان پر جو سطح سمندر سے اٹھارہ (۵۶۱۱) فٹ بلند تھی اور جہاں سمندری طوفانوں کے بادلوں اور کہرے ملے ہوئے جھونکے

چلتے رہتے تھے ہو سکتی تھی اچھی طرح خیال میں آسکتی ہے۔

ان مظلوموں کے ساتھ نت نئی چھیڑ ہوتی تھی اور خوب ستائے جاتے تھے۔ جب وہ باہر جاتے تو بھری ہوئی بندوقیں لیے سنتری رستہ میں قطاریں باندھے کھڑے رہتے۔ اور باہر نکلنے کے اوقات مقرر کر دیے گئے تھے جنکے علاوہ کوئی باہر نہ جاسکتا تھا۔ اُن کو جزیرہ کے باشندوں سے بات کرنیکی ممانعت تھی۔ سمندر کے کنارہ جانے کی اجازت نہ تھی۔ شاہنشاہ کی کھڑکیوں کے نیچے سنتری کھڑے رہتے تھے۔ پرول کے لفظوں اور احکام کی کثرت بڑھ گئی تھی اور ہر روز نئے نئے تبدیل ہوتے رہتے تھے۔ اور ایسی چھیڑ اور تکالیف کی شاہنشاہ کے رفقاء نے کثرت سے شکایت کی ہے۔ مگر نپولین نے عالی ظرفی سے ایسی خاموشی کے ساتھ ان تکلیفوں کو برداشت کیا کہ اُس کے ایام اسیری کی تاریخ بڑی عالی شان ہوگئی ہے۔ اُس کا خسروانہ چال وچلن جیسا سینٹ ہلینا میں ظاہر وثابت ہو گیا ایسا کسی اور موقع پر ظاہر وثابت نہ ہوا۔ ہر شخص کے واسطے جدا جدا کام مقرر ہو گیا تھا اور ہر ایک دن باقی دنوں سے مشابہ تھا۔ قید خانہ کی مصائب اور اُداسی گستاخی اور توہین سے بڑھائی جاتی ہے۔ لیکن نپولین خاموشی سے سب کچھ برداشت کرتا تھا۔ اور اُس کے جاں نثار رفیق اکثر اُس کے قیام گاہ کے گرد جمع ہو کر اُس کے شاہنشاہی دبدبے کو ہر طرح سے ملحوظ رکھکر اُس کے زیادہ توہین سے پناہ دیتے تھے۔

ایک موقع پر ایک انگریز نے جو نپولین کے پاس اکثر آیا تھا۔ صدق دل سے اور گویا توبہ کے طور پر اقرار کیا کہ اس سے قبل اُس کو اُن تمامی خوف ناک روایتوں کا یقین تھا جو شاہنشاہ کے متعلق مشہور کی گئی تھیں۔ اور کس طرح ممکن تھا کہ اُن پر یقین نہ کیا جاتا۔ تمامی انگریزی اشاعتوں میں بھی یہی روایتیں ہوتی تھیں۔ ہر شخص کی زبان سے یہی روایتیں سُنی جاتی تھیں اور کوئی شخص اُن کی تردید نہ کرتا تھا۔

نپولین یہ سنکر بڑی نیک مزاجی سے مسکرایا اور کہنے لگا "ہاں۔ میرے حال پر یہ آپ کے وزیروں کی عنایت تھی اُنھوں نے بدنام کرنے والے مذموم رسالوں کا یورپ میں طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور مجھ سے اکثر یہ اصرار ہوتا تھا کہ ان مخفی کارروائیوں کی تردید کا انتظام کروں۔ مگر میں نے ہمیشہ انکار کیا۔ ایسی تردید سے مجھے کیا فائدہ ہوتا یہی کہا جاتا کہ میں نے تردیدی مضامین کے متعلق لوگوں کو اُجرت دے دی ہے اور لوگ میری بات پر یقین کرنا بھی چھوڑ دیتے۔ میں کہا کرتا تھا کہ سب سے بہتر جواب میری طرف سے یہی ہیں کہ اور فتوحات حاصل کروں اور یادگاریں قایم کروں۔ جھوٹ کو پائداری نہیں۔ لیکن سچّائی ہمیشہ باقی رہتی ہے موجودہ لوگوں میں سے سمجھدار لوگ خصوصاً نوجوان واقعات پر نظر کر کے انصاف کرینگے۔ بادل پھٹ چلے ہیں اور روشنی نمودار ہو چلی ہے اور یوماً فیوماً میرا چال وچلن زیادہ صاف نظر آتا جاتا ہے۔ اور جلد میرے ساتھ انصاف کرنے کا یورپ میں رواج پڑ جائیگا۔

"میرے جانشینوں کے قبضہ میں میرے نظم ونسق کے دفتر اور میری مجالس انتظامی کی مثلیں موجود ہیں اور وہی لوگ اب میرے جانشینوں کے ملازم ہیں جو میرے شریک تھے اور جن کے ہاتھوں سے میرے مذموم جرایم کی تعمیل ہوئی۔ تاہم اُنھوں نے کون سے ثبوت پیش کیے اور کون سی باتوں کو ظاہر کیا۔

"جس وقت پہلا غصہ فرو ہوگا سب ایماندار اور سمجھدار آدمی میرے عادات واطوار کے متعلق انصاف کرینگے اور وہی لوگ میرے دشمن رہینگے جو بدطینت یا احمق ہیں۔ میں بڑی راحت میں ہونگا۔ واقعات کا تسلسل۔ مخالف فریقوں کے جھگڑے اور اُن کی مخالفانہ اشاعتیں میری تاریخ کے سچّے اور شاندار سامان کے لیے روزانہ رستہ صاف کرینگی۔ اور مجکو بدنام کرنے میں کروروں روپیہ برباد کرنے سے آخر فائدہ کیا ہوا؟ اس لیے کہ ان بہتانوں کا تھوڑے ہی عرصہ میں پتہ بھی نہ رہیگا اور میرے کارہائے

نمایاں اور میری بنائی ہوئی یادگار تعمیریں مجھکو نیک نام بنا دینگی۔ اور اب مجھکو بدنام کرنا بے کار ہے۔ اس لیے کہ اب تو حد سے زیادہ دیر ہوگئی۔ اور بدنامی کے زہر کا اثر زائل و بے کار ہوگیا“

یکم جنوری ۱۸۱۶ء۔ نوروز کی خوشی میں حسب معمول شاہنشاہ کے رفیق اُس کو سال نو کی مبارک باد دینے کو دس بجے جمع ہوئے۔ شاہنشاہ اُن سے بہت محبت کے ساتھ پیش آیا اُن کی دعوت کی اور دن اُنھیں کے ساتھ گذرا۔ اُس نے کہا: ”دنیا کے ایک گوشہ میں ہم چند نفوس محبوس ہیں اور ہماری تسلی یہی ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کریں“

امیر البحر کاک برن نے شاہنشاہ کو اپنی بندوقیں بھیجی۔ امیر البحر نے محض نیک نیتی کی تھی لیکن بظاہر یہ فعل مضحکہ معلوم ہوتا تھا کیونکہ لانگ وڈ میں کسی قسم کا شکار نہ تھا۔ شاہنشاہ کے ہمراہیوں کی ایک دو بندوقیں اور بھی تھیں وہ بھی واپس بھیجی گئیں لیکن اس شرط پر کہ ہر شام کو وہ محافظ انگریزی افسر کے خیمہ کو واپس بھیجدی جایا کریں۔ بس ایسی اور اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی رکیک باتوں سے یہ جلا وطن اسیر ہمیشہ دق کیے جاتے تھے۔ چنانچہ اس شرط پر فرانسیسیوں نے بندوقیں نہ لیں بلکہ واپس کردیں اور یہ فعل اُن کا نہایت مناسب تھا۔ لیکن چونکہ انگریزی فوج کا ایک پورا رجمنٹ لانگ وڈ میں موجود تھا امیر البحر انجام کار ان خوفناک بندوقوں کو جلا وطنوں کے پاس چھوڑنے پر راضی ہوگیا۔

ایک دن سہ پہر کو شاہنشاہ لیس کیس کو ہمراہ لیے ہوئے باغ میں ٹہل رہا تھا اتنے میں جوش و خوشی سے بھرا ہوا ایک نوجوان انگریزی ملّاح آیا لیکن معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو یہ خوف بھی تھا کہ گارڈ کے لوگ اُس کو دیکھ نہ لیں۔ اُس نے بڑی آرزو سے شاہنشاہ کا منھ دیکھا اور لیس کیس سے کہا۔

”شاہنشاہ کو میں نے سلام کرلیا اور اب میں مطمئن مرونگا۔ میری دعا ہے کہ خدا

نپولین کو ایک دن اُس سے زیادہ خوش نصیب کرے جیسا اس وقت وہ ہے"

ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے تھے۔ نارتھ امبرلینڈ جہاز کے ملاح سبھی شاہنشاہ سے محبت کرتے اور اُس کو اپنا دوست خیال کرتے تھے۔ بریئرز میں جہاں نپولین زیادہ سختی کے ساتھ نظر بند نہ تھا اتوار کے دن یہ ملاح اکثر اُس کے پاس آکر جمع ہو جاتے تھے کہ اُس کو ایک نظر اور دیکھ لیں۔ ایک اور موقع پر ایک ملاح جو بندرگاہ کے جہازوں میں سے ایک جہاز سے متعلق تھا یکایک نمودار ہوا۔ محبت سے اُس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور وہ لیس کیس سے کہنے لگا۔

"اُس عزیز سے کہدو کہ ہم اُس کی بدی کا خواہاں نہیں۔ بلکہ ہم سب اُس کے خیر طلب ہیں خدا اُس کو بڑی عمر دے اور تندرست رکھے"

یہ ملاح خودرو پھولوں کا ایک گلدستہ بھی شاہنشاہ کے واسطے لایا تھا۔ اور اپنی محبت کا اُس کے پاس یہی ثبوت تھا۔ ان واقعات سے نپولین کے محبت بھرے اور فیاض دل پر بڑا اثر ہوتا تھا۔ اور ایک موقع پر وہ جوش سے کہنے لگا۔

"ذرا خیال کے اثر کو تو دیکھو۔ اُف۔ اُس کا اثر بھی کتنا قوی ہے۔ یہاں وہ لوگ موجود ہیں جو مجکو نہیں جانتے اور شاید مجکو کبھی دیکھا بھی نہ ہوگا۔ اُنھوں نے صرف میرا حال سُنا ہے اور وہ کون سی بات ہے جو وہ خیال نہیں کرتے اور محسوس نہیں کرتے اور وہ کونسی بات ہے جو وہ میری خدمت گذاری میں اُٹھا رکھینگے۔ اور یہی متلون مزاجی تمام ممالک میں تمام زمانوں میں مردوں اور عورتوں کے درمیان موجود رہی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ خیال ہی دنیا پر فرمان روائی کرتا ہے"

لانگ وڈ میں جتنے فاصلہ تک نپولین کو بلا روک و ٹوک سیر کرنے کی اجازت تھی وہ آدھ گھنٹہ کی سیر کے لیے کافی تھا اور بغیر ایک انگریز محافظ کو ہمراہ لیے ہوئے اُسے اس تمامی چھوٹے جزیرہ میں سیر کرنے کی اجازت نہ تھی۔ شاہنشاہ کو یہ تجویز نہایت ناگوار

تھی اور وہ گارڈ کو ہمراہ لیکر سیر کو جانا ہرگز پسند نہ کرتا تھا۔ نپولین کے رفیقوں نے بڑی کوشش کی کہ یہ سخت حکم منسوخ کردیا جائے اور کہا کہ اگر ایسی ہی ضرورت سمجھی جائے تو پہاڑیوں پر اردگرد سنتری متعین کردیے جایا کریں کہ شاہنشاہ کو سواری کی حالت میں برابر دیکھتے رہا کریں لیکن امیر البحر ذرا بھی نہ پسیجا۔ اس سے نپولین کے دل کو سخت رنج پہونچا اور اُس نے یہ ارادہ کرلیا کہ قطعی سیر کو نہ جائیگا۔ اور اپنی معمولی حدود کے اندر ٹہلے گا۔ توہین سے اُسکی روح کو صدمہ تھا اور اُس کی صحت خراب ہونے لگی۔

۱۵ جنوری لیس کیس نے ڈاکٹر او میرا سے ایک کتاب موسومہ اسرار دربار بوناپارٹ مصنفہ گولڈ اسمتھ اپنے پڑھنے کو عاریت لی۔ نپولین نے بھی بڑے تعجب سے اُن مذموم بہتانوں کو جو اُس کی ذات سے منسوب کئے گئے تھے پڑھا۔ بعض وقت تو مصنف کی حماقت پر قہقہہ مار کر ہنس پڑتا تھا اور بعض وقت مصنف کی بے حیائی اور بہتان بندی پر حیرت زدہ ہو کر تعجب کرتا تھا۔ اور جب اُس نے اُس تہمت کو پڑھا جو اُس کی ماں سے منسوب تھی تو کہنے لگا۔

"اے خاتون۔ اے مظلوم خاتون۔ تیرا چال وچلن تو بڑا ارفع ہے۔ پروردگار عالم اگر وہ اس تہمت کو پڑھیگی تو معلوم نہیں کیا خیال کریگی"

جب نپولین نے اس کتاب میں خود اپنی عیاشیوں کا قصہ پڑھا تو کہنے لگا۔

"سبحان اللہ۔ اور مرحبا مصنف تو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر معاملہ میں مجھکو انوکھا نامور ثابت کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ لیکن یہ ان لوگوں کی غلطی ہے کہ بد افعالی اور بد اخلاقی کے معاملہ میں مجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ ان مذموم چیزوں کو میں نے میٹا اور دفع کیا ہے۔ ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اپنے فطرتی رجحان سے میں عیاشی کی طرف مایل نہ تھا اور مجکو ہجوم کار سے بھلا اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ عیاشی میں وقت ضایع کرسکتا"

اسی حال میں ڈاکٹر اومیرا بھی آگیا اور نپولین نے اُس سے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میں نے آپ کی لندن کی مطبوعہ ایک عمدہ کتاب پڑھی جو میرے خلاف لکھی گئی ہے۔ اور یہ مقولہ صحیح ہے کہ آدمی کو اُسی بات سے رنج ہوتا ہے جو واقعی اُس کی شان میں سچی اور صحیح ہو مجکو اس کتاب کے پڑھنے سے ذرا بھی غصہ نہ آیا بلکہ میں بار بار ہنستا رہا۔"

ایک دن ایک شخص نے کہا "آج ماہ مارچ کی ۱۱ تاریخ ہے" یہ سن کر نپولین نے مسرت سے کہا۔ لیجیے آج پورا ایک سال ہوگیا۔ آج ہی کی تاریخ ایلبا سے لوٹ کر میں لیانس موجود تھا اور وہ دن بھی کیا ہی خوشنما تھا۔ اور میں بڑے اقتدار والا شاہنشاہ ہو رہا تھا۔ میں نے دنیا کی سب سے بڑی بادشاہت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور دنیا کے حق میں کیسی مضرات ہوئی اور لوگوں نے کیسی غلطی کی کہ میری ایلبا سے واپسی پر اُنھوں سے اتفاق و رضامندی کا اظہار نہ کیا اور ہر شخص کو یہ بات نہ سوجھی کہ میرا عہد حکومت پسندیدہ تھا اور اُسکی ضرورت بھی۔ کہ یورپ کی فرمان روائیوں میں مساوات اور امن ہو جاتا۔ لیکن عجب بات ہے کہ مجھ سے بادشاہ بھی خائف تھے اور جمہور بھی ڈرتے تھے۔ اور اُنھوں نے بڑی غلطی کی اور سخت پچھتائینگے۔

"بادشاہوں کو کس بات کا خوف تھا۔ کیا اُن کو میری جاہ طلبی سے خوف تھا۔ یا میری فتوحات اور عالم گیر فرمان روائی سے ڈرتے تھے۔ لیکن ایلبا سے واپس آنے پر نہ میرے ذریعے اُتنے وسیع تھے نہ میرا ویسا اقتدار تھا جیسا پہلے تھا۔ مگر اُن کو جاننا چاہیے تھا کہ میں نے محض فرانس کی حفاظت کے لیے ہزیمتیں دی تھیں اور فتوحات حاصل کی تھیں۔ اور یہ سچی بات ہے جس کی صداقت روزمرہ ہوتی جائیگی۔ یورپ نے فرانس کے خلاف جنگ کرنے سے کبھی دست کشی نہ کی۔ اور یہ جنگ فرانس کے اصولوں اور میرے خود خلاف جاری رہی۔ اور اپنے تئیں بربادی سے بچانے کو ہم فرانسیسی اس بات پر مجبور

ہوسے کہ اوروں کو برباد کریں جتھہ بندیاں ہمیشہ موجود رہیں۔ خواہ مخفی طور سے یا علانیہ طور سے۔ خواہ جتھہ بندیوں کے متعلق بادشاہوں نے انکار کیا کہ جتھہ بندی نہیں ہے یا علانیہ کہا کہ ہاں جتھہ بندی ہے۔ مگر جتھہ بندیاں ضرور قایم رہیں۔ اور مستقل طور سے قایم رہیں اور یہ بات صرف متحدہ بادشاہوں پر منحصر تھی کہ فرانسیسی چین سے گھر میں بیٹھیں یا لڑتے رہیں۔ رہے خود ہم تو ہم سب تھک کر عاجز آگئے تھے۔ رہا میں۔ تو میرے لیے یہ کہا جاتا تھا کہ امن و صلح کی خوبیوں کی طرف سے مجھکو حس نہ تھی۔ لیکن یہ دعوی محض باطل ہے جب غیرت و آبرو کے ساتھ امن و صلح نصیب ہوئی میں نے فوراً اُس کے حاصل کرنے میں پیش قدمی کی ہے۔

،، کیا اُنکو یہ خطرہ تھا کہ طوایف الملوکی کے اصولوں کو قایم کر کے میں اُن کو مغلوب کرتا۔ لیکن اس معاملے میں میری راے کا اُن کو تجربہ ہو چکا تھا اُنھوں نے یہ تو دیکھ ہی لیا تھا کہ میں نے اُن کے ممالک پر دخل کیا اور مجھ سے کسقدر اصرار ہوا کہ انقلاب یا غدر کرا دوں اور شہروں میں جدا جدا میونسپل اختیار دے کر رعایا کو باغی کر دوں۔ مگر میں نے تو ایسا کبھی نہ کیا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مجھ پر زمانہ حال کے اسپلایا طوایف الملوکی کے حامی روبس پیر ہونے کا الزام لگایا جاتا۔ یہ بادشاہ معاملات کو خوب سمجھتے تھے۔ اگر میں ایسا ہوا ہوتا تو ممکن تھا کہ میں آج بھی فرماں روائی کرتا ہوتا اور یہ بادشاہ معزول کر دیے جاتے۔ اور اُس اہم معاملے میں جس میں میں اپنے تئیں سردار یا ثالث خیال کرتا تھا دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو اختیار کیا جا سکتا تھا یعنی یا تو بادشاہ اس بات پر مجبور و آمادہ کیے جاتے کہ جمہور کی درخواست کو معقولیت کے ساتھ توجہ سے سُنیں یا جمہور کی ایسی رہنمائی کی جاتی کہ اپنے فرماں رواؤں کے ماتحت خوشی اور اطمینان کی زندگی بسر کریں۔ لیکن یہ بات سب جانتے ہیں کہ جب جمہور ایک دفعہ چھیڑ دیے جائیں تو اُن کو روکنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ بس عقل کی بات یہی تھی کہ فرماں روا اس بات پر مایل کیے جاتے کہ ذکاوت اور سمجھ سے کام کریں۔ اور مجھے یہ خیال کرنے کا

حق حاصل تھا کہ جمہور کے اہم مقاصد سمجھنے کی بادشاہوں میں لیاقت ہے۔ لیکن افسوس مجکو دھوکا ہوگیا۔ اُنھوں نے ذرا بھی سمجھ سے کام نہ لیا بلکہ اُلٹے غصّہ سے ایسے اندھے ہوگئے کہ اُنھوں نے اُنھیں جمہور کو میری مخالفت پر آمادہ کردیا جن کو میں نے اُن کی مخالفت سے باز رکھا تھا۔ لیکن خیر یہ بادشاہ ذرا ٹھہریں۔ اس کا مزہ چکھینگے۔

”اور آخر میں میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہ بادشاہ ایک سپاہی کو تاج شاہنشاہی پہنے دیکھنے سے ڈر گئے؟ کیا وہ اس نظیر سے خایف ہوگئے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ غلطیوں نے۔ اُن حالات نے جو میری ترقی کا باعث ہوے۔ اور میری اُس آرزو اور جد وجہد نے کہ جمہور کے عادات کے موافق عمل کروں۔ اور اُن کی حیات اور اُن کے وجود کو اپنی حیات اور اپنا وجود سمجھوں اور رشتہ اور حکمت عملی کے ذریعہ سے اُن کے ساتھ ایک ہوجاؤں دوسروں کے لیے دروازہ بند کردیا اور کوئی میری نظیر قایم نہیں کرسکتا۔ رہی یہ ضرورت کہ میرا تاج میرے وارث کو پھونچتا تو یہ بھی جمہور ہی کے فائدہ کی بات تھی۔ کیونکہ میرا جانشین جمہور زادہ ہوتا۔ کسی شاہی خاندان کا شاہزادہ نہ ہوتا۔ اور اب تو ہزاروں قرن درکار ہیں کہ وہی حالات پیدا ہوں اور وہی معاملات ایک وقت میں جمع ہوں کہ دوسرا میری طرح نظیر قایم کرے لیکن ایک بھی بادشاہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے چند ہی قدم کے فاصلہ پر اُس کے خود ایوان میں اُس کے رشتہ کے بھائی۔ بھتیجے حقیقی بھائی اور رشتہ دار موجود نہ ہوں اور اُن کے لیے ایسی مثال کی پیروی کرنا اگر یہ مثال ایک دفعہ بھی دکھادی گئی بہت ہی آسان ہوگا۔

”اس کے برخلاف جمہور کو چونکا دینے اور پریشان کردینے کی کونسی وجہ تھی۔ کیا اُنھیں یہ خطرہ تھا کہ میں برباد کردوں گا۔ اور اُن کو غلام بنالونگا۔ لیکن ایسی بات کب تھی میں نے تو اُن کے حقوق قایم کرنے میں ایک مسیحا کا کام کیا تھا۔ اور امن قایم کرنے کی بھی اسی طرح کوشش کی تھی۔ اور اسی بات میں تو میرا اقتدار تھا۔ اور اگر اس سے انحراف

کرتا تو میری خود بربادی تھی۔ اور میں مکرر کہتا ہوں کہ بادشاہوں اور جمہور نے غلطی کی۔ میں نے پھر سے تخت قایم کیے اور غیر ضرورساں امرا بنائے۔ اور ان تاجداروں اور امرا کے لیے پھر خطرہ ہوگیا ہے۔ میں نے جمہور کے محدود اور معقول حقوق قایم کر کے انکو جائز قرار دیا تھا۔ اور جمہور کے غلام بنائے جانیکا پھر خطرہ ہے۔ اگر میری ایلبا سے واپس آنے اور شاہنشاہ ہونے پر دونوں راضی ہوجاتے تو دونوں کے حقوق قایم ہوجاتے اور دونوں کو فائدہ ہوتا۔ اب دونوں کو از سر نو کوشش کرنا پڑیگی اور ممکن ہے کہ دونوں کے حقوق ضائع ہوجائیں۔ میری موجودگی میں دونوں ہر ایک بات طے کر سکتے تھے اور ممکن ہے کہ دونوں کو اب ہر ایک بات پھر سے شروع کرنا پڑے۔ اُسوقت ممکن تھا کہ یورپ میں ایسی صلح قایم ہوجاتی کہ عرصۂ دراز تک ٹھنڈک پڑجاتی اور دونوں کبھی کا اُس سے نفع اُٹھانا شروع کر دیتے۔ لیکن اُس کے بجاے اب یہ حال ہے کہ ایک ذراسی چنگاری یورپ میں پھر عالمگیر آگ لگا دیگی اور مجکو انسان کی کمزوری اور ناسمجھی پر سخت تاسف ہے۔"

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ متذکرہ بالا باتیں نہایت عمیق خیالات ہیں۔ اور جب راستی سے کام لیا جائیگا نپولین کو سچا ماننا پڑیگا۔ اور یورپ کی موجودہ بے چینی سے جسکی پرخروش آتش فشاں کی سی حالت ہورہی ہے۔ ان باتوں کی تصدیق ہورہی ہے۔

۱۳ر مارچ۔ نپولین کی خواہش کے موافق جنرل برٹرینڈ نے امیر البحر کاک برن کو ایک خط بھیج کر دریافت کرنا چاہا کہ شاہنشاہ شاہزادہ ولی عہد انگلستان کو ایک مراسلہ بھیجنا چاہتا تھا۔ اور کیا یہ مراسلہ انگلستان کو بھیج دیا جائیگا۔ اس کے جواب میں امیر البحر کاک برن نے کہا کہ مجھے ایسے کسی شاہنشاہ کا علم نہیں ہے جو سینٹ ہلینا میں موجود ہے اور جب تک میں خود نہ پڑھ لوں کوئی مراسلہ انگلستان نہ بھیجا جائیگا۔

۱۴ مارچ۔ جزیرہ سیلون کا گورنر انگلستان کو جارہا تھا اور چار بجے شام کے قریب وہ شاہنشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ شاہنشاہ نہایت اداس اور شکستہ خاطر تھا لیکن جب گورنر نے پوچھا کہ آیا کوئی ایسے خطوط ہیں جو یورپ کو بھیجنا منظور ہیں تو شاہنشا

چونک پڑا اور فوراً پوچھا کہ کیا تم شاہزادۂ ولی عہد سے ملو گے؟ گورنر نے کہا: ”ہاں میں ملوں گا“ شاہنشاہ نے کہا۔

”شاہزادہ ولی عہد سے کہنا کہ میں آپ کو ایک خط بھیجنا چاہتا تھا۔ لیکن امیر البحر کاک برن نے کہا کہ پہلے وہ خط میں پڑھ لوں گا اس لیے وہ خط خدمت میں نہ بھیجا گیا۔ اس لیے کہ یہ بات میرے مرتبہ کے خلاف تھی۔ اور خود شاہزادہ ولی عہد کے شان کے منافی تھی اور میں نے انگلستان والوں کو اپنے قوانین پر بہت فخر کرتے ہوئے سنا تھا۔ لیکن ان قوانین سے کہیں نفع پہونچتے نہ دیکھا۔ اور شاہنشاہ کو اب توقع کیا بلکہ خواہش ہے کہ ایک جلاد آجاتا۔ اور جو جو مصائب شاہنشاہ کو پہونچائی جا رہی ہیں وہ انسانیت سے خارج ہیں اور سخت وحشیانہ ہیں اور اچھا تو یہی ہوتا اور جبرات تو اسی میں ہے کہ اب وہ قتل کر دیا جائے۔“

۳- اپریل۔ نپولین اُن تفکرات اور پریشانیوں کا ذکر کر رہا تھا جو واٹرلو کی جنگ کے بعد اور سلطنت سے دست کشی کے وقت اُس کو پیش آئی تھیں۔

اُس نے کہا: ”مجکو یقین ہے کہ کیا فرانسیسی میرے ساتھ انصاف کرینگے؟ کیا وہ مجھپر یہ الزام نہ لگائینگے میں نے اُن کو چھوڑ دیا؟ تاریخ اس کا فیصلہ کریگی۔ تاریخ کے فیصلے سے ڈرنے کے بجائے میں تو تمنائیں کرتا ہوں کہ تاریخ اپنا فیصلہ صادر کرے۔ میں نے اکثر اپنے دل سے یہ سوال کیا ہے کہ آیا میں نے فرانسیسیوں کے لیے وہ سب کام کر دیا یا نہیں جس کی اُن کو مجھ سے توقع تھی۔ لیکن افسوس اُن کو اُس شب کا حال معلوم نہیں جس میں میں نے سلطنت سے دست کشی کا عزم کیا تھا اور پھر صبح کو دست کش ہو گیا۔

اس شب میں جو بڑی مصیبت اور پس و پیش کی شب تھی مجکو دو بڑے رستوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا پڑا تھا۔ ایک تو یہ تھا۔ ایک تو یہ تھا کہ جور و زیادتی کے ساتھ فرانس کو بچاؤں اور دوسرا یہ تھا کہ عام رجحان کا اپنے تئیں فرمان بردار بنا لوں۔ چنانچہ میں نے

جو طریقہ اختیار کیا وہ میری رائے میں زیادہ مناسب تھا۔ دوست و دشمن، نیک نیت اور بد نیت سب ہی میرے خلاف تھے اور میں تنہا تھا۔ پس میں نے فرمان برداری کی اور جب ایک بات کا قصد کر لیا تو اُس سے پھر جانا جوانمردی کے خلاف تھا۔ میں ادھورا کام کرنے والا آدمی نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ فرمان روائی کوئی لباس نہیں ہے کہ جب چاہا اوتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔

” دوسرے طریقے میں نہایت سخت کارروائیوں کی ضرورت تھی۔ بڑے بڑے مجرم گرفتار کرنا پڑتے اور بڑی بڑی سخت سزائیں دینا پڑتیں ضرور خونریزی ہوتی اور کون کہہ سکتا ہے کہ ہم کو کہاں پر رکنا پڑتا۔ وہ ایسے کوسنے ہولناک منظر ہیں جو پیش نہ آجاتے۔ پس اگر ایسا کیا جاتا تو میری نیک نامی خاک میں ملجاتی اور میں ظالم خونریز سفاک مشہور ہوجاتا۔ مجھ پر طرح طرح سے لعنت ہوتی اور دیکھ لو کچھ نہ کرنے پر بدنام کرنے والوں نے مجکو اب بھی کیسا کیسا بدنام نہ کیا۔ پس اگر ایسی مصیبت پر میں فرانس کو بچا بھی لیتا اور اپنے عزم و ہمت سے جملہ دشواریوں اور موانع پر غالب بھی آجاتا تو بھی کیا یہ توقع ہو سکتی تھی کہ میں کامیاب ہوجاتا۔

” ہاں میں نے بہت عرصہ پس و پیش کیا اور دونوں پہلوؤں کو بڑے غور سے جانچا اور آخر میں یہی نتیجہ نکالا کہ میرا کامیاب ہونا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ فرانس سے باہر یورپ کے تاجداروں میں جتھہ بندی تھی۔ اور فرانس کے اندر بوربون کے حامی موجود تھے اور اس کے سوا ہماری مجلس قانون ساز کی شدتوں سے اور بے شمار مخالف گروہ قائم ہوجاتے اور اُن کو مغلوب کرنا بجائے خود ایک اہم کام ہوجاتا۔ پس ہر صورت سے دشواریوں کا ہجوم بڑھتا ہی چلا جاتا۔ اس لیے سلطنت سے دست کش ہوجانا ہی ضروری اور ناگزیر تھا۔ اور دیکھئے مجھ جیسے شخص کے باوجود سب باتوں کا خاتمہ ہوگیا میں نے یہ سب پہلے سے دیکھ لیا تھا اور پیشین گوئی کر دی تھی۔ لیکن پھر بھی مجکو کوئی چارہ نہ تھا

لیس کیس نے پوچھا: “اگر جہاں پناہ سے مجلس قانون ساز اتفاق کر لیتی تو کیا جہاں پناہ فرانس کو بچا لیتے؟”

شاہنشاہ نے جواب دیا: “پھر کیا تھا۔ میں بے پس و پیش یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور اس سے قبل کہ کثرت سے متحدہ افواج پیرس کے سامنے جمع ہوں میں مورچہ اور دمدمہ قایم کر کے شہر پناہ کے سامنے اسی ہزار عمدہ سپاہ اور تین سو گھوڑ چڑھی توپیں موجود کر دیتا اور چند روز توپ چلنے کے بعد قومی گارڈ ماتحت افواج اور پیرس کے باشندے مورچوں کی حفاظت کو کافی ہو جاتے اور میرے پاس اسی ہزار میدان جنگ والی سپاہ فراہم ہو جاتی اور چند ہی روز میں پیرس عسیر الفتح ہو جاتا۔ اور میں قوم سے اپیل کرتا اور عظیم الشان خطرہ اور جمہور کے تردد و جوش اور عجیب و غریب نظارہ کی وجہ سے بہ کثرت فرانسیسی پیرس میں آ کر جمع ہو جاتے اور ہر طرح سے قرین قیاس تھا کہ چار لاکھ سے زیادہ فوج کھڑی ہو جاتی اور میں جانتا ہوں کہ متحدہ افواج پانچ لاکھ سے زیادہ نہ تھیں۔ اور پھر ایک لڑائی پر معاملہ کا انحصار ہو جاتا اور اُس میں مخالفین کو بھی اُس قدر خطرہ کا سامنا ہوتا جتنا ہمکو تھا۔

اتنے عرصہ میں میں قومی سینیٹ قایم کر لیتا جس میں قوم کے نہایت نامور شخص ہوتے اور حربی امور میں مجھکو اختیارات کلی حاصل ہو جاتے جس کے ساتھ دیوانی کے حکام بھی میری طاقت کو مستحکم کر دیتے اور میں رعیت کی طرف سے قوم کا محافظ مقرر کر دیا جاتا اور میں اپنے اصولوں کا طلسم یورپ میں پھیلا دیتا اور جب متحدہ بادشاہ دیکھتے کہ خود اُن کے ممالک میں اثر پیدا ہو گیا ہے تو خایف ہو کر یا تو مجھ سے صلح کر دیتے یا مطیع ہو جاتے۔”

لیس کیس نے کہا: “تو کیا وجہ ہے کہ جہاں پناہ نے اُس بات کا قصد نہ کیا جس میں جہاں پناہ کو ضرور کامیابی ہونے والی تھی۔ اور آج ہم سینٹ ہیلینا میں کیوں

اسیر ہیں ہاں

نپولین نے جواب دیا "اب تم مجھ پر الزام لگاتے اور مجھکو مجرم قرار دیتے ہو۔ لیکن اگر میں تمھارے سامنے وہ امور پیش کرتا جو ہمارے خلاف تھے تو تم اپنی رائے کو بدل دیتے اور ایسی بات نہ کہتے جو کہہ رہے ہو۔ میں نے تو کچھ تم سے بیان کیا وہ ایسی حالت کا بیان کیا کہ گویا ہم نے مان لیا تھا کہ مجلس قانون ساز ہماری شریک ہوگئی تھی اور اُس کی کمتر کی حالت میں جو نتائج نکلتے انھیں کی میں نے تم سے شرح کی۔ لیکن یہ تو تم کو معلوم ہے کہ اس مجلس نے کیا طریقہ اختیار کیا تھا۔ یہ ممکن تھا کہ میں اس مجلس کو توڑ دیتا اور فرانس اور تمامی یورپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں اور بے شبہ آنے والی نسلیں بھی مجھ پر میری کمزوری سے الزام لگائینگی کہ جب اس مجلس نے بغاوت کی تھی تو کیا وجہ تھی کہ میں نے اُس کو توڑ نہ دیا یہ بھی کہا جائیگا کہ مجکو اپنے تئیں اُن جمہور سے علیحد کرنا لازم نہ تھا جنھوں نے میرے لیے کوئی دقیقہ امداد کا اُٹھا نہ رکھا تھا۔ لیکن اس مجلس کو توڑ دینے سے بھی کیا ہوتا۔ اسی قدر ہوسکتا تھا کہ ہم شرائط کے ساتھ مخالفین کے مطیع ہوتے اور اس حالت میں میں مکرر کہتا ہوں کہ بڑی خون ریزی ہوتی اور میں اپنے تئیں ظالم ثابت کرتا"

۱۰- اپریل۔ ایک جہاز آیا جس میں یورپ کے اخبار تھے۔ جب نپولین نے فرانس کی بے چینی اور مصائب کے طوفان کا حال پڑھا جو تمامی محکموں میں برپا ہو رہا تھا تو اس جوش آگیا اور فرش پر ٹہلنے اور کہنے لگا۔

"میں کیسا بد قسمت تھا کہ امریکہ کو نہ گیا کہ دوسرے نصف کرہ ارض سے بیٹھکر فرانس رجعت سے روکتا اور میرے واپس آجانے کے خطرہ سے ظلم اور حماقت کی ایک حد ہوجاتی۔ صرف میرا نام ہی اُن کی زیادتیوں کے روک دینے کو کافی ہوتا اور وہ ڈرتے

"یہ جدید انقلاب حکومت فرانس کے بڑے انقلاب کے سامنے گم ہوگیا ہے جدید خیالات کی ہوا دقیانوسی اُمرائی خیالات کو میٹ دینے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ

اب کوئی شے ہمارے انقلاب عظیم کے عالی شان اصولوں کو نیست و محو نہیں کر سکتی۔ اور یہ بڑے اور عمدہ سچے اصول ایسے پورے اور تکمیل کے ساتھ ہماری شہرت۔ ہماری یادگاروں اور ہمارے مہتم بالشان کارناموں سے مخلوط ہو گئے ہیں کہ کبھی معدوم نہ ہونگے ان سچے اصولوں کے پہلے داغوں کو ہم نے اپنے آپ شہرت و ناموری سے دھو دیا ہے اور اب وہ غیر فانی ہو گئے اور یہ سچے اصول اب ہرگز ایک قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتے کیونکہ فرانس کی عدالتوں میں وہ پیدا ہوئے۔ لڑائیوں کے خون سے وہ مستحکم ہوئے۔ فتوحات کے سہروں سے اُن کی زینت ہوئے۔ جمہور نے مسرت کے نعروں سے اُنکا خیر مقدم کیا۔ بادشاہوں کے عہدناموں اور باہمی اتحاد نے اُن کو جایز قرار دیا اور فرمان رواؤں کی زبان پر اُن کا عام ذکر ہے اور ہر وقت وہ انھیں اصولوں کا تذکرہ سنتے ہیں برطانیہ اعظم میں خیالات کے اندر آزادی آتی جاتی ہے اور یہ سچے اصول امریکا والوں پر نئی روشنی ڈال رہے ہیں اور فرانس کے اندر تو یہ اصول قومی ہو گئے ہیں اور انھیں تین مقاموں سے دنیا کو روشن کرنے والا نور نکلے گا۔ تمام دنیا پر ادراے کی فرمان روائی ہوگی۔ یہی آزادی کے سچے اصول تمامی قوموں کا ایمان مذہب اور اخلاق بنجائینگے۔ اور باوجود تمامی مخالفتوں کے یہ یادگار زمانہ میری نام سے متعلق منسوب کیا جائیگا کیونکہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا میں ہی نے مشعل کو روشن کیا اور اس سچے آزادی اور جمہور کی مساوات کے اُصول کو پاک قرار دیا اور اب جو جو عذاب مجھکو دیے جاتے ہیں مجھکو مسیحا کا معزز عہدہ دیتے جاتے ہیں۔ دوست و دشمن اور سب لوگ ضرور مجھکو اعلیٰ درجہ کا سپاہی اور میرے زمانہ کا بڑا حامی وکیل تسلیم کرینگے۔ اور میں ہمیشہ رہنمائی کرنے والا روشن ستارہ رہونگا۔

۱۷- اپریل۔ سینٹ ہلینا کا نیا گورنر سر ہڈسن لو لانگ وڈ میں آیا اور شاہنشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اُس کی صورت میں ذرا بھی وجاہت نہ تھی۔ اور جب وہ رخصت ہو گیا تو شاہنشاہ نے کہا کہ یہ تو نہایت مکروہ صورت ہے۔ بشرہ سے سخت پاجی معلوم ہوتا

ہے۔ لیکن ہم کو اتنی جلد ایسی رائے قایم نہ کرنا چاہیے۔ ممکن ہے کہ ظاہری صورت کی بدنمائی کا حسن سیرت معاوضہ کر دے۔ اور یہ غیر ممکن نہیں ہے۔"

۱۸۔ اپریل۔ سر ہڈسن لو نے شاہنشاہ کے تمامی رفقا اور ملازموں کے سامنے ایک کاغذ پیش کیا اور اس کاغذ کی تحریر کا یہ منشا تھا کہ اگر آپ لوگ چاہیں تو یورپ واپس جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر شاہنشاہ کے ہمراہ سینٹ ہلینا میں رہنے کی خواہش ہو تو اس کاغذ پر دستخط کر دیے جائیں اور پھر تمامی قیود جو پیش کی جائینگی سب کو برداشت کرنا پڑیگی۔ اس کاغذ پر سب نے دستخط کر دیے لیکن جنرل برٹ رینڈ نے دستخط نہ کئے۔ ظاہر تھا کہ شاہنشاہ کی حیات تک سب کو جزیرہ میں قید رہنا تھا۔ جنرل برٹ رینڈ کے دستخط نہ کرنے سے شاہنشاہ کو فی الجملہ خیال ہوا۔ مگر اس نے کہا "برٹ رینڈ متلون مزاج آدمی نہیں ہے اس کی حالت ہمیشہ ایک سی رہتی ہے۔ ابھی تو وہ جانے جانے کرتا ہے لیکن جب جانے کا وقت آئیگا وہ ہرگز نہ جائیگا۔ اور ہم کو اپنے احباب کے عیوب کے باوجود ان سے محبت کرنا چاہیے۔"

۲۰۔ اپریل۔ کرنل ولکس سینٹ ہلینا کا سابق گورنر اب یورپ جانے لگا اور اپنی دختر کو ساتھ لے کر شاہنشاہ سے رخصت ہونے کو آیا۔ اس لڑکی کو میڈم برٹ رینڈ نے شاہنشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اور لیڈیوں سے تھوڑی دیر تک شاہنشاہ بڑی خوشی سے باتیں کرتا رہا۔ کرنل ولکس بڑی ملکی معلومات رکھتا تھا۔ اور فرانس کی حالت پر فوراً باتیں ہونے لگیں۔

شاہنشاہ نے کہا "تمام دنیا کی قسمت اور خصوصاً یورپ کی شائستگی فرانس اور انگلستان کے قبضہ میں تھی۔ لیکن دونوں نے ایک دوسرے کو کیا کیا نقصان نہ پہونچائے۔ وہ کونسی ایسی بھلائی تھی جو ہم دونوں نہ کر سکتے تھے۔ جب مسٹر پٹ انگلستان کا وزیر اعظم تھا ہم نے دنیا کو برباد کیا۔ لیکن کیا نتیجہ نکلا۔ تم نے فرانس پر دو ارب

پچاس کرور فرانک کا بار سکوٹش کے ذریعہ سے ڈالا اور میں نے تم پر سات ارب کا بوجھ ڈالا اور تم کو مجبور کیا کہ خود تمھارا پارلیمنٹ یہ بار تم پر ڈالے۔ اور اب بھی اُس فتح کے بعد جو تم نے حاصل کی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ جلد یا بہ دیر تم اُس بار کے نیچے دب اور پس نہ جاؤ گے۔ جب مسٹر فاکس وزیر اعظم ہوا تو ہم ایک دوسرے کو پہچاننے اور سمجھنے لگے اور ہم قوموں کو خلاص کرنے اور آزادی قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے اور یورپ میں ایک ہی بحری اور بری فوج ہوتی۔ ہم دنیا پر حکومت کرتے۔ ہم ہر ایک مقام پر امن و خوشحالی یا تو بہ زور یا ترغیب دینے سے قائم کر دیتے۔ اور ہاں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ کونسا نقصان تھا جو ہم نے نہ کیا۔ اور کونسی ایسی بھلائی تھی جو ہم نہ کر سکتے تھے"

۲۷ اپریل۔ شاہنشاہ کے ہمراہیوں میں دو ایسے بدمزاج شخص تھے کہ اُن میں کاوش رہتی تھی اور اُن کے باہم کبھی نہ بنتی تھی۔ اور بدزبانی تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ شاہنشاہ کو تو اپنے خانگی ملازموں کے ساتھ بڑی محبت تھی اور یہ باتیں دیکھ دیکھ کر اُس کو سخت صدمہ ہوتا تھا۔ پس ایک دن دونوں کو اپنے ملاقات کے کمرہ میں بلا کر اُس نے کہا۔

"تم دونوں میرے ساتھ اسیری میں اس لیے شریک ہوئے ہو کہ قید میں میرا غم غلط کرو۔ پس دونوں باہم ملجاتے نہیں تو گویا تم اپنے ہاتھ سے میری تکلیف کا باعث ہوگے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں خوش رہوں تو آپس میں ایک ہو جاؤ۔ تم میری آنکھوں کے سامنے لڑنے کا نام لیتے ہو۔ تو کیا اب میں اس لائق نہیں رہا کہ تم میرا ادب و لحاظ کرو۔ کیا ہمارے دشمنوں کی نگاہیں لانگ وڈ پر نہیں لگی ہوئی ہیں دیکھو تم نے اپنے گھر و بار کو چھوڑا۔ سب چیزوں کو قربان کر دیا۔ یہ سب اسی وجہ سے کیا تم کو مجھ سے محبت تھی اور تم مجھکو خوش رکھنا چاہتے تھے اور میری مصیبت میں شریک ہوئے۔ اور باوجود ان باتوں

لہ روسی افواج سے مراد ہے مترجم ۱۲

تم میری مصیبت کو بڑھاتے ہو اور چاہتے ہو کہ میرے مصائب مجھ سے برداشت نہ ہوں دیکھو جانی بھائی ہو جاؤ۔ میں ایک باپ کی طرح تم کو حکم دیتا ہوں۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں اور غور و فکر کرو اس حیات مستعار میں ہمارے لیے چند ہی خوشیاں اب باقی ہیں ہمیں ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ ہم اُن کا لطف اُٹھا سکیں۔"

اتنے میں اطلاع دی گئی کہ کھانا آتا ہے اور یہ پدرانہ نصیحت و ملامت ختم کی گئی"

۵ مئی۔ کئی دن سے شاہنشاہ افسردہ اور بیمار تھا۔ سر ہڈسن لو طرح طرح کی چھیڑ سے شاہنشاہ کو ایسا دق کرتا تھا کہ اُس کی اسیری اُس پر اور گراں گزرے۔ شاہنشاہ کمرہ سے باہر نہ آتا تھا اور کسی سے ملاقات نہ کرتا تھا۔ دن مرطوب۔ سرد اور اداس تھا اور جب رات ہوئی تو انگیٹھی میں آگ روشن کی گئی۔ شاہنشاہ کو حرارت تھی اور طبیعت پژمردہ تھی اور اپنا کوٹ پہنے پلنگ پر لیٹا تھا اور تاپتا جاتا تھا اور کمرہ میں روشنی کرنے کو منع کر دیا تھا۔ جنرل برٹ رینڈ اور کونٹ لیس کیس اُس کے پاس بیٹھے تھے۔ انگلستان اور فرانس کے دو عظیم الشان انقلابوں کا ذکر چھڑا۔ اور شاہنشاہ نے آہستہ آہستہ دونوں کا حسب ذیل مقابلہ کیا۔

"انگلستان اور فرانس میں جب یہ انقلاب واقع ہوئے تو دونوں ممالک پر بودے بادشاہ حکمراں تھے۔ انگلستان میں جیمس اوّل بادشاہ تھا اور فرانس میں لوئی پانزدہم فرمانروا تھا لیکن ان دونوں انقلابوں کا نزلہ دونوں بادشاہوں کے جانشینوں یعنی چارلس اوّل اور لوئی شانزدہم پر گرا دونوں قتل کیے گئے اور اُن کے خاندان جان سے مارے گئے یا جلاوطن ہوئے۔

"دونوں ملکوں میں اس کے بعد جمہوری حکومت قائم کی گئی۔ لیکن دونوں قوموں نے ایسی زیادتیاں کیں کہ جن سے انسان کے دل اور سمجھ کو ذلت ہو سکتی ہے۔ یعنی مجنونانہ خون ریزی اور بے حرمتی کے منظر پیش آئے۔ مروت و انسانیت کے رشتہ

قطع کر دیے گئے اور اصول و ضوابط اولٹ دیے گئے ۔

دونوں ممالک میں اس زمانہ کے درمیان دو شخصوں[2] نے اس سیلاب مصیبت کو روکنے کی بڑی جوانمردی سے کوشش کی اور بڑی شان سے فرمان روائی کی ۔ اس کے بعد دونوں ممالک میں موروثی بادشاہ پھر سے تخت پر بٹھلائے گئے ۔ مگر دونوں نے غلط رستہ اختیار کیا ۔ انھوں نے غلطیاں کیں اور دونوں ملکوں میں پھر تازہ طوفان برپا ہوا ۔ اور دونوں حکمراں خاندان نکال دیے گئے ۔ اور دونوں خاندانوں سے اپنے مخالفین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ ہو سکا[1] ۔

ور فرانس کا جب اس طرح انگلستان کے ساتھ اس معاملہ میں مقابلہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ فرانس میں تنہا نپولین کرامویل اور ولیم ثالث ۔ ہمسر تھا ۔ لیکن کرامویل کے ساتھ ہر بات میں نپولین کو مشابہ کرنا بدنما بات ہے ۔ مگر اتنی بات میں ضرور کہوں گا کہ چونکہ اپنے دور زندگی کے ایک بہت بڑے واقعہ میں نپولین اور کرامویل جب مشابہ ہیں تو یہ بات ناممکن ہے کہ دوسرے واقعات کے اعتبار سے وہ بہت سی باتوں میں غیر مشابہ ہوں ۔

۱۱ مئی ۔ فرانسیسی شرفا اور سر ہڈسن لو کے درمیان ہر روز کشیدگی زیادہ ظاہر ہوتی جاتی تھی ۔ مگر سر ہڈسن لو سے شاہنشاہ کی ملاقات شاذ و نادر ہوتی تھی ۔ آج گرانڈ مارشل نے گورنر کا ایک خط شاہنشاہ کو دیا جس میں لکھا تھا کہ پلانٹیشن ہوس میں جنرل بونا پارٹ دعوت میں آکر شریک ہو ۔ شاہنشاہ نے اس تحریر کو ایک نظر دیکھکر کہا "یہ تحریر حد سے زیادہ بیہودہ ہے کوئی جواب مت دو"

دو گھنٹے تک غسل خانہ میں غسل کرنیکے بعد نو بجے شاہنشاہ نے لیس کیس کے ساتھ کھانا کھایا اور اس وقت طبیعت ایسی بشاش تھی کہ دو گھنٹے کامل شاہنشاہ باتیں

---

[1] اس حکمراں خاندان کے نکالے جانے پر انگلستان میں ولیم ثالث بادشاہ ہوا ۔ مترجم ۱۲

[2] انگلستان میں کرامویل نے اور فرانس میں نپولین نے ۔ مترجم ۱۲

کرتا رہا اور جب اُس کو معلوم ہوا کہ گیارہ بج گئے ہیں تو سخت متعجب ہوا۔ اور کہنے لگا "ارے کتنی جلد وقت گذر گیا۔ افسوس اسی طرح عمدگی سے ہمیشہ میں اپنا وقت گذرانے کے قابل کیوں نہ ہوا۔ میرے شفیق لیس کیس میں اس وقت نہایت خوش ہوں"

۱۴ مئی۔ ایسٹ انڈیا بیڑے میں سینٹ ہلینا کو بہت سے انگریز اور لیڈیاں آئیں اور لانگ ووڈ کے باغ میں یہ سب شاہنشاہ کے سامنے پیش ہوئے۔ اور ملاقات ختم ہونے پر ایک انگریز نے اپنے ساتھیوں سے کہا "شاہنشاہ کیسا خوش خلق اور صاحب شان و شکوہ ہے۔ مجھے سخت حیرت ہو گئی ہے۔ اور دیکھیے سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی گردشیں اور مصیبتیں اٹھانے پر بھی اُس کا دماغ یوں قوی اور صحیح ہے" ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نپولین کو ایسے ذلیل مکان میں اسیر دیکھنے سے سب انگریزوں کو صدمہ تھا۔ بعد کو ڈاکٹر اومیرا نے شاہنشاہ سے کہا کہ "آپ کی ملاقات سے پہلے ان انگریزوں کے خیالات آپکی طرف سے بہت خراب تھے" اس کے جواب میں شاہنشاہ نے مسکرا کر کہا "میری رائے میں اُن کا یہ خیال ہوگا کہ نپولین سینگوں دار ایک خوفناک جانور ہے"

۱۶ مئی سر ہڈسن لو لانگ ووڈ میں آیا اور کہا "میں جنرل بوناپارٹ سے ملاقات کروں گا" شاہنشاہ نے اُس سے ملاقات کے کمرہ میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات زیادہ دیر تک رہی اور اس میں غصہ کا اظہار کیا گیا۔ ملاقات ختم ہونے پر نپولین نے لیس کیس سے کہا۔

"یہ نہایت غضب ناک منظر پیش آیا۔ مجکو اپنی طبیعت پر اختیار نہ رہا تھا۔ انگلستان کے وزرا نے اب ایسا گورنر بھیجا ہے کہ وہ جیلر سے بھی بدتر ہے۔ سر ہڈسن لو پورا جلاد ہے۔ اس ملاقات میں میرا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا تھا۔ میں نے اپنا سر جھکا لیا تھا۔ میرے کان جھن جھنانے لگے تھے۔ میری بائیں پنڈلی پھڑکنے لگی تھی۔ ہم دونوں ایک

دوسرے کی طرف طیش سے دیکھ رہے تھے اور مجھے سخت غصہ چڑھ گیا تھا۔ غصہ میں اکثر میری یہی حالت ہو جایا کرتی تھی جو اوپر بیان ہوئی۔ اور یہ حالت بہت دنوں سے نہ ہوئی تھی۔ میرے شفیق لیس کیس یہ امر یقینی ہے کہ یہ لوگ مجکو یہاں ضرور ہلاک کر ڈالینگے،،

مغموم ہو کر شاہنشاہ پھر کھانا کھانے کو بیٹھ گیا۔ لیکن کھانا کھایا نہ گیا۔ حاضرین نے اُس کا غم دور کرنے اور باتوں میں لگانے کی بہت کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا اور انجام کار بے حد مغموم حالت میں اٹھ کر وہ کمرہ میں چلا گیا۔ اور تنہا پلنگ پر جا لیٹا۔

۲۰ مئی۔ شاہنشاہ سوار ہو کر باہر گیا۔ واپسی پر کمرہ کے اندر جا کر لیس کیس سے کہنے لگا "میں مغموم۔ بیمار اور تھکا ہوا ہوں۔ ذرا آرام کرسی پر بیٹھ کر میرے ساتھ باتیں کر کے میرا جی بہلاؤ،،

لیس کیس کہتا ہے "یہ کہکر شاہنشاہ پلنگ پر لیٹ کر سو گیا اور میں اُس کے پاس آرام کرسی پر بیٹھا رہا۔ اُس کی پیشانی کھلی ہوئی تھی اور میں اُس کو بہ غور دیکھ رہا تھا۔ یہ وہی پیشانی تھی جس پر میرنگو اور آسٹرلٹز جیسی سیکڑوں فتوحات لکھی ہوئی تھیں۔ کیا بیان کروں کہ مجکو اس وقت کیا کیا خیال ہو رہے تھے جن کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے بیان نہیں ہو سکتا ہے۔

دو پون گھنٹے کے بعد شاہنشاہ جاگا۔ اور پھر اُس نے اپنے رفیقوں کے قیام گاہوں کو معاینہ کرنے کا قصد کیا۔ جب میری باری آئی تو میری تمامی تکالیف پر غور کر کے وہ غصہ سے مسکرایا اور بولا "لیس کیس۔ آج دنیا میں کسی عیسائی کی قیام گاہ ایسی تکلیف دہ اور ذلیل نہ ہوگی جیسی تمھاری ہے۔

۱۲ مئی۔ کھانا کھانے کے بعد آج شاہنشاہ نے انجیل مقدس ہاتھ میں لے کر حضرت یوشعؑ کے متعلق حالات پڑھ کر سب کو سنائے اور اُن تمامی مقامات کا ذکر کیا جو اپنی ملک شام کی مہم میں شاہنشاہ نے خود دیکھے تھے۔

۲۸ مئی۔ شاہنشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کو گیا۔ واپسی پر انگریزی کیمپ کے پاس سے گزر ہوا۔ اور سپاہیوں نے اپنے کام چھوڑ کر فوراً شاہنشاہ کو سلامی دینے کے لیے صفیں باندھ لیں۔ شاہنشاہ نے کہا۔ وہ کون سا ایسا انگریزی سپاہی ہوگا کہ مجھے آتا دیکھ کر اُس کے جی میں میری تعظیم کا خیال نہ پیدا ہوگا۔ اُس کو خوب معلوم تھا کہ انگریزی افواج کے سپاہیوں کے دل میں اُس کی بڑی عزت تھی۔ لہٰذا قصداً وہ انگریزی کیمپ کو بچا کر نکل گیا تاکہ اُس پر انگریزی سپاہیوں کو جوش دلانے کا الزام نہ لگایا جاے۔

۳۱ مئی۔ آج گورنر نے آ کر لانگ وڈ کا ایک لمبا چکر لگایا لیکن شاہنشاہ کی ملاقات کو نہ آیا۔ کھانے کے بعد شاہنشاہ نے اُس پچھلی ملاقات کا ذکر کیا جو گورنر سے ہوئی تھی اور کہا۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ میں نے گورنر سے بڑا برا برتاؤ کیا تھا۔ اور سوائے میری موجودہ حالت کے کوئی شے مجھکو معاف نہیں کر سکتی۔ لیکن اُس وقت مجھکو غصہ آ گیا تھا اور میں بے تاب تھا۔ اگر میں کسی اور حالت میں ہوتا تو مجھکو اپنے برتاؤ پر ضرور شرم آجاتی۔ اگر ٹوئیلریز میں میں کسی کے ساتھ یوں بری طرح پیش آتا تو ضرور اُس کی تلافی کرنا اپنا فرض خیال کرتا۔ اور اپنی فرماں روائی کے دوران میں جب کبھی میں نے کسی سے سخت گفتگو کی تو کبھی ایسا نہ کیا کہ بعد کو ایسی نرم اور محبت کی باتیں نہ کی ہوں کہ جن سے تلافی نہ ہو گئی ہو۔ لیکن یہاں میں نے تلافی کے متعلق ایک بات بھی نہ کی اور نہ میرا جی ہوا کہ ایسی بات کروں۔ مگر میری سختی سے گورنر پر کوئی اثر نہ ہوا اور معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے دل کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔ پس گورنر ہی کی خاطر میں چاہتا تھا کہ وہ بھی ذرا غصہ کا اظہار کرتا اور جب مجھ سے رخصت ہوتا کم سے کم اتنا تو کرتا کہ کواڑوں کو زور سے جھٹکا دیکر اپنے پیچھے بند کرتا جاتا۔ اس سے معلوم ہو جاتا کہ اُس میں غیرت ہے اور اُس کی طبیعت اثر پذیر ہے۔ لیکن ایسی کوئی بات بھی اُس سے ظاہر نہ ہوئی۔

۱۳ جون۔ مانی ٹیور اخبار کے کئی نمبر شاہنشاہ نے پڑھے۔ اور کہا۔ اب یہ مانی ٹیور اخبار اگرچہ میری بہت سی نیک نامیوں پر حملہ کرتا ہے تاہم میری خدمت کرتا جاتا ہے

اس لیے کہ جتنے سمجھدار مورخ ہیں وہ مراسلات و کاغذات سرکاری سے تاریخ تیار کرینگے اور یہ ظاہر ہے کہ ان مراسلات و کاغذات سے وہ کونسی ایسی خوبی ہے جو میری فرمان روائی کے متعلق ثابت نہ ہوگی"

۱۸- جون- آج واٹرلو کی جنگ کو پورا ایک سال ہوا تھا۔ اس جنگ کا ذکر آیا۔ شاہنشاہ کی پیشانی پر افسردگی کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور اُس نے آہستہ سے کہا " ہائے عجب سمجھ میں نہ آنے والا دن تھا۔ وہ وہ غلطیاں ایک ساتھ جمع ہو گئیں کہ سُنی بھی نہ گئیں تھیں۔ افسوس گروچی- افسوس نے- معلوم نہیں وہ غلطی تھی یا بدنصیبی تھی- افسوس مظلوم فرانس"

اتنا کہکر ہاتھوں سے اُس نے اپنا چہرہ چھپا لیا اور تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ او پھر کہا " اور باوجود اس کے سبھی کچھ کیا گیا جو بشری ہنر و لیاقت سے ہو سکتا تھا۔ او سب معاملہ نہ بگڑا تھا جب تک کہ تمامی امور میں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اس حیرت انگیز مہم میں ایک ہفتہ سے کم میں مجھکو فرانس کی کامیابی قطعی نظر آئی تھی اور عین موقع پر اُسکی کامیابی میری انگلیوں سے پھسل کر نکل گئی- اگر ایک نمک حرام نمک حرامی کرکے دشمن سے جا نہ ملتا تو میں دشمن کو مہم کے آغاز ہی میں برباد کر دیتا- اور اگر میرے میسر نے اپنا فرض ادا کیا ہوتا تو مخالف افواج کا صرف لگنی میں کام تمام ہو جاتا۔ اور اگر میری میمنہ نے اپنا فرض ادا کیا ہوتا تو میں واٹرلو میں دشمن کو برباد کر دیتا- لیکن عجیب اور انوکھی شکست تھی کہ باوجود ایسے بڑے حادثہ کے فرانسیسیوں کی ناموری میں جن کو نص ہوئی کوئی کمی نہ ہوئی اور نہ فاتح لوگوں کی شان بڑھی اور فرانسیسیوں کی شہرت اُنکی بربادی کے بعد باقی رہیگی- لیکن فتح پانے والوں کی یادگار شاید اُن کی شادمانی کی دھوم دھام ہی میں دفن ہو جائیگی"

۲۲- جون- اخباروں اور کتابوں کا ایک پلندہ یورپ سے موصول ہوا۔ شاہنشاہ

نے ان کی بڑی قدر کی۔ اور بڑے اشتیاق سے پلندہ کو خود اپنے ہاتھ سے کھولنے لگا۔ پھر تمام رات اُن کو پڑھتا رہا۔ پارک اور ہارن مین کی کتاب "سیر و سیاحت افریقہ" میں اُس کو یہ تحریر ملی کہ ملک مصر میں تحقیقات کرنے والے سیاحوں کو نپولین نے بڑی مدد دی تھی۔ اور یہ بات دیکھکر کہ ایک انگریزی کتاب میں اُس کے ساتھ انصاف کیا گیا اور اُس میں کسی توہین وغیرہ کی آمیزش نہ تھی اُسے بڑی مسرت ہوئی۔

۲۷ جون۔ شاہنشاہ ایک رسالہ پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ عام جلسہ میں لارڈ کاسلرے نے بیان کیا کہ اپنے زوال کے بعد نپولین نے یہ صاف اقرار کر دیا کہ اپنے تمامی دوران فرمانروائی میں اُس نے ہمیشہ انگلستان کے خلاف صرف اُس کو برباد کرنے کی نیت سے جنگ کی تھی اور کوئی دوسرا منشا نہ تھا۔

یہ پڑھکر نپولین نے کہا "لارڈ کاسلرے بہت جھوٹ بولنے کا عادی معلوم ہوتا ہے اور اُس کو اپنے سامعین کے ناسمجھ ہونے کا بھی یقین ہے۔ بھلا سمجھنے کی بات ہے کہ ان سامعین کو کاسلرے کی رائے میں اتنی عقل بھی نہ تھی کہ ایسی مہمل بات کو یقین کر لیتے کہ اگر میری واقعی نیت بھی ہوتی تو بھی علانیہ ایسی تقریر میں نہ کرتا"

یہ بھی لکھا تھا کہ لارڈ کاسلرے نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ نپولین سے اُس کی فوج کو اس لیے محبت تھی کہ تمامی سلطنت میں جتنی عورتوں کو ترکہ میں جائداد ملتی تھی نپولین اُن میں سے انتخاب کر کے اپنے جنرلوں کو تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ اور ان کو جنرلوں کی بیویاں بنا دیتا تھا۔

یہ عبارت پڑھ کر بھی نپولین نے کہا "لارڈ کاسلرے جان بوجھکر جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اوسکو ہمارے عادات و اطوار دیکھنے کا موقع ملا تھا اور واقعی وہ سچ بات جانتا ہے اور ضرور جانتا ہے کہ یہ بات ضرور غیر قابل عمل تھی۔ ہماری قوم کو وہ کیا تصور کرتا ہے؟ فرانسیسی قوم ایسے ظلم کو برداشت ہی نہیں کر سکتی۔ پس کاسلرے کی حکمت

بھی معلوم ہوتی ہے کہ مجکو بدنام کرے۔ اور بدنام کرنے کے ذریعوں کو اختیار کرنے میں اُسے پس و پیش نہیں ہوتا۔ کسی قسم کی تہمت لگانے میں اُسے عذر نہیں ہے اُس کو میرے اوپر ہر طرح سے اختیار ہے۔ کیونکہ میں تو اب اسیر ہوں۔ اور اُس نے مجکو خاموش کر دینے کا ہر ایک انتظام رکھا ہے اور میں کسی طرح جواب نہیں دے سکتا۔ اور اُس مقام سے جہاں یہ باتیں پیش آرہی ہیں میں ہزاروں فرسنگ دور ہوں۔ وہ بڑے رتبہ پر ہے اور کوئی شئے اُس کے رستہ میں حایل نہیں ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ چال و چلن گستاخی۔ دناءت اور بزدلی کی انتہائی حد ہے،،

۵۔ جولائی۔ مسٹر ہوب ہوس۔ مصنف کتاب موسومہ بہ ’’آخری دور حکومت شاہنشاہ نپولین،، نے اپنی اس کتاب کی ایک جلد سر ہڈسن لو کو بھیجی۔ اور لکھا کہ یہ کتاب نپولین کو دیدی جائے۔ لیکن سر ہڈسن لو نے یہ کتاب شاہنشاہ کو دینے سے انکار کیا اس لیے کہ اس کی جلد پر سنہرے حرفوں میں لکھا تھا۔ موسومہ بہ ’’شاہنشاہ نپولین،،

اس مدعا سے کہ آیندہ اُس کے پتہ میں دشواری واقع نہ کی جائے شاہنشاہ نے جنرل برٹرینڈ سے کہا کہ گورنر کو لکھ دو کہ نپولین کا آیندہ سے کرنل ڈیوراک یا کرنل میورن نام مقرر کر دیا جائے۔

شاہنشاہ نے کہا جب میں یہاں آیا تو یہ خواہش تھی کہ میرے نام کے ساتھ کوئی خطاب شامل نہ ہو۔ اور میں نے امیر البحر سے یہ بات چاہی لیکن میری تجویز منظور نہ کی گئی۔ اور وہ سب اسی پر مصر رہے کہ مجکو جنرل بونا پارٹ کہیں۔ مجکو اس نام سے کوئی شرم نہیں ہے۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ گورنمنٹ برطانیہ سے مجکو یہ نام عطا کیا جائے گورنر اُس کی حکومت کی طرف سے اس سوال پر عجب بیہودہ طریقہ سے عمل کیا جا رہا ہے اور یہ لوگ اس معاملہ کو سمجھتے ہی نہیں۔ میں اپنے تئیں ’’نپولین شاہنشاہ فرانس،، نہیں کہتا۔ لیکن ’’شاہنشاہ نپولین،، کا لفظ ایک محض جدا نام ہے اور وہ دست کش

بادشاہوں کے لیے ہمیشہ سے استعمال ہوتا رہا ہے۔ یہی حال جیمس دوم کا تھا کہ لفظ بادشاہ اور مجسٹی کا اُس کے نام کے ساتھ اُس وقت بھی قایم رہا جبکہ وہ تخت سے علحدہ ہوگیا تھا۔ اور اسی طرح بادشاہ چارلس فرمان روائے اسپین کے نام کے ساتھ بھی بادشاہ کا لقب اُس وقت قایم رہا جبکہ اُس نے سلطنت سے دست کش ہوکر سلطنت اپنے بیٹے فرڈی نینڈ کو دیدی۔ پس انگلستان کو اس معاملہ میں یہ دعوی ہے کہ فرانسیسی قوم بادشاہ انگلستان کی بغیر اجازت نپولین کو اپنا فرمان روا مقرر کرنے کا حق نہ رکھتی تھی لیکن اس دعوی کو میں کبھی نہ مانوں گا"

۱۶۔ جولائی گورنر نے آکر شاہنشاہ سے دو گھنٹے ملاقات کی شاہنشاہ نے اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لیس کیس سے کہا "میں نے تمامی شکایتوں کو جو تم لوگوں کو ہیں گورنر سے بیان کیا اور ذرا بھی غصہ کا اظہار نہ کیا۔ میں نے باری باری سے اُسکے خیالات اُس کی سمجھ۔ اُس کے محسوسات۔ اور اُس کے دل سے خطاب کیا۔ میں نے ثابت کردیا کہ اُس کی طرف سے جو جو شدتیں ہوئی ہیں سب کی تلافی اُس کے اختیار میں تھی اور وہ نیا انتظام کرسکتا تھا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس شخص میں تو حس ہی نہیں ہے اُس سے کوئی توقع نہیں ہوسکتی"

۲۲۔ جولائی۔ خوشنما دن تھا۔ درختوں کے نیچے بیٹھ کر لانگ وڈ کے سب اسیروں نے کھانا کھایا۔ لیس کیس لکھتا ہے کہ شاہنشاہ نے ہماری حالت اور ہماری قدرتی حاجتوں پر غور کی۔ اور کہا "میری وجہ سے تمھارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ جب ہم کو رہائی ہو اور دنیا میں واپس جاؤ تو اپنے تئیں بھائی بھائی خیال کرنا اور میری یاد کا اسی امر کی متقاضی ہوگی" پھر شاہنشاہ نے بیان کیا کہ ہم سب اتحاد رکھنے سے کس طرح ایک دوسرے کو نفع پہونچا سکیں گے اور مصائب کی تلخی کو کم کرلینا خود ہم پر منحصر تھا۔ اور شاہنشاہ کی تقریر ایک خانگی اخلاق کا سبق تھا جس میں بڑی بڑی خوبیاں

بھیں اور اس کے ساتھ ہی اُس نے ہم کو وہ طریقے بتائے کہ جن پر عمل کرنے سے یہ مدعا حاصل ہوتا تھا۔ اور یہ تقریر اور قواعد آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل تھے۔ شاہنشاہ نے برابر سوا گھنٹے تک تقریر کی اور ہم میں سے کوئی اُس کو فراموش نہ کریگا۔ اور میرا خود تو یہ حال ہے کہ شاہنشاہ کے لہجہ۔ طرزِ بیان کی خوش اسلوبی اور اس سب سے بڑھ کر اُس کی شفقت جس کی وجہ سے اُس نے یہ تقریر کی تھی مجکو ہرگز ہرگز نہ بھولے گی"

۱۸- اگست۔ سرہڈسن لو نے شاہنشاہ سے پھر ملاقات کی۔ دوران ملاقات میں غصہ بڑھا اور شاہنشاہ جس کو ظلم اور توہین سے سخت ایذا پہونچی تھی غصہ سے بے قابو ہوگیا۔ گورنر نے کہا "تین لاکھ فرانک سالانہ لانگ وڈ کے اخراجات کے لیے نپولین کو دینا ہونگے اور اپنے عملہ کی تعداد میں کمی کرنا پڑیگی" اس کے جواب میں شاہنشاہ نے جوش سے کہا کہ ان تکلیف دہ اور غیر ضروری قواعد کو اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں" اور گورنر کو ملامت کی۔ آخر میں گفتگو میں سختی بڑھی اور جیلر اور نامور قیدی میں باہم بدمزگی زیادہ بڑھ گئی۔

سرہڈسن لو نے دوسرے دن ڈاکٹر اومیرا سے کہا "جنرل بوناپارٹ سے کہہ دینا کہ اُس کو راحت و آرام پہونچانا میرے ہاتھ میں ہے لیکن اگر وہ میرے ساتھ عزت و تعظیم سے پیش نہ آئیگا اور اسی طرح بے ادبی کریگا تو میں اُس کو اپنے اختیارات کا مزا چکھا دونگا۔ وہ میرا قیدی ہے اور مجکو اختیار ہے کہ اپنے قیدی کے چال چلن کے اعتبار سے اُس کے ساتھ پیش آؤں۔ میں اُس کے ہوش ٹھیک کر دونگا۔ وہ کروڑوں آدمیوں کا خون کرا چکا ہے اور پھر اسی طرح خون کرائیگا اگر قید سے چھوٹ گیا۔ اور میں علی پاشا کو بوناپارٹ سے زیادہ قابل عزت بدمعاش خیال کرتا ہوں"

شاہنشاہ نے بعد کو لیس کیس سے کہا "گورنر سے ملاقات کرنے پر میں اپنے تئیں ملامت کرتا ہوں۔ اور اب میں اُس سے ہرگز نہ ملونگا۔ اُس کو دیکھتے ہی مجھے غصہ (۵۶۵

آجاتا ہے اور یہ بات میرے رتبہ کے منافی ہے۔ اور میرے مُنھ سے ایسی ایسی باتیں
ل جاتی ہیں کہ تُوئِلی لریز میں وہ قابل معافی نہیں ہو سکتی تھیں۔ اور یہاں بھی اگر میں قابل
معافی ہو سکتا ہوں تو اُس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ میں گورنر کے ہاتھ میں ہوں۔ اور
وہ جو چاہتا ہے مجکو سہنا پڑتا ہے۔ میری یہی شان ہے اور یہی بات مناسب حال اور
زیادہ شاندار ہے کہ میں زیادہ استقلال سے کام کروں اور اسی سے زیادہ اثر بھی پڑیگا۔

۲۷۔ اگست آج کی گفتگو میں شاہنشاہ نے اپنے دور حکومت کے پچھلے واقعات
کا اعادہ کیا۔ اُس نے کہا "میرے علحدہ ہو جانے پر اٹلی والے اور فرانسیسی روتے ہیں
پولینڈ والے میرے شکر گذار ہیں۔ اور اب اسپین والوں کو بھی نہایت افسوس ہے۔
طاقتوں میں مساوات باقی نہ رہنے سے یورپ کے بادشاہ بھی افسوس کرینگے۔ اس
مساوات کے لیے میری فرانسیسی حکومت اشد ضروری تھی۔ اب بر اعظم یورپ نہایت
خطرناک حالت میں ہے۔ اور کاسک اور تاتاریوں کے ہاتھ سے تاخت و تاراج ہونیکا
ڈر لگا ہوا ہے۔ اور رہے انگریز تو اُن کو اپنی واٹرلو کی فتح پر تاسف سے ہاتھ ملنا پڑینگے
اور معاملات ایسے طول پکڑینگے کہ آنے والی نسلیں اور خود میرے زمانے کے روشن خیال
اور سمجھدار آدمیوں کو سخت افسوس ہوگا کہ میں اپنی تجاویز میں کیوں کامیاب نہ ہوا"

۳۔ ستمبر۔ آج ہوا اور بارش کا سخت طوفان تھا۔ شاہنشاہ کمرے میں انگیٹھی کے
سامنے بیٹھا تھا۔ اُس نے کہا "آج کی تاریخ نہایت ہی ہولناک خون ریزی کا واقعہ
پیش آیا تھا۔ یعنی فرانسیسی انقلاب میں آج ہی کی تاریخ بڑا قتل عام ہوا تھا۔ بڑی بدنامی
کا داغ لگا تھا۔ پیرس کی مجلس کی یہ کارروائی تھی۔ اور یہ مجلس طوائف الملوکی کی حامیوں
کی سرپرست اور مجلس قانون ساز کی مخالف تھی۔ اور جب تک جمہور میں غیظ و غضب نہ
پیدا ہو کوئی ملکی تبدیلی نہیں ہوتی۔ انبوہ عوام الناس جب کسی کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں
لوٹ و خون ریزی کیے بغیر نہیں رہتے۔ پیرس سے پروشیا کی فوج صرف ۲۰ میل

منزل دور تھی۔ ڈیوک آف برنس وک کا مشہور اعلان شہر کی دیواروں پر چسپاں تھا لیکن جمہور نے یہی یقین کر لیا تھا کہ ہمارے انقلاب کی خیر اسی میں ہے کہ بوربون کے حامی قتل کر دیے جائیں۔ وہ قید خانوں کو دوڑ گئے اور نشہ خون ریزی سے ایسے مدہوش ہوئے کہ انقلاب کی جے کے نعرے بلند کئے۔ اُن کے ظلم و شدت نے ایک فریق پر جو خائف تھا اور نیز دوسرے فریق پر بھی کو اُن کی مثال سے خوں ریزی کا سبق ملا برقی اثر کر دیا۔ ایک لاکھ والن ٹیر آ کر فوج میں شریک ہو گئے اور انقلاب قایم رکھنے میں کامیاب ہوئے۔

”میں بھی اپنی فرمان روائی کو اسی طرح سے بچا سکتا تھا یعنی عوام جمہور کو اُن لوگوں کے پیچھے لگا دیتا جو بوربون بادشاہ کو بحال کرنا چاہتے تھے۔ اور۔ مان تھولون۔ تم کو یاد ہو گا کہ جب تم اپنی فوج کے کمانیر تھے تو تم نے چاہا تھا کہ لوشتے کو اُس کی نمک حرامی پر سزا دو اور مجھ کو مختار مطلق مشہور کر دو۔ لیکن میں نے تمھاری رائے سے اتفاق نہ کیا۔ مجھ کو طوایف الملوکی کے حامیوں کے بادشاہ بننے سے سخت ہی نفرت آتی تھی۔ کسی کا کچھ ہی خیال ہو لیکن انقلاب سب سے بڑا عذاب ہے جو خدا کسی قوم پر نازل کرتا ہے اور جو قوم انقلاب کو برپا کرتی ہے اپنے اوپر عذاب نازل کرتی ہے اور عموماً یہ عذاب سب ہی کو ستاتا ہے۔ تمدنی سچی خوشی تو اسی میں ہے کہ ترتیب قایم رہے اور ہر شخص اپنے اضافی لطفوں سے متمتع ہوتا رہے۔ میں غریبوں کو ہر سال لاکھوں روپیہ دیا کرتا تھا اور صنعت کی ترقی میں میں نے بڑے بڑے خرچ کئے لیکن ۱۷۸۸ء کی بہ نسبت فرانس میں اب زیادہ غریب لوگ موجود نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انقلابوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو فوراً برباد کر دیتے ہیں اور بڑی مدت مدید کے بعد سوسائٹی قایم کرتے ہیں۔ فرانس کا انقلاب ایسا زبردست قومی خروش تھا کہ ہولناک کوہ آتش فشاں کی طرح اُس کا زور نہ روکا جا سکتا تھا۔ اور جب جمہور کی آنکھ سے محسوس

نہ ہونے والی کارروائیاں پختہ ہوجاتی ہیں انقلاب واقع ہوجایا کرتا ہے۔

“اگر بوربون کا یہ خیال ہے کہ وہ مستقل حکمران ہوگئے تو اُن کی سخت غلطی ہے۔ اور مجھکو یہ تو معلوم نہیں کہ پیرس کو میں پھر دیکھونگا یا نہ دیکھونگا لیکن یہ بات میں ضرور جانتا ہوں کہ فرانس کے جمہور اُس عصاے شاہی کو جو دشمنوں نے لوئی ہیجدہم کے ہاتھ میں دیا ہے چھین کر توڑ ڈالینگے۔

“اور اگر فرانس کے جمہور پر داب نہ ڈالی گئی تو میرا بیٹا فرمان روائی کریگا۔ اور اگر اُن لوگوں کو جو لبرل (آزاد خیال) کہلاتے ہیں کامیابی ہوئی تو تاج ڈیوک آف آرلینس کو پہونچے گا۔ اور پھر جلد یا بدیر لوگوں کو معلوم ہوجائے گا کہ اُن کو دھوکا دیا گیا اور کہ اُنکے واقعی حقوق کی حفاظت میرے خاندان کی فرمان روائی سے ہوسکتی ہے کیونکہ اسی خاندان کے مورث (نپولین) نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا تھا۔

“میں نے تاج کو غصب نہ کیا تھا۔ میں نے تو اس تاج کو نالی میں پڑا ہوا پایا تھا اور اُس کو اُٹھالیا۔ اور جمہور نے یہ تاج میرے سر پر رکھدیا۔ میں نے چاہا کہ فرانسیسیوں کا نام پردۂ زمین پر سب سے زیادہ عالی شان اور محبوب ہوجائے میں جمہور کا بادشاہ تھا جس طرح بوربون امرا کے بادشاہ ہیں۔ اب چاہے وہ اپنی بادشاہت کے جھنڈہ کو کسی رنگ میں رنگیں اور چاہے جو کچھ کہیں مگر ہیں تو امراہی کے بادشاہ۔ جب جمہور میرا جمہور نے ساتھ دیا اور میں ایلبا سے واپس آیا تو مجکو مشورہ دیا گیا کہ فریق شاہی کے نامور سرداروں کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اُن کو سزا دوں۔ لیکن میں نے ہمیشہ انکار کیا اور اپنے مشیروں کو یہی جواب دیا کہ اگر جمہور کے دلوں میں میری جگہ موجود ہے تو بوربون کے حامیوں سے مجکو کچھ سروکار نہیں۔ اگر جمہور کے دلوں میں گنجائش نہیں ہے تو جمہور کے خلاف میرے ہاتھ پیر مارنے سے فائدہ بھی کیا ہونا ہے۔”

کونٹے مان تھولوں کی معرفت سر ہڈسن لو نے نپولین کو مطلع کیا تھا کہ لانگ وڈ کے

مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اُن میں کمی ہونا چاہیے اور نپولین کو اپنے خانگی عملے میں تخفیف کرنا لازم ہے۔ ماہانہ مصارف پچیس ہزار فرانک سے زیادہ نہ ہونا چاہیے جو انگلستان میں پانچ ہزار فرانک ماہانہ خرچ کی برابر ہیں۔ اگر جنرل بوناپارٹ خرچ میں تخفیف نہ کریگا تو زائد خرچ کا اُس کو خود کفیل ہونا پڑیگا۔ نپولین نے فوراً جواب دیا "میں اپنے تمامی مصارف بڑی خوشی سے برداشت کرونگا۔ انگلستان کے وزرا کسی مہاجن کی کوٹھی کو سینٹ ہلینا۔ یا پیرس۔ یا لندن میں خود نامزد کردیں جس کی معرفت میں روپیہ کے متعلق بذریعہ بند مہری خطوط کے خط وکتابت کرونگا اور میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ خطوط میں سوائے روپیہ کے انتظام کے کسی اور امر کے متعلق تحریر نہ ہوگی اور اسی طرح وہ کوٹھی بھی ضمانت دے دیگی۔ پس مجکو خط وکتابت کی اجازت دے دی جاے" لیکن سرہڈسن لو نے جواب دیا "نہیں ہرگز نہیں۔ لانگ وڈ سے کوئی بند مہری خط باہر نہیں جاسکتا" اور اُس کے بعد اُس نے پھر اصرار کیا کہ مصارف میں کمی کی جائے اور نہیں تو زاید صرفہ خود نپولین کو دینا ہوگا۔ چنانچہ اس معاملہ میں بڑا ردّ وبدل ہوا اور شاہنشاہ کو سخت رنج ہوا۔ مگر سرہڈسن لو نے ایک نہ سُنی اور آخرکار مجبور ہوکر کونٹ مان تھولون نے سرہڈسن لو سے کہا کہ "گورنمنٹ برطانیہ اس بات پر تو راضی نہیں ہوتی کہ شاہنشاہ اپنے مصارف کے لیے اپنی جائداد سے انتظام کرے پس یہی بات لازم آتی ہے کہ زاید مصارف کے لیے شاہنشاہ اپنے ظروف بیچے اور ہر مہینے میں کچھ ظروف توڑے جائیں اور قصبہ کی بازار میں فروخت ہوں اور ضروریات زندگی بہم پہونچائی جائیں۔ چھ ملازموں کو برخاست کرنے اور نہایت سخت جزرسی کرنے پر بھی ساڑھے سات ہزار فرانک ماہانہ کا خرچ ہوتا تھا جس میں سے پانچ ہزار فرانک سرہڈسن لو دیتا تھا۔ پس ڈھائی ہزار فرانک ماہوار خود شاہنشاہ کو مہیا کرنا ضروری تھے نہیں تو اپنے دوستوں میں سے چند اور جدا کرنا لازم اور ضروری تھا۔ (۵۶۹)

۷ ستمبر تاریک اور اداس دن تھا نپولین بیمار اور شکستہ خاطر تھا اور اپنے کمرہ سے باہر نہ گیا۔ رات آئی تو اسیروں پر ایک اداسی نازل ہوئی۔ نپولین نے ڈاکٹر او میرا کو بلایا ڈاکٹر لکھتا ہے "وہ بیٹھا تھا۔ سامنے لکڑیوں کی آگ جل رہی تھی اور کبھی تو زیادہ روشن ہو جاتی تھی اور کبھی روشنی جاتی رہتی تھی جس سے شاہنشاہ کے چہرے کی اداسی عجیب طرح ظاہر ہوتی تھی۔ اُس کے ہاتھ زانوؤں پر رکھے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اپنی مصیبت زدہ حالت پر اُس کو خیال بندہ رہے تھے" جب ڈاکٹر کمرہ میں داخل ہوا تو ایک لمحہ تک خاموش رہنے کے بعد شاہنشاہ نے کہا۔

"ڈاکٹر یہ بات تمھارے فن کی قدرت سے باہر ہے۔ میں بڑی کوشش کر رہا ہوں کہ مجھکو ذرا نیند آ جائے لیکن نہیں آتی۔ تمھارے وزرا کا چال و چلن میری سمجھ میں نہ آیا۔ اودہر تو انھوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ میرے مکان کی تیاری اور اُس کی آرائش کے لیے انھوں نے بارہ لاکھ فرانک منظور کئے ہیں اور اودہر میری یہ حالت کر رکھی ہے کہ سپاہیوں کی طرح مجھکو مقررہ خوراک دیجاتی ہے اور مجھکو اپنے نوکر برخاست کرنے اور اخراجات میں ایسی تخفیف کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ میرے گھر میں سلیقہ باقی نہ رہے اور مجھکو کسی طرح کا آرام نہ مل سکے اور پھر ہمارے ایسے نگراں مصاحب مقرر کئے گئے ہیں کہ ایک ایک بوتل شراب پر شرائط پر قایم کرتے ہیں اور سیر آدھ سیر گوشت ایسے پس و پیش اور احتیاط کے ساتھ دیتے ہیں کہ گویا فرمان روائیاں اور سلطنتیں تقسیم کرتے ہیں۔ پس ایسی ایسی خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں کہ میں اُن کو گوارا نہیں کر سکتا۔ ایک جانب تو کثیر اور فضول خرچ کا اظہار ہے اور دوسری طرف سخت و دناءت اور تخفیف ہے خود مجھی کو یہ اجازت کیوں نہیں دی جاتی کہ اپنے مصارف کا خود انتظام کروں وہ اپنی قوم کو کیوں ذلیل کرتے ہیں۔ نہ تو خود ہی میرے ہمراہیوں کی آسایش کا جس کے وہ عادی ہیں بندوبست کرتے ہیں نہ مجھی کو اجازت دیتے ہیں کہ میں خود انتظام کروں

اور خود انھیں کے انتخاب کیے ہوئے ساہوکار کی معرفت خطوط بھیجوں۔ نیز اور مہری خطوط کی اس لیے شرط کرتا ہوں کہ کوئی فرانسیسی میرے خطوط کا جواب نہ دیگا اگر اُس کو یہ یقین ہو جائیگا کہ اُس کے خط کو انگلستان کے وزرا پڑھ لینگے۔ کیونکہ اس صورت میں اُسکی بوربون بادشاہ سے شکایت کیجائیگی اور یقینی اُس کی جائداد ضبط کر لی جائیگی۔ اس کے سوا تمھارے وزرا نے اپنی نیک نیتی کی اس معاملہ میں بھی نظیر نہ دکھائی کہ میرا تھوڑا سا روپیہ جو بلرافان جہاز پر موجود تھا مجکو بھیجدیتے۔ بلکہ وہ رقم انھوں نے مجھ سے چھین لی اور پھر یہ لوگ از سر نو میرے مال و متاع کو اپنے قبضہ میں کر لینگے اگر اُن کو اُس کی جگہ معلوم ہو جائیگی یہ وزرا انگریزی قوم کو دھوکا دے رہے ہیں یعنی جب انگریز دیکھتے ہیں کہ سینٹ ہلینا کو نہایت کثرت سے اسباب جا رہا ہے اور اُن کے سامنے طرح طرح کی نمایش کی جاتی ہے تو اُن کو یقین ہوتا ہے کہ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جا رہا ہے۔ لیکن اگر اُن کو اصل معاملہ معلوم ہو جاے اور وہ دیکھلیں کہ واقعی انگریزی قوم کی اس برتاو اور بے ایمانی سے کیسی ذلت ہو رہی ہے تو وہ کبھی اس کو برداشت نہ کرینگے"

۱۶ ستمبر۔ لس کیس لکھتا ہے "صبح کو میرے ملازم نے مجھ سے کہا کہ حاضری کے واسطے نہ قہوہ ہے اور نہ دودھ شکر اور ڈبل روٹی ہے اس سے ایک دن پیشتر یہ واقعہ ہو چکا تھا کہ شام کے کھانیکے وقت میں بہت بھوکا تھا اور میں نے ایک لقمہ روٹی مانگی تو مجھ سے کہا گیا تھا کہ روٹی نہیں ہے۔ اب اسی سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ ہمکو ضروریات زندگی سے جن پر ہماری زیست کا دار و مدار ہے محروم کیا ہے۔ ناظرین اس بات پر شاید یقین نہ لائینگے لیکن میں نے جو کچھ بیان کیا ہے سب سچ ہے۔"

دو تین مہینے کے اندر شاہنشاہ کے تمامی ظروف توڑ کر فروخت کر دیے گئے اور اب صرف ان ظروف میں سے ایک چاندی کا کاسہ باقی رہ گیا۔ سر ہڈسن لو کو شبہ تھا کہ لانگ ووڈ کے اسیروں کے پاس مخفی روپیہ موجود تھا اور اس سختی کی تدبیر اختیار

کرنے سے وہ روپیہ اُن سے جبریہ وصول کرلیا جائیگا۔ جب شاہنشاہ نے دیکھا کہ اُس کے پاس معمولی برتن رہ گئے تو اُس کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ اُس سے کھانا نہ کھایا گیا اور میز سے اُٹھتے ہوئے اُس نے کہا "اب یہ فرض کرلینا چاہیے کہ ہم بڑے بڑے قد کے بچے ہیں۔ کیا تم کو یہ شبہ ہے کہ ایسی بدنما میز سے پیدا ہونیوالی نفرت پر میں غالب نہیں آسکتا۔ نہیں میں غالب آسکتا ہوں۔ کیونکہ میں وہی تو ہوں کہ بچپن میں کالی رکابیوں میں کھانا کھایا کرتا تھا۔ لیکن اصل تو یہ ہے کہ آج خود مجکو اپنے سے شرم آتی ہے۔"

اب یہ نوبت دیکھ کر سر ہڈسن لو کو رحم آیا۔ اُس نے بہت تاسف کیا کہ معاملات اس حد کو پہونچ گئے۔ اور کہنے لگا "مجھے تو یقین تھا کہ اسیروں کے پاس بڑی دولت موجود ہے اور اگر میں جانتا کہ جنرل بوناپارٹ کو ایسے خراب ظروف میں کھانا کھانا پڑیگا جن میں اس جزیرہ کے غریب سے غریب لوگ کھاتے ہیں تو میں ایک برتن بھی توڑنے نہ دیتا۔"

جب شاہنشاہ کی عسرت اور تکلیف کی خبریں اُس کے عزیزوں کو معلوم ہوئیں تو اُنھوں نے فوراً اپنے مال و دولت کا اُس کو اختیار دیدیا۔ نپولین کی والدہ جوزلیف۔ ہورٹنس۔ پالاین۔ ایلیزا جیروم اور لوئی نے نپولین کو اختیار دیدیا کہ اُن کے نام سے بے دریغ جتنے روپیہ چاہے مہاجنوں سے منگا لیا کرے۔

۳۰ ستمبر نپولین نے ایک انگریزی اخبار میں پڑھا کہ لارڈ کاسل ریے نے پھر آئرلینڈ کے ایک جلسہ میں بیان کیا کہ نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا کہ میں انگلستان سے ہرگز صلح کرنا نہ چاہتا تھا۔ بلکہ انگلستان کو دھوکا دیتا تھا کہ اُس پر اچانک حملہ کرکے اُس کو برباد کردوں۔ اور نپولین کی سپاہ کو نپولین سے صرف اس لیے محبت تھی کہ وہ فرانس کے امیر سے امیر خاندانوں کی لڑکیوں کی اپنے سپاہیوں سے

شادی کردیا کرتا تھا۔

یہ پڑھ کر نپولین کو غصہ آگیا اور اُس نے حسب ذیل جواب دیا۔

"ان بہتانوں پر جو ایسے شخص پر لگائے جارہے ہیں جس پر نہایت وحشیانہ ظلم ہو رہے ہیں اور جس کو یہ موقع نہیں دیا جاتا کہ ان بہتانوں کے جواب دے۔ کوئی تعلیم یافتہ اور سمجھدار شخص یقین نہ کریگا۔ جب نپولین اپنے پہلے تخت پر بیٹھا تو بے شک اُس کے دشمنوں کو حق حاصل تھا کہ جو چاہیں کہیں نپولین کے افعال تمام دنیا پر ظاہر ہوتے تھے اور دشمنوں کی باتوں کا بجائے خود جواب ہوتے تھے اور اب نپولین کے متعلق جس کو کچھ کہنے یا راے قایم کرنیکا حق ہے وہ جمہور کی راے اور تاریخ ہے۔ لیکن دوسروں کا نپولین کے خلاف بہتان تراشنا حد سے زیادہ دناءت اور بزدلی ہے اور اس سے دشمنوں کا مدعا حاصل نہ ہوگا۔ کروروں بہتان اور تہمتیں روزانہ اشاعت پاتی ہیں مگر اُن کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ دنیا کی نہایت شایستہ قوموں میں سے چھ کرور باشندے ان بہتانوں کی تردید کرتے ہیں اور پچاس ہزار انگریز جو اس وقت یورپ میں سیر و سیاحت کررہے ہیں جب انگلستان کو لوٹ کر جائینگے تو انگلینڈ۔ اسکاٹ لینڈ اور آیرلینڈ کے باشندوں کے سامنے سچی بات بیان کرینگے اور پھر ان لوگوں کو شرم آئیگی کہ افسوس ہم کو کیسا فریب دیا گیا تھا!"

اس طرح نپولین کی اسیری کا پہلا سال سینٹ ہلینا میں ختم ہوا۔ اور اگر اُن تکلیفوں اور بے شمار ایذاؤں کو جو شہنشاہ کو پہونچائی گئیں ہم پوری تفصیل کے ساتھ لکھیں تو ناظرین کے دل کو زیادہ رنج و قلق کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جن لوگوں کا دل زیادہ غمناک داستانوں کو پڑھنا گوارا کرسکتا وہ یہ تمامی حالات مختلف کتابوں میں جو سینٹ ہلینا میں لکھی گئی ہیں اور سر ہڈسن لو کی سرکاری تحریریں اُنکی شاہد ہیں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

باب ہفتاد و دوم

اسیری کا دوسرا اور تیسرا سال

سر ہڈسن لو کی طرف سے شکایت ۔ نپولین کی بُردباری ۔ ایمیس کے صلح نامے اور چیٹی لن اور روحس کی کانگریسوں پر شاہنشاہ کی رائے ۔ لیس کیس کا علیحدہ کیا جانا ۔ سر ہڈسن لو کی ذات شاہنشاہ کا بدنام کیا جانا ۔ لانگ ووڈ کی ویران حالت لارڈ ایمہرسٹ سے ملاقات شدید شکایت ۔

شاہنشاہ کی تندرستی جلد جلد خراب ہو رہی تھی ۔ اور اُس کے تمامی ہمراہیوں کے دلوں پر اوداسی اور افسردگی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی شاہنشاہ کو بدوں ہمراہی ایک انگریزی افسر کے سوار ہو کر باہر جانیکی اجازت نہ تھی ۔ اور اُس کے کمرے کی کھڑکیوں اور دروازہ کے سامنے گارڈ بھری ہوئی بندوقیں لئے اور سنگینیں چڑھائے ہر وقت کھڑے رہتے تھے ۔ جزیرہ کے کسی شخص سے شاہنشاہ کو بات کرنیکی اجازت نہ تھی جبتک کہ انگریزی افسر موجود نہ ہو ۔ سر ہڈسن لو نے اصرار کیا کہ لانگ ووڈ میں رہنے والے اسیروں کو حسب اعلان پر اپنے دستخط کر دینا چاہئے ۔

> میں اقرار کرتا ہوں کہ میں سینٹ ہلینا میں رہنا اور اُن تمامی قیود کو برداشت کرنا چاہتا ہوں جو خود بوناپارٹ کی ذات کو برداشت کرنا پڑینگی ۔

لانگ ووڈ کے شرفا کا جی نہ چاہتا تھا کہ ایسے اقرار نامے پر اپنے دستخط کر دیں جب میں

اُن کے شاہنشاہ کی شان میں بڑے گستاخانہ اور بے ادبی کے کلمات درج تھے لیکن اُنھوں نے بڑی خوشی سے دستخط کر دئے مگر بجائے بوناپارٹ کے شاہنشاہ کا لفظ لکھدیا یہ دیکھکر گورنر نے وہ کاغذ فوراً واپس کر دیا اور کہا: "اُسی کاغذ پر جس میں بوناپارٹ کا لفظ لکھا ہوا ہے اپنے دستخط کرو" ڈاکٹر اومیرا نے کہا: "مجھے یقین نہیں آتا کہ فرانسیسی شرفا ایسے کاغذ پر دستخط کرینگے جس میں شاہنشاہ کی توہین ہے"

گورنر نے کہا "نہیں بڑی خوشی سے دستخط کر دئے جائینگے کیونکہ اس سے فرانسیسیوں کو جنرل بوناپارٹ سے علیحدگی اختیار کرنیکا بہانہ ملجائیگا۔ اور میں اُن کو حکم دیدوں گا کہ وہ بوناپارٹ سے کنارہ کش ہو جائیں"

شاہنشاہ کے ہمراہی بڑی پریشانی کے ساتھ ایک کمرہ میں جمع ہوئے۔ شاہنشاہ نے کہا: "میرے جان نثاروں کی توہین کی جاتی ہے اور یقین ہے کہ اس توہین میں ہر روز اضافہ کیا جائے گا۔ پس یہ بات نہ مجھ سے برداشت ہوتی ہے اور نہ مجکو برداشت کرنا چاہیئے لہذا۔ اے شرفا۔ تم مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ اسلئے کہ میں یہ بات گوارا نہیں کرسکتا کہ تم بھی وہی قیود برداشت کرو جو میں برداشت کر رہا ہوں اور جو قیود اب اور زیادہ بڑھائی جائینگی۔ تم گواہ رہو کہ یہ باتیں میری بے وقت موت کا سبب ہو رہی ہیں۔ میں تم میں سے کسی کو اجازت نہ دونگا کہ موجودہ عبارت کے اقرارنامہ پر اپنے دستخط کرو۔ میں تم کو قطعی ممانعت کرتا ہوں۔ میں کسی کو یہ بات کہنے کا موقع نہ دوں گا کہ میں نے اُنھیں لوگوں سے اپنی ذلت کے کاغذ پر دستخط کرائے جو میری دوران فرمان روائی میں بڑے بڑے با اختیار افسر تھے۔ اور اگر آج ایک احمقانہ ضابطہ کے متعلق یہ موانع حائل کئے گئے ہیں تو کل کو اس سے بھی زیادہ رکیک معاملات میں دوسری دشواریاں پیش کی جائینگی۔ پس یہ قصد کیا گیا ہے کہ تم رفتہ رفتہ مجھ سے جدا کر دئے جاؤ۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ تم ایکدم مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ اور شاید اس کا کچھ نتیجہ بھی نکلے گا"

اسی شب میں گیارہ بجے کونٹ برٹ رینڈ کے پاس سر ہڈسن لو کا خط اس مضمون سے پہونچا کہ چونکہ فرانسیسی افسروں نے اقرارنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کیا ہے لہذا یہ افسر اور تمامی خانگی ملازمان فوراً راس امید[1] (کیپ آف گڈ ہوپ) کو روانہ ہو جائیں اور اُن کو لیجانیکے لئے جہاز تیار کھڑا انتظار کر رہا ہے۔" اب پریشانی سے سراسیمہ ہو کر یہ سب افسر کپتان پاپ لے ٹن کے پاس گئے۔ آدھی رات کے بعد کا یہ واقعہ ہے۔ اور ملعون اقرارنامہ پر بہ ناچاری دستخط کر دئے اور یہ اقرارنامہ فوراً گورنر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔

۱۶- اکتوبر۔ شاہنشاہ نے ڈاکٹر او میرا کو بُلا کر کہا کہ " سر ہڈسن لو سے کہو کہ آیندہ کی دُشواریاں دور کرنے کو نپولین کا نام کرنل میورن یا بیرن ڈیوراک کے نام سے تبدیل کر دیا جائے اور اگر گورنر اس بات پر راضی ہو جائے تو اُس کو چاہئے ہے کہ برٹ رینڈ کو باضابطہ مطلع کر دے کہ ان دو ناموں میں سے نپولین کا فلاں نام مقرر کر دیا گیا اور اس سے آیندہ کی بہت سی دُشواریوں کا دفعیہ ہو جائیگا"

ڈاکٹر او میرا نے سر ہڈسن لو سے نپولین کی ہدایت کے موافق کہا۔ لیکن گورنر نے جواب دیا " یہ تو بڑا ہی اہم معاملہ ہے جس پر بڑی احتیاط سے غور ہونا چاہئے اور میں وزرائے انگلستان کو اِس کے متعلق فوراً لکھوں گا"۔ جب ڈاکٹر او میرا گورنر سے ملاقات کر کے لوٹا تو شاہنشاہ نے اثنائے گفتگو میں اُس سے کہا۔

میں نے فرانس کے تخت سے دست کشی کی ہے۔ خطاب شاہنشاہی سے دست کشی نہیں کی ہے۔ فرمان رواؤں کے عموماً خطاب قایم رہتے ہیں۔ جیسے کہ چارلس بادشاہ اسپین کا خطاب بادشاہ اور مجسٹی اُس وقت بھی قایم رہا جبکہ سلطنت

---

[1] راس امید افریقہ کے سب سے زیادہ جنوبی حصہ میں ایک راس کا نام ہے اور سینٹ ہلینا سے یہ مقام بہت دور ہے۔ مترجم ؁

سے دست کش ہو کر سلطنت اُس نے اپنے بیٹے کو دے دی۔ اگر میں انگلستان میں ہوتا تو میں اپنے تئیں بادشاہ نہ کہتا۔ لیکن اصل مطلب تو مخالفین کا ان تمامی جھگڑوں سے یہ ہے کہ دُنیا پر ثابت کیا جاے کہ فرانسیسی قوم کو یہ اختیار و حق ہی نہ تھا کہ وہ مجکو اپنا فرمانروا بناتی۔ پس اگر فرانسیسی قوم کو یہ استحقاق نہ تھا کہ وہ مجکو اپنا شاہنشاہ بناتی تو پھر اُس کو یہ حق بھی نہیں ہو سکتا کہ مجکو اپنا جنرل بنائے۔

”تمھاری قوم وہی تو ہے کہ واشنگٹن کو ایک عرصہ دراز تک باغیوں کا سرغنہ کہتی رہی اور نہ اُس کو اور نہ امریکہ کی طرز حکومت کو تسلیم کیا۔ مگر اُس کی فتوحات نے آخر کو مجبور کر دیا اور وہ خود اور اُس کے ملک کی طرز حکومت کو تمھاری قوم نے مان لیا۔ اور صرف کامیابی وہ چیز ہے جو کسی کو بڑا آدمی بنا دیتی ہے۔ اور حقیقت میں میرا اپنے تئیں شاہنشاہ کہنا مضحکہ خیز امر ہو جاتا اگر تمھارے وزرا مجکو اپنے تئیں شاہنشاہ کہنے پر مجبور نہ کر دیتے۔ کیونکہ میں اسیر ہوں اور میری مثال بھی انھیں اسیروں کی سی تھی جو بیت اللحم یا لندن میں پابجولاں رہے ہیں اور پیال پر سوتے تھے لیکن پھر بھی خیال کرتے تھے کہ ہم بادشاہ ہیں“

پھر شاہنشاہ نے اپنے رفقاء کی شریفانہ شجاعت کا ذکر کیا جنکو شاہنشاہ چاہتا تھا کہ یورپ چلے جائیں لیکن اپنی محبت کی وجہ سے انھوں نے شاہنشاہ کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ اُسنے کہا کہ ”اُن کے پاس معقول عذر یورپ چلے جانے کا موجود تھا۔ یعنی وہ صاف کہدیتے کہ ہم ایسے کاغذ پر دستخط نہیں کر سکتے جس پر ”نپولین بونا پارٹ“ کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ اس کے سوا میں نے خود اُن کو حکم دیا تھا کہ ہرگز دستخط نہ کریں۔ لیکن اُنھوں نے باوجود ان باتوں کے بھی دستخط کر دیے اور وہ تو ”ظالم نپولین“ یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ پر بھی دستخط کر دیتے کہ میرے ساتھ رہکر میری مصیبت میں شریک ہوں۔ مگر یورپ کو نہ جائیں جہاں وہ بڑے آرام اور شان کے ساتھ رہ سکتے تھے۔ اور جس قدر تمھاری گورنمنٹ مجکو ذلیل کریگی۔ اُسی قدر یہ لوگ میری عزت کرینگے۔ اب مصیبت میں میری عزت و تعظیم کرنے سے اُن کو

زیادہ فخر ہے۔ میری شاہنشاہی کے دوران میں میری عزت کرنے سے اُن کو ایک فخر سا تھا۔"

۱۸-اکتوبر۔ لیس کیس لکھتا ہے "پانچ بجے تک میں نے شاہنشاہ سے ملاقات نکی اور اب اُس نے ملاقات کے کمرہ میں مجکو خود بُلایا کئی دن سے وہ بیمار تھا لیکن پھر بھی صبح سے بیٹھا ہوا گرانڈ مارشل کو لکھوا تا رہا تھا۔ اُس نے اپنے رفقا کو ایک ایک کر کے اپنے پاس بُلایا۔ طبیعت افسردہ اور اداس تھی۔ آب وہوا نے اُس کے اعصاب پر بُرا اثر کیا ہے۔ اس کے سوا ہم لوگوں کو جو تکلیفیں دی جاتی ہیں اور ہماری توہین کی جاتی ہے وہ اور بھی زیادہ غیر قابل برداشت ہے۔ گورنر کی ہر ایک لفظ سے ہماری تکلیف بڑھتی ہے۔ آج گورنر نے ہمارے گروہ میں سے چار شخصوں کو شاہنشاہ سے جُدا کر دینے کو منتخب کیا تھا جس سے ہمارے درمیان ایک عام واویلا تھی جن لوگوں کا انتخاب ہوا ہے اُن کو اپنی جُدائی پر سخت رنج و غم ہے اور جو باقی ہیں اُن کو یہ سوہانِ روح ہو رہا ہے کہ وہ بھی اسی طرح شاہنشاہ سے جُدا کئے جائینگے۔" دوسرے دن وہ چاروں شخص جہاز میں سوار کر کے راس امید کو جنوبی افریقہ میں بھیجدیے گئے۔

۲۲-اکتوبر۔ ڈاکٹر او میرا نے شاہنشاہ سے پوچھا کہ "جہان پناہ نے یہودیوں کی اس قدر سرپرستی کیوں فرمائی تھی؟"

شاہنشاہ نے جواب دیا "میں یہ چاہتا تھا کہ وہ سُود لینا چھوڑ دیں اور دوسرے آدمیوں کی طرح ہو جائیں۔ اُن ممالک میں جن کا میں فرمان روا تھا کثرت سے یہودی تھے مجکو امید تھی کہ اُن کی خامیوں کو دُور کر کے میں اُن کو کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ اور دوسرے لوگوں کی طرح بنا لونگا۔ پھر وہ اچھے شہری بنجائینگے اور جماعت کے اور آدمیوں کی طرح چلن اختیار کرینگے۔ اور مجھے یقین تھا کہ انجام کار میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاؤنگا۔ اس کے علاوہ میں چاہتا تھا کہ مذہبی خیالات کے اعتبار سے سب کو آزادی حاصل ہو جائے

میرا طریقہ یہ تھا کہ کوئی ایک مذہب نہ ہو جو سب پر دباؤ ڈالے۔ بلکہ سبھوں کو آزادی ہو کہ اپنی قوت ایمانیہ کی رہبری سے عمل درآمد کریں اور سب لوگوں کے حقوق مساوی ہو جائیں خواہ وہ پروٹسٹنٹ ہوں۔ کیتھولک یا مسلمان۔ یا موحّد۔ یا دوسرے ہوں۔ لیکن ملازمت گورنمنٹ حاصل کرنے میں مذہب کا کچھ اثر نہ ہو"

ڈاکٹر اومیرا نے پوچھا: "کیا جیزوئیٹ فرقہ کو فرانس میں قائم ہو جانیکی آپ اجازت دیدیتے"

شاہنشاہ نے جواب دیا: "ہرگز نہیں۔ تمامی گروہوں میں یہ گروہ سب سے زیادہ خطرناک ہے اور سب سے بڑھکر اس نے نقصان کیا ہے۔ اُن کا اصول یہ ہے کہ اُن کا جنرل سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور تمامی دنیا کا مالک اور آقا ہے۔ اور اس جنرل کے احکام کی تعمیل ضرور ہونی چاہیئے خواہ وہ قانون کے خلاف اور کتنی ہی ظالمانہ ہوں۔ اور اس جنرل کے احکام کی تعمیل میں ہر ایک فعل کا مرتکب ہونا چاہیے کتنا ہی مذموم وہ فعل کیوں نہ ہو ان لوگوں کی نظر میں قابل تحسین کام ہے۔ اُن کا جنرل روم میں رہتا ہے اور میں ہرگز ہرگز اس فرقہ کو جو روم کے جنرل کا فرمان بردار ہو اپنی سلطنت میں قائم نہ ہونے دیتا"

ڈاکٹر اومیرا نے کہا: "اب یہ خطرہ ہو رہا ہے کہ فرانس میں پادریوں اور جیزوئیٹ فرقہ بہت جلد زورنہ ہو جائیگا"

نپولین نے جواب دیا: "ممکن ہے۔ بوربون مذہبی اعتبار سے متعصب ہیں اور جیزوئیٹ فرقہ اور مذہبی عدالت کو بہ خوشی قائم ہونیکی اجازت دیدینگے۔ مجھ سے پیشتر کی فرمان روائیوں میں پروٹسٹنٹ فرقہ سے یہود کی طرح بُرا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اُن کو آراضی خریدنیکی اجازت نہ تھی۔ لیکن میں نے حقوق کے اعتبار سے اُن کو کیتھولک فرقہ کی برابر کر دیا۔ لیکن بوربون اُن کو پھر پامال کرینگے۔ اور بوربون پروٹسٹنٹ اور دوسرے

آزاد خیال لوگوں کو ہمیشہ مشتبہ نظر سے دیکھتے ہیں۔"

۲۹ر اکتوبر۔ شاہنشاہ کی طبیعت بہت زیادہ بدمزہ تھی۔ دن نہایت سرد و مرطوب تھا۔ اور ماتھے پر رومال باندھے وہ آگ کے سامنے بیٹھا تھا۔ اُس کو جاڑا بھی آیا تھا اور دانتوں میں بھی سخت درد تھا۔ اُس نے کہا "آدمی بھی کیا ہی ذلیل و کم زور شے ہے۔ اگر اُس کی ایک رگ پر بھی کسی بیماری کا حملہ ہو تو تمامی نظام بدن پر اثر ہو جاتا ہے۔ اور اس کے خلاف باوجود تمامی امراض کے جو انسان کی ہلاکت کے واسطے موجود ہیں کبھی یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ اسی انسان کو ہلاک کرنیکے لئے جلاد متعین کئے جائیں یہ تن خاکی بھی کیا ہی عجیب کل ہے اور شاید میرا طائر روح اس میں تیس برس اور مُقفس و محبوس رکھا جائیگا"

یکم نومبر۔ شاہنشاہ کا تمام دن سخت نقاہت و ناتوانی کی حالت میں گذرا۔ اُس نے امینس کے صلح نامہ کی شکست کی طرف اشارہ کر کے کہا "مجھے یکایک امینس کے صلحنامہ کے شکست کئے جانے پر اس لئے شدید غُصہ آگیا تھا۔ کہ وزرائے برطانیہ نے بڑی بدنیتی سے جھوٹے بہانے پیش کئے اور اعلان جنگ سے پہلے بہت سے تجارتی جہاز کو گرفتار کر لیا۔ میں نے بڑے اصرار کے ساتھ اس کی شکایت پیش کی تو یہ جواب ملا کہ ہماری گورنمنٹ میں برابر یہی دستور چلا آتا ہے۔ اور سچ ہے کہ اس موقع پر اُنھوں نے سچی بات کہی۔ مگر اب وہ زمانے نہ تھے کہ انگریز اسی قسم کی اور ایسی ہی زیادتیاں کرتے تھے اور فرانس کان نہ ہلاتا تھا۔ میں فرانس کے حقوق اور اُس کی شان و عظمت کا محافظ تھا اور میں نے یہ عزم کر لیا کہ ہمارے اعداء کو ذرا یہ تو معلوم ہو جائے کہ اب اُن کو کس سے مقابلہ ہے۔ بدقسمتی سے دونوں ملک ایسے واقع ہوئے تھے کہ خواہ مخواہ مجبور ہو کر انگریزوں کی دست درازی اور ظلم کا مجھے دست درازی اور ظلم ہی کے ذریعہ سے انتقام لینا پڑتا تھا جو پہلے سے زیادہ سخت ہوتا تھا۔ اور کیسے افسوس کی بات ہے کہ بے گناہوں سے سخت ناچاری کی حالت میں انتقام لیا جاتا تھا۔ لیکن کیا کرتا۔ مجکو تو کوئی اور چارہ نہ

کار ہی نہ تھا"

۲- نومبر - شاہنشاہ نے اُن شرائط کا حوالہ دیتے ہوئے جو متحدہ بادشاہوں کے جتھے نے چیٹی لن کے مقام پر پیش کی تھیں کہا "میں نے خوب کیا اور میں حق پر تھا کہ اُن شرائط پر جو سب سے آخر میں قائم کی گئی تھیں اور جن پر حصر کیا گیا تھا دستخط نہ کئے اور انکار کے وجوہ وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے اور اس چٹان پر اپنی اسیری کی حالت اور مصایب کے درمیان بھی مجکو اپنے انکار پر قطعی افسوس نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ شاذ ہی اشخاص ایسے ہیں کہ میرے مدعا کو سمجھتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ معاملات کا پانسہ اولٹا پڑا اور کچھ سے کچھ ہو گیا تاہم جمہور کا گروہ ضرور آگاہ ہو جائیگا کہ فرض اور غیرت نے سوائے انکار کے اور وہی پہلو اختیار کرنے کے جو میں نے اختیار کیا میرے لئے کوئی چارۂ کار ہی نہ چھوڑا تھا۔ اور اگر میں دستخط کر بھی دیتا اور اس حد تک ذلیل کرنے میں متحدہ بادشاہ کامیاب بھی ہو جاتے تو کیا یہ بادشاہ اسی پر بس کرتے۔ کیا وہ اُن تمامی فوائد سے فائدہ اُٹھا کر جو اس عہد نامہ سے اُن کو حاصل ہو جاتے سازشوں کے ذریعہ سے وہی کام پورا کرنے کی کوشش نہ کرتے جو بزور شمشیر اُنھوں نے آغاز کیا تھا۔ پس فرانس کی امن۔ آزادی اور آیندہ کی بہبودی کا کیا حشر ہوتا۔ اور میری غیرت اور میرا حلف جو فرانسیسیوں کے ساتھ میں نے کیا تھا کہاں جاتا۔ کیا متحدہ بادشاہ میری قوم کی نظروں سے مجھے گرا کر اُسی طرح کافی طور سے برباد نہ کر دیتے جیسا میدان جنگ میں اُنھوں نے مجکو برباد کیا۔ قوم کے دلوں پر وہی اثر بیٹھ جاتا جو وہ بٹھالنا چاہتے تھے پھر کتنے افسوس کی بات ہوتی کہ قوم مجھ پر الزام دھر دیتی کہ نپولین نے دشمنوں میں وہی سلطنت تقسیم کر دی جو قوم نے اُس کی حفاظت میں دی تھی۔ کیا ایسے فرانسیسی جنکو اپنی عالی شان فتوحات اور کارناموں پر ناز تھا اُس بار کو برداشت کر سکتے تھے جو محالفین اُن پر ڈال دیتے۔ اور بدیہی نتیجہ یہ ہوتا کہ قوم میں جوشش تازہ پھیلتا۔ طوائف الملوکی کی لو

بربادی ہوتی۔ پس میں نے عزم کر لیا کہ تمامی معاملات کا فیصلہ تلوار ہی سے ہو اور اگر ضرورت ہو تو میں فرمان روائی سے دست کش ہو جاؤں۔ لیکن اگرچہ معاملات کی اصل حالت یہی ہے جو میں نے بیان کی مگر مورخین کو شاید میرے ساتھ انصاف کرنے میں دشواری پیش آئیگی کیونکہ تمام دنیا جھوٹے بہتانوں سے بھر دی گئی ہے اور میرے کاموں کو دوسرے رنگ سے دکھایا اور میرا چال چلن سیاہ کیا گیا ہے۔"

کسی نے کہا کہ جیسا زمانہ گزرتا جائیگا بدگوئی دور ہوتی جائیگی۔

شاہنشاہ نے کہا "یہ بالکل صحیح ہے۔ میرا حال دوسرے لوگوں کے حال سے بالکل جدا ہے۔ عام قاعدہ ہے کہ زوال سے آدمی کی عزت گھٹ جایا کرتی ہے لیکن اس کے برخلاف میرے زوال نے میرے چال چلن اور میری عزت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور جو دن گزرتا جاتا ہے ثابت کرتا جاتا ہے کہ میں ظالم نہ تھا۔ میں تو کچھ اور ہی تھا"۔

اور نومبر شاہنشاہ نے روس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا "روسیوں کے انبوہ کا خیال کرتے ہوئے کون ایسا ہے جو کانپ نہ جاتا ہو۔ یہ انبوہ ایسا ہے کہ جس پر نہ عقب سے حملہ کیا جا سکتا ہے نہ ایک بازو سے۔ پھر یہ انبوہ جب ہم پر یورش کرے تو کامیابی کی حالت میں اپنے سامنے ہر شے کو برباد کر دیتا ہے اور اگر ہزیمت اٹھاتا ہے تو ہٹ کر اپنے سرد ویرانوں میں چلا جاتا ہے جس کو اس انبوہ کی محفوظہ فوجیں سمجھنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی پھر جب اس کے جی میں آئے ان ویرانوں سے خروج کر سکتا ہے۔ کیا یہ انبوہ افسانہ کے ہیڈرا[1] اور اینٹیس[2] کا سا سر نہیں ہے؟ اس کی بربادی تو صرف اسی صورت سے

---

[1] یونانیوں کے قدیم افسانوں میں ہیڈرا ایک ایسے عجیب الخلقت جانور کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے ایک سو سر تھے لیکن حالت یہ تھی کہ اگر اس کا ایک سر کاٹ ڈالا جاتا تھا تو فوراً ہی زخم ہونے اور خون نکلنے سے دو سر اور پیدا ہو جاتے تھے۔ لیکن اگر خون آگ سے فوراً روک دیا جاتا تو نئے سر نہ پیدا ہوتے۔ اس جانور کو ہرکیولیز نے جو یونانیوں کے افسانوں کا ایک نیم دیوتا سورما تھا آیولاس کی مدد سے ہلاک کیا۔

ممکن ہو سکتی ہے کہ اس انبوہ کو ایک دم سے پکڑا اور ہلاک کیا جائے۔ لیکن ایسا ہرکیولیز کہاں سے آئے جو اس کو ایک دم سے ہلاک کر دے۔ صرف ایک فرانس ایسے اہم کام کا خیال کر سکتا تھا اور یہ اقرار کرنا ضروری ہے کہ فرانس نے ایسا قصد کیا لیکن اس کا قصد بھونڈا تھا۔ اور اگر روس میں ایسا شاہنشاہ پیدا ہو جائے جو شجاع۔ باعزم اور ذکی ہو یا مختصر لفظوں میں ایک داڑھی والا زار پیدا ہو جائے تو یورپ ابھی اس کے قبضہ میں آجائے۔"

۱۴۔ نومبر۔ سر ہڈسن لو کی طرف سے کچھ نئی چھیڑ پیدا ہوئی۔ اور لیس کیس نے کہا: "جہاں پناہ افسوس ہے کہ یہ شخص ایسی ناشائستہ حرکات کرتا ہے کہ انگریزوں کی طرف سے آپ کو اور بھی زیادہ نفرت ہوتی جاتی ہے۔"

یہ سُن کر نپولین نے کہا: "نہیں ایسا مت کہو اور ایسا مت خیال کرو۔ ایسا کہنا یا خیال کرنا ادنیٰ اور عامی آدمی کا کام ہے۔ بلکہ یہ کہو کہ سر ہڈسن لو کی حرکات سے میرے دل میں صرف سر ہڈسن لو کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی یا بڑھتی ہے۔ لیکن چونکہ اب یہ مضمون چھڑ گیا ہے تو میں اتنا اور کہتا ہوں کہ ایک مرد۔ یعنی واقعی جو مرد ہے۔ کبھی نفرت دل میں نہیں لاتا۔ اُس کا غصہ یا بدمزاجی ایک خاص لمحے کی جھنجھلاہٹ سے آگے متجاوز نہیں ہوتی۔ یعنی ایک برقی اثر سا ہوتا ہے۔ اور ایسا جوان مرد جو اعلیٰ فرائض اور حکومت کے لئے خلق کیا جاتا ہے وہ افراد انسانی پر نظر نہیں ڈالتا بلکہ وہ معاملات اُن کے

بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل اور کامیابی اس صورت سے ہوئی کہ ہرکیولیز نے ہیڈرا کے خون میں اپنے تیر کی پیکان کو تر کر لیا جس کی تاثیر سے زخم اچھا نہ ہوتا تھا اور ہرکیولیز ایک سر کاٹتا تھا اور ایولاس سرخ لوہے سے فوراً خون روک دیتا تھا اور آخرکار ہیڈرا ہلاک ہو گیا۔ مترجم۔

سلہ اینٹیس بھی یونانیوں کے قدیم افسانوں میں مذکور ہے۔ یہ نہایت تنومند ایک دیو تھا اور لکھا ہے کہ یہ عطارد اور تیرا کا بیٹا تھا۔ اس کو بھی ہرکیولیز نے ہلاک کیا تھا۔ مترجم ۱۲

وزن اور اُن کے نتائج کو دیکھا کرتا ہے۔"

ایک زبردست دماغ لیکن کج اخلاق خصلتوں والے شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے شاہنشاہ نے کہا: "اُس کی ابتدائی تعلیم میں نقص ہوتا ہے۔ اُس کے بچپن کی پٹیاں جن سے وہ آغاز طفلی و شیر خوارگی میں کسا گیا تھا نفیس اور صاف نہیں ہوتیں۔"

۱۶ر نومبر۔ لیس کیس نے لکھا ہے: "تین بجے کے قریب شاہنشاہ نے مجھے بُلایا۔ وہ ہواخوری کرنا چاہتا تھا۔ اُس کی نقاہت اور چہرے کی زردی سے ہم کو بڑی فکر ہوگئی تھی۔ جب ہم جنگل میں ہو کر گذرے تو شاہنشاہ نے اُن حفاظتی عمارتوں کو دیکھا جو ہم اسیروں کی حراست کے لئے زیر تعمیر تھیں۔ ان بیکار اور بے فائدہ تیاریوں کو دیکھکر شاہنشاہ مسکرانے لگا۔ اُس نے کہا: "ہمارے قیام گاہ کی ارد گرد کی زمین گھاس سے ڈھکی ہوئی مٹی کے چھیل لئے جانے سے بے رونق ہوگئی اور دیکھو یہ مٹی بے فائدہ دمدموں کے بلند کرنے میں صرف کی گئی۔" لو در حقیقت دو ماہ سے گورنر برابر خندقیں اور دمدمے اور باڑھیں تیار کرانے میں مصروف ہے۔ اُس نے لانگ وڈ میں ہم کو بالکل محصور کر دیا ہے اور اصطبل حقیقت میں ایک گڑھ سا معلوم ہوتا ہے۔ ہم کو سچے ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ ہر روز رات میں سوتے سے چونک پڑتا ہے اور ہماری مزید حفاظت و حراست کی تدبیریں سوچتا ہے۔ شاہنشاہ نے کہا: "یقیناً یہ سب احتیاطیں تو جنون کی حد کو پہونچ گئی ہیں۔ یہ لوگ آرام سے کیوں نہیں سوتے اور ہم کو ہمارے حال پر کیوں نہیں چھوڑتے ہیں۔ کیا گورنر اتنا سمجھنے کی عقل نہیں ہے کہ یہ کم بخت جزیرہ ہی ایسے مقام پر واقع ہے کہ ہزاروں حفاظتوں کی ایک حفاظت ہے۔ پھر یہ ڈر کے مارے کیوں دُبلے ہوئے جاتے ہیں۔"

۲۵ر نومبر۔ شاہنشاہ پر ایک تازہ مصیبت نازل ہوئی۔ یعنی اُس کا سچا اور وفادار دوست لیس کیس بغیر اس کے کہ ایک لفظ کے ذریعہ سے بھی اطلاع دی جائے شاہنشاہ سے چھین لیا گیا۔ اور ایک ماہ سخت حراست میں رکھے جانے کے بعد مع اپنے بیٹے

کے لیس کیس پہلے تو راس امید کو افریقہ کے جنوب میں بھیجا گیا اور بعد کو وہاں سے انگلستان روانہ کیا گیا۔ اس ظالمانہ گرفتاری کا عذر یہ قایم کیا گیا تھا کہ لیس کیس نے ایک خط کے ذریعہ سے لیڈی کلے ورنگ کو شاہنشاہ کی حالت لکھی تھی اور یہ خط گورنر کے ہاتھ میں نہ دیا گیا تھا چنانچہ تنہائی اور بیماری کے حال میں شاہنشاہ کے لئے یہ صدمہ بہت خوفناک تھا۔ لیس کیس کو یہ اجازت بھی نہ دی گئی کہ شاہنشاہ سے رخصت ہوے یا اس سے ایک بات کرے۔ لیکن شاہنشاہ نے اپنے نیم جان دوست کو ایک خط لکھا جسکا مضمون حسب ذیل خیالات ظاہر کرتا تھا۔

”میرے شفیق لیس کیس۔ جو کچھ تم پر گذر رہی ہے اُس سے میرے دل پر بلا کا صدمہ ہے۔ پندرہ دن ہو گئے کہ تم مجھ سے ناخن سے گوشت کی طرح جُدا کئے گئے اور اُس وقت سے تم سخت حراست میں ہو۔ اور کوئی موقع نہ دیا گیا کہ میں تم کو کچھ لکھوں یا مجکو تمھاری کوئی خبر معلوم ہو۔ سینٹ ہلینا میں بھی تمھاری تمامی زندگی کی طرح تمھارا چال چلن قابل عزت اور بے داغ رہا ہے اور میں بڑی محبت سے اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ تمھارے کاغذات کے گرفتار کرنے کا بہانہ ڈھونڈھا جاتا تھا لیکن اپنی لندن کی ایک دوست کے نام تمھارا خط لکھنا کوئی ایسا مجرمانہ فعل نہ تھا کہ پولیس آتی اور تم پر حملہ آور ہوتی۔ اس لئے کہ خط میں نہ کوئی سازش لکھی ہوئی تھی نہ کوئی اسرار تھا اس میں تو ایک شریف اور سچے دل کے خیالات درج تھے۔

”تمھارے ایسے کاغذات جن میں سب کو معلوم ہے کہ میرے کاغذات بھی شامل تھے گرفتار کئے گئے۔ کوئی ضابطہ عمل میں نہ لایا گیا اور یہ واقعہ خوفناک مسرت کے ساتھ میرے قیام گاہ کے قریب عمل میں لایا گیا۔ مجکو اس کی چند لمحوں کے بعد خبر ہوئی۔ میں نے اپنی دریچی سے دیکھا کہ لوگ تم کو لئے جا رہے تھے۔ اور میری نظر میں جنوبی سمندر کے جزیرے والوں کا سماں پھر گیا جو اپنے قیدیوں کے گرد ناچتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر

میں ان کو کھالیا کرتے ہیں۔

,, تمہارا میرے پاس موجود ہونا ضروری تھا۔ صرف تم ہی ایک ایسے شخص تھے جو انگریزی زبان کو پڑھ۔ بول۔ اور سمجھ سکتے تھے۔ تم نے کتنی راتوں میں بیماری کی دوران میں بیٹھکر میری تیمارداری کی ہے۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے میں تم سے درخواست کرتا ہوں بلکہ تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم گورنر سے کہو کہ وہ تم کو یورپ کو پہونچا دے وہ انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اُس کو تم پر کوئی اختیار نہیں ہے سوائے اُس اقرارنامہ کے جس پر تم نے اپنی خوشی سے دستخط کردیے تھے اور یہ معلوم ہونے سے کہ اب تم اُن ممالک کی طرف جارہے ہو جہاں سینٹ ہلینا سے زیادہ خوشی ہے مجکو نہایت خوشی ہوگی۔ جب تم یورپ پہونچو خواہ تم انگلستان جاؤ یا فرانس کو لوٹو۔ تم کو ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ تم اُن مصایب کو جو تم کو برداشت کرنا پڑی ہیں فراموش کردو۔ اور صرف اس خیال سے اپنے جی کو تسلی دینا کہ نپولین کے ساتھ تم نے حق وفاداری ادا کردیا اور مجکو تم سے ویسی ہی محبت ہے۔ اگر کبھی اتفاق سے تم میری بیوی اور بیٹے کو دیکھو تو اُن سے بغل گیر ہونا۔ دو برس ہوگئے کہ کسی طرح سے بلاواسطہ یا بالواسطہ مجکو اُن کی خبر نہیں ملی ہے۔ اس جزیرہ میں جرمنی کا علم نباتات کا ایک عالم ہے اور اُس نے اپنے آنے سے چند ماہ قبل دونوں کو اسکون برن کے باغ میں دیکھا تھا۔ اور ان ظالموں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اس عالم کو میرے پاس کسی طرح آنے نہیں دیتے کہ اپنی بیوی اور بچہ کا حال میں اُس سے دریافت کرلوں۔

,, اس کے ساتھ ہی تم میرے دوستوں کو تسلی دینا۔ اس میں شک نہیں کہ جسمانی اعتبار سے میرے دشمن مجکو تکلیف پہونچاتے ہیں۔ اور انتقام لینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے اور ایسی ایذائیں دیتے ہیں کہ آہستہ آہستہ میرا کام تمام ہوجاے مگر اللہ تعالیٰ ایسا منصف حقیقی ہے کہ یہ عذاب بہت زیادہ طول نہ کھینچنے پائیگا۔ اس

جزیرہ کی آب و ہوا ایسی ناقص ہے اور ضروریات زندگی کی طرف سے ایسی محرومی ہے کہ میرا خاتمہ جلد ہوگا اور پھر گورنر کا حال دُنیا پر ظاہر ہو جائیگا اور بڑی نفرت کیساتھ تمام یورپ اُس پر نفریں کریگا اور برطانیہ کے سچے اور اصلی باشندے صاف پکار کر کہینگے کہ سر ہڈسن لو برطانیہ کا ایک فرد نہ تھا۔

"چونکہ ہر طرح سے یہ قرینہ ہے کہ تم کو میرے پاس آنے اور مجھ سے ملاقات کرنیکی اجازت نہ دی جائیگی۔ لہذا میں اس خط کے ذریعہ سے تم کو خدا حافظ کہتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ تمھاری محبت اور عزت میرے دل پر نقش ہے۔ اور اب میں دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم تم کو خوش و خرم رکھے۔"

تمھارا محبت کرنے والا دوست نپولین۔

لانگ وڈ۔ ۱۱ر دسمبر ۱۸۱۶ء

اِس خط کو بند کرکے مُہر لگائی گئی اور سر ہڈسن لو کے پاس بھیجکر درخواست کی گئی کہ لیس کیس کو دیدیا جائے۔ لیکن اُس نے یہ خط فوراً شاہنشاہ کو واپس کر دیا اور کہا کہ "یہ خط اُس وقت تک لیس کیس کو نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ میں خود اس کو کھول کر پڑھ نہ لوں اور منظور نہ کر لوں۔" شاہنشاہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ یہ خط اُس کے پاس واپس آیا۔ شاہنشاہ نے کچھ نہ کہا اور ہاتھ بڑھا کر خط کو لے لیا اور اُس کی مہر توڑ کر واپس دیدیا اور قاصد کے چہرہ کو بھی آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھا۔ لیس کیس کو شاہنشاہ سے ملنے کی کسی طرح اجازت نہ دی گئی۔ ۳۰ر دسمبر کو وہ سینٹ ہلینا سے روانہ کر دیا گیا۔ اُس کا دل جوشِ ہمدردی سے دھڑک رہا تھا اور وہ کہتا تھا "ہائے اسیر شاہنشاہ نپولین سے میں جدا ہونے پر کیسا مجبور کیا گیا ہوں اب وہ تنہا اور بے یار [illegible] رہ جاتا ہے۔"

نپولین نے ڈاکٹر او میرا سے کہا "اب مان تھولون کی باری ہے اور وہ مجھ سے جُدا کیا اور سینٹ ہلینا سے روانہ کیا جائیگا۔ اس لیئے کہ ان لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے

کہ وہ میری بڑی تسلی اور تشفی کا سبب ہے اور میرا بہت بڑا ہمدرد و دوست ہے۔ لیکن میں لیس کیس اور مان تھولوں کے مقابلہ میں زیادہ خوش نصیب ہوں۔ کیونکہ مجھے ایک شخص بھی اپنے رفقا میں ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ یہاں گھر سے باہر ٹہل کر جائے اور اُس کے ساتھ نہایت ہی ذلیل کرنے والی قیدیں نہ لگائی جائیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ دو ماہ قبل ۵ شخص کیوں روانہ نہ کر دیئے گئے۔ اِن تمامی مظالم کو تنہا رہ کر برداشت کرنے کی مجھ میں ہمت موجود ہے۔ اور میرے رفقاء کو یہاں چند ماہ اور رکھنے سے صرف یہی مراد ہے کہ اُن کو اور زیادہ تکلیف پہونچائی جائے۔ جب یہ سب مجھ سے جُدا کر دیئے جائینگے تو پھر آخر میں تم بھی رخصت کر دیئے جاؤ گے اور جرم کی پوری تکمیل ہو جائیگی۔

”رہا میں۔ تو میں کبھی، شکایت کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لاتا۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ جب انگریزی قوم تمھارے وزرا سے تحقیقات کی مدعی ہوگی تو یہ وزرا صاف کہدینگے ”نپولین نے کبھی شکایت نہیں کی۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ اُس کو علم تھا کہ اُس سے بہت اچھا برتاؤ کیا گیا اور اس لئے اُس کے پاس کوئی شکایت کی وجہ نہ تھی“ اور اگر یہی نہ ہوتی تو شکایت کرنے کو میں اپنی ذلت خیال کرتا۔ اگرچہ اس پاجی گورنر سے میں اتنا دق ہوں کہ اگر مجکو یہ خبر معلوم ہو کہ میرے گولی سے مار دیئے جانے کا حکم آیا ہے تو نہایت خوش ہوں اور اُس کو ایک رحمت و برکت خیال کروں“

اب نپولین قطعی اپنے کمرہ میں بند ہو گیا اور کتب کے مطالعہ اور دماغی محنت سے اُس نے اپنے رنج و غم کے بھلا دینے کی کوشش کی۔ کسی کو وہ اپنے پاس نہ آنے دیتا تھا۔ اور نہ وہ باہر نکلتا تھا کہ گارڈ اُس کے ہمراہ جا کر اس کی حراست و نگرانی کر کے اُس کو ذلیل کرے۔

کونٹ مان تھولوں کا بیان ہے کہ ایک دن شاہنشاہ بول رہا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں خادم نے آ کر کہا۔ آدھ گھنٹے سے گورنر برابر مصر ہے کہ میں خود مکان

کے اندر جاکر اپنی آنکھوں سے شاہنشاہ کو دیکھوں گا تاکہ مجکو پورا یقین ہو جائے کہ وہ فرار تو نہیں ہو گیا۔" اور گورنر یہ بھی دھمکی دیتا ہے کہ اگر دروازہ کھول نہ دیا جائیگا تو کواڑ توڑ ڈالے جائینگے۔" شاہنشاہ نے یہ سنکر بے پروائی سے جواب دیا۔ "جاؤ میرے جیلر صاحب سے کہدو کہ آپ کو اختیار ہے۔ دروازہ کو کلہاڑیوں سے توڑ دیجئے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر آپ نے اندر قدم رکھا تو کسی کی نعش نظر آئیگی۔"

جب سر ہڈسن لو نے یہ جواب سُنا تو بدحواس ہو کر سیدہا گھر کا رستہ لیا۔

کلکتہ کی عدالت العالیہ کا جج سر طامس اسٹرینج سینٹ ہلینا میں آیا۔ سر ہڈسن لو نے شاہنشاہ سے درخواست کی کہ جج کو ملاقات کی اجازت دی جائے۔

شاہنشاہ نے جواب دیا۔ "گورنر سے جاکر کہدو کہ وہ لوگ جو قبر میں جا سوئے ہیں ملاقاتیں نہیں کرتے اور جج میرے جواب سے آگاہ کر دیا جائے۔"

کونٹ مان تھولون کا بیان ہے۔ "جنرل بیرٹرینڈ کی زبانی یہ جواب سُنکر سر ہڈسن کو ایسا غصہ آیا کہ ضبط نہ ہو سکا لیکن سر ہڈسن لو سے بڑھکر اُس کے نایب سر طامس ریڈ صاحب کو غصہ آگیا اور آپ نے اس موقع پر حسب ذیل گل افشانی فرمائی۔

"اگر میں گورنر ہوتا تو اس فرانسیسی کتے کے اوسان ٹھیک کر دیتا۔ میں اُس کے یاروں سے اُس کو جدا کر دیتا جو اُس سے کسی طرح بہتر نہیں ہیں۔ پھر میں اُس سے اُسکی سب کتابیں چھین لیتا اور در حقیقت یہ ایک ملعون حفاظت قانونی سے خارج شخص ہے اور میں اُس سے وہی برتاؤ کرتا جس کا وہ مستحق ہے۔ اور خدا کی قسم بادشاہ فرانس کے ساتھ بڑا سلوک ہوتا اگر اس شخص کا قطعی قصہ پاک کر دیا جاتا۔ اور بڑی بزدلی کی گئی کہ اس کا کورٹ مارشل نہ کیا گیا اور نہ سینٹ ہلینا بھیجا گیا۔" بس ایسے ایسے شریفوں سے سر ہڈسن کا اسٹاف مزین تھا۔

ایک اور موقع پر جنرل میڈ [illegible] ہلینا میں آیا اور لانگ ووڈ دیکھنے کے لئے مدعو

کیا گیا۔ شاہنشاہ کا خط جو گرانڈ مارشل نے لکھا تھا کھلا ہوا سر ہڈسن لو کو دیا گیا اور اُس نے جنرل میڈ کو یہ خط بھیجدیا۔ لیکن خط پڑھکر جنرل میڈ نے جواب دیا" میں بڑی خوشی سے لانگ ووڈ آتا لیکن جو جو قیدیں لگی ہوئی ہیں اُن کا حال مجکو معلوم ہے اور اس کے ساتھ ہی مجکو گورنر سے اجازت لینے کی ضرورت ہوگی۔ علاوہ بریں جہاز کی روانگی میں جلدی ہے اور مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ میں اُس کو روکوں"

ڈاکٹر اومیرا کہتا ہے" میری بعد کو سر ہڈسن لو سے ملاقات ہوئی اور مجھ سے اُس نے پوچھا" جنرل میڈ کے انکار کردینے پر جنرل بوناپارٹ نے کیا کہا" میں نے جواب دیا کہ شاہنشاہ نے کہا" مجکو یقین ہے کہ سر ہڈسن لو نے جنرل میڈ کو لانگ ووڈ آنے سے منع کردیا" اور شاہنشاہ نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میری رائے سے سر ہڈسن لو کو بھی آگاہ کردینا" جیسی ہی میرے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے گورنر کا چہرہ غصہ سے متغیر ہوگیا اور نہایت غیظ کے لہجہ سے وہ کہنے لگا" وہ "سک" (کُتّا) ہے "ک" جھوٹا مردود "ک" سیاہ دل کمینہ میں نے جنرل میڈ سے چاہا تھا کہ وہ لانگ ووڈ جاوے اور کہا تھا کہ جاوے۔ اور سوائے ایک سیاہ دل کمینہ کے دوسرا ایسا خیال میری طرف سے جی میں نہ لاویگا۔ جنرل بوناپارٹ سے کہدینا کہ یہ خیال کہ میں نے جنرل میڈ کو اُس سے ملاقات کرنے سے روکا نہایت مذموم چھوٹا خیال ہے اور جس شخص نے ایسا کہا بڑا کاذب ہے۔ اور تم اُس سے میری یہ لفظیں ایک ایک کہدینا" لیکن یہ قدرتی بات ہے کہ ایسا پیغام پہونچانے سے ڈاکٹر اومیرا نے انکار کردیا۔

۱۲؍ جنوری سنہ ۱۸۱۷ء۔ شاہنشاہ میز سے اوٹھا اور قریب کے تختہ سے اپنی ٹوپی اُٹھائی لیکن ایک بڑا سا چوہا اُس میں سے کودا اور شاہنشاہ کی ٹانگوں کے درمیان ہوکر بھاگ گیا۔ یہ دیکھکر اُس کے رفقاء کا کلیجہ خون ہوگیا اور اُنھوں نے آپس میں کہا" عجب زمانہ کی گردش ہے کہ آج وہی شاہنشاہ عالی جاہ جو ٹوئی لریز اور سینٹ کلاؤڈ کے

ایوانوں میں رہا کرتا تھا۔ ایسے تندان میں بند ہے جو چوہوں اور حشرات الارض کا مسکن ہے"

۱۸- فروری۔ ڈاکٹر او میرا لکھتا ہے "میں نے سر ہڈسن لو سے لانگ ووڈ کے پلانٹیشن ہاؤس میں ملاقات کی۔ شاہنشاہ کے مطالعہ کے لئے لانگ ووڈ میں جانے والے اخباروں کو وہ جانچ رہا تھا۔ سر طامس ریڈ نے ایک تقریر کی جس کا خلاصہ مدعا یہ تھا۔ کہ بوناپارٹ کے پاس ہر ایک اخبار کا جانا مناسب نہ تھا اور صرف وہی اخبار جانا چاہیے جن کو گورنر پہلے مطالعہ کر لے۔ سر ہڈسن نے چند اخبار علیحدہ کر لئے اور کہا "ان اخباروں کا نپولین کے پاس جانا اچھا نہیں ہے۔ اگرچہ میرا ایسا کرنا ایک عجیب سی بات معلوم ہوگی۔ لیکن جنرل بوناپارٹ کو میرا شکر گذار ہونا چاہیے کہ میں بلا امتیاز اس کو خبار نہیں بھیجتا۔ اس لئے کہ بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ اس کی طرفداری میں لکھے جاتے ہیں جنکے پڑھنے سے اس کے دل میں امیدیں پیدا ہونگی اور جب یہ امیدیں پوری نہ ہونگی تو اس کو ضرور رنج ہوگا۔ اس کے سوا گورنمنٹ برطانیہ کا یہ بھی منشا ہے کہ اخباروں کے جملہ مضامین سے اس کو آگاہ کرنا خلاف مصلحت ہے"

ایک دفعہ غصہ کی حالت میں اس دق گورنر نے اپنے کتب خانہ سے اپنے اسیر کو ایک نہایت مذموم بہتانوں کی کتاب جس کا نام "نپولین کے مخفی تعشقات" تھا بھیجی۔ اور نیز ایک کتاب اور بھیجی جس کا نام تھا "مشہور عیار" یا "تمامی اقوام کے بہت سے قابل نفرت رذیل خاندانوں کے بدمعاش جنھوں نے شاہنشاہ یادشاہ۔ یا فرمان روا کے عہدوں کو غصب کیا تھا" اور گورنر نے کہا کہ ممکن ہے جنرل بوناپارٹ اس کتاب میں بعض شخصوں کو اپنے مشابہ پائے"

۲۰ر فروری۔ تمام رات شاہنشاہ کو درد کی وجہ سے بڑی بے چینی رہی تھی اور وہ نہایت افسردہ تھا۔ علم نباتات کا وہ عالم جس نے جرمنی سے آتے وقت شاہنشاہ کی بیوی اور بچہ سے باتیں کی تھیں اب سینٹ ہلینا سے جانے کو تھا۔ اور اس کو شاہنشاہ

سے ملنے اور بات کرنے کا موقع نہ دیا گیا تھا۔ نپولین نے ڈاکٹر اومیرا سے بڑے تاسف کے ساتھ کہا "وحشی سے وحشی ملکوں میں بھی یہ ہوتا ہے کہ ایسے اسیروں کو بھی جنکو سزائے موت دی جانے کو ہوتی ہے یہ اجازت دی جاتی ہے کہ اُس شخص سے باتیں کر کے اپنے دل کو تسلی دے لیں جس نے ان اسیروں کے بیوی بچوں سے باتیں کی ہیں حتے کہ انقلاب کی ہولناک ظالمانہ عدالتوں میں بھی ایسی سنگدلی اور شدید ظلم کی مثال دیکھی نہیں گئی۔ لیکن سخت تعجب کا مقام ہے کہ تمھاری انگریزی قوم جس کی عالی حوصلگی اور فیاضی کی دنیا میں بڑی شہرت ہو رہی ہے مجھ پر ایسا ظلم جایز رکھتی ہے۔ اور حقیقت میں ایسا شخص نہایت ہی سخت سنگدل ہوگا جو کسی کو ایسے شخص سے باتیں کرنے اور تسلی پانے کی اجازت نہ دے جس نے اُس کے بیوی اور بچے سے باتیں کی ہوں اور ان سے ہاتھ ملایا ہو اور اُن کو دیکھا ہو۔ اور پھر یہ اسیر بھی وہ اسیر کہ چند وزرا کی حکمت عملی اور عداوت سے ایسا زندانی بنایا گیا ہو کہ تا زیست جس کو اس بیوی اور بچے کے دیکھنے کی کوئی اُمید باقی نہ ہو۔ جنوبی سمندر کے مردم خوار وحشیوں میں بھی تو یہ عمل درآمد ہوگا کھا لینے سے پہلے وہ اپنے مظلوم اسیروں کو ایک دوسرے سے باتیں کر لینے دیتے ہیں اور مظالم پر جو یہاں ہو رہے ہیں مردم خوار بھی تو نفریں کرینگے۔" اتنا کہنے کے بعد شاہنشاہ کا جی بھر آیا کہ اُس کی آواز میں لغزش پیدا ہو گئی اور اپنے دلی صدمہ کو وہ پوشیدہ نہ کر سکا۔

۲ مارچ۔ نپولین مغموم و افسردہ پلنگ پر لیٹا تھا۔ اثنائے گفتگو میں اُس نے ڈاکٹر اومیرا سے کہا "اخباروں میں سب ہی باتوں کو مجھ سے منسوب کیا جاتا ہے اور جو کچھ اُن کے مفید مطلب ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔ تمھارے وزرا کو ایسا جھوٹ بولنے میں کبھی تامل نہیں ہوتا جس سے اُن کی مطلب برآری ہوتی ہو۔ یہ بڑی بے عزتی اور شرم کی بات ہے کہ مصیبت زدہ کو جھٹلایا جایے اور اس سے دوہری ذلت ہوتی ہے کہ ایسے شخص پر بہتان رکھے جائیں جو اپنے بس میں ہو۔ اور جواب کی طرف سے اُس کا

منھ بند کر دیا گیا ہو۔"

۴ مارچ - شاہنشاہ فرش پر ٹہل رہا تھا اور خوش معلوم ہوتا تھا - اُس نے ڈاکٹر اومیرا سے پوچھا "بھلا بتاؤ تو میرے ڈاکٹر ہونے سے پہلے تم مجھکو کیسا خیال کیا کرتے تھے میرے چال وچلن کی طرف سے تمھاری کیا رائے تھی - اپنی رائے کا حال مجھکو بے تکلفی سے صاف صاف بتاؤ"

اومیرا نے جواب دیا "میں آپ کو ایسا آدمی خیال کرتا تھا کہ آپ کی لیاقتوں کی برابر آپ میں جاہ طلبی تھی اور اگرچہ اُن بہتانوں کے دسویں حصہ کو بھی میں باور نہ کرتا تھا جو آپکی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے تاہم مجھکو اتنا یقین ضرور تھا کہ اپنے مفید مطلب کسی جرم کے کرنے میں آپ کو پس وپیش یا دریغ نہ تھا"

نپولین نے کہا "ہاں بیشک اسی جواب کی مجھکو توقع بھی تھی اور شاید یہی رائے لارڈ ہالینڈ اور بہت سے فرانسیسیوں کی بھی ہے - لیکن اب میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہی بات نہیں ہے کہ میں نے کبھی جرم نہیں کیا - بلکہ میں جرم کا خیال بھی کبھی جی میں نہ لایا میں نے ہمیشہ ایک گروہ کثیر اور واقعات کی حالت کو دیکھکر کام کیا - میں نے افراد کی رائے کا کبھی خیال نہ کیا بلکہ جمہور کی رائے کا خیال رکھتا - پھر جرائم کے مرتکب ہونے سے مجھے کیا فائدہ تھا -

اور باوجود ان تمامی بہتانوں کے مجھکو اپنی شہرت کی طرف سے ذرا بھی اندیشہ نہیں ہے - میرے ساتھ آنیوالی نسلیں انصاف کرینگی - میرے اچھے کاموں کا میری برائیوں سے مقابلہ کیا جائیگا - میں نے تو صرف ایک قانون ہی کے مجموعہ کی ایسی تدوین کی ہے کہ ہزارہا سال تک میرا نام زندہ رہیگا - نیستی کی حالت سے میں نے اپنے تئیں دُنیا کا سب سے بڑا تاجدار بنا کر دکھا دیا - میری جاہ طلبی عظیم الشان تھی - لیکن اُس کا باعث واقعات اور بڑے بڑے گروہوں کی رائے ہوئے - میری ہمیشہ یہی رائے رہی کہ

شاہنشاہی اور فرمان روائی جمہور کی رائے پر منحصر ہے۔ اور اگر بہ نظر غور دیکھا جائے تو میری شاہنشاہی ایک قسم کی جمہوری حکومت تھی۔ قوم نے مجھکو سردار بنایا تھا۔ پس میرا دستور العمل یہی تھا کہ پیدائش اور دولت کا کچھ لحاظ نہ ہو لیاقتوں کو ترقی ملنا چاہیئے اور یہی ہمسری اور مساوات کا وہ طریقہ تھا جس کی وجہ سے تمھارے امرا نے مجھ سے نفرت کی۔

۱۰ مارچ۔ انگلستان سے ایک جہاز آیا جس میں مسٹر وارڈن کی لکھی ہوئی ایک کتاب بھی آئی۔ مصنف نے یہ کتاب دوستانہ طریقہ سے لکھی تھی جس میں نپولین کے نارتھمبرلینڈ جہاز کے قیام کے زمانہ کے حالات لکھے تھے۔ نپولین نے اس کتاب کو دلچسپی سے پڑھکر کہا۔

”اس کی بنیاد صحیح ہے لیکن جو کچھ مصنف سے کہا گیا اس کو وہ بری طرح سمجھا۔ مسٹر وارڈن فرانسیسی زبان نہیں سمجھتا ہے۔ اس نے میرے طرز گفتگو کا حال لکھنے میں غلطی کی۔ بجائے یہ لکھنے کے کہ جملہ باتیں اس کو ایک ترجمان کے ذریعہ سے پہونچیں وہ اس پیرایہ میں لکھتا ہے کہ گویا میں نے اس سے خود ہمیشہ باتیں کی ہیں۔ اور وہ میری باتوں کو سمجھتا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کتاب میں اس نے میرے منھ سے وہ باتیں گویا نکلوائیں جو میرے شایاں نہیں اور نہ میری گفتگو کا یہ طرز ہے“

۱۹ مارچ۔ ڈاکٹر اومیرا نے لکھا ہے ”نپولین سے حمام میں ملاقات ہوئی۔ وہ انجیل شر پڑھ رہا تھا۔ میں نے بے ساختہ کہا ”بہت سے لوگوں کو یقین نہ ہوگا کہ آپ ایسی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ خبر عام ہے اور بہتوں کو یقین بھی ہے کہ آپ ملحد ہیں“

شاہنشاہ نے مسکرا کر جواب دیا ”یہ تو صحیح نہیں ہے۔ میں ہرگز ملحد نہیں ہوں۔ باوجود مذہب سکھانے والوں کی ناانصافیوں اور مکر و فریب کے میں نے حتی المقدور مذہب قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میری یہی تھی کہ مذہب خوش اخلاقی اور نیک اصولوں کی ٹھیک بنجاتا اور انسانی قوانین کا صرف ممد نہ ہوتا۔ آدمی کو حقیقت میں ایک حیرت خیز شئے کی حاجت ہے۔ اس کے علاوہ دینداروں کے لئے مذہب ایک بڑی تسلی کا ذریعہ ہے“

۴- اپریل- ڈاکٹر او میرا نے شاہنشاہ کی لانگ وڈ کی قیام گاہ کا حسب ذیل بیان لکھا ہے-

‟چوہوں کی وہ کثرت ہے کہ شمار میں نہیں آتے- میں نے دیکھا ہے کہ دُھوون پر جو باورچیخانہ کے باہر پھینکا جاتا ہے وہ مرغی کے بچوں کی طرح کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں- فرش اور لکڑی کی پردہ کی دیواروں میں جن سے کمرہ جُدا کئے گئے ہیں اُنھوں نے ہر طرف سے سوراخ کر دیئے ہیں- اور جب یہ پردہ کی دیواروں کی آڑ میں گھوڑ دوڑ مچاتے ہیں تو ایسا شور کرتے ہیں کہ یقین نہ آئیگا- رات کو جب وہ میرے کمرے میں دخل کرتے ہیں اور میرے پلنگ پر دوڑتے ہیں تو اکثر میں اپنے بوٹ یا اور چیز جو فوراً ہاتھ میں آجاتی ہے اُن کو ڈرانے کے لئے پھینکتا ہوں- لیکن کیا ممکن ہے کہ وہ ذرا بھی خائف ہوں- اور انجام کار تنگ آکر بستر سے اُٹھتا اور اُن کو بھگاتا ہوں-

‟چونکہ عمارت نہایت ذلیل اور کہنہ حالت میں ہے اور اُس کی چھت کاٹھ کی ہے اور اندر کی طرف بھی لکڑی لگی ہوئی ہے اور اوپر سے روغن اور رال کا لتھڑا ہوا بھورا کاغذ منڈھا ہوا ہے اور پردہ کی دیواریں بھی عموماً لکڑی کی ہیں چوہوں کو دخل کرنے کا خوب موقع ملتا ہے- اِس کے سوا ایک اور بڑی بھاری دشواری اور مصیبت یہ ہے کہ گرمی سے رال بہتی اور ٹپکتی ہے اور ٹپک جانیکے بعد ایسی دراڑیں ہو جاتی ہیں کہ بارش کی حالت میں اندر باہر ایک سا مینہ برستا ہے- اور راتوں میں کونٹ مان تھولوں کی بیوی اُٹھتی ہے اور اپنا اور اپنے بچوں کا پلنگ کمرہ میں ادھر سے اُدھر ہٹاتی پھرتی ہے کہ ٹپکتے ہوئے پانی سے پناہ ملے- اور چھت کی ایسی ساخت ہے کہ مرمت بھی نہیں ہوسکتی- کیونکہ تیز دھوپ پڑتے ہی اور نئی درزیں پڑ جاتی ہیں- چونکہ میری یہ کتاب ایسے ناظرین کے ہاتھ میں پہنچ جائیگی جنکو متذکرہ بالا بیان کا یقین نہ آئیگا تو میں ایسے معززین سے بہ التجا درخواست کرتا ہوں کہ جب کبھی دوران سفر میں اُن کا جہاز سینٹ ہلینا پہونچے تو وہ ضرور تھوڑی

سی تکلیف گوارا فرما کر لانگ ووڈ تک تشریف لیجائیں اور اُس مکان کو بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں چھ سال اسیر رہ کر فرانس کے شاہنشاہ عالی مقام یعنی نپولین اعظم نے داعی اجل کو لبیک کہا ہے۔"

۲۲ مئی۔ ایک انگریز نے لوئی ہیجدہم کے متعلق کچھ کلمات توہین منہ سے نکالے اس پر شاہنشاہ نے کہا۔

"آپ کو واقعات کی غلط اور خراب طور سے اطلاع ہوئی ہے۔ اور آپ لوئی ہیجدہم کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں جب میں ایلبا سے لوٹ کر آیا اور جس زمانہ کا نام "ایام صد روزہ" رکھا گیا ہے تو لوئی ہیجدہم اور اُس کے خاندان کے کسی شاہزادہ کی طرف سے بزدلی کا اظہار نہیں ہوا۔ اور جو کچھ اُن سے ہو سکتا تھا اُنھوں نے کیا۔ تمامی جمہور نے اُن سے نفرت کی اور اُن کو تارکان وطن کا بادشاہ خیال کیا۔ چونکہ بعض تارکان وطن کی طرف سے بہت ہی زیادہ سختی کا اظہار ہوا تھا جمہور میں سخت شورش پیدا ہوگئی اور اس شورش کو بوربون دفع نہ کر سکے پھر بوربون کی طرف جمہور میں مرض متعدی کی طرح عداوت و عناد پیدا ہو گیا۔ اور قوم کے سب درجوں پر اُس کا اثر جا پھونچا۔ بوربون بہادروں کی نسل سے ہیں۔ اُنھوں سے صرف یہی غلطی ہوئی کہ اُمراء کے حقوق کی اُنھوں نے حمایت کی پس نئی فرانس کے جمہور نے اُن کو مردود کر دیا۔"

اس کے بعد شاہنشاہ نے پھر کہا۔

"کسی قوم کے جمہور کو ایسی آزادی حاصل نہ ہوئی جیسی میرے عہد میں فرانسیسیوں کو نصیب ہوئی۔ یورپ کی کوئی ایسی ریاست نہیں ہے جہاں فرانس سے زیادہ اشخاص مختلف وجوہ سے گرفتار اور اسیر نہ کئے گئے ہوں۔ اگر انگلستان کے مجموعہ ضابطہ فوجداری کا فرانس کے مجموعہ سے مقابلہ کیا جائے تو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ فرانس کا مجموعہ فائق ہے رہے آسٹریا۔ روس۔ پروشیا۔ اور یورپ کی دوسری سلطنتوں کے قوانین فوجداری تو نہ

ہاں پورا اعلان ہے اور نہ گواہوں کے جرح اور تردید کے انتظام ہیں۔ اٹلی والوں نے میرے قوانین کی بڑی قدر کی اور کوئی دوسرا ملک بھی ایسا موجود نہیں ہے جہاں یرے قوانین داخل ہوئے ہوں اور رعایا نے عرضداشت پیش کی ہو کہ یہی قانون جاری کردیے جائیں مختصر آنکہ کوئی یہ ثابت کردکھائے کہ مجھ سے بڑھکر دوسرے بادشاہ لو عدل گستری کا زیادہ خیال تھا یا دوسرے فرمان رواں نے اپنے حقوق کو رعایا کے حقوق سے مجھ سے بڑھکر آمیز کیا تھا۔ اور مجکو افسوس ہے کہ اس سے زیادہ کردکھانے کا مجکو موقع نہ ملا۔ مگر مجکو یہ بھی معلوم ہے کہ ہمیشہ اپنے دوران فرمان روائی میں میرا دستور العمل اسی پر تھا کہ "جو کچھ ہو فرانسیسی قوم کے واسطے ہو"

۲ رجولائی۔ لارڈ امہرسٹ[۱] انگلستان جاتے ہوئے سینٹ ہلینا میں اوترا اور شاہنشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ملاقات کے ختم ہونے پر لارڈ موصوف نے شاہنشاہ سے کہا کہ "اگر شاہزادہ ولی عہد کو کوئی درخواست بھیجنی ہو تو مجکو دیدیجئے۔ میں پہونچا دوں گا" اس کے جواب میں شاہنشاہ نے بڑی شان کے ساتھ لیکن غم آلودہ لہجہ سے کہا۔

"مجھ پر تمھارے بادشاہ یا تمھاری قوم کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ انگلستان ایسی مثال دکھا رہا ہے کہ دو کرور باشندے ایک شخص کو ستا رہے ہیں۔ ۱۱ ر۔ اپریل کو جو قانون پاس کیا گیا ہے اُس سے صرف یہی مدعا پورا ہوتا ہے کہ جو کچھ نفسانیت اور عناد ہے وہ صرف میری ذات سے ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اب یا پھر کبھی یہی قانون انگلستان کے لئے باعث شرم ہوگا۔ جس پارلیمنٹ نے اس قانون کو پاس کیا اُس کو یہ یاد نہ رہا کہ پارلیمنٹ جیسی جماعت ایک واجب الاحترام اور منصف جماعت ہے اور اس قانون کے

---

[۱] لارڈ امہرسٹ۔ ہندوستان کا گورنر بھی رہا ہے جس نے ۱۸۲۳ء سے ۱۸۲۸ء تک ہندوستان میں حکومت کی۔ اس کے زمانہ میں جنگ برہما ہوئی اور یانڈبو کا ۱۸۲۶ء میں عہدنامہ ہوا اور انگریزوں نے اراکان۔ آسام اور تناسرم پر قبضہ کرلیا۔ ۱۲ مترجم

پاس کرنے سے انگلستان کے دامن شہرت وغیرت کو دھبہ لگ رہا ہے۔ اس غارتگرِ صحت جزیرہ سے باہر نکلنے کی مجکو اجازت نہیں اور اگر باہر نکلوں تو گارڈ متعین کئے جاتے ہیں۔ میری بیوی کا خط مجھ تک نہیں آسکتا۔ اور یہی حال میری ماں اور میرے رشتہ داروں کے خطوط کا ہے۔ اگر کوئی آئے تو کھولا جاتا ہے اور پہلے پڑھ لیا جاتا ہے۔

"آخر ان تمامی بیہودہ قیود سے منشا کیا ہے۔ کیا میں بھاگ جاؤنگا۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کثرت سے کشتی جہاز جزیرہ کے گرد موجود رہتے ہیں۔ جزیرہ کے اندر ہر مقام پر پہرا لگا ہوا ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک خبر پہونچانے کا پورا انتظام ہے۔ جزیرہ کے ساحل پر کوئی جہاز ایسا نہیں آتا اور جزیرہ سے کوئی جہاز ایسا روانہ نہیں ہوتا جس کو گورنر کے گماشتے پہلے معاینہ نہ کرلیتے ہوں۔ اور صدہا سنتری چھ بجے شام سے لیکر چھ بجے صبح تک لانگ وڈ کی حد پر متعین رہتے ہیں۔

"لیکن در صورت امکان اس سے بھی بڑھکر کارروائیاں کی جاتی ہیں یعنی یہ خواہش کی جاتی ہے کہ میں ایک نہایت مہتم بالشان واقعہ سے انکار کردوں اور ایسی بات تسلیم کرلوں جس سے فرانس کی سخت توہین اور ذلت ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فرانسیسیوں کو میرے سر پر تاج شاہنشاہی رکھنے کا استحقاق نہ تھا اور سر ہڈسن لو کے قانون کے موافق میری پیشانی سے وہ پاک روغن دھو ڈالنا چاہتے ہیں جو پوپ صاحب نے میری تاج پوشی کے وقت میری پیشانی پر اپنے ہاتھ سے ملا تھا۔ میرا نام اور لقب جنرل بوناپارٹ اُس وقت تک تھا جبکہ کیمپو فورمیو اور لیون وایل میں میں نے شاہنشاہ آسٹریا سے صلح نامہ کرکے شرایط لکھوائی تھیں۔ یہی نام میرا اُس وقت بھی تھا جبکہ انگریزوں سے میں نے امینس کا صلح نامہ کیا اور مجکو اب بھی اسی نام پر فخر ہونا چاہیے۔ لیکن فرانس کی غیرت و آبرو کے خیال سے میں مجبور ہوں اور ہرگز نہیں تسلیم کرسکتا کہ انگلستان کے بادشاہ کو فرانسیسی قوم کے افعال کے ناجایز ٹھہرانے کا حق ہے۔ میرا یہ ارادہ ہوا کہ اپنا نام ڈیوراک رکھلوں۔ لیکن

تمھارے وزیر اور اُن کا اجیر جلّاد اور قاتل سر ہڈسن لو اپنی سازشوں سے مجکو ایسا نہیں کرنے دیتے بلکہ مجبور کرتے ہیں کہ اپنا لقب شاہنشاہ نپولین قایم رکھوں - اور اگر تمھاری گورنمنٹ کو میرے لقب "شاہنشاہ نپولین" سے انکار کرنے کا واقعی حق حاصل ہے تو ضرور بالضرور اس کے یہی معنی ہیں کہ جب تمھاری گورنمنٹ سے امیَنس میں میرا صلح نامہ ہوا اور تمھاری طرف سے لارڈ لاڈرڈیل اور لارڈ کاسل رے وکیل منتخب ہوئے تو گویا اُس وقت فرانس کا شاہنشاہ میں نہ تھا بلکہ کوئی ہیچ ہیم تھا -

"میں نے انگلستان سے صلح کرنے کی خواہش ہمیشہ کی اور سچے جی سے خواہش کی میں نے انقلابیوں کے خندقوں کو پاٹ دینے کی کوشش کی اور یورپ کے ایوان کو جنبش دیے بغیر سب کے فائدہ کی غرض سے اس ایوان کو از سر نو تعمیر کرنا چاہا اور میں نے بادشاہ مامور کیے کہ براعظم یورپ کو مساوات سے فائدہ پہونچے اور یہ ایسا فائدہ تھا کہ تمھارے اور میرے ملک کو انقلاب کی مصائب اُٹھائے بدوں حاصل نہ ہوا تھا - اور میں مکرر کہتا ہوں کہ مجکو صلح کی تمنا تھی اور صرف اُسی کے حاصل کرنیکو میں نے جنگ کی - وائینا کی کانگریس کو خیال ہے کہ وہ یورپ کے واسطے یہ فائدہ حاصل کریگی - وہ غلطی میں ہے - سلطنت کی خاکستر کے نیچے نہایت ہی خوفناک جنگ نشو و نما پا رہی ہے - جلد یا بدیر قومیں اُٹھینگی اور بڑے ظلم کے ساتھ اُن بادشاہوں سے اُن کی ناشکری کا انتقام لینگی جن کو میں نے تاج پہنائے اور جنکی خطائیں معاف کیں - اور تم شاہزادہ ولی عہد اور پارلیمنٹ سے جس کے تم خاص ممبر ہو میری طرف سے کہدینا کہ میں جلد قتل کر دیا جاؤں تاکہ اُن توہینوں اور ظلموں کا جو میرے جیلر کے ہاتھوں سے مجھ پر ہو رہے ہیں خاتمہ ہو جائے"

مان تھولون نے لکھا ہے کہ لارڈ ایمہرسٹ نے اس بڑے اور مجروح شخص کی شکایت کو بڑے تاسف کے ساتھ سنا - اور اپنی دلچسپی کو جو ان معاملات میں اُس کو تھی اُس سے پوشیدہ نہ کیا - اور وعدہ کیا کہ شاہزادہ ولی عہد سے یہ تمامی حالات بیان کرے

جائیں گے اور ادب کے ساتھ یہ بھی کہا کہ سر ہڈسن لو سے سفارش کی جائیگی"

لیکن شاہنشاہ نے کہا "یہ سفارش اور کہنا سننا سب بیکار ہے۔ اس سر ہڈسن لو کی فطرت میں یہ بات ہے کہ مجھ سے نفرت کرے اور میرے خلاف جرائم کا مرتکب ہو۔ اس کے حفظ نفس کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ مجکو شیر بنکر عذاب دے جو اپنے شکار کو اپنے ناخنوں سے پھاڑتا اور جاں کنی کی حالت میں اس کی تکلیف بڑھانے سے خوش ہوتا ہے"

۷۔ اکتوبر۔ ان توہینوں اور قیود کی وجہ سے جن سے اس کا دل ہر دم گھائل کیا جاتا تھا کئی مہینے سے شاہنشاہ نپولین اپنے کمرہ سے باہر نہ نکلا تھا۔ اس کی تندرستی جلد جلد خراب ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر اومیرا نے جب سخت اصرار کیا کہ شاہنشاہ کو باہر نکلنا اور کچھ ہوا خوری کرنا چاہیے۔ تو شاہنشاہ نے جواب دیا۔

"جب تک موجودہ قواعد جاری ہیں میں ہرگز باہر نہ جاؤنگا کیا تمہارا یہ جی ہوتا ہے کہ ایک سنتری مجکو اسی طرح روکے اور میری اسی طرح توہین کرے جس طرح چند روز ہوئے اس نے میڈیم برٹرینڈ کو روک کر توہین کی تھی۔ اگر بجائے میڈیم برٹرینڈ کے میں ہوتا تو وہ مجکو بھی اسی طرح روکتا کیونکہ اس کو ہر شخص کے روکنے کا حکم ہے۔ پس اس لئے کہ میری توہین نہ ہو میں نے اپنے تئیں کمرے میں بند کر لیا ہے۔ اور چونکہ مجکو ہر شخص سے جو مجھے ملے بات کرنے کی ممانعت کی گئی ہے یہ ایسی توہین ہے کہ اس سے بڑھکر انسان کی توہین ہو نہیں سکتی۔ یہ سچ ہے کہ اب چند روز سے یہ قید اٹھا دی گئی ہے لیکن چونکہ گورنر کو ہر ایک قسم کی قید لگانے کا اختیار ہے ممکن ہے کہ کسی بہانہ سے وہ یہی قید پھر لگا دے باہر جانے سے مجکو ہر روز توہین برداشت کرنا پڑے گی اس لئے کہ اگر سنتری نے اپنے فرض کو پوری طرح ادا کرنا چاہا تو مجکو بتانا پڑیگا کہ میں فلاں شخص ہوں"

ڈاکٹر اومیرا نے کہا "گورنر نے مخفی طور سے یہ اشارہ کیا ہے کہ آپ کی نیت خودکشی کی ہے اور اسی لئے آپ کمرہ میں بند رہتے ہیں"

شاہنشاہ نے جواب دیا: "اگر میری یہ نیت ہوتی تو کبھی کا میں خود اپنے ہاتھ سے ہلاک ہو چکا ہوتا اور ایک سپاہی کی موت مرتا۔ لیکن میں ایسا احمق نہیں ہوں کہ اپنے کمرہ میں اسلئے بند ہو جاؤں کہ کُڑھ کُڑھ کر اور گھُل گھُل کر جان دوں۔ تکلیف دہ اور طولانی جنگ کو بھی تو میں نے کبھی پسند نہ کیا۔ لیکن اپنی توہین اور ذلت کے مقابلہ میں میں ہر قسم کی موت کو ترجیح دونگا خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو۔ اگر میں باہر جاؤں اور سنتری ایک دفعہ روک کر میری توہین کرے تو اس سے میری صحت کو زیادہ نقصان پہونچیگا۔ لیکن چھ ماہ اپنے کمرہ میں بند رہنے سے اتنا نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ لیکن گورنر تو اخلاقی محسوسات سے قطعی بے نصیب ہے"

۱۴ اکتوبر۔ شاہنشاہ کو اتفاق سے یہ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر او میرا کے نام یہ حکم آیا ہے کہ شاہنشاہ کی صحت کے متعلق روزانہ باضابطہ رپورٹ کیا کرے۔ چنانچہ شاہنشاہ نے ڈاکٹر سے کہا کہ ایک دن کی رپورٹ اُس کو بھی دکھاوے۔ ڈاکٹر نے یہ رپورٹ شاہنشاہ کو دکھائی۔ جسے دیکھکر اُس کو معلوم ہوا کہ وہ جنرل کے لقب سے موسوم کیا گیا ہے۔

شاہنشاہ نے کہا: "میں یہ بات ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ میرا طبیب مجھکو جنرل کے لقب سے منسوب و موسوم کرے۔ اُس کو میرا رازدار ہونا چاہئے۔ پس ضرور ہوا کہ میں بھی ان رپوٹوں کو گورنر کے پاس جانے سے قبل دیکھوں۔ آدمی کا طبیب بھی آدمی کے پادری کی طرح ہوتا ہے اور پادری کا کام ہے کہ آدمی کے گناہوں کے اقرار مخفی رکھے اور جب تک اجازت نہ دی جائے اُن کا دوسروں پر اظہار نہ کرے۔ اگر آئندہ تم نے مجھے دکھائے بدون رپورٹ بھیجی تو میں تمکو جاسوس خیال کرونگا۔ اور میرے جیلر کی یہی خواہش ہے کہ تم جاسوسی کرو۔ میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم ایسی رپوٹوں میں مجھکو جنرل کے لقب سے منسوب و موسوم کرو جو فرانس کو جاتی ہیں۔ جہاں میں ایک زمانہ میں شاہنشاہ رہ چکا ہوں۔ اور چونکہ یہ رپوٹیں میرے پاس سے جاتی ہیں میری طرف سے فرانس میں یہی گمان ہوگا کہ میں جنرل کے لقب پر راضی ہو گیا ہوں اور یہ ایسی بات ہے کہ میں مرجانا پسند کرونگا مگر اس بات پر راضی نہ ہونگا۔ اور اگر تم میری ہدایت

ر عمل نہ کروگے تو میں تم کو اپنا طبیب بناؤنگا“

یہ بات ڈاکٹر او میرا نے سر ہڈسن لو سے کہی۔ اُس نے شاہنشاہ کے لقب کو تسلیم کرنے سے فوراً انکار کردیا مگر اس بات پر راضی ہوگیا کہ شاہنشاہ کو نپولین بوناپارٹ لکھیں۔ شام کو نپولین کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اُس نے کہا۔

”میں ہرگز خیال نہیں کرسکتا کہ میرا طبیب میری شان میں ذلت کے الفاظ لکھتے ہیں خود تجویز کرچکا ہوں کہ میرے نام کے ساتھ کوئی لقب یا خطاب منسوب نہ کیا جائے بلکہ مجھکو کرنل میورن یا ڈیوراک لکھا جائے لیکن اس کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ پس اب میں یہ توہین کیونکر گوارا کرسکتا ہوں کہ یہ لوگ جس نام سے خود چاہیں مجھکو موسوم کریں۔ اور اس نام کے بارہ میں یہ لوگ جتنی ہٹ کرینگے اُسی قدر میں بھی اصرار کرونگا۔ غیرت ہی کے موقع پر میں نے اپنی فرمان روائی سے دست کشی کی اب سو دفعہ میں اپنی جان دینے کو اس بات پر آمادہ ہوں کہ ہرگز اپنی یوں توہین نہ ہونے دونگا کہ میرے ستانے والے جو چاہیں میرا نام رکھ لیں“

زیادہ گفتگو ہونے کے بعد شاہنشاہ نے کہا ”اچھا مجھکو مریض کے نام سے موسوم کیا جائے“ اور یہ تجویز سر ہڈسن لو کے سامنے پیش کی گئی لیکن اُس نے فوراً بے رحمی سے انکار کردیا۔ اور کہا ”میرے اسیر کو کسی قسم کی رپورٹ ہو۔ برابر جنرل بوناپارٹ یا نپولین بوناپارٹ لکھائے جائے“ جب اس کی شاہنشاہ کو اطلاع ہوئی تو اُس نے کہا

”گورنر کی یہ خواہش ہے کہ مجھ میں اور میرے طبیب میں رنج ہوجائے۔ اور مجھکو اُس پر اعتماد نہ رہے۔ اور جب اپنے طبیب پر اعتماد نہ رہا تو طبیب کے رکھنے سے کیا فائدہ ہے۔ مجھ سے ایسا برتاؤ کرو کہ گویا میں انگریز ہوں۔ اگر میں تم کو اپنے ہمراہ نہ رکھتا تو تم جانتے ہو کہ مجھکو فرانسیسی طبیب دیا جاتا۔ اور وہ میری اجازت کے بغیر رپورٹ نہ کرتا۔ اور اگر تم لارڈ باتھرسٹ کے طبیب ہوتے تو بتاؤ کہ اُس کی اجازت لئے بغیر تم سوائے اُس کے رشتہ داروں کے اُس کی صحت کا حال بتا سکتے یا شائع کرسکتے تھے۔ پس میں بھی اصرار کرتا ہوں کہ تم میرے ساتھ

بھی یہی کرو"

کئی دن گذر گئے۔ شاہنشاہ ڈاکٹر اومیرا کو اپنے پاس دوستانہ وضع سے آنے تو دیتا تھا لیکن اپنی بیماری کے متعلق اس کو کسی قسم کا ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا۔ شاہنشاہ بہت بیمار تھا۔ اور شکستہ دلی اور درد سے اس کو بڑی تکلیف تھی۔ اور آخر کار سر ہڈسن لو اس بات پر راضی ہو گیا کہ سر دست بیماری کے متعلق کوئی رپورٹ تحریر نہ کی جائے اور شاہنشاہ نے ڈاکٹر اومیرا کا علاج شروع کر دیا۔ ڈاکٹر اومیرا نے لکھا ہے کہ "داہنے پہلو میں شاہنشاہ کے خفیف خفیف درد ہمیشہ رہتا تھا۔ اس کی اشتہا کم ہو گئی تھی۔ اس کی ٹانگوں میں خصوصاً رات میں ورم آجاتا تھا۔ متلی رہتی تھی اور نیند کم آتی تھی" اور اس طرح اسیری کی مصائب کا دوسرا سال ختم ہو گیا۔

۲۸، اکتوبر۔ سر ہڈسن لو اور ڈاکٹر اومیرا میں خوب جھڑپ ہوئی ڈاکٹر لکھتا ہے "بہت ہی شریفانہ اور شائستہ لفظوں میں جو سر ہڈسن لو نے استعمال کیں یہ بھی فرمایا "کہ اب تُو تو گیدڑ کی طرح جنرل بوناپارٹ کی خاطر خبروں کی تلاش میں دوڑا دوڑا پھرتا ہے" اور ایک دفعہ ایسا غصہ چڑھا تھا کہ مجھ سے کہا "کہ مرض کے متعلق باتوں کے سوا آپ کو نپولین بوناپارٹ سے کسی اور قسم کی باتیں یا علاقہ رکھنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے"

۱۴، نومبر۔ سر ہڈسن لو سے شاہنشاہ نے بہت دنوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق باقی نہ رکھا تھا۔ ایک دن سر ہڈسن لو لانگ وڈ کی کھڑکی کے سامنے سے ہو کر نکلا۔ شاہنشاہ اس کو دیکھکر کہا۔

"جب میں اس شخص کو دیکھتا ہوں تو مجھکو ایڈورڈ دوم[1] کا قاتل یاد آجاتا ہے جس نے لوہے کی گرم سلاخ سے برکلی کے قلعہ میں اس بادشاہ کا کام تمام کیا تھا۔ میری طبیعت کو اس کی طرف سے ایک گھن ہے۔ وہ قصابوں کی طرح سنگ دل ہے اس نفرت کی وجہ یہ نہ سمجھو کہ مجھکو

---

[1] ایڈورڈ دوم۔ انگلستان کا بادشاہ تھا جس نے ۱۳۰۷ء سے ۱۳۲۷ء حکومت کی۔ اس کی ملکہ ایزابیلا نے اپنے آشنا مارٹیمر کی مدد سے اس کو برکلی کے قلعہ میں قید کر کے قتل کرا دیا۔ مترجم ۱۲

تمھاری قوم انگریزی سے کوئی خواہ نخواہ کی عداوت ہے اس لئے کہ امیر البحر کاک برن کی طرف سے میرا کبھی ایسا خیال نہ ہوا۔ مجکو اُس پر بڑا اعتماد تھا اور اُس کے مقرر کئے ہوئے طبیب یا کسی اور شئہ کو میں بڑی خوشی سے قبول و منظور کرلیتا تھا۔

۱۰ مارچ ۱۸۲۱ء۔ بہت سے تکلیف دہ مہینے گذر گئے اور سر ہڈسن لو جس کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بدنام رہیگا۔ مرتے ہوئے مظلوم نپولین پر طرح طرح کے جور و ستم روا کرتا رہا۔ چونکہ ڈاکٹر او میرا نے اس گورنر کی سازش میں شرکت سے انکار کردیا تھا وہ ہر طرح کی ذلتوں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اور انجام کار گورنر نے ڈاکٹر او میرا کو بھی اگرچہ وہ ایک انگریز افسر تھا قید کرکے یہ حکم دیدیا کہ لانگ وڈ کی حدود سے باہر نہ نکلنے پائے۔ اور یہ دیکھکر ڈاکٹر کو سوائے استعفا دینے کے کوئی چارہ نہ رہا اور اُس نے فوراً استعفا دیدیا۔ اور بڑے غم اور تاسف کے ساتھ وہ جان بلب شاہنشاہ سے رخصت ہونے کو آیا۔

شاہنشاہ نے کہا "ڈاکٹر اب عنقریب تم ہم لوگوں سے رخصت ہونے والے ہو۔ لیکن دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ ایسے دنی تھے کہ آخر کار انھوں نے میرے ڈاکٹر پر بھی حملہ کیا۔ میں تمھاری ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب جتنی جلد ممکن ہو اس منحوس جرائم گاہ سے تم رخصت ہو جاؤ۔ اور اب میرا بھی اس بستر بیماری کے ہاتھوں سے کیونکہ اب علاج وغیرہ کا بھی سامان نہ رہا بہت جلد خاتمہ ہو جائیگا۔ لیکن میری موت سے تمھارا ملک انگلستان ہمیشہ کے لئے بدنام رہیگا"

ہر شخص کو جو نپولین سے ہمدردی کا اظہار کرتا تھا سر ہڈسن لو ستایا کرتا تھا۔ مسٹر بال کوم جس نے بر بریز میں نپولین کو ٹھرایا تھا۔ یورپ کو روانہ ہوا۔ اور جزیرہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہا۔ یہ دیکھکر کہ مسٹر بال کوم بھی گورنر کی سختی کی وجہ سے مستعفی ہو کر جزیرہ سے جاتا ہے شاہنشاہ نے اُس کو ستر ہزار فرانک کی ایک ہنڈوی لکھدی اور اپنے سرمایہ سے جو فرانس میں موجود تھا بارہ ہزار فرانک سالانہ کی اُس کی پنشن مقرر کی اور چلتے وقت اُس کو

ایک خط میں اپنی شکرگذاری کے اظہار کے بعد لکھا۔

"مجکو یقین ہے کہ تمھارا جزیرہ کو چھوڑنا اور یورپ جانا اور یہاں کے تمامی کاروبار سے دست کش ہو جانا صرف اس وجہ سے ہے کہ تمھارے خاندان اور لانگ وڈ کے اسیروں کے درمیان رشتۂ دوستی تھا اور اسی وجہ سے اور نیز اس سبب سے کہ سینٹ ہلینا میں آنے پر تم نے میرے ساتھ خاص طور سے ہمدردی کا اظہار کیا تھا گورنر نے تم سے طرح طرح کی سختی کی۔ اب میری خواہش ہے کہ تم اُس شناسائی پر جو میرے اور تمھارے درمیان ہو گئی تھی ذرا بھی افسوس نہ کرو۔"

متحدہ بادشاہوں کے کمشنر سینٹ ہلینا میں موجود تھے اور اُنھوں نے ڈاکٹر او میرا کے استعفے کے معاملہ میں گورنر سے اس قدر حُجّت اور بحث کی کہ مجبور ہو کر گورنر کو ڈاکٹر کے متعلق قیود اُٹھا دینا پڑیں اور ستائیس دن قید رہنے کے بعد اُس کو شاہنشاہ کے پاس بدستور رہنے کی اجازت دیدی گئی۔

۱۶ مئی۔ گورنر نے ایک اعلان کے ذریعہ سے تمامی افسروں اور جزیرہ کے باشندوں کی سینٹ ہلینا کے اسیروں سے خط و کتابت یا کسی قسم کی بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی۔

۲۵ جولائی۔ ڈاکٹر او میرا مریض شاہنشاہ کے پاس سے واپس آ رہا تھا کہ ذیل کی اطلاع اُس کو دی گئی۔

"پلانٹےشن ہوس۔ ۲۵ جولائی ۱۸۱۸ء

جناب من لفٹننٹ جنرل سر ہڈسن لو نے مجکو ہدایت کی ہے کہ آپ کو مطلع کر دوں کہ ارل باتھرسٹ کا ایک مراسلہ مورخہ ۱۶ مئی ۱۸۱۸ء موصول ہوا ہے جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ آیندہ آپ جنرل بونا پارٹ کا نہ تو علاج کریں اور نہ لانگ وڈ کے ساکنوں سے کوئی ملاقات کریں۔ اور صیغۂ بحر کے ریر ایڈمیرل پلیم پن کو ہدایتیں بھیجدی گئی ہیں کہ جب آپ جزیرہ سے روانہ ہونگے تو آپ کو کہاں جانا ہوگا لہذا آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس مراسلہ

کے پاتے ہی آپ لانگ ووڈ کو چھوڑ دیں اور وہاں کے باشندوں سے کوئی بات یا خط و کتابت ہ کریں۔ فقط آپ کا تابعدار لفٹننٹ کرنل ایڈورڈ وِن یرڈ سکرٹری صیغہ حرب۔

ڈاکٹر اومیرا لکھتا ہے مروت و رحم۔ اور اپنے پیشہ طبابت کا فرض۔ اور شاہنشاہ نپولین ی صحت کی اصلی حالت کا خیال اس ظالمانہ حکم کو دیکھتے ہی میرے دل پر ایسا غالب ہوا کہ میں نے بے پس و پیش عزم بالجزم کر لیا کہ اس حکم کی ہرگز تعمیل نہ کرونگا چاہے نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ نپولین کی حالت دیکھتے ہوئے یہ بات اشد ضرورت تھی کہ میں اُس کے پرہیز اور آئندہ غذا کے انتظام کر دوں اور ایسی ادویات تیار کر دوں کہ طبیب کی عدم موجودگی میں وہ اُن کو استعمال کرتا رہے کیونکہ یہ مجھکو خوب یقین تھا کہ گورنر کے مقرر کئے ہوئے طبیب کو وہ منظور نہ کریگا۔

ڈاکٹر اور شاہنشاہ میں ایک غمناک ملاقات ہوئی اور شاہنشاہ نے کہا۔

” جب تم یورپ پہونچو تو میرے خاندان کے حالات معلوم کرنا۔ اور اُن کو ممانعت کرنا کہ یہاں میری ذلت اور تکلیف دیکھنے کو نہ آئیں۔ لوئی میری اچھی ماں اور پالاین کو میرا سلام و دعا کہنا۔ اگر میرا بچہ ملے تو پیار کیجیو۔ اور میری دُعا ہے کہ اُس کو یہ بات کبھی فراموش نہ ہو کہ وہ فرانس کا شاہزادہ ہے۔ لیڈی ہالینڈ کی خدمت میں میری طرف سے اظہار شکرگزاری کرنا میرے بچہ کی تعلیم کا صحیح حال لکھیو۔ ڈاکٹر اب تم کو خدا کو سونپتا ہوں۔ تم خوش رہو“

دو مہینے تک اُنھیں قیود کے ساتھ جو ڈاکٹر اومیرا کے ساتھ لگائی گئی تھیں گورنر نے شاہنشاہ کے لئے انگریزی ڈاکٹر مقرر کرنے کی کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا لیکن آخر میں شاہنشاہ کی صحت کو جلد جلد خراب ہوتے دیکھکر گورنر نے ۲ ستمبر کو کچھ قیود اُٹھا دیں اور شاہنشاہ روزانہ ہواخوری کرنے لگا۔ چھ ماہ سے شاہنشاہ کے پاس کوئی معالج نہ تھا اور اُس کی تندرستی یوماً فیوماً خراب ہوتی جاتی تھی۔ اس طرح شاہنشاہ کی اسیری کا تیسرا سال بڑی تکلیف اور دشواری کے ساتھ ختم ہوا

باب ہفتاد و سوم

اسیری کا چوتھا اور پانچواں سال

ڈاکٹر اسٹو کا معالج ہونا۔ سر ہڈسن لو کا نئی نئی تکلیفیں دینا۔ شاہنشاہ کی مذہبی تقریر۔ باغ میں اپنے ہاتھ سے محنت کرنا۔ شاہنشاہ کے مکان کے کمرہ۔ نقاہت کا بڑھنا۔ نپولین کی بچوں سے محبت۔ مچھلی کا ظرف۔ پُر لطف واقعہ۔ چیونٹیاں۔ شاہنشاہ کی محبت فرزندی۔ خانگی معاملات میں اُس کی مخصوص صفات۔

نومبر اور دسمبر کے دو ماہ کے حالات میں کوئی تازہ واقعہ یا قابل ذکر بات نہیں ہے۔ صرف رنجور شاہنشاہ کی تکلیف اور بیماری کا حال ہے۔ سنہ ۱۸۱۹ء بڑی نحوست کے اسیر نپولین کے واسطے شروع ہوا۔ اب اُس کی حالت ایسی قابل تاسف اور ردی ہوگئی تھی کہ ۱۰ ر جنوری کو وہ اس بات راضی ہوگیا کہ اُس کے دوست ڈاکٹر اسٹو کو جو انگریزی جہاز کان کرر کا سرجن تھا بلالیں۔

ڈاکٹر اسٹو کو نے آکر دیکھا تو شاہنشاہ سخت درد کی وجہ سے صاحب فراش ہو رہا تھا۔ ایک یا دو دفعہ یہ ڈاکٹر آیا لیکن جزیرہ کے حکام نے اپنی طرف سے ایسی قیدیں نپولین کی علالت کے متعلق لگائیں کہ ڈاکٹر نے مجبوراً آنا موقوف کر دیا اور ۱۹ جنوری کو لکھا۔

"آج جو واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے لانگ وُڈ آنے کو نہ ملیگا یعنی یا تو حکام بالادست مجھکو حکم دیدینگے کہ میں لانگ وُڈ نہ جاؤں یا لانگ وُڈ

آنا خود میرے لئے ایسا باعث رنج و توہین ہوگا کہ میں شاہنشاہ کے پاس آنے اور اس کا علاج کرنے سے باز رہونگا۔"

ڈاکٹر اسٹوکو نے بڑی منت وزاری سے سر ہڈسن لو کو اس معاملہ میں لکھا لیکن اس گورنر نے ذرا بھی رحم نہ کیا اور آخر کار ۱۲ر جنوری کو بناچاری ڈاکٹر اسٹوکو اپنے مریض سے جدا ہوگیا۔ اور پھر شاہنشاہ بے دوا اور بغیر کسی معالج کے تکلیف برداشت کرتے اور مرنیکو رہ گیا

وہ ناظرین جن کو یقین نہ آئے گا کہ ایک شائستہ آدمی کے ہاتھ سے مظلوم اسیر پر ایسے ایسے ظلم ہوئے ہونگے۔ ضرور مہربانی کر کے لیس کیس۔ اومیرا۔ اور ماں تھولوں کی شہادتوں کو ملاحظہ فرمائیں اور خود ذات شریف سر ہڈسن لو کا رسالہ پڑھیں۔ جن سے ان واقعات کی پوری تصدیق ہوجائیگی۔

تنہائی اور غم کے نو ماہ گزر گئے اور طرح طرح کے عذاب اٹھاتا ہوا شاہنشاہ موت کے قریب ہوتا جاتا تھا۔ سر ہڈسن لو یا اس کے شرکا کی طرف سے کسی قسم کے ظلم میں کوتاہی نہ کی جاتی تھی۔ اگست کے مہینے میں کونٹ مان تھولوں بیمار تھا اور شاہنشاہ کی طرف سے خط و کتابت نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ کونٹ برٹرینڈ یہ خط و کتابت کا کام کریں لیکن گورنر نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ نہ ہوگا۔ یا تو براہ راست شاہنشاہ کو یہ کام کرنا ہوگا یعنی یا تو بذریعہ خطوط کے کام ہوگا یا ایک انگریزی افسروں میں دو دفعہ نپولین کے پاس جا کر زبانی معاملات طے کیا کریگا۔ نپولین بھی اس زمانہ میں زیادہ بیمار تھا اور اس نے حکم دیا کہ کمرہ کے کواڑ قطعی بند کر دیے جائیں کہ کوئی انگریزی افسر اندر نہ آنے پائے۔ نپولین کو اس سے سخت صدمہ تھا کہ اب اس کی بیماری کی حالت میں اس کے کمرہ میں مداخلت کی جانے کو تھی۔ اور جب یہ نوبت پہونچی تو شاہنشاہ نے حسب ذیل اعلان دیا۔

۱۰- ۱۱- ۱۲- ۱۳- ۱۴- ۱۵- ۱۶- اگست ۱۸۱۹ء کو پہلی دفعہ یہ کوشش کی گئی کہ شاہنشاہ نپولین کے مسکونہ مکان میں جس کی ابتک حرمت کی گئی تھی مداخلت کی جائے۔ اس نے اس

مداخلت کو اس طرح روکا کہ دروازوں کو بند کر کے مقفل کر لیا۔ ایسی حالت میں شاہنشاہ پھر وہی بات کہتا ہے جو اس نے مختلف اوقات میں کہی اور کہلوائی ہے کہ اگر اس کے دروازہ توڑے گئے اور اس کے مکان میں بیجا مداخلت کی گئی تو اس کی زندگی کی حالت میں یہ بات ممکن نہیں ہے بلکہ جب وہ مارا جا چکے گا تو ایسی بات ہو سکے گی۔ اس نے ہر شے سے دست برداری کر لی ہے اور تین سال سے وہ اپنے مکان کے چھ چھوٹے کمروں میں صرف اس غرض سے بند ہے کہ اس کی توہین نہ کی جائے اور اس پر ظلم نہ ہو۔ اور اگر محض ونارت سے اس کی اس حالت پر حسد کیا جائے گا تو اس کا قطعی ارادہ مر کر قبر میں چلے جانے کا ہے۔

"دو سال سے وہ دائمی امراض جگر میں جو اس جزیرہ کی آب و ہوا کا خاصہ ہے برابر مبتلا ہے اور ایک سال سے اس کو کسی طرح کی دوا نصیب نہیں ہے کیونکہ جولائی ۱۸۱۸ء میں ڈاکٹر او میرا کو اور جنوری ۱۸۱۹ء میں ڈاکٹر اسٹوکو زبردستی کر کے شاہنشاہ کے پاس سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اور شاہنشاہ کی حالت چند بار نہایت نازک ہو ہو گئی ہے۔ پس وہ متواتر اپنے بستر پر پڑا رہا ہے اور کبھی ایسا ہوا ہے کہ برابر پندرہ پندرہ اور بیس بیس دن تک پلنگ سے نہیں اٹھا ہے۔ اور اب بھی جبکہ اسکی حالت نہایت خطرناک ہے اور نو دن سے وہ پلنگ سے نہیں اٹھا اور مرض کے روکنے میں صرف پرہیز اور صبر اور غسل سے چارہ جوئی کی گئی ہے چھ دن سے اُس استراحت میں مخل ہونے کی تخفیف اور ظلم سے دھمکی دی جا رہی ہے جسکو شاہزادہ ولی ع اور لارڈ لیورپول اور تمام یورپ اچھی طرح جانتا ہے کہ شاہنشاہ برداشت نہ کریگا۔"

۱۸۱۹ء میں گورنمنٹ برطانیہ اس بات پر راضی ہو گئی کہ نپولین کے دوست یورپ سے اس کو کوئی طبیب بھیجدیں۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۱۹ء کو ڈاکٹر انٹومارچی جس کا انتخاب ہوا تھا سینٹ ہی میں پہنچ گیا۔ ڈاکٹر کے ہمراہ دو پادری بھی آئے کیونکہ نپولین نے بار بار تاکید سے لکھا تھا کہ لانگ وڈ میں رسوم مذہبی باقاعدہ ہونا چاہئے۔ ان دونوں میں سے ایبی بونے ویٹا نپولین کی ماں کا بوڑھا پادری تھا جو اس کے پاس ایلبا میں۔ اور نیز شاہزادی پالاین کے

ہمراہ روم میں رہا تھا۔ اور دوسرا پادری جس کا نام وگنالی تھا جوان آدمی تھا۔

۲۲ ستمبر۔ ڈاکٹر انیتومارچی کی نپولین سے پہلی ملاقات ہوئی۔ اُس نے شاہنشاہ کو ایک چھوٹے تاریک اور غیر آراستہ کمرہ میں پلنگ پر لیٹا ہوا پایا۔ سوا دو بجے دن کا وقت تھا۔ کمرہ میں ایسی تاریکی تھی کہ جب ڈاکٹر اندر آیا نپولین اُس کو نظر نہ آیا۔ یہ دیکھکر شاہنشاہ نے نرم آواز سے کہا "ادھر تشریف لائے"۔ نپولین نے ڈاکٹر سے اُس کے والدین۔ اور اُس کے پچھلے حالات کے متعلق بہت کثرت سے سوال کئے اور پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہوئی کہ تم نے اس مصیبت خیز جزیرہ میں آنا منظور کر لیا۔ اور پھر اُس کی تعلیم کا حال دریافت کیا۔ ڈاکٹر کے جوابوں سے مطئین ہو کر نپولین نے اپنے یورپ کے احبابوں کا حال بڑی آرزو سے پوچھنا شروع کیا۔

اس کے بعد نپولین نے دونوں پادریوں سے ملاقات کی۔ ملاقات کے ختم ہونے کے قریب نپولین نے اُس شخص کے طرح جس کی آنکھوں کے سامنے موت پھرتی ہے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"ہم کو مذہبی برکات سے اتنے دنوں سے محرومی رہی ہے کہ اب زیادہ صبر نہیں ہو سکتا اور یہ تمنا ہے کہ یہ برکتیں جلد حاصل ہوں۔ کیونکہ اب موقع موجود ہے۔ اب آیندہ باقاعدہ نماز ہونی چاہئے اور مذہبی معاہدے کے موافق اُن ایّام کا احترام لازم ہے جو مقرر کر دیے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں بھی فرانس کی طرح مذہبی رسوم کی پابندی ہو اور ایسے موقعوں کے لئے ہم کھانا کھانے کے کمرے میں ایسا ممبر رکھ لینگے جو اپنی جگہ سے ہٹایا جا سکیگا۔ اور پادری صاحب آپ چونکہ ضعیف اور بوڑھے ہیں میں آپ کے لئے وہ اوقات مقرر کرونگا کہ آپ کو نہایت آسانی ہوگی۔ آپ نو اور دس بجے دن کے درمیان امامت کریں"

شام کو شاہنشاہ کے پاس کونٹ مان تھلوں کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ مان تھولون دیندار آدمی نہ تھا اور وہ صاف کہا کرتا تھا کہ لشکر میں رہتے رہتے میں مذہب کو بھول گیا۔"

پیولین نے مان تھولوں سے بڑی خوشی کے ساتھ کہا کہ "کل میں نماز میں شریک ہونگا"

اس کے بعد اُس نے کہا۔

"جب میں فرمانروا تھا اور میرے گرد ایسے جنرل جمع تھے جنکو مذہب سے کوئی واسطہ نہ تھا میں انکار نہ کرونگا۔ کہ مجکو عام رائے کا بڑا خیال تھا۔ اور مجھ میں بڑی بزدلی تھی اور شاید یہ آواز کہنے کی مجھ میں جراءت نہ تھی کہ "میں دیندار شخص ہوں"۔ میں اُس زمانہ میں کہا کرتا تھا کہ "مذہب ایک قوت اور ملکی کل ہے"۔ لیکن اُس وقت بھی جب کوئی براہ راست مجھ سے سوال کرتا۔ تو میں یہی جواب دیتا کہ "ہاں میں عیسائی ہوں"۔ اور اگر میرے مذہب کی جانچ میں میری جان بھی جاتی تو میں اس سے پھر جانے والا نہ تھا۔ میں نہایت مستقل اور مضبوط تھا۔ بیشک میں جان دیدیتا لیکن اپنے مذہب سے انکار نہ کرتا۔ اور اب جبکہ میں سینٹ ہلینا میں ہوں کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے دلی عقیدہ سے ہٹ جاؤں۔ یہاں میں صرف اپنے واسطے زندہ ہوں مجکو ہادیِ دین کی خواہش ہے۔ مجکو مذہبی رسوم ادا اور عبادت کرنا چاہیے۔ میں ضرور نماز کو جاؤنگا میں کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ میرے ساتھ نماز کو چلے لیکن جنکو مجھ سے الفت ہے میرے ساتھ جائینگے"

جنرل برٹرینڈ تو کھلا کافر تھا اور اکثر مذہبی معاملات میں کلمات توہین کہکر نپولین کو ناخوش کردیا کرتا تھا۔ انھیں ایام کا ذکر ہے کہ ایک دن شاہنشاہ برٹرینڈ سے الحاد پر گفتگو کر رہا تھا۔

اُس نے کہا "کیا تمھاری روح بھی اُسی چوپان کی سی ہے جس کو تم بھیڑوں کا گلہ چراتے ہوئے نیچے وادی میں دیکھتے ہو۔ اور کیا تم میں اور اُس چوپان میں وہی فرق نہیں ہے۔ جو گھوڑے اور آدمی میں ہے۔ لیکن تم اس بات کو کس طرح جانتے ہو۔ تم نے اُس کی روح کو کبھی دیکھا نہیں ہے۔ نہیں۔ درندے اور بہائم کی روح بھی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتی۔ اور اس نظر نہ آنے کی صفت میں وہ بشری روح کے برابر ہے۔

“لیکن تم نے چوپان سے باتیں کی ہیں۔ تم نے اُس کے چہرہ کو غور سے دیکھا ہے۔ تم نے اُس سے سوال کئے ہیں اور اُس کے جوابوں سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ کیسا آدمی ہے۔ پھر تم علّت کا معلول سے اندازہ کرتے ہو۔ اور صحیح اندازہ کرتے ہو۔ یقیناً تمھاری ذکاوت تمھارے قوائے فطرتی چوپان سے بہت زیادہ فایق ہیں۔ بہت اچھا اسی طرح میں اندازہ کرتا ہوں۔ ربانی صنعتیں مجکو ایک خالق کے وجود کے موجود ہونے پر یقین لانیکو مجبور کرتی ہیں۔ ہاں ایک محیطِ کُل خالق ہے۔ ایک عقل کامل ہے اور ایک لامحدود پروردگار ہے۔ وہی علت العلل ہے۔ اور وہی عقل ہے جس نے عقول کو پیدا کیا ہے۔ ضرور ایک محیطِ کُل وجود موجود ہے اور جنرل برٹرینڈ جس کے مقابلہ میں تم ایک ذرّہ کی برابر بھی حقیقت نہیں رکھتے اور جس کے مقابلہ میں مجھ سا نپولین باوجود اپنی تمامی ذکاوت کے محض بے حقیقت اور واقعی لاشے ہے۔ تم سمجھ گئے میں اُس کو دیکھتا ہوں۔ وہی خُدا ہے۔ میں اُس کو مشاہدہ کرتا ہوں مجکو اُس کی حاجت ہے اور میں اُس پر اعتقاد رکھتا ہوں۔ اگر تم اُس کو مشاہدہ نہیں کرتے اور اگر تم اُس پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ بُہت عُمدہ بات۔ اور تمھارے حال پر سخت افسوس ہے۔ لیکن جنرل برٹرینڈ باوجود اپنے انکار کے تم کو اُس ذات باری کا اعتقاد ہے۔ میں بہت سی باتوں کو معاف کر سکتا ہوں۔ لیکن ملحد اور مادّے کے قایل سے مجکو سخت چڑھتی ہے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ ایسے شخص سے واقعی میرے دل میں سچّی محبت پیدا ہو سکتی ہے جو روح کے وجود کا قایل نہیں۔ جو اپنے تئیں مادّہ اور مٹّی کا ایک ڈھیر خیال کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں بھی اُسی کی طرح اپنے تئیں خاک کا ڈھیر سمجھوں اور روح سے انکار کروں۔

یورپ کو واپس جانے پر جنرل مان تھولوں نے مانشیور ڈی بورٹرن سے کہا۔

“وہاں شاہنشاہ نپولین عیسائی تھا۔ ایمان اُس میں خلقی تھا اور اُس کا اصل الاصول تھا۔ خارجی محسوسات اور اتفاقیہ ذرا سے خیال پر اُس کے دل میں فوراً مذہبی حس پیدا

ہوجاتی تھی۔ اور جب کوئی سنگ دلی یا بد مذہبی کی بات اُس کے سامنے پیش آجاتی تھی تو اُس کے دل پر نہایت گہرا اثر ہوجاتا تھا۔ جس کو وہ روک نہ سکتا تھا۔ وہ خلاف میں گفتگو کرنے لگتا تھا وہ مقابلہ کرتا تھا اور برہم ہوجاتا تھا۔ یہ اُس کا قدرتی چال وچلن تھا۔ میں نے یہ سب بہ چشم خود دیکھا ہے۔ ہاں میں نے بہ چشم خود دیکھا ہے۔ اور میں کہ ایک فوجی سپاہی لشکروں میں رہنے والا آدمی ہوں۔ اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں مذہب کو بھول گیا تھا اور مذہب پر عمل نہ کرتا تھا۔ پہلے تو شاہنشاہ کی حالت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ لیکن اُس کے بعد میرے جی میں بھی خیالات پیدا ہوئے اور میرے دل پر ایسا اثر پڑا کہ اب تک موجود ہے اور میں بڑے تعمق سے اُس پر غور کرتا ہوں۔ میں نے شاہنشاہ کو مذہب میں منہمک دیکھا۔ اور میں اپنے دل سے کہتا ہوں کہ وہ عیسائی مرا اور خدا سے ڈر رہا تھا۔ میں یہ بات نہیں بھول سکتا کہ اب میرا بھی بڑھاپا ہے اور موت قریب ہے اور میں بھی شاہنشاہ ہی کی طرح اس دنیائے دوں کو خیر باد کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ جنرل برٹرینڈ بھی میری طرح شاہنشاہ کی مذہبی تقریروں اُس کی موت کو یاد کرتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ جنرل برٹرینڈ بھی اپنے شاہنشاہ اور آقا کی طرح اپنی زندگی کو ختم کریگا۔"

سینٹ ہلینا میں اکثر مذہبی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ایک دن نپولین حضرت مسیح علیہ السلام کی اُلوہیت کا بیان کر رہا تھا۔ کہ جنرل برٹرینڈ نے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ جیسا بڑا شخص اس بات پر عقیدہ رکھتا ہے کہ خدای عزوجل نے ایک انسان کی شکل میں جس کے جسم، چہرہ، منہ اور آنکھیں تھیں جلوہ فرمایا تھا۔ مسیح علیہ السلام کو آپ چاہے کچھ تصور فرمائیں یعنی اُن میں اعلیٰ ترین ذکاوت تھی۔ سب سے پاک دل تھا اور وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز شخص تھے میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن باوجود ان تمامی اوصاف کے وہ تھے بشر ہی۔ جنھوں نے اپنے عقیدت مندوں کو تعلیم دی۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں کو دام فریب لائے۔ اور وہی کارروائیاں کیں جو اورفیس۔ کنفیوشس اور برہما نے کیں۔

لہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے فاتح نہ تھے جس طرح جنرل برٹرینڈ نے خیال کرلیا ہے رسول عربی سے واقف ہی نہیں

مسیح نے بھی اپنی اُسی طرح پرستش کرائی جس طرح اُن سے پہلے ایسس[1] اُسیرس[2] جوپیٹر[3] اور جونو[4] نے تکبر سے اپنی پرستش کرائی تھی۔ مسیح کی فضیلت بھی اُن کے زمانہ میں ویسی ہی تھی جیسی افسانوں میں دیوتاؤں اور سورماؤں کی دیکھی جارہی ہے۔ اگر مسیح نے جوش سے بھر کر گروہوں کو اپنے رتھ کے ساتھ جمع کر لیا تھا۔ اور دُنیا میں انقلاب برپا کر دیا تھا تو میں دیکھتا ہوں کہ یہ صرف اُن کی قوت ذکاوت اور حکمراں روح کا ایک کرشمہ تھا۔ جس نے دوسرے فاتح لوگوں کی طرح جیسے اسکندر، سیزر۔ اور جہاں پناہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو مطیع و مسخر کیا تھا یعنی تلوار کے زور سے"

نپولین نے فوراً جواب دیا۔

"آدمیوں کو میں جانتا ہوں۔ اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ عیسیٰ مسیح آدمی نہیں ہے۔ سطحی خیال کے اور ظاہر ہیں۔ لوگ مسیح اور دُنیا کے سلطنتوں کے بانیوں اور دوسرے مذہب کے دیوتاؤں کے درمیان تشبیہ اور نسبت قایم کیا کرتے ہیں لیکن اصل میں اس تشبیہ کا کوئی وجود نہیں ہے مسیحی مذہب اور ہر ایک دوسرے مذہب میں لاانتہا فرق ہے۔

"تم ہر ایک دوسرے مذہب کے بانی کی نسبت کہہ سکتے ہو کہ وہ نہ خدا کا مرسل ہے اور نہ خدا ہے۔ بلکہ وہ کذب و دروغ کا پھیلانے والا ہے اور اُسی خاک سے بنا ہے جس سے دوسرے انسان بنے ہیں۔ اور اُس میں وہی جذبات اور بدیاں ہیں جو دوسرے آدمیوں میں پائی جاتی

بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل۔ اُس کی واقفیت کی کم پایگی قابل افسوس و معافی ہے۔ مترجم ۱۲

[1] ایسس مصر کی دیبی۔ اُسیرس کی ملکہ تھی۔ مصر والوں کا عقیدہ تھا کہ جب وہ شوہر کے غم میں روتی تھی تو دریائے نیل میں طغیانی آتی تھی۔ مترجم ۱۲

[2] اوسیرس۔ مصر کا بادشاہ شائستگی پھیلائی اور فن زراعت کی تعلیم دی اقصائے عالم میں پھر کر مخلوق کو مذہبی تعلیم دی

[3] جوپیٹر۔ یونانیوں کا سب سے قوی دیوتا۔ مترجم ۱۲

[4] جونو۔ یونانی دیوتاؤں کی ملکہ۔ جوپیٹر کی بہن۔ مترجم ۱۲

ہیں اور یہ جذبات اور بدیاں اُس کی ذات سے جُدا نہیں ہو سکتیں۔ اور اُس کی عبادت گاہ اور اُس کے نائبوں سے اُس کی من گھڑت باتوں کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور جو شخص دیوتاؤں اور بت پرستی کے معبودوں کا امتحان کریگا یہی فیصلہ کریگا اور اُس کا ایمان یہی کہیگا۔ جیسے کہا

"یونان کے عقلا۔ اور سقراط۔ فیثاغورس۔ افلاطون اور پرکلیس لیز[1] نے بت پرستی کو کبھی حق نہ تسلیم کیا لیکن مسیح کے مبعوث ہونے کے بعد انجیل کے اصولوں اور اسرار پر بڑے بڑے عقلائے زمانہ سچا اور پکا عقیدہ لے آئے اور صرف بوسوے۔ اور فین لین[2] ہی نہیں کہ یہ تو واعظ ہی تھے بلکہ ڈلیس کارٹیز[3]۔ نیوٹن[4]۔ لیپ نٹز[5]۔ پیسکل[6]۔ کارنیل[7]۔ ریسین[8]۔ شارلیمان[9] اور لوئی چہاردم[10] جیسے اشخاص ایمان لے آئے۔

"بت پرستی آدمی کی ایجاد سے ہے۔ اور غور کیا جائے تو یہاں پر انسان کے ضعفِ عقل کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ یہ لاف زن دیوتا دوسرے فانی انسانوں سے بڑھکر کون سی بات جانتے ہیں۔ اور یہی حال دوسروں کا بھی ہے۔ یعنی یونانی اور رومی واضعان قانون کا نیوما[11] اور لائی کرگس[12] کا ہندوستان اور ممفس[13] کے واعظوں کا۔ کنفیوشس[14] اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[1] پرکلیس لیز یونان کے دار الحکومۃ شہر ایتھنز کا نامی مدبر۔ علوم و فنون کا سرپرست۔ پلیگ سے ۴۲۹ سال قبل مسیح انتقال ہوا۔ [2] فین لین۔ اصل تلفظ فے نے لانگ۔ فرانس کا بڑا پادری۔ لوئی چہاردہم کے زمانہ میں تھا۔ جلاوطنی میں انتقال کیا ولادت ۱۶۵۱ء وفات ۱۷۱۵ء [3] ڈلیس کارٹیز اصل تلفظ ڈے کارٹ فرانسیسی فلاسفر تھا۔ ولادت ۱۵۹۶ء وفات ۱۶۵۰ء [4] نیوٹن۔ انگلستان کا سب سے بڑا فلسفی ہوا ہے۔ ولادت ۱۶۴۲ء۔ وفات ۱۷۲۷ء [5] لیپ نٹز جرمنی کا فلسفی مفصل نوٹ پہلے دیا جا چکا ہے ولادت ۱۶۴۶ء وفات ۱۷۱۶ء [6] پیسکل۔ فرانس کا فلسفی۔ ولادت ۱۶۲۳ء وفات ۱۶۶۲ء [7] کارنیل۔ اصل تلفظ کارنے۔ فرانس کا ڈراما یعنی سوانگ لکھنے والا۔ ولادت ۱۶۰۶ء وفات ۱۶۸۴ء مترجم [8] ریسین پہلے نوٹ لکھا جا چکا ہے۔ [9] شارلیمان مشہور جنگ جو بادشاہ یورپ کا [10] لوئی چہاردہم فرانس کا مشہور بادشاہ [11] نیوما۔ روم کا دوسرا بادشاہ۔ اس نے مذہبی تیوہار قایم کئے اور قانون

کا۔ یہ کچھ بھی زیادہ نہیں جانتے تھے۔ انھوں نے اخلاق کو درہم و برہم کر دیا۔ اور ان میں سے کسی ایک نے بھی ہماری آیندہ حالت کے متعلق کوئی نئی بات نہ بتائی۔ اور نہ روح۔ نہ وجود باری۔ اور آفرینش اور کائنات ہی کے بارے میں کوئی نئی بات کہی۔ تم بت پرستی کی مذہبی تحقیقات کرو تو بڑی وہمی و برہمی پاؤ گے۔ ہزاروں اختلافات نظر آئینگے۔ دیوتاؤں میں جنگ و جدل دیکھو گے۔ غیر متحرک اور بےحس پتھروں سے تراشے ہوئے بت اور اصنام ہونگے توحید کو توڑ کر پرزے پرزے کر دیا گیا ہوگا۔ اور صفات ربانی کے خراب و خستہ کئے ہوے حصے مختلف دیوتاؤں کے قبضہ میں ہونگے جہالت اور وہم و قیاس کی دلائل باطل ہونگی۔ نفرت خیز سوانگ اور تماشے ہونگے۔ گندگی اور نفرت انگیز چیزوں کی پرستش ہوگی۔ اور سب قسم کی پر معصیت بےعصمتی ہوگی۔ ٹھگی اور سڑی کاٹھ۔ اور ایک بت اور اس کا پوجاری پایا جائیگا۔ پس اس سے نہ خدا کی عزت و تعظیم ہی ہوتی ہے اور نہ اس کی شان جلیل گھٹتی ہے۔ اور کیا یہی مذاہب اور یہی دیوتا مسیحی مذہب سے مقابلہ کئے جا سکتے ہیں۔

„اور اگر اس سوال کا مجھ سے جواب پوچھا جائے تو میں یہی جواب دیتا ہوں کہ ہرگز مقابلہ نہیں کئے جا سکتے۔ اور جس کا جی چاہے مجھ سے مباحثہ کرے۔ میں دیوتاؤں کو جانچتا ہوں۔ اور ان کی بیکار مورتوں کے سامنے ہرگز سجدہ نہ کروں گا۔ روم۔ ایتھنز۔ چین اور ہندوستان۔ کے دیوتا اور شاستری ایسا کوئی سرمایہ نہیں رکھتے کہ مجکو مرعوب کر سکیں۔ یہ نہیں ہے کہ میں انکے ساتھ کوئی ناانصافی کرتا ہوں۔ نہیں۔ اس کے برخلاف میں ان کی قدر کرتا ہوں کیونکہ میں ان کی قدر جانتا ہوں۔ اور میں انکار نہ کرونگا کہ ایسے فرماں روا جن کا نام آج ان کے حسن انتظام اور جبروت کی وجہ سے دلوں پر نقش ہے اور یادگار چلا آتا ہے۔ کوئی معمولی البشر نہ تھے۔

بقایہ نوٹ صفحہ ماقبل۔ بنایا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی میں مسیح سے پیشتر ہوا۔ [۲] لائی کرگس۔ اسپارٹا کا مشہور قانون ساز سنہء میں قبل مسیح کے وفات پائی۔ [۳] ممفس مصر کا قدیم دارالحکومت۔ قاہرہ سے دس میل اب ویران ہے۔ [۴] کنفیوشس چین کا فلاسفر ولادت ۵۵۱ء قبل مسیح وفات سنہء قبل مسیح۔ مترجم

”میں اقرار کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ لائی کرگس۔ اور نیوما ہی صرف ایسے عظیم الشان آدمی تھے جنھوں نے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے پر قوانین مرتب کئے اور تمدن کے دشوار مسئلہ کو حل کر دیا۔ لیکن ان میں بھی مجکو کوئی شان الوہیت نہیں معلوم ہوتی۔ اور خود اُنھوں نے کوئی ایسا دعویٰ پیش نہ کیا بلکہ اپنی عبودیت کا اعلان کرتے رہے۔ پس میں دیوتاؤں اور ان جلیل القدر اشخاص کو اپنے مثل جانتا ہوں۔ اُنھوں نے بھی اپنے زمانوں میں میری طرح بڑے بڑے کام کئے۔ اور اُن میں کوئی ایسی انوکھی بات نہیں ہے جو الوہیت سے منسوب کی جائے بلکہ اسکے برخلاف اُن کے اور میرے درمیان بہت مشابہت اور مماثلت کی باتیں موجود ہیں۔ یعنی وہ نقص اور لغزشی غلطیاں ہیں جو اُن کو مجھ سے اور دوسرے انسانوں سے مشابہ کرتی ہیں۔

”لیکن مسیح کا یہ حال نہیں ہے۔ اُن کی ہر بات سے مجکو حیرت ہوتی ہے۔ اُن کی روح سے مجھ پر رعب طاری ہو جاتا ہے اور اُن کے عزم سے میں حیران ہو جاتا ہوں اُن میں اور دنیا کے کسی آدمی میں مشابہت کی ایک بات بھی ممکن نہیں ہے اور واقعی وہ انوکھی اور بے مثل ہیں۔ اُن کے خیالات۔ اُن کی رائے۔ اور اُن صداقتوں کی جن کا اُنھوں نے اعلان کیا اور اُن کے یقین دلانے اور دل نشین کرنے کے ایسے طریقے ہیں کہ نہ تو انسانی ترکیب اور نہ نوع اشیا سے حل ہوتے یا سمجھ میں آتے ہیں۔

”اُن کی پیدائش۔ اور اُن کی زندگی کے حالات۔ اُن کے اصولوں کا عمق۔ جو زبردست سے زبردست دشواریوں پر حاوی ہے اِن دشواریوں کا حیرت انگیز حل ہے۔ اُن کی کتاب مقدس اُن کی صورت۔ اُن کی فرمان روائی۔ اور ہر زمانہ اور ہر ملک میں اُن کا اثر۔ مختصر آن کہ اُن کی ہر بات مجکو عظیم الشان معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک اسرار لاینحل ہے کہ میں سوچ میں ڈوب جاتا ہوں۔ اور مجکو عجب ایک راز معلوم ہوتا ہے کہ جس سے نہ انکار کر سکتا ہوں اور نہ جس کی تشریح کر سکتا ہوں اور بس یہی وہ مقام ہے کہ جہاں کوئی بشریت نظر نہیں آتی۔

”میں جتنا قریب پہونچتا ہوں اُسی قدر زیادہ احتیاط سے جانچتا ہوں۔ اور ہر بات میری

عقل کی رسائی سے بالاتر ہے اور عظیم الشان نظر آتی ہے کہ مجھ کو مغلوب و مجبور کر دیتی ہے اُن کے مذہب میں ایسی خوبیاں ہیں کہ یقیناً اُن کی عظمت کو دیکھتے ہوئے بشری امکان سے باہر معلوم ہوتی ہیں۔ اُن میں گہری اصلیت اور عمیق ایجاد و جدت ہے جن سے نصیحتوں اور لفظوں کا ایسا سلسلہ پیدا ہوا ہے کہ پیشتر معلوم نہ تھا۔ ہمارے علوم سے مسیح نے کچھ بھی عاریت نہ لیا۔ سوائے خود مسیح کی ذات کے اُن کی زندگی کی مثالیں کہیں پائی نہیں جاتی۔ مسیح فلسفی نہ تھے اس لئے کہ اُن کے ساتھ معجزے تھے اور اُن کے معتقد شروع سے اُن کی پرستش کرتے تھے وہ اپنے معتقدوں اور مخاطبوں کو اُن کے دلوں سے استغاثہ کر کے ترغیب دیتے تھے جو نہ عام دستور اور رائج طریقہ یا منطق سے متعلق بات ہے۔ اور اُنھوں نے اِن مخاطبوں پر کبھی اس بات کا زا نہ دیا کہ وہ ابتدائی مطالعے کریں یا پہلے علم حاصل کر لیں۔ بلکہ اُن کا مذہب صرف اعتقاد پر مبنی ہے

"اور اصل بات تو یہ ہے کہ علوم فلسفہ نجات میں کسی طرح ممد و معین ہی بھی نہیں۔ اور مسیح دُنیا میں آسمان کے راز اور روح کے قوانین ظاہر کرنے کو تشریف لائے تھے۔ اور اُن کو روح کے سوا کسی اور شے سے بحث بھی نہیں ہے۔ مادّہ اور زمانہ دنیا کے مالک ہیں۔ مسیح کی آواز دونوں میں ترتیب قایم ہو گئی۔ علوم فلسفہ ذیلی اور تابع ہو گئے اور روح نے پھر اپنی فضیلت سلطنت کو فتح کر لیا۔ اور ایک لفظ "اعتقاد" کے سامنے مسمار عمارت کی طرح تمامی عالمانہ پاٹیر زمین پر گر پڑیں۔

"سبحان اللہ۔ کیسا آقا تھا اور کیسی اُس کی لفظیں تھیں۔ کہ یہ انقلاب پیدا کر دیا۔ اور ب اقتدار سے وہ انسانوں کو عبادت کرنا تعلیم کرتا تھا۔ وہ اعتقاد لانے کا حکم دیتا ہے۔ اور ا مقام تک اُس سے اختلاف کرنے کے لایق کوئی نہ ہوا۔ اور یہ بدیہیات سے ہے کہ انجیل بر پاکیزہ ترین اخلاق کا گنجینہ ہے اور اُس میں اسرار نہانی کا جہاں تک ذکر ہے وہ اُن معاملا سے متعلق ہیں جہاں تک کہ بشری آنکھ اور عقل کی رسائی نہیں ہے۔ اگر ایک دلیر سیاح جب اپنے جہاز میں اقصائے عالم کی سیر کی ہو برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیوں

عجائبات بیان کرے جنکو صرف اُسی نے جرأت کرکے جاکر دیکھا ہے تو ایسا احمق کون ہے جو کہیگا کہ "نہیں ایسا نہیں ہے" اسی سیّاح کے مانند مسیح کا بھی حال ہے۔ اور یہ بات تو اور ہے کہ کوئی مذہب خوب حالت میں رہے لیکن یہ اعلان یہ کہنے کی کسی میں جرأت نہیں ہو سکتی کہ "نہیں ایسا نہیں ہے"

"اس کے ماسوا اب دیکھو کہ فلسفی جوہر انسان اور اصل مذہب کے پُر اسرار مسئلوں کے بارہ میں کیا کہتے ہیں اور کیا جواب دیتے ہیں۔ اور ایسا سمجھدار آدمی کہاں ہے جس نے الہیات اور علم مابعد الطبیعت کے نظام و ترتیب سے خواہ وہ قدیم ہو یا جدید کچھ بھی سیکھا اور معلوم کیا ہو اگرچہ الہیات اور علم مابعد الطبیعت محض ڈھکوسلا اور محض تخیلات کا سلسلہ نہیں ہیں اُن کو ہمارے امور خانگی اور ہمارے جذبات سے پورا تعلق ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ سوچنے کی عادت سے سقراط اور افلاطون کی فلسفہ کی کلید ہاتھ آسکتی ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے انسان کو علم الہیات کا ماہر ہونا ضرور ہے اور اُس کے ساتھ برسوں مطالعہ کیا ہو اور اُسکی ذات میں اس کی قابلیت بھی ہو۔ لیکن یہاں مسیحی مذہب میں ان جھگڑوں اور طوالتوں کی ضرورت ہی نہیں۔ ذرا سمجھ ہو۔ دل ہو اور ایماندار روح ہو اور مذہب مسیحی سمجھ میں آجائیگا۔

"مسیحی مذہب میں نہ یہ عقیدہ ہے کہ دُنیا سراسر دھوکا ہے اور نہ وہ محض علم الہیات ہی ہے بلکہ ایک عملی قاعدہ ہے جو انسان کے افعال کی رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کی غلطیوں کو درست کرتا اور اُس کو نیک مشورہ دیتا ہے اور انسان کے تمامی عادات میں معیّن و مددگار ہوتا ہے بائبل میں واقعات اور تاریخی آدمیوں کا۔ زمانے۔ اور ازل و ابد کی تصریح کے لئے ایسا مکمل سلسلہ ہے کہ کسی دوسرے مذہب نے ویسا پیش نہ کیا۔ اگر اس مذہب کو اب بھی کوئی حق نہ مانے تو اپنی فریب خوردگی متعلق وہ نہایت قابل معافی ہے اس لئے کہ مسیحی مذہب میں ہر شئے عظیم الشان اور خدا کے شایاں ہے۔ تاریخ میں مسیح کا مدمقابل تلاش کرنے سے ایک فرد بھی نظر نہیں آتا ہے جس میں تشبیہ دینے یا تصریح کرنے کے لائق ہوں۔ یہاں پر ہر شئے انوکھی

اور حیرت انگیز ہے۔ اور جتنا میں انجیل پر غور کرتا ہوں اُتنا ہی مجھکو یقین ہوتا ہے کہ اُس کی ہر بات عدیم النظیر ہے۔ اور بشری دماغ سے بالاتر ہے۔ یہاں تک کہ دہریئے اور ملحد بھی انجیل کی رفعت سے انکار کرنے کی کبھی جرأت نہ کر سکے۔ جس سے اُن کے دلوں میں مجبور ہوکر ایک عزت تعظیم پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ اُس پر عقیدہ رکھتے ہیں یہ کتاب اُن کو عجیب مسرت بخشتی ہے۔ اور جو اُس پر غور کرتے ہیں اُس کی نادر باتوں کی کیسی تحسین کرتے ہیں کتاب ہے کہ ثانی نہیں رکھتی۔ دل میں وہ اخلاقی حسن پیدا ہوتا ہے کہ پہلے جس کا وجود نہیں ہوتا۔ اور صانع حقیقی کی وہ عظمت معلوم ہوتی ہے کہ اُس کی صنعت کاریوں کو دیکھکر پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس سوائے خدا کے ایسی چیز کون پیدا کر سکتا تھا۔ اور وہ ایسا مکمل نمونہ ہے کہ بے مثل اور اصل ہے۔

”مسیح کے صرف چند ضعیف و ناتوان حواری تھے۔ جبکہ وہ صلیب کے حوالہ کئے گئے یہود کا غصہ اُن پر لوٹ پڑا۔ اور قوم نے اُن سے نفرت کی۔ اور خود اُن کے معتقدوں نے اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے پھر گئے۔

مسیح نے فرمایا ”قریب ہے کہ وہ مجھکو پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیں۔ تمام دنیا مجھکو چھوڑ دیگی میرے خاص معتقد میری سزا کے آغاز میں مجھ سے روگردانی کرینگے۔ میں بدکاروں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جاؤنگا۔ لیکن ربانی انصاف ہو چکنے کے بعد اور میری تکلیف سے اصلی گناہ کا کفارہ ہو جانے پر بندوں اور اُس کے خدا کا رشتہ پھر قایم ہوگا۔ اور میری موت میری معتقدوں میں تازہ جان ڈالیگی اور باوجود میرے موجود نہ ہونے کے وہ پہلے سے زیادہ قوی ہو جائینگے کیونکہ وہ مجھکو پھر اُٹھتے ہوئے دیکھینگے۔ میں آسمان پر چڑھ جاؤنگا اور ایک روح بھیجونگا جو اُن کو تعلیم کریگی۔ اور صلیب اُن کو انجیل سمجھنے کے لائق بنائیگی۔ مختصر آنکہ وہ اُس پر اعتقاد لائینگے وہ اُس کا وعظ کہینگے اور وہ دنیا کو مسیحی مذہب میں لائینگے“

”اور یہ انوکھا وعدہ جس کے متعلق پال نے کہا تھا کہ ”صلیب کی حماقت ہے“ اور ایسے شخص کی جو بڑی ایذا کے ساتھ صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوگئی

اور غالباً خود پیشین گوئی سے اُس کی تکمیل کا طرز زیادہ عظیم الشان ہے۔

"صرف ایک دن یا ایک جنگ سے اس معاملہ کا فیصلہ نہ ہو گیا۔ بلکہ وہ انسان کی تمامی عمر ہے۔ نہیں۔ یہ ایک طولانی جنگ ہے اور تین سو برس کی بڑی سلسلہ وار لڑائی ہے جو حواریوں نے شروع کی اور اُن کے جانشینوں اور عیسائیوں کی پشتوں نے جاری رکھی۔ اس جنگ میں روے زمین کے تمامی تاجدار مع اپنی افواج کے ایک طرف صف بستہ تھے۔ لیکن دوسری جانب مجکو کوئی لشکر نظر نہیں آتا۔ بلکہ پُر اسرار عزم و ثبات۔ اور دُنیا میں چند افراد اِدھر اُدھر منتشر تھے جن کے پاس اعتقاد کے اتحاد کے اور کوئی سامان نہ تھا۔ اور اُن کے ہاتھوں میں پُر اسرار صلیب تھی۔

"لیکن کیا ہی راز سے بھری ہوئی یہ نشانی تھی یعنی یہ صلیب وہی آلہ تھا جس سے متشکل بہ شکل انسان خدا کو سزا دی گئی تھی۔ اُس کے معتقد اسی آلہ سے مسلح تھے۔ وہ کہتے تھے۔ مسیح خدا آدمیوں کی نجات کے لئے ہلاک ہوا ہے۔ اور اس بشر خدا کے عاجز جھنڈے کے گرد ان سادے الفاظ نے کیا کیا طلسم و طوفان برپا نہ کر دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو نفرت۔ ظلم اور غصہ تھا اور دوسری طرف حلم۔ جرارتِ اخلاقی اور لاانتہا صبر تھا۔ تین سو برس تک یہی جنگ روح اور عقل کی حیوانیت۔ ایمان اور خودسر ہٹ دھرمی۔ جان اور جسم۔ اور نیکی اور بدی کے درمیان ہوتی رہی۔ عیسائیوں کے خون کے دریا بہ گئے لیکن مرتے وقت بھی وہ اپنے قاتلوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ صرف روح شکایت کرتی تھی لیکن جسم نے اپنے تئیں سب عذابوں کے حوالہ کر دیا تھا۔ ہر مقام پر عیسائی مارے جاتے تھے لیکن ہر مقام پر اُنہیں کو فتح ہوتی تھی۔

"تم سیزر سا اور اسکندر اور اُن کی فتوحات اور اُس جوش کا ذکر کرتے ہو جو یہ لوگ اپنے سپاہیوں میں بھر دیتے تھے۔ لیکن تم کسی ایسے شخص کا نام بھی تو بتاؤ کہ جو مر چکا ہو اور اپنی یادگار کے جان نثاروں کی فوج سے فتوحات حاصل کی ہوں۔ اور مجھی کو دیکھو کہ زندہ بیٹھا ہوں اور میری سپاہ مجکو بھول گئی۔ ہنی بال سے فاتح کی فوج بھی اُس کو اسی طرح بھول گئی تھی۔ پس ہم لوگ

کی طاقت کا اسی سے اندازہ کر لو۔ اگر ایک لڑائی بھی ہار جاتے ہیں ہمارا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہمارے رفقا کو ہماری بدبختی منتشر کر دیتی ہے۔

"کیا تم سیزر کو خیال کر سکتے ہو کہ وہ روم کا دائمی حکومت کرنے والا فرمان روا تھا اور اب بھی اپنے مقبرہ سے روم کا نگران ہے۔ ہرگز نہیں خیال کر سکتے۔ لیکن اس کے خلاف میں اوپر بیان کر چکا کہ مذہب مسیحی نے دنیا کو کس طرح مُسخّر کیا۔ عیسائیوں کے خدا کی بڑی طاقت تھی۔ اور مسیحی عقیدہ کا معجزہ اور اُس کے متعلق مذہب کا اشاعت پانا نہایت مہتم الشان شئے ہے۔ قومیں کی قومیں فنا ہو جاتی ہیں اور فنا ہو گئیں اور بڑے بڑے تاجداروں کے اورنگ و دیہیم کا نشان بھی باقی نہ رہا لیکن گرجے موجود ہیں۔ پس وہ کون سی طاقت ہے جس نے گرجا کی حمایت و حفاظت کی۔ باوجودیکہ زمانے کے غیظ و عناد کے طوفان کی موجوں نے اُس کو فنا کر دینا چاہا۔ اور وہ کون سا ہاتھ ہے کہ جس نے اٹھارہ سو برس سے گرجا کو بچایا درآں حالیکہ صدہا ایسے ایسے حادثات سامنے آئے کہ اُس کا بچنا محال معلوم ہوتا تھا۔

"سوائے مسیح کے ہر شخص میں نقص پائے جاتے ہیں۔ ایسا کن صاحب کا چال چلن دیکھا گیا ہے کہ موانع پیدا ہونے کی حالت میں مغلوب نہ ہو گیا ہو۔ ایسا کونسا شخص ہے کہ جس پر حالات اور رُتبہ نے اثر نہیں کیا۔ اور زمانے کے اثر سے مجبور و مغلوب نہیں ہوا۔ اور جذبات اور رسوم سے موافقت نہیں کی۔ لیکن اوّل دن سے لیکر آخر تک مسیح کو دیکھئے اُن کی ایک ہی حالت ہے۔ اور ہمیشہ وہی حالت ہے یعنی شاندار۔ اور سادہ لاانتہا مضبوط اور لاانتہا حلیم۔

"عالم کا دستور ہے کہ سچائی غالب آتی ہے۔ یہی حال مسیحی مذہب کا ہے۔ صرف یہی مذہب ہے جس نے فرقوں کے باہمی بغض و عناد کو دور کر کے اعلان کیا کہ تمامی افراد بشر آپس میں بھائی ہیں۔ یہی مذہب ہے جو صرف روحانی اور آسمانی ہے اور مختصر آنکہ صرف یہی ایک ایسا مذہب ہے جو بلا امتیاز سب کے لئے بہشت کا رستہ کھولتا اور بندہ کو اُس کے خالق سے ملاتا ہے۔ مسیح نے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کا ابدی اور ازلی بیٹا ہے اور اُس کے ساتھ زمانے کی کوئی تخصیص

اور غالباً خود پیشین گوئی سے اُس کی تکمیل کا طرز زیادہ عظیم الشان ہے۔

„صرف ایک دن یا ایک جنگ سے اس معاملہ کا فیصلہ نہ ہو گیا۔ بلکہ وہ انسان کی تمامی عمر ہے۔ نہیں۔ یہ ایک طولانی جنگ ہے اور تین سو برس کی بڑی سلسلہ وار لڑائی ہے جو حواریوں نے شروع کی اور اُن کے جانشینوں اور عیسائیوں کی پُشتوں نے جاری رکھی۔ اس جنگ میں روئے زمین کے تمامی تاجدار مع اپنی افواج کے ایک طرف صف بستہ تھے۔ لیکن دوسری جانب مجھکو کوئی لشکر نظر نہیں آتا۔ بلکہ پُر اسرار عزم و ثبات۔ اور دُنیا میں چند افراد اِدھر اُدھر منتشر تھے جن کے پاس اعتقاد کے اتحاد کے اور کوئی سامان نہ تھا۔ اور اُن کے ہاتھوں میں پُر اسرار صلیب تھی۔

„لیکن کیا ہی راز سے بھری ہوئی یہ نشانی تھی یعنی یہ صلیب وہی آلہ تھا جس سے متشکل بہ شکل انسان خدا کو سزا دی گئی تھی۔ اُس کے معتقد اسی آلہ سے مسلح تھے۔ وہ کہتے تھے یہ مسیح خدا آدمیوں کی نجات کے لئے ہلاک ہوا ہے۔ اور اس بشر خدا کے عاجز جھنڈے کے گرد ان سادے الفاظ نے کیا کیا طلسم و طوفان برپا نہ کر دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو نفرت۔ ظلم اور غصہ تھا اور دوسری طرف حلم۔ جرأتِ اخلاقی اور لا انتہا صبر تھا۔ تین سو برس تک یہی جنگ روح اور عقل کی حیوانیت۔ ایمان اور خود سر ہٹ دھرمی۔ جان اور جسم۔ اور نیکی اور بدی کے درمیان ہوتی رہی۔ عیسائیوں کے خون کے دریا بہ گئے لیکن مرتے وقت بھی وہ اپنے قاتلوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ صرف روح شکایت کرتی تھی لیکن جسم نے اپنے تئیں سب عذابوں کے حوالہ کر دیا تھا۔ ہر مقام پر عیسائی مارے جاتے تھے لیکن ہر مقام پر اُنہیں کو فتح ہوتی تھی۔

„تم سیزر اور اسکندر اور اُن کی فتوحات اور اُس جوش کا ذکر کرتے ہو جو یہ لوگ اپنے سپاہیوں میں بھر دیتے تھے۔ لیکن تم کسی ایسے شخص کا نام بھی تو بتاؤ کہ جو مر چکا ہو اور اپنی یادگار کے جاں نثاروں کی فوج سے فتوحات حاصل کی ہوں۔ ادھر مجھی کو دیکھو کہ زندہ بیٹھا ہوں اور میری سپاہ مجھکو بھول گئی۔ ہنیبال سے فاتح کی فوج بھی اُس کو اسی طرح بھول گئی تھی۔ پس ہم لوگوں

کی طاقت کا اسی سے اندازہ کر لو۔ اگر ایک لڑائی بھی ہار جاتے ہیں ہمارا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہمارے رفقا کو ہماری بدبختی منتشر کر دیتی ہے۔

"کیا تم سیزر کو خیال کر سکتے ہو کہ وہ روم کا وہی حکومت کرنے والا فرمان روا تھا اور اب بھی اپنے مقبرہ سے روم کا نگراں رہا ہے ہرگز نہیں خیال کر سکتے۔ لیکن اس کے خلاف میں اوپر بیان کر چکا کہ مذہب مسیحی نے دنیا کو کس طرح مسخر کیا۔ عیسائیوں کے خدا کی بڑی طاقت تھی۔ اور مسیحی عقیدہ کا معجزہ اور اُس کے متعلق مذہب کا اشاعت پانا نہایت مہتم الشان شئے ہے۔ قومیں کی قومیں فنا ہو جاتی رہیں اور فنا ہو گئیں اور بڑے بڑے تاجداروں کے اورنگ و دیہیم کا نشان بھی باقی نہ رہا لیکن گرجے موجود ہیں۔ پس وہ کون سی طاقت ہے جس نے گرجا کی حمایت وحفاظت کی۔ باوجودیکہ زمانے کے غیظ و عناد کے طوفان کی موجوں نے اُس کو فنا کر دینا چاہا۔ اور وہ کون سا ہاتھ ہے کہ جس نے اٹھارہ سو برس سے گرجا کو بچایا دراں حالیکہ صدہا ایسے ایسے حادثات سامنے آئے کہ اُس کا بچنا محال معلوم ہوتا تھا۔

"سوائے مسیح کے ہر شخص میں نقص پائے جاتے ہیں۔ ایسا کن صاحب کا چال و چلن دیکھا گیا ہے کہ موانع پیدا ہونے کی حالت میں مغلوب نہ ہو گیا ہو۔ ایسا کونسا شخص ہے کہ جس پر حالات اور رتبہ نے اثر نہیں کیا۔ اور زمانے کے اثر سے مجبور و مغلوب نہیں ہوا۔ اور جذبات اور رسوم سے موافقت نہیں کی۔ لیکن اوّل دن سے لیکر آخر تک مسیح کو دیکھئے اُن کی ایک ہی حالت ہے۔ اور ہمیشہ وہی حالت ہے یعنی شاندار۔ اور سادہ لاانتہا مضبوط اور لاانتہا حلیم۔

"عالم کا دستور ہے کہ سچائی غالب آتی ہے۔ یہی حال مسیحی مذہب کا ہے۔ صرف یہی مذہب ہے جس نے فرقوں کے باہمی بغض و عناد کو دور کر کے اعلان کیا کہ تمامی افراد بشر آپس میں بھائی ہیں۔ یہی مذہب ہے جو صرف روحانی اور آسمانی ہے اور مختصر آنکہ صرف یہی ایک ایسا مذہب ہے جو بلا امتیاز سب کے لئے بہشت کا رستہ کھولتا اور بندہ کو اُس کے خالق سے ملاتا ہے مسیح نے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کا ابدی اور ازلی بیٹا ہے اور اُس کے ساتھ زمانے کی کوئی تخصیص

اور غالباً خود پیشین گوئی سے اُس کی تکمیل کا طرز زیادہ عظیم الشان ہے۔

"صرف ایک دن یا ایک جنگ سے اس معاملہ کا فیصلہ نہ ہو گیا۔ بلکہ وہ انسان کی تمامی عمر ہے۔ نہیں۔ یہ ایک طولانی جنگ ہے اور تین سو برس کی بڑی سلسلہ وار لڑائی ہے جو حواریوں نے شروع کی اور اُن کے جانشینوں اور عیسائیوں کی پشتوں نے جاری رکھی۔ اس جنگ میں روے زمین کے تمامی تاجدار مع اپنی افواج کے ایک طرف صف بستہ تھے۔ لیکن دوسری جانب مجکو کوئی لشکر نظر نہیں آتا۔ بلکہ پُر اسرار عزم و ثبات۔ اور دُنیا میں چند افراد اِدھر اُدھر منتشر تھے جن کے پاس اعتقاد کے اتحاد کے اور کوئی سامان نہ تھا۔ اور اُن کے ہاتھوں میں پُر اسرار صلیب تھی۔

"لیکن کیا ہی راز سے بھری ہوئی یہ نشانی تھی یعنی یہ صلیب وہی آلہ تھا جس سے متشکل بہ شکل انسان خدا کو سزا دی گئی تھی۔ اُس کے معتقد اسی آلہ سے مسلح تھے۔ وہ کہتے تھے "مسیح خدا آدمیوں کی نجات کے لئے ہلاک ہوا ہے۔ اور اس بشر خدا کے عاجز جھنڈے کے گرد ان سادے الفاظ نے کیا کیا طلسم و طوفان برپا نہ کر دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو نفرت۔ ظلم اور غصہ تھا اور دوسری طرف حلم۔ جراءتِ اخلاقی اور لا انتہا صبر تھا۔ تین سو برس تک یہی جنگ روح اور عقل کی حیوانیت۔ ایمان اور خود سر ہٹ دھرمی۔ جان اور جسم۔ اور نیکی اور بدی کے درمیان ہوتی رہی۔ عیسائیوں کے خون کے دریا بہ گئے لیکن مرتے وقت بھی وہ اپنے قاتلوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ صرف روح شکایت کرتی تھی لیکن جسم نے اپنے تئیں سب عذابوں کے حوالہ کر دیا تھا۔ ہر مقام پر عیسائی مارے جاتے تھے لیکن ہر مقام پر اُنھیں کو فتح ہوتی تھی۔

"تم سیزر اور اسکندر اور اُن کی فتوحات اور اُس جوش کا ذکر کرتے ہو جو یہ لوگ اپنے سپاہیوں میں بھر دیتے تھے۔ لیکن تم کسی ایسے شخص کا نام بھی تو بتاؤ کہ جو مر چکا ہو اور اپنی یادگار کے جاں نثاروں کی فوج سے فتوحات حاصل کی ہوں۔ اور مجھی کو دیکھو کہ زندہ بیٹھا ہوں اور میری سپاہ مجکو بھول گئی ہنیبال سے فاتح کی فوج بھی اُس کو اسی طرح بھول گئی تھی۔ بس ہم لوگوں

کی طاقت کا اسی سے اندازہ کر لو۔ اگر ایک لڑائی بھی ہار جاتے ہیں ہمارا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہمارے رفقا کو ہماری بدبختی منتشر کر دیتی ہے۔

"کیا تم سیزر کو خیال کر سکتے ہو کہ وہ روم کا دائمی حکومت کرنے والا فرمان روا تھا اور اب بھی اپنے مقبرہ سے روم کا نگران ہے ہرگز نہیں خیال کر سکتے۔ لیکن اس کے خلاف میں اوپر بیان کر چکا کہ مذہب مسیحی نے دنیا کو کس طرح مسخر کیا۔ عیسائیوں کے خدا کی بڑی طاقت تھی۔ اور مسیحی عقیدہ کا معجزہ اور اُس کے متعلق مذہب کا اشاعت پانا نہایت مہتم الشان شے ہے۔ قومیں کی قومیں فنا ہو جاتی ہیں اور فنا ہو گئیں اور بڑے بڑے تاجداروں کے اورنگ و دیہیم کا نشان بھی باقی نہ رہا لیکن گرجے موجود ہیں۔ پس وہ کون سی طاقت ہے جس نے گرجا کی حمایت و حفاظت کی۔ باوجودیکہ زمانے کے غیظ و عناد کے طوفان کی موجوں نے اُس کو فنا کر دینا چاہا۔ اور وہ کون سا ہاتھ ہے کہ جس نے اٹھارہ سو برس سے گرجا کو بچایا درآں حالیکہ صدہا ایسے ایسے حادثات سامنے آئے کہ اُس کا بچنا محال معلوم ہوتا تھا۔

"سوائے مسیح کے ہر شخص میں نقص پائے جاتے ہیں۔ ایسا کن صاحب کا چال و چلن دیکھا گیا ہے کہ موانع پیدا ہونے کی حالت میں مغلوب نہ ہو گیا ہو۔ ایسا کونسا شخص ہے کہ جس پر حالات اور رتبہ نے اثر نہیں کیا۔ اور زمانے کے اثر سے مجبور و مغلوب نہیں ہوا۔ اور جذبات اور رسوم سے موافقت نہیں کی۔ لیکن اوّل دن سے لیکر آخر تک مسیح کو دیکھئے اُن کی ایک ہی حالت ہے۔ اور ہمیشہ وہی حالت ہے یعنی شاندار۔ اور سادہ لاانتہا مضبوط اور لاانتہا حلیم۔

"عالم کا دستور ہے کہ سچّائی غالب آتی ہے۔ یہی حال مسیحی مذہب کا ہے۔ صرف یہی مذہب ہے جس نے فرقوں کے باہمی بغض و عناد کو دور کر کے اعلان کیا کہ تمامی افراد بشر آپس میں بھائی ہیں۔ یہی مذہب ہے جو صرف روحانی اور آسمانی ہے اور مختصر آنکہ صرف یہی ایک ایسا مذہب ہے جو بلا امتیاز سب کے لئے بہشت کا رستہ کھولتا اور بندہ کو اُس کے خالق سے ملاتا ہے مسیح نے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کا ابدی اور ازلی بیٹا ہے اور اُس کے ساتھ زمانے کی کوئی تخصیص

نہیں ہے۔ اُس کے مذہبی اصولوں سے صرف ایک ازلی خدا ثابت ہو گیا۔

"یہ سچ ہے کہ مسیح نے ہمارے عقاید میں اسرار کا ایک سلسلہ داخل کیا ہے۔ وہ اقتدار کے ساتھ ہمکو حکم دیتے ہیں کہ ہم اُن پر ایمان لائیں اور سوائے اِن خوفناک اور ہیبت ناک لفظوں کے کوئی اور دلیل نہیں دیتے کہ "میں خدا ہوں" وہ اِن لفظوں کو علانیہ کہتے ہیں۔ اور ان لفظوں سے اُنھوں نے اپنے اور مذاہب کے دوسرے بانیوں کے درمیان بہت بڑا فرق کر دیا ہے اور اگر یہ لفظیں کہ "میں خدا ہوں" سچی نہ ہوں۔ تو کیسی دلیری۔ کیسا انحراف اور کیسی بے ادبی اور کلمہ کفر ہے۔ میں اس سے بھی زیادہ کہتا ہوں یعنی اگر ایسے دعوے میں پوری کامیابی نہ ہوتی جو واقعی خدائی کی کامیابی معلوم ہوتی ہے تو دہریت اور الحاد کے واسطے ہمارے پاس معقول عذر تھا۔

"اس کے علاوہ ان اسرار کو حل کرنے میں مسیح قدرت سے مشابہ ہیں جس میں خود ہزاروں اسرار بھرے ہوئے ہیں۔ یعنی "میں کہاں سے آیا ہوں" "میں کدھر جاؤنگا" "میں کون ہوں" اپنی اصلیت کے اعتبار سے بشر کی زندگی بجائے خود ایک راز ہے۔ یہی حال اُس کی ترکیب اور اُس کے انجام کا ہے۔ آدمی کے اندر۔ اور آدمی کے باہر۔ اور قدرت۔ غرض یہ کہ ہر شے میں راز نظر آتے ہیں۔ کائنات اور دنیا کا انجام ایسے عمیق راز کے غار ہیں کہ تھاہ کا پتہ نہیں ہے اور یہی حال اس عالم اور عالم کے انجام کا ہے۔ اور ہر فرد واحد کے خاتمہ کا ہے۔ کم سے کم مسیحی مذہب نے اِن بڑے سوالوں کو چھوڑ نہیں دیا ہے۔ وہ اِن سوالوں کا دلیری سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک اعتقاد لانے والا اِن سوالوں کے حل کو اصول مذہب میں پا سکتا ہے۔

"انجیل کے اندر دل میں پیوست ہو جانے اور دل کو تسلی بخشنے والی مخفی اور نہاں نیکوکاری اور پر اسرار اثر موجود ہے۔ اور ہمدردی پائی جاتی ہے۔ اگر اُس پر غور کیا جائے تو اُس میں وہی بات موجود ہے جو آسمانوں کے حالات پر غور کرنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ انجیل کتاب نہیں ہے۔ وہ تو ایک حی القایم شے ہے جو کام کرتی ہے اور اُس میں ایک طاقت

ہے جو اُس کی اشاعت کو روکنے والے پر حملہ کرتی ہے۔ دیکھو۔ یہ میز پر انجیل رکھی ہوئی ہے جو سب کتابوں پر فائق ہے۔" اور یہ کہکر شاہنشاہ نے بڑی سنجیدگی سے اُس پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور پھر کہا۔ "میں اس کو پڑھنا کبھی ترک نہیں کرتا اور ہر روز اُسی مسرت سے پڑھتا ہوں۔

"مجھکو ایسی حیرت انگیز اخلاقی مقولوں اور دلفریب خیالات کے سلسلہ کا سوائے انجیل مقدس کے اور کتاب میں ایسا پتہ نہیں ملتا۔ اور یہ آسمانی سپاہ کی طرح دوسرے خیالات کو منہدم کر دیتے ہیں۔ اور ان پر غور کرنے سے دل پر وہی اثر ہوتا ہے جو موسم گرما کی شب میں تاروں بھرے آسمان کو دیکھنے اور صانع حقیقی کی صنعت پر غور کرنے سے ہوتا ہے۔ ہمارا دل صرف محو حیرت ہی نہیں ہوجاتا بلکہ اُس پر ایک نامعلوم شے اپنا قبضہ کر لیتی ہے۔ اور جس آدمی نے اس کتاب کو اپنا رہنما بنالیا وہ رہِ راست سے کبھی نہ بھٹکا۔ اور جب ہم اپنی روح کے مالک ہو جاتے ہیں انجیل مقدس ہم سے محبت کرنے لگتی ہے۔ خود خُدا ہمارا دوست ہو جاتا ہے۔ وہی ہمارا باپ اور واقعی خالق نظر آنے لگتا ہے۔ اور خدا کے مقابلہ میں ایک ماں بھی اپنے پیارے شیرخوار بچہ کی ویسی داشت و حفاظت نہیں کر سکتی۔

"پس سُبحان اللہ۔ مسیح کی الوہیت کا کیسا نادر ثبوت موجود ہے۔ جس کی سلطنت یوں محیط ہے۔ اور اُس کا صرف ایک انجام ہے یعنی انسانی افراد کا روحی اتحاد۔ ایمان کی صفائی اور اُس شے میں جو سچّی ہے سب کا واحد ہونا اور روح کی پاکیزگی۔

"مسیح بولتا ہے اور تمامی نسلیں اور پُشتیں قریب ترین رشتہ داروں سے بڑھکر اُس سے قریب اور اُس کی یگانی ہو جاتی ہیں۔ اور اتحاد کا وہ پاک رشتہ قایم ہو جاتا ہے کہ قطع نہیں ہو سکتا۔ مسیح محبت کا ایسا شعلہ روشن کرتا ہے کہ اُس کے سامنے آدمی کو خود اپنے نفس اور ذات سے محبت نہیں رہتی اور مسیح کی محبّت سب محبّتوں پر غالب آجاتی ہے۔ دوسرے مذہبوں کے بانی ایسی محبت دلوں میں کبھی پیدا نہ کر سکے۔ یہ محبّت تو ایک اسرار ہے اور مذہب مسیحی کا جوہر ہے۔ اور اس محبّت کو بڑی خوبی سے کریم النفسی کے نام کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے۔ اپنے

ہر ایک ارادے میں کہ آدمی محبوب ہو جائے اُس کو اپنی خامی اور کمزوری نظر آتی ہے۔ پس مسیح کا سب سے بڑا معجزہ فیاضی اور کریم النفسی ہے۔

”میں نے بھی لوگوں کے دلوں میں ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور وہ میرے واسطے اپنی جانیں فدا کر دیا کرتے تھے لیکن خدا نہ کرے کہ میں سپاہی کے جوش کو مسیحی کریم النفسی سے تشبیہ دوں۔ کیونکہ ان دونوں میں وہی فرق ہے جو انکی علتوں کے درمیان ہے۔ اور پھر یہ بھی اقرار کرنا چاہیے کہ میرے سپاہیوں کو میری موجودگی کی ضرورت ہوتی تھی اور وہ میری آنکھ کی چمک میری آواز اور میری ایک لفظ کے سننے کے بعد جان نثاری کرتے تھے۔ اور مجھ میں ضرور ایک طلسماتی طاقت کا راز تھا کہ جس سے جوش کو تحریک ہو جاتی تھی۔ لیکن مجھ میں یہ طاقت نہ تھی کہ یہ طلسماتی طاقت کا راز دوسروں کو دے سکتا۔ اور نہ میرے پاس وہ ذریعے تھے کہ اپنے نام کو ابدیت دے سکتا۔ اور لوگوں کے دلوں میں اپنی طرف سے محبت پیدا کر دیتا اور ان باتوں کے لئے مجھکو مادی اور جسمانی طاقت کی حاجت نہ ہوتی۔

”اب جبکہ میں سینٹ ہلینا میں ہوں۔ اب جبکہ میں تنہا ہوں۔ اور اس پہاڑی پر پابجولاں ہوں کون لڑتا اور میرے لئے ممالک فتح کرتا ہے اور اب میری اسیری اور بدبختی میں میرے اراکین دربار کہاں ہیں۔ میرا کون خیال کرتا ہے۔ اور یورپ میں میرے واسطے کون کوشش کرتا ہے میرے دوست کہاں ہیں۔ ہاں صرف دو یا تین ایسے شخص ہیں۔ اور وہ تم ہو کہ محض اپنی وفاداری سے میرے شریک مصیبت ہوئے اور اپنا نام لازوال کر دیا۔ اور میری اسیری اور جلاوطنی میں میرا ساتھ نہ چھوڑا۔“

اتنا کہنے کے بعد شہنشاہ کی آواز میں غم سے ایک لغزش پیدا ہو گئی اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے پھر کہنا شروع کیا۔

”ہاں ایک وقت تھا کہ تخت و تاج کی شان و عظمت سے ہماری زندگی بھی چمک رہی تھی اور برٹرینڈ تمھاری حالت بھی ویسی ہی پُر ضیا تھی جیسے ہمارے ان دوسے لٹس کے

سنہرے گنبد آفتاب کی شعاعوں میں چمکا کرتے تھے۔ لیکن مصائب کا ہجوم ہوا۔ اور چمکتے ہوئے سونے کی چمک دمک میں کمی شروع ہوئی۔ اور بدبختی اور تباہی نے جس کے ساتھ ظلم اور توہین کے طوفان اب مجھ پر ہر روز توڑے جاتے ہیں سونے کی چمک کو بالکل زائل کردیا۔ اور اب ہم بجائے چمکتے ہوئے سونے کے محض سیاہ اور بے نور سیسہ رہ گئے ہیں اور برٹ رینڈ وہ وقت قریب آگیا ہے کہ میں قبر میں جا سوؤنگا۔

”پس اب غور سے بڑے آدمیوں کے انجام کو دیکھو۔ یہی حال سیزر اور اسکندر کا تھا۔ اور میں خود بھی فراموش کردیا گیا۔ صرف کالجوں کی خواندگی میں شاہنشاہ اور فاتح کا نام باقی رہ گیا۔ ہماری مہمات کے مدرّس شاگردوں کو سبق پڑھاتے ہیں۔ اور جج بنکر ہمارے افعال پر فیصلہ دیتے اور ہماری تعریف یا مذمت کرتے ہیں۔ اور غور سے سوچو کہ عنقریب میری کیا حالت ہونے والی ہے۔ انگلستان کے وزرا گویا مجکو قتل کرکے میرے وقت سے پہلے مجکو قبر میں پہونچا دینگے جہاں میرا جسم کیڑوں کی غذا ہو جائیگا۔ اور اُس شخص کے قریب آتے ہوئے انجام کو دیکھ لو جو ”نپولین اعظم“ مشہور تھا۔ اب اسی سے مذہب مسیحی کی عظمت و رفعت کا اندازہ کرو کہ آج اُس سے وہی محبت ہے۔ اُس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اُس کی پرستش ہو رہی ہے اور وہ تمام دنیا پر پھیل رہا ہے۔ کیا اسی کو مر جانا کہتے ہیں۔ نہیں یہ قطعی توجیہات کا عالم ہے۔ ہے ہے۔ توبہ توبہ مسیح کا مر جانا! وہ تو خدا کا مرنا ہے“

ایک لمحہ کو شاہنشاہ خاموش ہوگیا اور جب جنرل برٹ رینڈ نے کوئی جواب نہ دیا تو شاہنشاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

”جنرل برٹ رینڈ اگر اب بھی تم کو نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح خدا تھے تو میں نے تم کو جنرل بنانے میں غلطی کی“

۲۲ ستمبر ۱۸۱۹ء۔ ڈاکٹر انیٹو مارچی دس بجے آیا۔ اور دیکھا کہ شاہنشاہ ہنوز اپنے پلنگ پر

لیٹا ہے۔ رات میں درد کی وجہ سے نیند نہ آئی تھی۔ اثنائے گفتگو میں شاہنشاہ نے پوچھا۔ "ڈاکٹر تم میرے لئے کوئی کتاب نہیں لائے"

انٹومارچی نے جواب دیا "جہاں پناہ ہمارے پاس چند کتابیں تو ہیں۔ لیکن مجھکو یہ نہیں معلوم ہے کہ وہ کیا کتابیں ہیں۔ کیونکہ اُن کو میں نے نہیں خریدا ہے"

شاہنشاہ نے کہا "میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ میں اُن میں سے ہر ایک کو دیکھونگا"

ڈاکٹر نے جواب دیا "جہاں پناہ ممکن ہے کہ اُن میں آپ کے خلاف کچھ الزام اور بہتان ہوں"

شاہنشاہ نے کہا "ہشت۔ آفتاب میں داغ کہاں سے آئے۔ بہتان لگانیوالوں کا گلہ بہتانوں کی تمامی چراگاہ کو چر چکا۔ اب اُس کے پاس کیا باقی ہے۔ میں ہر بات کو پڑھونگا"

اسی وقت لانگ وڈ میں ایک گاڑی آئی جس میں کتابیں تھیں۔ اور کتابوں کے صندوق اندر لائے اور کھولے گئے۔ اور چند کتابیں شاہنشاہ کے ہاتھ میں دی گئیں۔

لیکن شاہنشاہ نے بڑے اضطراب سے کہا "نہیں صاحب۔ نہیں۔ میں ان کتابوں کو نہیں چاہتا۔ اِن صندوقوں کو غور سے دیکھو۔ یورپ سے مجھکو صرف کتابیں ہی نہ بھیجی گئی ہونگی۔ اُن کے اندر کچھ اور بھی ہوگا" اور واقعی جب غور سے دیکھا گیا تو ایک صندوق میں سے شاہنشاہ کے محبوب بیٹے کی تصویر جو یوجین نے رکھدی تھی نکل آئی۔ اور وہ شاہنشاہ کو دی گئی۔ جس کو دیکھکر وہ بے اختیار رونے لگا۔ اُس کو بوسہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ "اے بچے اگر تو معاملات ملکی کے مظالم کا شکار نہ ہوا تو ثابت کر دیگا کہ تو میرا خلف ہے" شاہنشاہ کی عجیب حالت ہو گئی تھی اور اس محبت پدری کو دیکھکر گرد کے سب آدمیوں نے اپنے اپنے کام چھوڑ دیئے اور بڑے ادب اور ہمدری سے یہ نظارہ دیکھتے رہے۔

"۲۳ ستمبر۔ تمام رات شاہنشاہ اخبار پڑھتا رہا اور صبح کے قریب بے چین اور تھکا ہوا

معلوم ہوتا تھا۔ اُس کے بچہ کی تصویر اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھی، اور اُسی کو وہ دیکھے جاتا تھا وہ کہنے لگا "ڈاکٹر۔ لو۔ اس بچے کی تصویر کو بھی آتشدان کے اوپر کارنس پر رکھ دو جہاں اُس کی ماں میریا لوئیسا کی اور دو تصویریں جوزیفاین کی ہیں۔ مجکو جوزیفاین سے بڑی محبت تھی۔ تم دیکھتے ہو کہ میرے آتشدان کی کارنس پر کوئی شاندار آرائش کا سامان نہیں ہے ایک میرے بچے کی تصویر ہے دو شمعدان ہیں۔ دو گلٹ کے پیالے اور کلون کے پانی کی دو شیشیاں ایک قینچی اور ایک چھوٹا گلاس ہے۔ اور بس۔ لوئی لریز کے ایوان کا سا آرائش کا سامان نہیں ہے۔ لیکن کوئی پروا کی بات نہیں۔ اگر اقتدار و اختیار کے اعتبار سے میری یہ نوبت ہوگئی ہے تو میری شان و عظمت اس سے کسی طرح نہیں گھٹتی۔ مجکو اپنی سب باتیں یاد ہیں۔ دنیا میں ایسے فرمان روا کم گزرے ہیں جنھوں نے اپنی رعایا پر اپنے تئیں فدا کر دیا ہو۔ اور ایسی جان نثاری قربانی حسن سے خالی نہیں ہوسکتی۔"

نپولین کی سکونت کے کمرہ کا حال ڈاکٹر اینٹو مارچی نے حسب ذیل لکھا ہے۔

"ایک گوشہ پر چھوٹا سا آہنی سفری پلنگ تھا۔ لیکن نہایت سادہ جس میں چار سمیں عقاب بنے ہوئے تھے اور ریشمین پردے تھے۔ کمرہ میں دو چھوٹی کھڑکیوں سے جن میں کسی قسم کا سامان آرائش نہ تھا روشنی آتی تھی۔ کھڑکیوں کے بیچ میں لکھنے کی ڈھلوان میز پڑی تھی جس پر ایک بڑا آلات جراحی کا صندوقچہ رکھا تھا۔ اور میز کے سامنے ایک آرام کرسی پڑی تھی جس پر شاہنشاہ لکھنے پڑھنے کے وقت بیٹھا کرتا تھا۔ اُس سے بائیں ہاتھ کو ایک دوسری کرسی بچھی تھی۔ داہنے ہاتھ کو وہ تلوار تھی جو آسٹرلز کی جنگ میں شاہنشاہ کے زیب کمر تھی۔ کمرے سے غسل خانہ کو جانے کا ایک دروازہ تھا جس پر ایک پرانا پردہ پڑا تھا۔ اور اُس کے پاس اُسی کی طرح ایک کہنہ پلنگ تھا جس پر سفید سوتی کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اور عموماً اسی پلنگ پر نپولین لیٹا کرتا تھا اور رطوبت اور مچھروں سے پناہ پانے کو ایک ڈھیلے فلالین کے تھیلے میں اپنے پاؤں ڈال لیا کرتا تھا اور اس پلنگ سے قریب ہی کو ایک سٹرل سی میز تھی جس پر

شاہنشاہ کی کتابیں یا ناشتہ رکھا جاتا تھا۔ دوسرا کمرہ بھی اسی کمرہ کی طرح نفیس تھا۔ یعنی کچے لونڈے کا بنا ہوا تھا۔ وہ سات فٹ اونچا۔ پندرہ فٹ لمبا اور بارہ فٹ چوڑا تھا۔ اس میں صرف ایک کھڑکی تھی۔ اُس کے اندر سامان کا یہ حال تھا کہ ایک سفری پلنگ اور چند بندوقیں دو چینی پردے ایک دروازوں دار صندوق۔ دو چھوٹی میزیں۔ جن میں سے ایک پر کتابیں اور ایک پر بوتلیں رکھی جاتی تھیں۔ ایک کرسی اور ایک خوشنما غسل کرنے کی چوکی جو ایلبا سی سے آئی تھی۔ پس یہی ذلیل وہ مکان تھا جس میں شاہنشاہ نپولین اسیر تھا۔ اور واقعی برطانیہ کی آرایش اور شان و شوکت کا یہ بڑا شریفانہ اور اعلیٰ نمونہ تھا۔"

۲۷ر ستمبر۔ رات میں شاہنشاہ کو بڑی تکلیف رہی تھی۔ اور دس بجے ڈاکٹر نے آکر دیکھا کہ شاہنشاہ کتاب پڑھ رہا اور وقت کو اس طرح گذار رہا ہے۔

ڈاکٹر اینٹومارچی نے لکھا ہے "کمروں میں بڑی کثرت سے نمی اور رطوبت تھی۔ اور وہ ہر چیز کو حملہ کرکے غارت کرتی تھی۔ ذلیل دوسوتی جو تافتے کے بجائے دیوار پر آویزاں تھی گل کر چیتھڑے ہوگئی تھی۔ ہم نے اس کو اتار لیا اور شاہنشاہ کی نگاہ کے سامنے زیادہ خوشنما شے آویزاں کرنے کی کوشش کی یعنی اس دوسوتی کے بجائے ململ کا ایک پارچہ آویزاں کیا جو ہم نے خریدا تھا اور اس کو ہم نے مصر کے پرندوں کی تصویروں سے جو ایک کاغذ پر ہمارے پاس کھنچی ہوئی تھیں مزین کیا۔ ہم نے اپنی تصویروں کو ایک جگہ کرکے بیچ میں ایک عقاب کی تصویر رکھی۔ اور فتح کی اس نشانی کو دیکھ کر شاہنشاہ مسکرانے لگا۔ اور بولا۔ "اے پیارے عقاب۔ تو اب بھی پرواز کرتا ہوتا اگر اُن لوگوں نے جن کو تیرے بازوؤں نے ڈھکا تھا تیرے پرواز کو روک نہ دیا ہوتا۔""

۴ر اکتوبر۔ شاہنشاہ نہایت کمزور اور افسردہ تھا۔ وہ ڈاکٹر کے ساتھ باہر نکل کر درختوں کے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔

"افسوس ڈاکٹر کورسیکا کی خوشنما آب و ہوا کہاں گئی۔ تقدیر نے مجھکو اُن چیزوں کے

دیکھنے سے محروم کر دیا جو بچپن میں مجکو بڑی عزیز تھیں۔ اگر میں کورسیکا میں عزلت گزیں ہو جاتا تو شاید پھر عنان حکومت ہاتھ میں لینے کا خیال نہ کرتا۔ اور میں ہر طرف سے مجروح نہ کیا جا سکتا اور جو وعدہ کیا گیا تھا نہ توڑا جاتا اور میں یہاں نہ ہوتا۔

„کورسیکا نے میرے دل میں عجیب عجیب یادگاریں چھوڑی ہیں۔ اُس کے سبزہ زاروں اور کوہستانوں کا اب بھی خیال و تصور میں لطف اوٹھاتا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اُس کی زمین پر چل رہا ہوں اور اُس کی پھولوں کی خوشبوں سونگھتا ہوں

پھر اُس نے اُن تجویزوں کا بیان کیا جو اس جزیرے کی ترقی کے لیے اُس نے سوچی تھیں۔ اور اُس نے کہا۔

„ڈاکٹر۔ دیکھو میری تو یہ نیت اور یہ ارادے تھے۔ لیکن میرے دشمنوں نے میری تمامی زندگی کو میدان جنگ میں تلف کرا دیا۔ اور اُس شخص کو جو امن و امان کی برکت پھیلانا چاہتا تھا جنگ کے بھوت سے بدل دیا۔ اور قوموں کو اپنے مکر سے دھوکا دے دیا۔ میرے خلاف سب نے کمر باندھ لی اور میں مغلوب ہو گیا۔“

شاہنشاہ نے یہ سب باتیں کچھ ایسے موثر لہجہ سے کیں کہ ڈاکٹر کے آنسو نکل آئے اور اُس کا یہ حال دیکھکر شاہنشاہ نے تاسف کے ساتھ کہا „ہائے ڈاکٹر۔ ہمارا ملک فرانس بھی کیا ہی محبوب ملک تھا اور اگر یہ منحوس سینٹ ہلینا اور اُس کے برہنہ پہاڑ فرانس ہوتے تو میں اِن کو بھی جان کی برابر عزیز سمجھتا۔“

۱۰ اکتوبر۔ آج شاہنشاہ کی حالت پہلے سے بہتر تھی اور وہ گونہ بشاش معلوم ہوتا تھا۔ اُس نے جنرل برٹ رینڈ کے بچّوں کو اپنے کمرہ میں بُلایا۔ جب شاہنشاہ اِن بچّوں کو اپنے کمرہ بُلایا کرتا تھا تو یہ بڑے خوش ہوتے تھے۔ اور بڑی خوشی سے وہ اپنے کھلونے لئے ہوئے کمرہ میں دوڑتے ہوئے آئے۔ اور خوشی سے چیختے اور کلکاریں مار رہے تھے۔ اور آتے ہی اُنھوں نے شاہنشاہ کو اپنے ایک معاملہ میں پنچ بنا دیا۔ شاہنشاہ بڑی خوشی سے اُن کے کھیلوں

میں شریک ہوکر خود بچوں کی طرح کھیلنے لگا۔ پھر اپنے ساتھ اُن کو کھانا کھلا کر اُن کو رخصت کیا اور کہا۔ "میں تم کو پھر بہت جلد بلاؤنگا" جب یہ بچے چلے گئے تو شاہنشاہ نے کہا۔

"جب میں ان بچوں کو بلاتا ہوں یا ان سے کھیلتا ہوں تو یہ کیسے خوش ہوتے ہیں اُنکی سب خواہشیں پوری ہوجاتی ہیں۔ ابھی جذبات نے اُن کے دلوں پر قابو نہیں پایا ہے۔ وہ زندگی کے کمال کو محسوس کرتے ہیں۔ اُن کو اس کا لطف اُٹھانے دو۔ جب میں خود ان کی عمروں میں تھا تو میرا بھی یہی حال تھا۔ لیکن پھر اُس وقت سے کیا کیا طوفان نہ برپا ہوئے۔ ہماری چھوٹی ہورٹنس کیسی بڑھ رہی اور ترقی کر رہی ہے۔ لیکن اگر وہ زندہ رہی تو چھوٹے خوبصورت بچوں کی آسائش میں مخل ہوگی۔ اور میں اُس وقت زندہ نہ ہونگا۔"

۱۵ اکتوبر۔ رات میں شاہنشاہ بہت بےچین رہا تھا۔ اور درد جگر سے بڑی تکلیف رہی تھی۔ میڈیم برٹ رینڈ کی طرف سے جو بیمار تھی اُس کو بڑی فکر تھی۔ اُس نے کہا۔ "ہم مردوں کی تو اور حالت ہے کہ ہر قسم کی ایذا اور تکلیف کے عادی ہوتے ہیں۔ لیکن عورت۔ جبکہ وہ یکایک اور تمامی چیزوں سے محروم ہوجائے جو زندگی کو خوش نما بناتی ہیں اور جلاوطن کرکے سینٹ ہلینہ جیسے مقام کو بھیج دی جائے۔ نہایت قابل افسوس ہے اور اُس کو بڑے صبر کی حاجت ہے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے میڈیم برٹ رینڈ دیر میں اُٹھتی ہے۔ وہ نماز میں شریک نہیں ہوسکتی لیکن باوجود اس کے وہ نماز کو ہوتے ہوئے دیکھکر خوش ہوتی ہوگی۔ اور جب میں نے نماز کا وقت مقرر کیا تھا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ معذور ہے۔ میں نے صرف پادری صاحب کے ضعف و پیرانہ سالی کا خیال کیا تھا۔ میڈیم سے کہدو کہ میں پادری وگ نالی کو متعین کئے دیتا ہوں اور وہ مکان پر نماز ادا کرا دیا کریگا۔ اور میڈیم وگ نالی کو اُس وقت سے مطلع کردے جو میڈیم اپنے لئے مناسب خیال کرتی ہے۔ اور وہ یا تو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ سکنے والا ممبر بنائے یا ہمارا ممبر استعمال کرے۔ اور ہر شخص جس کو میڈیم اجازت دے اُس کے یہاں نماز کو جا سکتا ہے۔" پھر شاہنشاہ نے پادریوں کو تاکید کی کہ بچوں کی تعلیم پر توجہ کرتے رہیں۔

نپولین کو اس سے بڑی مایوسی ہوئی کہ یہ دونوں پادری جن کو کارڈینل فیس کیو نے یورپ سے اُس کے پاس بھیجا تھا نہایت محدود سمجھ کے آدمی تھے اور اُن کو عام آگاہی نہ تھی۔ بوڑھا پادری تو چند روز رہ کر چلا گیا۔ لیکن نوجوان پادری سے نپولین خوش تھا۔ اور یہ دیکھکر کہ اُس کی تعلیم میں غفلت ہوئی تھی شاہنشاہ نے اُس کو کتابیں دیں اور اُس کے پڑھنے کے اوقات کا خود انتظام کیا اور اُس کا امتحان اُس کی ترقی دیکھنے کو خود لیتا تھا۔ اور ہمارے ناظرین کو یہ دیکھنے سے ضرور لطف آئیگا کہ نپولین اب علم الہیات و معرفت کا عالم بنکر کرسی پر بیٹھا اپنے شاگرد کا امتحان لے رہا ہے۔ بوڑھا پادری تاریخ سے ایسا ناواقف تھا کہ ایک دن نپولین سے بولا "آپ تو روم کے سب سے لائق جنرل "اسکندر اعظم" سے مشابہ ہیں" (درآں حالیکہ اسکندر اعظم یونانی" تھا) لکھا ہے کہ اُس سال پادری کی اس فاش غلطی پر نپولین نے اُس کو یہ سزا دی تھی کہ اُس کو "رولن" نامی ایک کتاب دی اور کہا "اس کے دس صفحے روزانہ پڑھا کیجئے اور جو کچھ اُن کا مطلب ہوا کرے وہ مجکو سُنا دیا کیجئے" چنانچہ پادری صاحب پڑھتے اور مطلب سُنایا کرتے تھے۔

انھیں حالات میں اسیری کا چوتھا سال بھی ختم ہو گیا۔

۳ر نومبر شاہنشاہ کے مرض نے اب سخت علامتیں اختیار شروع کیں۔ سر روز درد کی شکایت زیادہ بڑھتی جاتی تھی اور ضعف کو ترقی تھی۔ آج زیادہ کمزوری تھی اور بڑی دشواری سے وہ باغ تک چل کر گیا۔ وہ مغموم و ملول بیٹھ گیا اور اداس منظر کو افسردگی سے دیکھکر کہنے لگا۔

وہ افسوس ڈاکٹر فرانس اور اُس کی لطیف آب و ہوا کہاں ہے۔ کاش مجکو ایک ہی دفعہ فرانس اور دیکھنا نصیب ہو جاتا۔ کاش مجکو فرانس کی ذرا سی ہوا ملجاتی۔ وہ سرزمین جہاں میں پیدا ہوا تھا کیسی حکمی دوا ہے۔ اینٹیس میں زمین کے مس کرتے ہی طاقت آ گئی تھی۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ ساحل مجکو دیکھنے کو مل جائے تو مجھ میں بھی طاقت عود کر

ابتر گی۔ ہائے ہمارے ملک کے ساحل۔ افسوس۔ صد ہزار افسوس۔ بزدلوں کے ہاتھ فتح اُس طرح لگ گئی جیسے اندھے کے ہاتھ بٹیر لگ جاتی ہے اور ان بزدلوں کے فیصلہ کا کہیں مرافعہ نہیں ہے۔"

۱۸ نومبر۔ شاہنشاہ کی طبیعت اچھی تھی۔ درد بالکل نہ تھا۔ البتہ کمزوری زیادہ تھی۔ وہ ڈاکٹر کے ہمراہ باغ میں گیا۔ لیکن اتنا ہی چلنے میں ایسا ضعف محسوس ہوا کہ وہ کہنے لگا "ڈاکٹر میں کیا جتن کروں۔ میرے ضعف کی اب تو حد باقی نہیں ہے۔ چار قدم چلنے سے یہ حال ہو گیا۔"

ڈاکٹر نے کہا "جہاں پناہ۔ تھوڑی سی ورزش کیا کیجئے۔"

نپولین نے جواب دیا "ورزش کیا خاک کروں۔ اِن لال کُرتی کے گوروں نے تو مجکو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔"

ڈاکٹر نے جواب دیا "نہیں۔ جہاں پناہ ورزش کی دوسری صورت بھی ہے۔ اسی باغ میں زمین کھودنے اور پودھوں کو نرلانے سے بھی یہی مدعا حاصل ہو سکتا ہے۔ توہین بھی نہ ہوگی۔ ورزش بھی ہو جایا کریگی۔"

شاہنشاہ نے تامل کر کے جواب دیا "ارے کیا میں اور زمین کو اپنے ہاتھوں سے کھودوں۔" اور پھر سوچا اور بولا "ہاں کہتے تو ٹھیک ہو۔ میں بے شک یہی کام کرونگا۔"

انٹیومارچی لکھتا ہے "باغ سے ہم واپس آئے۔ اور شاہنشاہ نے گھر میں بیٹھکر سب انتظام کیا اور دوسری صبح کو کام کے لئے مستعد ہو گیا۔ اُس نے مجھے بلا بھیجا۔ اور بیلچہ ہاتھ میں لیکر ہنسا اور کہنے لگا "اب ڈاکٹر صاحب فرمائیے۔ آپ اپنے مریض سے خوش ہیں۔ اور آپ کا کہنا وہ مانتا ہے یا نہیں۔ دیکھئے وہ آپ کا کیسا فرمانبردار ہے اور ڈاکٹری گولیوں سے یہ کام زیادہ مفید ہے۔ اور اب تم مجھے مسہل نہ دینا۔" اور پھر مستعدی سے کام میں لگ گیا۔ لیکن چند ساعتوں کے بعد ٹھہر کر بولا۔

”ڈاکٹر یہ کام تو محنت مانگتا ہے۔ میں تھک گیا۔ میرے ہاتھوں نے میرے ضعف سے سازش کر لی ہے۔ تم ہنس رہے ہو۔ تمھاری ہنسی کی وجہ مجھکو معلوم ہو گئی۔ تم میرے گورے گورے ہاتھوں پر ترس کھاتے ہو۔ لیکن میں نے جسم کو ہمیشہ اپنے عزم کا مطیع رکھا ہے اور اب بھی میں اس کو مطیع رکھونگا۔ اور اس کو ورزش کا عادی بناؤنگا۔“

اینٹومارچی نے لکھا ہے کہ ”شاہنشاہ نے برابر یہ کام کیا اور اس کا شائق ہو گیا۔ وہ نرم مٹی ایک مقام سے دوسرے مقام کو لے جاتا تھا اور لانگ وڈ کے تمامی رفقاء اور ملازمین کو اصرار کر کے اپنے ساتھ کام میں لگا لیا تھا۔ صرف لیڈیاں اس محنت سے بچ گئی تھیں اور وہ بھی بڑی دشواری سے۔ شاہنشاہ ان پر ہنستا تھا۔ ان کو مجبور کرتا تھا۔ خوشامد کرتا تھا اور ترغیب دینے کے سو سو جتن کرتا تھا۔ اور بس چند ہی روز میں ہمارے گرد منظر کی صورت ہی کچھ اور ہو گئی۔ کہیں پر تو چبوترے بن گئے اور کہیں پر زمین میں گہرا ظرف تیار کیا گیا۔ اور روشیں اور پٹریاں تیار ہو گئیں۔ ہم نے سایہ دار کوچے اور کنج اور آبشار بنائے۔ جھاؤ، سرو، بلوط اور آڑو کے پودے نصب کر لئے کہ مکان کے گرد سایہ ہو سکے۔ پھر آرائش کے ساتھ ہی مفید اور کارآمد کام شروع کئے۔ ہم نے مٹر بوئے۔ لیکن اب گورنر نے ہماری باغبانی کا حال سنا اور مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور وہ فوراً لانگ وڈ میں آموجود ہوا۔ میں معمولی تفریح کو نکلا تھا کہ وہ مجھے رستہ میں مل گیا اور مجھ سے پوچھا ”کیوں صاحب کیا یہ ورزش جنرل بونا پارٹ آپ کے مشورہ سے کرتا ہے“ میں نے جواب دیا ”جی ہاں میرے مشورہ سے کرتا ہے“ اس نے یہ جواب سنکر اپنے کندھے سکوڑے۔ اور بہت ناک بھوں چڑھائی۔ اور کہا ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس محنت سے کیا نتیجہ ہے یہ پودے سب جلتے رہینگے“ اس کی طرز سے معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ ہم کر رہے تھے اس کو گوارا نہ تھا۔ میں نے یہ واقعہ شاہنشاہ سے کہا کہ مجھکو گورنر ملا تھا اور اس سے ایسی ایسی باتیں ہوئی تھیں“

شاہنشاہ نے کہا یہ گورنر سخت بدذات ہے۔ ہمارے ایک ایک لمحہ کو حسد سے تلخ کرتا

چاہتا ہے۔ وہ تو میری موت چاہتا ہے۔ اور اس لمحہ کی اُس کو تمنائیں ہیں۔ لیکن اُس کے آنے میں اتنی دیر ہے کہ گورنر بے صبری سے تھکا جاتا ہے۔ لیکن اُس کی تسلی ہو جائیگی جزیرہ کی آب و ہوا میں جرائم اور ظلم کا زہر آمیز کر دیا گیا ہے۔ اور یہ دونوں اپنا اثر گورنر کی توقع سے جلد کر دکھائینگے۔“

انیٹومارچی لکھتا ہے ”میں نالیاں بناتا اور شاہنشاہ اُن میں بیج ڈال کر مٹی سے ڈھکتا جاتا تھا۔ ایک دن شاہنشاہ فرانسیسی سڑک کی کیاری بنا رہا تھا کہ اُس نے چھوٹی چھوٹی جڑیں دیکھیں اور نباتات کی عجیب صورت طبیعی پر تقریر کرنے لگا۔ اور اُس نے اپنی عجیب ذکاوت سے اُن کی تجزی کر کے اُن میں صنعت پروردگار کی جو تمامی کائنات پر حاوی ہے موجودگی کو دکھایا۔

”اور بولا“ تم کو اس پر یقین نہیں آتا۔ تم ڈاکٹروں کا گروہ ایسے عقیدہ کو کمزوری کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ لیکن مجھے اتنا تو بتاؤ کہ تم نے اپنے جراحی عملوں میں انسان کے جسم کا ریشہ ریشہ چھان ڈالا ہے لیکن تم کو اپنے نشتر اور چھری کے نیچے کبھی روح بھی ملی ہے روح کہاں رہتی ہے۔ اُس کا کن اعضا میں مسکن ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اطبا خدا پر اعتقاد نہیں لاتے۔ ریاضی داں تو عموماً مذہبی لوگ ہوتے ہیں“

۲۰ دسمبر۔ ایک مہینہ سے شاہنشاہ کی تندرستی اچھی حالت میں تھی اور وہ بشاش رہتا تھا۔ لیکن پولیس کے متعلق گورنر نے کچھ ایسے قانون بنا دیے تھے کہ لانگ وڈ کے رہنے والوں کو سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ اپنی سیر کے دوران میں ڈاکٹر انیٹومارچی پولیس کے سنتریوں کے ہاتھ میں اکثر گرفتار ہو چکا تھا لیکن نپولین اس توہین سے صرف اسلئے بچا ہوا تھا کہ وہ اپنے کمرہ سے کہیں نہ جاتا تھا۔ اور انجام کار مجبور ہو کر ڈاکٹر انیٹومارچی نے گورنر اور وزرائے انگلستان کو شکایت لکھی۔

اُس نے لکھا ”میں ایسے جزیرہ میں ہوں کہ آدمیوں کے رہنے کے لائق نہیں

ہے۔ اور پھر اس پر یہ خطرہ ہے کہ مجھکو قطعی آزادی نہیں ہے۔ چاروں طرف سے ایسی دوربینیں لگائی گئی ہیں کہ ہمارے رہنے کے اندرونی کمروں کے اندر کا حال دیکھا جاتا ہے۔ اور ایسی ترکیب سے تار برقی قایم ہے کہ کمرہ کے اندر کے حالات فوراً بذریعہ رپورٹ کے تار پر بھیجے جاتے ہیں۔ اگر میں اس ذراسی محدود جگہ کے باہر جانا چاہتا ہوں تو گورنر کے گماشتے میرے سایہ کی طرح میرے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اور ان گماشتوں کو حکم ہے کہ جو کچھ میں اُن کے سامنے کہوں یا کروں سب کی گورنر کو اطلاع دی جائے اور اسی خوف سے نہ میں آزادی سے کسی سے مل سکتا ہوں نہ بات کرسکتا ہوں۔ ساڑھے چھ بجے شام کے بعد مجھکو یہ اجازت بھی نہیں ہے کہ اپنے مکان کے قریب رمنہ میں ٹہل سکوں۔ اور اس سے بدتر یہ بات ہے کہ ساڑھے چھ بجے شام کے بعد اگر اس لانگ ووڈ کا کوئی ساکن باہر ہو تو پھر مکان واپس آنیکی اجازت نہیں ہو سکتی اور یہ حادثہ مجھ پر تین دفعہ ہو چکا ہے اور خصوصاً ایسے جلتے ہوئے گرم آب و ہوا والے جزیرہ میں متذکرہ بالا کارروائیوں سے بڑھکر بیہودہ اور ظالمانہ اور کونسی کارروائیاں ہو سکتی ہیں۔

"ساڑھے چھ بجے شام کے بعد لانگ ووڈ کی حدود پر جن کا دور صرف دو سو فٹ کے قریب ہے کثرت سے سنتری متعین ہو جاتے ہیں اور اُن کو یہ قطعی حکم ہے کہ کسی کو باہر سے اندر اور اندر سے باہر مت آنے دو اور اگر کوئی نظر آئے اُس کو گرفتار کرلو۔ نو بجے شب کو یہ سنتری اپنے حلقہ کو اور تنگ کرتے ہیں اور ہمارے مکانوں سے اتنے قریب آجاتے ہیں کہ پھر مجال نہیں ہوتی کہ میں اپنے کمرہ سے نکل کر دواخانہ یا کونٹ برٹ رینڈ کے کمرہ یا اصطبل تک جاؤں اور مجھکو یہ خطرہ نہ ہو کہ میرے سنگین نہ بھونک دی جائیگی۔ اور مجھکو سنتریوں کے ہکدر کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا نہیں آتا کیونکہ میں اُن کی زبان کو نہیں سمجھتا۔"

سرہڈسن لو نے ڈاکٹر اینٹومارچی کو ذرا اور آزادی دیدی۔ لیکن گستاخی کے ساتھ کہا "نپولین غاصب ہے اور اگر تم اپنے مراسلات میں اُس کو شاہنشاہ لکھو گے تو مراسلات

اُنکا جواب نہ دیا جائیگا۔"

چند روز کے بعد ایک ایسا پُر لطف واقعہ پیش آیا کہ چند گھنٹوں کے واسطے لانگ وُڈ کی یکساں مغموم اور تکلیف دہ حالت دل لگی اور مذاق سے بدل گئی۔ لانگ وُڈ کے اسیروں نے ایک گول حوض بنانا شروع کیا تھا۔ شاہنشاہ ایک ڈھیلا سا پتلون اور جاکٹ اور ایک بڑی سی گھاس کی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔

چند چینی مزدور بھی اس حوض پر کام کر رہے تھے اور شاہنشاہ کے اس لباس پر بہت ہنستے تھے۔ شاہنشاہ نے پوچھا "یہ لوگ کیا کہتے ہیں" اور پھر خود ہی کہا "شاید میرے لباس کو دیکھکر ہنس رہے ہیں۔ واقعی عجیب بے ڈھنگا اور بھونڈا لباس ہے۔ لیکن باوجود اُن کی ہنسی کے اُن کو جلتی ہوئی دھوپ سے محفوظ رکھنا چاہیئے اور اُن کو میری طرف سے گھاس کی بنی ہوئی ایسی ہی ایک ایک ٹوپی دیدو"

شاہنشاہ ایک گھوڑے پر سوار ہوکر پہلے تو اُس کو اِدھر اُدھر تھوڑی دور تک لے گیا اور پھر یکایک گھوڑا اخیز کر کے بڑی تیزی کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ کر ٹھہر گیا اور اپنی دوربین سے چاروں طرف دیکھا اور پھر جلدی سے واپس آگیا۔ پھر کیا تھا تمام جزیرہ میں تلاطم برپا ہوگیا اور فوراً سر ہڈسن لو کو تار دیا گیا۔ اور اس بوڑھے گورنر کے چلے ہوئے دماغ میں فوراً یہ بات سماگئی کہ کوئی بڑی بھاری سازش ہوئی ہے۔ نپولین نے بھی محض مذاق سے گورنر کے خطرہ کو اور بڑھایا۔ اور پادری صاحب کو وہی اپنا سا لباس پہنا کر اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور اپنی دوربین اُن کے ہاتھ میں دیدی اور کہا جلد اُسی مقام پر پہونچکر دوربین سے چاروں طرف دیکھنا شروع کردو۔ پادری نے یہی کیا۔ اب تو تار پر تار روانہ ہونا شروع ہوگئے۔ تمامی سینٹ ہلینا میں کھلبلی مچگئی۔ سر ہڈسن لو اپنے سررشتہ کے افسروں کو ہمراہ لیکر لانگ وُڈ بھاگا ہوا آیا۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ ایک پادری صاحب اپنے جیلخانہ کی حدود کے اندر پہاڑی پر کھڑے تھے اور اتنی ہی سی بات پر تمامی جزیرہ درہم و برہم ہو رہا ہے تو ندامت اور پشیمانی

ص۵۰۵

سے واپس گیا

ڈاکٹر اینٹو مارچی نے لکھا ہے۔ کہ "گورنر صاحب بہادر واپس تشریف لئے جا رہے تھے کہ میں اُن کو مل گیا۔ وہ میرے قریب آئے۔ اور غصہ کی کوئی حد باقی نہ تھی۔ فرمانے لگے "جس مردود نے یہ میری ہنسی بنائی ہے غاصب ہے" اور بہت کچھ بکتے اور قسمیں کھاتے رہے۔ اور پھر فرمایا "کہ وہ قطعی غاصب ہے۔ اور میں اس سے ہرگز انکار نہ کرونگا"

گورنر کی یہ باتیں ڈاکٹر اینٹو مارچی کو ناگوار گذریں اور اُس نے طنز سے کہا "گورنر صاحب۔ بجا ارشاد ہوا وہ حقیقت میں غاصب ہے۔ پہلا غصب تو اُس نے یہی کیا کہ ٹولون میں فتح کو انگریزوں کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور ٹولون کو بربادی اور آتش زدگی سے اس طرح بچایا کہ حملہ آور انگریزوں کے ہاتھ سے اُس مشعل کو جس سے وہ آگ لگانے والے تھے بہ زور غصب کر لیا۔ اور پھر اپنی پے در پے تیز فتوحات سے اُس نے تمامی دنیا کی تحسین و آفریں کو غصب کیا"

ڈاکٹر کی واپسی پر نپولین نے اُس سے پوچھا "سر ہڈسن لو نے تم سے کیا کہا۔ کیا اُس کو یہ خطرہ ہے کہ ایک دن پر لگا کر میں سینٹ ہلینا سے اُڑ جاؤنگا اور یہیں ٹھہرونگا"

ڈاکٹر نے کہا "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ لیکن میں اُس سے یہ بیان کر رہا تھا کہ آپ نے عالمگیر شہرت کو کس طرح غصب کر لیا ہے۔ اور اس بیان سے کھسیانا ہو کر وہ چل دیا"

نپولین نے کہا "اس بیچارہ کے حال پر افسوس ہے۔ لیکن آج ہم نے اُس کو ایسا چھیڑا اور دق کیا ہے کہ اتنا نہ چاہیے تھا" پھر شاہنشاہ اور باتیں کرنے لگا۔

حوض کی تیاری میں کئی ہفتہ کام ہوتا رہا۔ ایک دن جبکہ نل قایم کئے جا رہے تھے شدت سے کالی گھٹا اوٹھی۔ نپولین کو تو سب ہی کے ساتھ ہمدردی تھی اس لئے اُس نے چاہا کہ اُس کے چینی مزدور بھی میدان میں نہ رہیں۔ اور اُس نے ڈاکٹر اینٹو مارچی سے کہا "آدمیوں کے بھگونے سے کیا فائدہ ہے۔ حوض کی کچھ جلدی نہیں ہے۔ اور اُن کو آرام کرنے اور دم لینے دو۔ ہم اس کے بعد کام شروع کرینگے۔ اور اس کے سوا مجکو چند مشاہدے کرنا ہیں۔ آؤ۔ میرے ہمراہ چلو۔ اور

ان مشاہدات میں تم کو بھی لطف آئیگا"

شاہنشاہ ڈاکٹر کو کمرہ میں لے گیا اور اُس کو چیونٹیاں دکھائیں جن کی عادات کا وہ مطالعہ کیا کرتا تھا۔ یہ چھوٹی چیونٹیاں کثرت سے نکل کر اُس کی میز پر چڑھی تھیں جہاں عموماً تھوڑی بہت شکر رکھی رہا کرتی تھی۔ اور اس نعمت کو چیونٹیوں نے دیکھ پایا تھا اور شکر لے لے کر اپنے سوراخ تک جہاں اُن کا ذخیرہ جمع تھا ایک باقاعدہ قطار قایم کی تھی۔ نپولین یہ تو نہ چاہتا تھا کہ اُن کے انتظام میں مخل ہو لیکن اُن کی سمجھ پر غور کرنے کے اشتیاق میں شکر کے ظرف کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹا دیتا تھا لیکن وہ اس ظرف کو فوراً تلاش کر لیتی تھیں۔

نپولین نے کہا "یہ صرف عقل حیوانی ہی نہیں ہے بلکہ کچھ اُس سے بھی بڑھ کر بات ہے یہ ایسی ذہانت اور ہوشیاری ہے کہ ان سے کے حسن تمدن کا پتہ دیتی ہے لیکن ان چھوٹے کیڑوں میں ہماری طرح جذبات اور لالچ نہیں ہے۔ یہ ایک دوسرے کو مدد دیتے ہیں لیکن برباد تباہ نہیں کرتے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کو ان کے مقصد میں ناکام کروں لیکن ناکام نہ کر سکا۔ میں نے شکر کے ظرف کو کمرہ میں جابجا رکھا۔ اور وہ اُس کو کبھی ایک دن اور کبھی دو دو اور تین تین دن تلاش کرتے رہے اب میرا یہ خیال ہے کہ ظرف کو پانی میں رکھدوں اور دیکھوں کہ پانی سے یہ کیڑے رُکتے ہیں یا نہیں۔ ڈاکٹر۔ تھوڑا سا پانی منگاتا"

ظرف کے گرد پانی بھر دیا گیا۔ اور یہ ہلکی چیونٹیاں صاف اُس کو پار کر گئیں۔ شاہنشاہ نے کہا "اچھا۔ اب سرکہ کو آزماؤ" اور فوراً سرکہ لا کر رکھدیا گیا۔ لیکن ہوشیار چیونٹیاں اُس کے قریب بھی نہ گئیں۔

شاہنشاہ نے کہا " دیکھا۔ صرف عقل حیوانی اُن کی رہنما نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور چیز سے جس کو میں نہیں جانتا اُن کی ہدایت ہوتی ہے۔ اور وہ اوصول جو اُن کی رہنمائی کرتا ہے مجھ کو بھی ہوتا ہم آدمیوں کے لئے غور اور مشاہدہ کی معقول مثال ہے۔ اور عزم و استقلال ہی سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ کاش ہم لوگوں میں بھی ایسا ہی استقلال ہوتا اور یہی اتفاق ہوتا۔ لیکن

قوموں میں بھی غفلت اور کاہلی کا زمانہ آجاتا ہے اور خلقت بشری کی کمزوری کی رعایت کرنا چاہیے۔ لیکن قوم کے سب افراد طوفان کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے۔ اور کثیر التعداد جمہور کے جوش وخروش کا وہی حال رہا جو آغاز فتوحات میں تھا۔ اور ممکن تھا کہ ہم تمام یورپ کو ہزیمت دیدیتے۔ اور وہ تاجدار جو اب فخر سے پھولے ہوئے ہیں کہ جمہوری بادشاہ اُن کا مقابل نہیں ہے میرے سامنے ماند اور پست ہوجاتے"

اس کے بعد شاہنشاہ نے اوس اصول پر تقریر کی جس کو جایز اور موروثی بادشاہت کہا جاتا ہے۔ شاہنشاہ نے کہا "عجب مضحکہ خیز دعویٰ ہے جس میں تخالف و تباین موجود ہے۔ کیا یہ اصول مذہبی احکام کے مطابق ہے۔ کیا قومیں ایسی احمق ہیں کہ اپنے تئیں کسی خاص خاندان کی ملکیت سمجھتی ہیں۔ کیا حضرت داؤد جنھوں نے "ساؤل" کو تخت سے اوتارا جایز اور موروثی بادشاہ تھے۔ کیا داؤد کو اور حق تھا سوائے اس کے کہ قوم اُن سے راضی تھی۔ خود فرانس میں یکے بعد دیگرے مختلف خاندانوں نے حکومت کی۔ اور اُن کی نسلیں قایم ہوئیں۔ اور اُن کو یا تو جمہور نے بادشاہ تسلیم کیا اور یا انھیں جمہور کی طرف سے وکلا قایم ہوئے جو پارلیمنٹ کہلایا۔ یا اُس زمانہ میں قوم کے قایمقام اُمرا اور قسیسوں نے کام کیا۔

"وہی حال انگلستان میں مختلف خاندانوں کا رہا ہے۔ اور ہینوور خاندان جو پہلے بادشاہ کو تخت سے اوتار حکومت کر رہا ہے۔ اسی لئے فرمان روا ہے کہ موجودہ انگریزوں کے آباؤ اجداد نے اپنے مقاصد کی بہبودی اور فلاح کے واسطے اسی خاندان کو اپنا فرمان روا بنانا مناسب خیال کیا تھا۔ اور بعض بوڑھے اب بھی موجود ہونگے جنھوں نے خود دیکھا تھا کہ معزول اسٹوارٹ اسکاٹ لینڈ میں اس غرض سے آئے کہ اپنے تخت کو چھین لیں اور اُن کے حامیوں نے اُن کو مدد بھی دی۔ لیکن مخالفین نے اُن کا مقابلہ کیا اور انکو بادشاہ نہ ہونے دیا۔ اس لئے کہ وہ اسٹوارٹ خاندان کو اپنے لئے مفید خیال نہ کرتے تھے"

شاہنشاہ کی صحت اب یوماً فیوماً خراب ہوتی جاتی تھی۔ اور کئی مہینے اسی طرح

ضعف و تکلیف کے ایک ہی افسردہ حالت کے ساتھ گذر گئے۔ ۲۶۔ جولائی سنہ ۱۸۲۰ء کو وہ اپنے مرطوب۔ ویران اور تاریک کمرہ میں پلنگ پر پڑا تھا اور اُس کا خیال شہر روم کی طرف گیا جیاں اُس کی واجب التعظیم والدہ اس زمانہ میں رہتی تھی۔ اور اُس شفقت و محبت کو یاد کرکے جو ایام طفلی میں اس ماں سے ظاہر ہوا کرتی تھی شاہنشاہ نے کہا۔ ۵۸۸

"ڈاکٹر تم کو بھی مجھسے بڑی محبت ہے اور جس بات سے تم دیکھتے ہو کہ مجکو آرام ملیگا اُسکے کرنے میں تم اپنی آرام تکلیف اور تھکائی وغیرہ کا ہرگز خیال نہیں کرتے۔ لیکن پھر بھی وہ تسلّی اور تشفی اور چیز ہے جو ماں سے حاصل ہوتی ہے" اور پھر ایک آہ سرد بھر کر اپنی والدہ میڈیم لیٹیشیا کا نام لیا اور دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر رکھکر بہت دیر تک دم بخود افسردہ بیٹھا رہا۔

۳۱ جولائی سنہ ۲۰ء بڑا نورانی اور خوشنما دن تھا حوض تیار ہو کر پانی سے بھر دیا گیا تھا مچھلیاں بھی آگئی تھیں اور شاہنشاہ کی یہ خواہش تھی کہ مچھلیوں کو اپنے ہاتھ سے حوض میں چھوڑے اُس نے سب بچّوں کو جنھیں کئی دن سے اپنے پاس نہ بُلایا تھا جمع کیا کہ اُن کی مسرت سے خود بھی لطف اُٹھائے۔ بچّوں کا گروہ خوشی اور اُمید سے باغ باغ اُس کے چاروں طرف جمع تھا اور نپولین ان سب کو ہمراہ لیکر حوض کے کنارہ گیا اور شفاف پانی میں مچھلیوں کو تیرتا ہوا اور تیر کی طرح ادھر سے اودھر جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔

واپسی سے پہلے اُس نے برٹرینڈ کی خورد سال بیٹی کو جس کا نام ہورٹنس تھا اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ اور اپنی جیب سے مرجان کی خوبصورت ڈُریاں نکال کر کہا "ڈاکٹر صاحب کدھر ہیں۔ ذرا ان چھوٹی خوبصورت کانوں کی گدیوں کو چھید دیں" اور سب کے سب بلوط کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ کونٹ مان تھولوں نے ہورٹنس کو گود میں سنبھال لیا ور نپولین غور سے دیکھتا رہا۔ لیکن برٹرینڈ کا چھوٹا بچہ آرتھر ان تیاریوں کو دیکھکر ڈر گیا اور اپنے ہاتھ ملکر اور زمین پر اپنے پیروں سے دھم دھم کرکے مچل گیا اور کہا کہ میں کبھی اپنی بہن کو تکلیف ہونے نہ دونگا۔

نپولین نے کہا "بھلا بے تجھے۔ اگر چپ نہ رہیگا تو میں تیرے کان بھی چھدوا دونگا خبردار خاموش" اور یہ لیجیے کان چھد گئے اور دُریاں پہنادی گئیں۔ نپولین نے بچی کو گود میں اٹھالیا اور منہ چوم کر کہنے لگا۔

"جاؤ اپنی دُریاں ماں کو دکھاؤ۔ اور اگر وہ کہے کہ کان اچھے نہیں چھدے تو میرا نام نہ لینا۔ کہنا ڈاکٹر صاحب نے چھیدے ہیں"

ہورٹینس نے کہا "بہت اچھا جہاں پناہ" اور کلچھاریں ملتی ماں کی تلاش میں روانہ ہوگئی۔

ارتھر کے جوش سے نپولین کو حیرت ہوئی۔ اور اُس نے کہا "تم نے اس کی ضد اور مضبوطی کو دیکھا۔ اس عمر میں میرا بھی یہی حال تھا۔ میں بڑا شور مچایا اور لڑا اکرتا تھا۔ اور میں کسی سے نہ ڈرتا تھا۔ لیکن میری ماں کی سختی میں محبت آمیز تھی اور وہ بے رو و رعایت انعام یا سزا دیا کرتی تھی۔ اور ہماری اچھائی یا بُرائی کبھی رائیگاں نہیں جاتی تھی یعنی اچھائی پر انعام اور برائی پر سزا پاتے تھے۔ ہماری والدہ بے نظیر احتیاط سے ہماری داشت و نگھبانی کرتی تھی۔ اور ہمارے ذلیل اور بُرے خیالات اور افعال پر سخت ہی نفرت کا اظہار کرتی تھی اور ہم کو وہی بات سکھاتی تھی جو اعلیٰ اور شریفانہ ہوتی تھی۔ جھوٹ سے اُس کو بلا کی نفرت تھی اور ہم جب نافرمانی کرتے تو سزا دیتی اور ہماری کسی تقصیر کو نظرانداز نہ کرتی تھی"

اب وسط ستمبر آپہونچا تھا۔ اور شاہنشاہ کے حالات یقینی ردی ہوتے جاتے تھے اگرچہ رداوت کا غلبہ آہستہ آہستہ ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر نے ایک دن اُس کو پلنگ پر مضمحل بیٹھا ہوا دیکھکر اُس کو اُٹھانے کی کوشش کی۔

نپولین نے آہ بھر کر کہا "ڈاکٹر صاحب معاف کرنا۔ نیند میں ہم بہت آسائش سے ہوتے ہیں۔ بھوک پیاس۔ فکر پریشانی اور تردد سے کوئی سروکار نہیں ہوتا" اور اتنا کہکر تکیہ پر سر رکھدیا اور اُسی طرح غافل ہوگیا۔

موسم کی ایسی ناقص حالت تھی کہ شاہنشاہ اپنے اور اس کمرہ سے بہت دنوں تک باہر نہ آسکا۔ اور ہمیشہ ضعف و ناتوانی اور درد کا سامنا رہا چہرہ پر مردنی چھا گئی تھی۔ اور اس کو لرزا آتا تھا۔ اب ایسا کم زور ہو گیا تھا کہ بہ دشواری بستر سے اٹھایا جاتا تھا۔ ۱۴ر اکتوبر آئی اور ظالمانہ خلاف قانون اور بے رحم اسیری کا پانچواں سال ختم ہوا۔

نوٹ۔ اس باب میں شاہنشاہ کی ایک تقریر اس عنوان سے اوپر گذری ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا تھے۔ چونکہ یہ تقریر مسلمان ناظرین کی نظر سے بھی گذریگی۔ اس لئے مترجم کی حیثیت سے میرا یہ فرض معلوم ہوتا ہے کہ اس تقریر پر ایک نہایت مختصر سا نوٹ لکھ دوں۔

وہ شاہنشاہ اپنی تقریریں خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ رومن کیتھولک عیسائی تھا اپنے عقیدہ کے اظہار کرنے میں حق بجانب تھا۔ اور چونکہ وہ مصایب میں پھنسا ہوا تھا اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے مذہبی عقاید میں جدت فطرتی بات ہے اور ہم کو کسی قسم کا حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے خیالات اور غلو پر نکتہ چینی کریں۔ ہم صرف اپنے مسلمان ناظرین کو بس اتنی توجہ دلا سکتے ہیں کہ آپ قرآن مجید پر کہ ابن اللہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس میں مسیح علیہ السلام کو "مسیح ابن مریم" کہا ہے اور بہ دلائل قوی "ابن اللہ" ہونیکی صریح تردید ہے۔ اور ناظرین کے سکون قلب اور اطمینان خاطر کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ رہی دوسری بات کہ شاہنشاہ اپنے تئیں حضرت سرور کائنات کا مشابہ بتاتا ہے اور عیسائیوں کو لکھتا ہے کہ اپنے قاتلوں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ تو تاریخ کا فیصلہ اور واقعات ایسے موجود ہیں کہ یہاں پر ایک حرف بھی لکھنا فضول ہے۔ تاریخ اندلس اور مسیحی جہاد کی تاریخ جو ارض مقدس سے تعلق رکھتی ہے مسیحی حلم کا کافی ثبوت دے چکی ہے۔ فقط مترجم ۱۲

باب ہفتاد وچہارم

نپولین کی حیات کے آخر ایام

(صفحہ ۵۸۸)

اپنے عہد حکومت پر شاہنشاہ کے ریمارک۔ مچھلیوں کا مرجانا۔ شہزادی ایلیزا کے انتقال کی خبر موصول ہونا۔ اٹلی اور اسپین پر ریمارک۔ سر ہڈسن لو کا ظلم۔ لطائف۔ شاہنشاہ کا اپنے بیٹے کے نام خط۔ لارڈس سپر کی مذہبی رسم کا ادا کرنا۔ شاہنشاہ کا وصیت کرنا۔ آخری لمحوں کے حالات۔ انتقال اور تجہیز وتکفین۔

شاہنشاہ کی مصیبت خیز اسیری کا اب چھٹا برس شروع ہوا تھا لیکن پروردگار عالم تو بڑا رحمٰن ورحیم ہے اُس نے صرف چھ ہی ماہ اور باقی رکھے تھے اور پھر شاہنشاہ کی تمامی مصائب کا خاتمہ کردیا۔ اب بھی وہی تکلیف دہ اور روح فرسا دن اور ہفتے آتے اور چلے جاتے تھے اور اس سیاہ چٹان کو کہر نے چھپا رکھا تھا اور اُس کی سرد تاریک چوٹیوں پر باد وباران کے طوفان سر ٹکرا رہے تھے۔ ۲۲ اکتوبر کو بیماری کچھ رک سی گئی اور شاہنشاہ کو خفیف سا افاقہ معلوم ہوا۔

اُس نے ڈاکٹر انٹومارچی سے کہا "ایک دفعہ میری صحت قائم ہوجائے تو میں تم کو تمھارے علوم کی پیروی کی اجازت دے دونگا۔ تم یورپ جانا اور اپنی کتابوں کی اشاعت کرنا۔ میں ہرگز گوارا نہ کرونگا کہ تم اس ویران چٹان پر اپنی زندگی برباد کرو۔ اگر مجھکو صحیح یاد ہے تو تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم نے فرانس نہیں دیکھا ہے۔ پھر تم اس فرانس کو بھی جاکر دیکھنا اور

تم کو وہ نہریں اور یادگاریں نظر آئینگی جن سے میں نے اپنے دورِ حکومت میں فرانس کو رونق دی تھی۔ میرا دورِ فرمان روائی بہت ہی تھوڑا تھا۔ لیکن اس سے کیا نقصان ہو سکتا تھا۔ اتنے ہی زمانہ میں میں نے فرانس کو افادہ گاہوں سے معمور کر دیا تھا۔

اگرچہ فرانس میں بڑا انقلاب ہوا تھا لیکن اپنے آئین و قوانین جاری کر کے میں نے انقلاب کو مفید بنا دیا۔ میرے قوانین کا مجموعہ فرانس کے جہاز کا لنگر ہے اور پشت ہا پشت تک میرا نام یادگار رہیگا۔ اپنے دورِ فرمان روائی کے آغاز ہی میں میرا پہلا کام یہی تھا کہ کوہستان آلپس پر سڑکیں تیار ہو جائیں۔ میں اٹلی میں داخل ہوا اور مجھکو معلوم ہوا کہ اس کوہستان کی وجہ سے رستہ میں بڑی دشواریاں تھیں اور بڑا وقت صرف ہوتا تھا اور میں نے دریائے رون کی وادی سے اٹلی تک صاف سڑک قائم کر دینے کا عزم کر لیا میں نے یہ بھی عزم کر لیا کہ دریائے رون میں کشتیاں چل سکیں اور وہ پہاڑ اڑا دیا جائے جس کے نیچے گھس کر اس دریا کا پانی غائب ہو جاتا تھا۔ ہم نے انجنیر متعین کئے۔ مصارف بے شمار درکار تھے اور میں نے ڈایرکٹروں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔ لیکن فوراً ہی دوسرے معاملات پیش آ گئے اور میں مصر کو چلا گیا اور پھر اس طرح کسی کو توجہ نہ ہوئی۔

"اپنی واپسی پر میں نے یہ کام پھر اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور ڈایرکٹروں کو معزول کر دیا اور میری راہ میں موانع باقی نہ رہے۔ اور ہم نے آلپس پر کام کرنا شروع کیا۔ اور ہم نے وہ کام انجام کو پہونچا دیا کہ رومیوں کو جس کے خیال کرنے کی بھی ہمت و جرأت نہ ہوئی تھی۔ اور سنگ خارا کو تراش کر وہ سڑک بنا دی کہ ہزارہا برس تک قائم رہیگی۔"

۲۶۔ اکتوبر۔ شاہنشاہ کو شدید لرزہ آیا جس کے ساتھ بڑی پیاس تھی۔ موسم سرد اور مرطوب تھا۔ اور شاہنشاہ نے کثرت سے آگ روشن کرائی کہ بدن کو گرم کرے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے سب طاقت زائل ہو گئی تھی۔ اور اس نے

کہا کہ اس کا نام زندگی نہیں ہے۔ یہ تو صرف ایک بان ہی جان باقی ہے۔ موت میری تکلیفوں کا جلد خاتمہ کر دیگی۔ ڈاکٹر۔ آخر میری یہ کیا حالت ہے۔ ہر ایک چیز مجکو ایسا بار معلوم ہوتی ہے کہ مجکو تھکائے دیتی ہے۔ میں اپنے تئیں سنبھال ہی نہیں سکتا۔ کیا تمہارے فن طبابت میں ایسی کوئی تدبیر نہیں ہے کہ یہ کل پھر چلنے لگے“

۴۔ نومبر۔ شاہنشاہ اگرچہ بے حد کم زور تھا لیکن وہ حوض کے پاس آیا جو اُس نے بنوایا تھا۔ اُس کی عادت تھی کہ پانی کے کنارہ ایک بینچ پر گھنٹوں بیٹھا کرتا تھا اور مچھلیوں کا تماشہ دیکھتا تھا اور اُن کے سامنے روٹی کے ریزہ پھینکا کرتا تھا۔ اور اُن کی عادتوں پر غور کرتا تھا۔ لیکن مچھلیوں کو کچھ ایسی بیماری ہوئی کہ وہ ایک ایک کرکے مر گئیں اور پانی کی سطح پر اوتر آنے لگیں۔ اور ان کے مرجانے سے کیونکہ اُس کے دل بہلانے کا سامان تھیں شاہنشاہ کو بڑا رنج ہوا۔ اور ایک دو مچھلیوں کی پانی کی سطح پر اوتر آتے دیکھکر اُس نے کہا۔

”آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ عجیب سر نوشت سے میرا سامنا ہے۔ یعنی ہر شے جس سے مجکو الفت ہے یا جو میری ہے فنا ہوتی جاتی ہے۔ اور فوراً اُس پر بجلی سی گرتی ہے“

ڈاکٹر انٹومارچی نے لکھا ہے ”آج سے موسم کی خواہ کوئی حالت ہو اور شاہنشاہ کیسا ہی علیل کیوں نہ ہو لیکن ہر روز وہ حوض پر خود جاتا اور مچھلیوں کو اپنی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ اور مجھ سے اصرار کرتا تھا کہ مچھلیوں کے بچانے کی تدبیر کروں۔ اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ بیماری کس وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ میں نے پانی کا بھی امتحان کیا کہ شاید پانی میں کچھ نقص ہو مگر شاہنشاہ کو سخت بے قراری تھی۔ اور وہ مجکو دن میں کئی کئی بار بلاتا اور حوض پر یہ دیکھنے کو بھیجتا کہ کوئی اور مچھلی تو نہیں مری۔ اور آخر کار مجکو وجہ معلوم ہو گئی ہم نے حوض کے پیندے میں ایک مصالح لگایا تھا جس میں تانبے کا بھی ایک جز شامل تھا اور اسی تانبے سے زہر پیدا ہوا اور مچھلیوں کی ہلاکت کا باعث ہوا تھا۔ لہذا ہم نے

اُن مچھلیوں کو جو ہنوز زندہ تھیں نکال کر ایک ٹب میں رکھ لیا۔"

۱۹- نومبر۔ شاہنشاہ کو کئی رات سے اچھی طرح نیند نہ آئی تھی۔ اور درد جگر سے ہر وقت بے چینی رہتی تھی۔ اور اب اُس میں ذرا بھی طاقت یا ہمت باقی نہ تھی۔

اُس نے کہا "ڈاکٹر۔ آرام بھی کیا ہی خوش آئیندہ شے ہے۔ میرا بستر میرے لیے عیش کی مسند ہو گیا ہے اور اگر تمامی دنیا کی فرمان روائی مجکو دی جاے تو اس بستر سے نہ تبدیل کرونگا۔ اللہ اللہ کیا ہی تبدیلی اور کیا ہی انقلاب ہے۔ میں وہی نپولین ہوں کہ میری چستی کا پایاں نہ تھا اور میرا دماغ کبھی غافل نہ ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ حالت ہے کہ ہر وقت غفلت رہتی ہے اور اپنی آنکھ اوپر اُٹھانے میں مجکو کوشش کرنا پڑتی ہے۔ کبھی وہ زمانہ تھا کہ چار چار اور پانچ پانچ میر منشیوں کو بیں مختلف مضامین لکھواتا تھا اور اُن کو اُتنا ہی جتنی میرے مُنھ سے جلد لفظیں نکلتی تھیں لکھنا پڑتا تھا لیکن اُس وقت میں نپولین تھا اب میں ہیچ ہوں۔ اور میرے قواے جسمانی و روحانی جواب دیگئے اور میں زندہ نہیں ہوں صرف سانس چلتی ہے۔"

دو ہفتے سے شاہنشاہ کے ضعف و بیماری میں ایسی ترقی تھی کہ نہ وہ کمرہ سے باہر آسکتا تھا اور نہ اُس نے کوئی بات کی تھی۔ اور ڈاکٹر کے سخت اصرار پر کہ اُس کو دوا تو پی لینا چاہیے۔ اُس نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب مجکو کیا اُمید باقی ہے۔ دوا سے مجکو کیا نفع ہوگا۔ پس بے کار تدبیروں سے کیا حاصل ہے۔

۲۶- دسمبر۔ ضعف و بیماری کا بدستور حال تھا۔ تمام شب بے خوابی اور درد سے ایذا اٹھانے کے بعد نپولین نے کمرہ میں ٹہلنے کی کوشش کی لیکن ضعف نے ٹہلنے نہ دیا۔ اور مجبور ہو کر وہ بیٹھ گیا۔

اُس نے کہا "پاؤں بے جان ہو گئے ہیں۔ اُن میں کچھ باقی نہیں صرف پوست

داستوان ہے۔ ہر شے کا ایک انجام ہوتا ہے اور میں بھی اپنے خاتمہ کی طرف جا رہا ہوں۔ لیکن مجکو اس کا تاسف نہیں ہے۔ اس لیے کہ زندگی میں اب کونسی دلچسپ چیز باقی ہے جس کا مجھے لالچ ہو۔ اور یہ زندگی تو اب ایک ناگوار بوجھ ہے"

۲۶۔ دسمبر یورپ سے کچھ اخبار آئے۔ شاہنشاہ نے اُن کو بڑی رغبت سے پڑھا۔ اور اُن میں اُس کو اپنی بہن ایلیزا کے مرنیکا حال معلوم ہوا۔

ڈاکٹر انیٹومارچی نے لکھا ہے "اس خبر کے پڑھتے ہی شاہنشاہ پر ایک غشی کی سی حالت طاری ہو گئی۔ وہ آرام چوکی پر بیٹھا تھا۔ اُس کا سر جھک کر سینہ سے آلگا۔ اُس غم کی کوئی انتہا نہ معلوم ہوتی تھی۔ وہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرتا تھا۔ آنکھیں اُٹھاتا تھا اور پھر جھکا لیتا تھا۔ اور مجکو دیکھتا تھا۔ پھر نگاہ زمین پر گر جاتی تھی۔ اور مُنہ سے کچھ نہ کہتا تھا۔ پھر اُس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے اُس کی نبض دیکھی۔ نبض نہایت کم زور اور بے قاعدہ چل رہی تھی۔ میں نے اُس سے کہا کہ تھوڑا سا گلِ نارنج کا عرق پی لیجیے۔ لیکن ایسا معلوم ہوا کہ اُس نے میری آواز نہ سُنی۔ پھر میں نے اُس سے بہ التجا و زاری عرض کیا "کہ ذرا باہر تازگی میں چلیے"

"اس کے جواب میں اُس نے ناتوان آواز سے کہا "ڈاکٹر اس سے میری مصیبت اور میرا غم گھٹ نہیں سکتا"

"میں نے عرض کیا "جہان پناہ۔ ضرور فائدہ ہو گا۔ اور وہ عرق بھی پی لیجیے"

نپولین نے وہ عرق پی لیا۔ اور کہا "ڈاکٹر تم مجھ سے باہر چلنے کو کہتے ہو۔ اچھا چلو" اور بہ دشواری تمام اُٹھا اور ڈاکٹر کے کندھے سے سہارا لگا کر بولا "افسوس میں بڑا ہی ناتوان ہو گیا۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا"

اس وقت موسم کی بہت اچھی حالت تھی۔ ڈاکٹر کے سہارے سے شاہنشاہ

باغ کے بنگلہ تک گیا۔ لیکن پھر آگے نہ چلا گیا اور ایک تپائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے کہا۔

"اخبار میں لکھا ہے۔ کہ شاہزادی ایلیزا نے بخار سے انتقال کیا اور اپنے بچّوں کا محافظ جیروم کو بنایا" پھر دیر تک اپنی مرحومہ ہمشیر کی تعریف کر کے بولا "اخبار کے طرزِ بیان پر میں نہیں کہہ سکتا کہ کہاں تک یقین آنا چاہیے۔ لیکن میرا خیال جہاں تک ہے وہ جیروم کو اپنے بچّوں کا محافظ نہ بنا سکتی تھی۔ اور اگر یہ بات مان لی جائے تو معاملہ دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو ایلیزا کا شوہر بکیوچی بھی انتقال کر چکا ہے یا غیر حاضر ہے۔ ورنہ قانون اور قدرت دونوں کے اعتبار سے بچّوں کا وہی محافظ ہے۔"

شاہنشاہ اُٹھا اور ڈاکٹر کے کندھے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا "ڈاکٹر تم نے دیکھا۔ ایلیزا نے رستہ دکھا دیا۔ اور موت نے جو ابتک ہمارے خاندان کو بھولی ہوئی تھی اپنا دخل شروع کر دیا۔ میری باری بھی اب کچھ دور نہیں ہے مجھ میں اب کوئی طاقت اور دم باقی نہیں ہے۔ میں اب "نپولین" نہیں ہوں۔ تم ناحق مجھے امید دلاتے ہو۔ اور روح کے پرواز کے قریب اُس کو واپس بلانا چاہتے ہو۔ تقدیر کے سامنے تمھاری تدبیر فضول ہے۔ اُس کا وقت ٹل نہیں سکتا۔ اُس کے فیصلہ کا مراجعہ نہیں۔ اور خاندان کا پہلا شخص جو ایلیزا کے بعد رخصت ہوگا وہ "نپولین اعظم" ہے جو اس ویران اور منحوس پہاڑی پر ساعت شماری کر رہا ہے لیکن اب بھی جس کے نام سے یورپ کو لرزہ چڑھتا ہے۔ اور خوفناک چٹان پر میرا خاتمہ جلد ہوگا۔"

ڈاکٹر اور شاہنشاہ مکان کو واپس آ گئے اور شاہنشاہ بشدت ضعف و ماندگی سے بستر پر لیٹ گیا۔ اُس نے اپنے بیٹے اور میریا لوئیا کا ذکر کیا جن کو دیکھنے کی اب کوئی امید باقی نہیں رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اس تکلیف دہ یاد سے شاہنشاہ کو اور طرف متوجہ کرنا چاہا۔ اس پر شاہنشاہ نے کہا "ڈاکٹر میں تمھارا مطلب سمجھ گیا۔ اچھا آؤ اگر ایک باپ سے

ایسا ممکن ہو تو اس یاد کو دل سے بھلا دیں

۲۶- جنوری ۱۸۲۱ء۔ سینٹ ہلینا میں یہ خبر آئی کہ اسپین اور نیپلس میں انقلاب و بغاوت کے سامان ہو رہے ہیں۔ شاہنشاہ نے کہا فرڈی نینڈ اپنے اوپر تو حکومت کر نہیں سکتا۔ اسپین پر کیا حکومت کریگا۔ رہی نیپلس کی بغاوت۔ تو اس کی مجھے کسی طرح توقع نہیں ہو سکتی۔ کون خیال کر سکتا ہے کہ اٹلی کے چند شورش برپا کرنے والے اسپین کے باشندوں کی جھوٹی نقل کرا کے اسپین والوں کے اصولوں کا اٹلی میں اعلان کرینگے اور اُن کی شجاعت کی خود نظیر دکھلائینگے۔ اسپین کے فرمان روا نالایق سہی لیکن یہاں پر ان فرمان رواؤں سے بحث نہیں ہے۔ بحث تو اسپین اور اٹلی کے باشندوں سے ہے اور دونوں کی شجاعت۔ عزم اور علو ہمتی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یا تو نیپلس کے باشندے مجنوں ہو گئے ہیں یا اُن کی یہ حرکت ایک عام بغاوت کا پیش خیمہ ہے۔ اٹلی کے فرمان رواؤں کے ہوتے ہوئے یہ نیپلس کے باشندے اگر ان کی پشتی پر کوئی بڑی قوم نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اُن کی حامی اگر کوئی بڑی قوم ہے نیپلس والوں کی حب الوطنی کی میں داد دیتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی بڑی قوم مددگار نہیں ہے تو اپنے سیدھے اور پیارے اٹلی والوں کے حال پر مجھے بہت تاسف ہے یہ مفت بھینٹ چڑھ جائینگے اور اُن کی خون ریزی سے اٹلی کو جہاں وہ پیدا ہوئے ہیں کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ مجکو اُن پر افسوس ہے۔ ہائے یہ کیسے بد قسمت ہیں۔ وہ تو مختلف گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اُن کے درمیان جدا جدا فرمان روا ہیں جن کو ایک دوسرے سے حسد اور عداوت ہے۔ جو اُن کی اتحاد کی گرہ کو کاٹ رہا اور باہم شرکت سے کام کرنے کو روک رہا ہے۔ اور اُن کو عام آزادی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہی نفاق تھا جس کی جڑ اوکھاڑنے کی میں نے کوشش کی تھی۔ اور اسی نیت سے میں نے اٹلی کے ایک حصہ کا فرانس سے الحاق کر لیا تھا اور دوسرے حصہ کی ایک جدا سلطنت قایم کر دی

تھی میں نے مقامی عادتوں کا استیصال کرنا چاہا تھا۔ اور خود غرضانہ تنگ خیالات کو میٹ دینے کی کوشش کی تھی تاکہ ڈھل کر تمامی باشندوں کی ایک عادت ہو جاتی۔ اور وہ فرانس کے قوانین پر عمل کرنیکے عادی ہو جاتے۔ اور پھر اُن کو متحد کر کے اُن کی قدیم شان و شوکت واپس کر دی جاتی۔

„میری تجویز تھی کہ تمامی چھوٹی چھوٹی ریاستیں مستحکم کر کے ایک خود مختار طاقت قائم کر دیجاتی جس پر میرا دوسرا بیٹا فرمان روا ہوتا۔ اور اپنی قدیمی شان و عظمت کے ساتھ شہر روم اُس کا پایہ تخت ہو جاتا۔ مراٹ کو میں نیپلس سے علٰحدہ کر دیتا۔ اور سمندر سے لیکر کوہستان الپس تک ایک ہی فرمان روا کا پھریرا ہوا میں لہراتا۔ اور اٹلی کے نفع کی غرض سے میں نے اس تجویز پر کارروائیاں بھی شروع کر دی تھیں۔ شہر روم کی صفائی میں کاریگر مصروف کر دیے گئے تھے۔ اور دلدلوں سے پانی نکالا جا رہا تھا۔ لیکن جنگ شروع ہو گئی اور ایسے حالات پیش آ گئے کہ میں جو چاہتا تھا نہ کر سکا۔ ڈاکٹر انھیں باتوں نے مجھکو روک دیا اور میں کام نہ کر سکا۔

„ہائے۔ ڈاکٹر کیسی کیسی یادگار باتیں اور خوبصورت اٹلی کے کیسے کیسے زمانے آج مجھکو یاد ہیں۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی میں نے اٹلی کی افواج کی سپہ سالاری کی تھی جنھوں نے اُس کو فتح کیا تھا۔ میں اُس وقت تمھاری طرح جوان تھا۔ اور تمھاری طرح مجھ میں چستی اور تیزی تھی۔ مجھکو اپنے قوا کا علم تھا اور بڑے شوق سے فوج میں بھرتی ہونا چاہتا تھا۔ اور میں اپنی کامیابیوں کے ثبوت دے چکا تھا۔ میری لیاقت اور ہنرمندی میں کسی کو کلام نہ تھا لیکن میں ایسا کم سن نوجوان تھا کہ بوڑھے سردار جن کی تمام عمر میدان حرب و ضرب میں کٹ چکی تھی ناخوش تھے۔ یہ دیکھکر مجھکو ضرورت معلوم ہوئی کہ اپنی عادتوں میں نہایت زاہدانہ وضع سے انوکھاپن دکھاؤں اور پھر جب ان اصولوں پر میں کاربند ہوا تو پھر تمام عمر اُن ہی اصولوں کا پابند رہا۔ بڑے بڑے کارہائے نمایاں کی ضرورت

تھی کہ فوجی لوگ مجھ سے محبت کریں اور مجھ پر اعتماد پیدا ہو۔ اور میں نے بعض کارہائے نمایاں کئے۔ چنانچہ ہم نے قدم آگے بڑھائے اور فتوحات حاصل کیں اور جمہور اور سپاہ میں میرا نام محبوب ہو گیا۔ اور مجھکو اس کا علم تھا کہ میں ہر دلعزیز ہو گیا ہوں۔ یہاں میں نے کارہائے نمایاں کئے سوا جملہ باتوں کی طرف سے منھ موڑ لیا۔ میں جدھر ہو کر نکل جاتا تھا تحسین و آفرین کے نعروں سے ہوا گونجنے لگتی تھی۔ ہر بات میرے اختیار میں تھی۔ لیکن مجھکو صرف اپنی سپاہ۔ فرانس اور آنے والی نسلوں کا خیال تھا۔"

جنوری اور فروری سنہ ۱۸۲۱ء میں شاہنشاہ کی بیماری کی بہت ہی زیادہ خراب حالت رہی اور اس کی مصائب کی نہایت قابل افسوس صورت تھی۔ درد اور بیماری میں جبکہ جزیرہ پر کہر کا دھند چھایا رہتا تھا اور باد و باران کے طوفان برابر چل رہے تھے شاہنشاہ اپنے کمرہ میں بند رہا اور دن اور ہفتے برابر گذرتے چلے گئے۔

۴۔ مارچ شاہنشاہ کے سامنے علوم اور فنون لطیفہ کا ذکر چلا۔ ایک شخص نے حاضرین میں سے موسیقی کا بڑی ناقدری کے ساتھ ذکر کرنے میں اپنی رائے کا صاف صاف اظہار کیا۔ اس پر شاہنشاہ نے کہا "آپ غلطی پر ہیں۔ تمامی فنون میں آدمی کے جذبات پر موسیقی سب سے بڑا اثر رکھتی ہے۔ اور فرمانرواؤں کو لازم ہے کہ اس کی سب سے زیادہ سرپرستی کریں۔ اچھا نظم کیا ہوا راگ نہایت ہی موثر چیز ہے۔ اور اس کا اثر اخلاق کے فعل پر غالب ہے۔ اخلاقی کاموں سے ہماری عقل کو تسکین ہو سکتی ہے لیکن ہمارے محسوسات میں گرمی یا محبت نہیں پیدا ہوتی۔ اور نہ ہماری عادتوں میں ذرا سا فرق پیدا ہوتا ہے۔"

۱۷۔ مارچ۔ بوڑھے پادری کی صحت اس جزیرے کی ناموافق آب و ہوا سے ایسی خراب ہو گئی تھی کہ اب زیادہ قیام سے اس کی جان کا خطرہ تھا۔ اور اسی لیے نپولین نے اس کو یورپ بھیج دینے کا قصد کیا اور اس کی تین ہزار فرانک سالانہ پنشن مقرر کی

شاہنشاہ نے کہا "پادری صاحب کے ہمراہ جمیس ٹون تک جاؤ۔ اور چونکہ سفر نہایت دور و دراز ہے جمیع انتظام میں اُن کی مدد کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ بخیریت تمام شہر روم کو پہونچیں۔ اور حادثات سفر سے محفوظ رہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ روم میں پادری صاحب سے کیا سلوک ہوگا کیا تم کو خیال ہے کہ اچھا سلوک نہ ہوگا۔ نہیں اُن کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوگا اور یہ سلوک محض میری وجہ سے ہوگا۔ کیونکہ اگر میں نہ ہوتا تو آج نہ معلوم مذہب اور گرجا کا کیا حشر ہوا ہوتا"

۲۰ مارچ۔ میڈم برٹ رینڈ شاہنشاہ کو دیکھنے آئی۔ اگرچہ وہ نہایت ضعیف و ناتوان تھی لیکن شاہنشاہ کے سامنے اُس نے اپنے چہرے کو بشاش بنانے کی کوشش کی۔ نپولین نے سنجیدگی سے کہا "میڈم تم کو مرنے کی تیاری کرنی چاہئے" اور خورد سال ہورٹنس کی طرف مخاطب ہو کر بولا "ہورٹنس تم اور میں دونوں اسی چٹان پر مرینگے" پھر میڈم کی طرف مخاطب ہوا "میڈم میں پہلے روانہ ہونگا تم میرے بعد جاؤگی اور اُس کے بعد ہورٹنس روانہ ہوگی۔ اور ہم سب کی بہشت میں ملاقات ہوگی" اس کے بعد شاہنشاہ نے روح کی رخصت کے متعلق یہ چند دل گداز اشعار پڑھے

اشعار

کیوں ہو کر خستہ و ناکارہ ہے جھگڑتی تو آب و گل سے
ہو قالب سے اب جلد جدا تلقین اعزہ ہیں پڑھتے
گلزار تجرد کے گل چن دامن خاروں سے جلد چھڑا
ہے نخلِ عمل بے برگ و بن زیر دامانِ شفاعت آ
ملتا ہے مرگ ساحلِ امان طوفان و تلاطم کا کیا ڈر
آیا ہے تجھ پر خواب گراں تا حشر اب چین سے سو جا کر

جلدی کر چلنے کی جلدی   یہ وقت گذر نہ جائے کہیں
اب ہائے اور وائے نہ کر اتنی   شب آخر ہے اور صبح قریب

۲۹ - مارچ - مرض کا شاہنشاہ پر زیادہ غلبہ ہوتا جاتا تھا - خارجی علاج میں تو اُس کو کوئی عذر نہ تھا لیکن دوا پینے کی طرف سے اُس کو سخت نفرت تھی - اور اُس نے ڈاکٹر سے کہا: "مجھ سے دوا نہیں پی جاتی - یہ تو میرے امکان سے باہر ہے - دوا کی طرف سے مجھکو بلا کی نفرت ہو گئی ہے - میں نے بے وسواس اپنے تئیں خطرات میں ڈال ڈال دیا ہے اور موت کو بڑے استقلال سے دیکھا کرتا تھا - لیکن باوجود کوشش و ہمت کے دوا پیالہ ہونٹھوں تک لایا نہیں جاتا - اور کوئی شک نہیں کہ میں ایک بگڑا ہوا بچہ ہوں - جس کو دوا سے کوئی سروکار نہ تھا" اور پھر میڈیم برٹ رینڈ سے پوچھنے لگا: "میڈیم تم دوا کیسے پی لیتی ہو"

میڈیم نے جواب دیا: "میں دوا کی طرف خیال نہیں کرتی اور پی لیا کرتی ہوں اور میں جہاں پناہ کو بھی مشورہ دیتی ہوں کہ دوا کی طرف خیال نہ فرمایا کریں پی لیا کریں"

نپولین نے اپنا سر ہلایا اور پھر جنرل مان تھولون سے یہی سوال کیا - اور مان تھولون نے بھی وہی جواب دیا جو میڈیم برٹ رینڈ نے دیا تھا -

شاہنشاہ نے کہا: "تو - صرف ایک میں ہی ایسا شخص ہوں جو دوا سے بھاگتا ہے - اب میں نہ بھاگوں گا - اچھا لاؤ - دوا پلا دو" اور شاہنشاہ نے بڑی مضبوطی کر کے پیالہ لیا اور دوا پی گیا -

۳۱ مارچ - اردلی کے افسر کو جسے نپولین کی موجودگی کی تصدیق کرنا پڑتی تھی یہ حکم ہوا کہ گورنر کو روزانہ رپورٹ کیا کرے کہ میں نے جنرل بوناپارٹ کو آج بچشم خود دیکھا ہے - ان دنوں برابر ۱۰ مارچ سے شاہنشاہ اپنی شدید بیماری کی

وجہ سے کمرہ میں بند تھا اور باہر نہ آسکا تھا۔ لیکن یہ افسر ایسا شریف تھا کہ اس نے اس بات پر ہرگز زور نہ دیا کہ مرتے ہوئے مظلوم کے کمرہ میں زبردستی جاکر اُس کو بچشم خود دیکھے۔ اب نپولین کو صرف اتنی ہی تمنا تھی کہ اُس کو دلجمعی کے ساتھ مرنے کی اجازت دیجائے اور اُس کے قید کرنے والے اُس کے سامنے اپنی مکروہ صورتیں نہ لائیں۔ اس پر سر ہڈسن لو کو غصہ چڑھ آیا۔ اور اپنے ماتحت افسروں کو ہمراہ لے کر لانگ وڈ آ دھمکا اور شاہنشاہ کے مکان کے گرد پھرنا شروع کیا اور اردلی کے رپورٹ کرنے والے افسر سے کہا کہ اگر میرے حکم کی تعمیل نہ کریگا تو نہایت سخت سزا دونگا۔

افسر بیچارے کو سخت پریشانی تھی۔ اور اُس نے جنرل مان تھولون اور مارچینڈ سے استدعا کی۔ ان دونوں نے افسر کی پریشانی دیکھ کر ایسا انتظام کیا کہ یہ افسر شاہنشاہ کو دیکھ بھی لے اور شاہنشاہ کو خبر نہ ہو۔ اندھیرے کمرے میں جس وقت شاہنشاہ بستر سے اٹھا اور مان تھولون اور ڈاکٹر انٹومارچی ناتوان شاہنشاہ کے پاس کھڑے تھے مارچینڈ نے پردہ کو ذرا سرکا دیا اور باغ کی جانب دیکھنے لگا۔ گورنر کا افسر پاس ہی باہر کھڑا تھا اور اُس نے جھانک کر شاہنشاہ کو بچشم خود دیکھ لیا اور تصدیقی رپورٹ کردی۔

لیکن سر ہڈسن لو کو اتنے پر اطمینان نہ ہوا اور اُس نے کہا کہ "اگر افسر کو روزانہ کمرہ کے اندر جاکر جنرل بوناپارٹ کی حاضری کا اطمینان نہ کرنے دیا جائیگا تو میں اپنے سررشتہ سمیت لانگ وڈ آکر زبردستی کمرہ کے کواڑ توڑ ڈالوں گا اور اندر گھس جاؤنگا اور کچھ خیال نہ کرونگا" جنرل مان تھولون نے گورنر کو اس توہین کے ظالمانہ فعل سے باز رہنے کی ترغیب دی اور کہا "مصیبت زدہ کی مصیبت کا لحاظ چاہیے۔ دوسرے آپ کے سامنے جانے سے شاہنشاہ کو بڑی ایذا ہوگی۔ کیونکہ اب وہ جاں بلب سا ہو رہا ہے" لیکن بھلا سر ہڈسن لو پر ان باتوں کا کیا اثر ہونے والا تھا۔ اور اُس نے کچھ توجہ نہ کی۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ڈاکٹر انٹومارچی آگیا اور گورنر کی نا ملائم باتیں سنکر

غصہ سے آگ ہو گیا۔

گورنر نے غرور سے پوچھا "جنرل بوناپارٹ کہاں ہے"

اینٹو مارچی نے اسی طرح جھڑک کر جواب دیا "یہاں کوئی جنرل بوناپارٹ نہیں ہے"

گورنر نے پوچھا "وہ کب غائب ہو گیا"

اینٹو مارچی نے جواب دیا "میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ آخری جنگ جس میں جنرل بوناپارٹ نے سپہ سالاری کی تھی "ابوکر" کی جنگ تھی۔ اور وہ شائستگی کا طرفدار ہو کر لڑا تھا اور تم نے ظلم اور وحشت کی سرپرستی کی تھی۔ اس نے تمھارے وحشی اور ظالم رفیقوں کو فاش اور کامل ہزیمت دی تھی۔ اور ان کو سمندر میں دھکیل دیا تھا۔ اور پھر اس جنگ کے بعد سے جنرل بوناپارٹ کا نام میرے سننے میں نہیں آیا ہے۔ لیکن آپ کو قسم ہے کہ اپنی پر توہین تجویزوں میں سے کچھ اٹھا نہ رکھنا کہ شاہنشاہ کل مرتا ہو تو آج ہی مر جا"

سر ہڈسن لو نے حقارت سے کہا "شاہنشاہ! کیا خوب۔ کون شاہنشاہ"

ڈاکٹر اینٹو مارچی نے کہا "جی۔ وہی شاہنشاہ جس نے انگلستان کے حواس گم کر دیے اور براعظم یورپ کے ہاتھ میں وہ آلہ دیدیا کہ تمھارے امراء کا ایک امروز فردا میں خاتمہ ہوا جاتا ہے"

ڈاکٹر اینٹو مارچی کہتا ہے کہ سر ہڈسن لو کی روح دریائے ٹمس کی پلید مٹی سے ضرو ضرور بنی تھی کہ وہ ایسی ساعتوں میں جبکہ شاہنشاہ کی آخری حالت تھی اور وہ جاں بلب تھا اس پر شدائد روا رکھتا اور اس کو ستاتا تھا اور دیکھیے اس پر کسی کے کہنے کچھ اثر نہ ہوا اور وہ باز نہ آیا۔ لہذا مجبور ہو کر کونٹ برٹرینڈ اور جنرل مان تھولون نے اس طوفان کے فرو کرنے کی ایک اور تجویز نکالی یعنی خوش نصیبی سے انھوں نے شاہنشاہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ ایک دوسرے ڈاکٹر کو مشورہ میں شریک کر لیا جائے۔ شاہنشاہ نے ڈاکٹر آرنٹ کو انتخاب کیا اور اسی کو گورنر نے شاہنشاہ کی موجودگی کا ذمہ وار کر دیا

وہ مجبوراً گورنر کو روزانہ رپورٹ بھیجتا رہا کہ میں نے شاہنشاہ کو بچشم خود دیکھا ہے۔"

۴-اپریل- برطانیہ کی گورنمنٹ نے اب شاہنشاہ کے رہنے کے لیے اس موجودہ ذلیل مکان سے بہتر ایک اور مکان تعمیر کرا دیا تھا۔ لیکن اب تک شاہنشاہ کو یہی اوجاڑ- موش خانہ میں رہنا پڑا تھا۔ اب سر ہڈسن لو کے مقرر کیے ہوئے ڈاکٹر نے یہ اصرار کیا کہ شاہنشاہ کو اس جدید مکان میں اٹھ چلنا چاہیے۔ شاہنشاہ نے اس کی بات کو خاموشی سے سنا۔ اور پھر اپنے ڈاکٹر انٹومارچی کی طرف مخاطب ہو کر بولا "کیا ڈاکٹر یہ تمہاری رائے ہے کہ میں اس مکان میں اٹھ جاؤں"

ڈاکٹر انٹومارچی نے جواب دیا "نہیں میری رائے نہیں ہے بخار بہت زیادہ تیز ہے۔ اور ایک مکان سے اٹھ کر دوسرے میں جانا مضرت سے خالی نہیں"

شاہنشاہ نے ڈاکٹر آرنٹ سے کہا "تم نے سن لیا۔ لہذا اب دوسرے مکان کا تذکرہ نہ ہو"

ڈاکٹر آرنٹ نے پھر اصرار کیا۔ لیکن شاہنشاہ نے کچھ جواب نہ دیا۔

۵-اپریل- بیس دن سے شاہنشاہ کا خط نہ بنا تھا۔ ان ایام میں ڈاکٹر نے چند بار چاہا کہ خدمتگاروں میں سے کوئی خط بنا دے لیکن شاہنشاہ برابر ٹال ٹال گیا تھا۔ آخر کار ایسی تکلیف بڑھی کہ شاہنشاہ نے خود خواہش ظاہر کی کہ اس کا خط بننا چاہیے۔ ڈاکٹر نے حجام بلانے کی تجویز کی۔ شاہنشاہ نے اس معاملہ پر ذرا غور کیا اور کہا "میں تو اپنا خط خود بنا لیا کرتا ہوں اور آج تک میرے چہرے کو کسی کا ہاتھ نہیں لگا ہے لیکن اب مجھ میں طاقت نہیں ہے اور مجبوراً ایسی بات گوارا کرنا پڑیگی جس کو میں بالطبع پسند نہیں کرتا لیکن۔ ڈاکٹر ہرگز یہ نہ ہوگا۔ میں یہ نہ کہلواؤنگا کہ میں نے اپنا چہرہ دوسرے کو چھونے دیا۔ صرف تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم میرا خط بنا دو"

ڈاکٹر نے اپنی کم مشقی کا عذر کر کے کہا۔ کہ کسی ہوشیار آدمی سے خط بنوایا جاوے

شاہنشاہ نے کہا "بہت اچھا یوں ہی سہی۔ لیکن یقیناً سوائے تمھارے کسی اور کو فخر نہ ہوگا کہ میرے جبڑے کو ہاتھ لگایا"

۷۔ اپریل۔ شاہنشاہ کو کسی قدر افاقہ تھا۔ اور ہمت کرکے اُس نے بیٹھ کر اپنا خط خود بنایا اور لباس تبدیل کرکے آرام کرسی پر بیٹھا۔ انگریزی اخبار پڑھتے پڑھتے ایک موقع پر اُس کو اپنے دو جنرلوں کے متعلق ایک رنج دہ واقعہ نظر پڑا۔ اُس نے کہا "بیشک خطا واقع ہوئی تھی۔ لیکن خطا سے کون پاک ہے۔ شہریوں تک کا تو یہ حال ہے کہ امن چین اور اطمینان سے بیٹھے ہوئے باوجود خطا کر بیٹھتے ہیں تو پھر کس طرح توقع ہو سکتی ہے کہ وہ افسر جنکے شب و روز حرب کے میدان میں فکر و تردد کے ساتھ گذرتے ہیں ان شہریوں سے بھی بڑھ جائیں اور خطا نہ کریں اور صائب رائے کا ایسا صحیح تیر ہو کہ ہمیشہ نشانے ہی پر پڑے"

۱۵۔ اپریل۔ آج تمام دن شاہنشاہ وصیت لکھنے میں مصروف رہا۔ وصیت نامہ حسب ذیل الفاظ سے شروع ہوا تھا۔ ۱۔ میں رومن کیتھولک عیسائی مرتا ہوں اور اسی مذہب میں پچاس سال سے زیادہ ہوئے کہ میں پیدا ہوا تھا۔ ۲۔ میری تمنا ہے کہ فرانس میں دریائے سین کے کنارے میں انھیں لوگوں میں جن سے مجھکو محبت ہے دفن کیا جاؤں۔ ۳۔ مجھکو اپنی محبوب بیوی ملکہ میریا لوئیسا سے ہمیشہ محبت رہی ہے اور اب آخری لمحوں میں بھی اُس کے محبت کا میرے دل میں وہی حال ہے۔ لہذا می اُس سے یہ التجا کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کی بڑی ہوشیاری سے پرورش کرے تاکہ اُس کی جان اُن جالوں سے محفوظ رہے جو بچپن سے اس بچہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ۴۔ میں اپنے بیٹے کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ یہ بات کبھی فراموش نہ کرے کہ وہ فرانس کا شاہزادہ پیدا ہوا ہے۔ اور کبھی اُن ظالموں کے ہاتھ میں ایسا آلہ نہ بنے جو یورپ کی قوموں کو ستاتے ہیں۔ اُس کو لازم ہے کہ فرانس کے خلاف کبھی جنگ نہ کرے اور فرانس کو کسی طرح نقصا

نہ ہونے پائے۔ اور اُس کو میرے دستور العمل پر کاربند ہونا چاہیئے کہ „**جو کچھ ہے وہ فرانس کے باشندوں کے واسطے ہے**“

شاہنشاہ نے اس وصیت نامے میں اپنے تمامی دوستوں کو جو ہنوز زندہ تھے اور اُن دوستوں کے بیوہ بچوں کو جو مر چکے تھے بڑی فیاضی سے یاد کیا اور اُس کی شکرگزار یاد نے ایک کو بھی فراموش نہ کیا۔

۱۷ اپریل۔ شاہنشاہ نے کونٹ ماں تھولوں کو تین بجے بلایا۔ اُس کے چہرے پر اس وقت مخصوص بشاشت تھی۔

شاہنشاہ نے کہا „جنرل برٹرینڈ سے اس وقت باتوں باتوں میں یہ ذکر ہوا کہ میرے وصی لوگوں کو میرے بیٹے سے کیا کہنا چاہیے جبکہ اُن کی اُس سے ملاقات ہو۔ تو میں چاہتا ہوں کہ تمکو چند لفظوں میں وہ نصیحتیں لکھوا دوں جو بطور وصیت کے میں اُس سے کہنا چاہتا ہوں اور اس سے تم کو آسانی ہوگی کہ میرے خیالات میرے بیٹے تک پہنچا سکو۔ اچھا۔ میں بولتا ہوں لکھو“

اور شاہنشاہ نے یہ حیرت انگیز خط اپنے بیٹے کے نام حسب ذیل لکھوانا شروع کیا۔

„میرے بیٹے کو میری موت کے انتقام لینے کے خیالات نہ کرنا چاہیے۔ میری موت سے اُس کو عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔ میرے کارناموں کو وہ کبھی فراموش نہ کرے۔ میری طرح اُس کو سرتاپا فرانسیسی ہونا لازم ہے۔ اُس کا مدعا یہ ہونا چاہیے کہ صلح اور امن کے ساتھ حکومت کرے۔ اور اگر محض میرے قدم پر قدم رکھکر وہ جنگ شروع کریگا اور واقع میں اس جنگ کی کوئی سخت ضرورت نہ ہوگی تو یہ محض مُنہ چڑانا اور بھونڈی نقل کرنا ہوگا۔ اور اُسی کام کو پھر سے کرنا جو میں نے کیا تھا یہ معنی رکھیگا کہ میں نے کچھ نہ کیا تھا۔ لیکن اگر اُس کام کے تکمیل کرنے کی کوشش کیجائیگی تو ثابت ہوگا کہ میری رکھی ہوئی بنیادیں مستحکم ہیں۔ اور نیز یہ تکمیل یہ بھی ثابت کریگی کہ ایوان کا خاکہ صرف میں نے کھینچ دیا

تھا۔ اور یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک ہی صدی میں ایک ہی کام دو دفعہ نہیں ہوتا۔ میں مجبور تھا کہ یورپ کو اپنے زور اور فن حرب سے خایف کر دوں۔ اب اس وقت صرف اتنا کام باقی ہے کہ یورپ کو یقین کرا دیا جائے کہ یورپ غلطی پر تھا۔ میں نے وہ انقلاب کو بچا لیا جس کے نتایج خاک میں مل جانے کے قریب ہو گئے تھے۔ میں نے اُس کی اُجڑی تعمیر کو پھر بنایا۔ اور اُس کی ضیا، و چمک سے دنیا کو دکھا دے۔ میں نے فرانس اور یورپ کے دلوں میں نئے خیالات قایم کر دیے۔ اور اب وہ اُکھڑ نہیں سکتے۔ پس میرے بیٹے کا فرض ہے کہ میرے لگائے ہوئے پودے کی پرورش کر کے اُس کو پروان چڑھائے۔ اُس کو لازم ہے کہ سرسبزی اور دولت کے اُن عناصر کو جو فرانس کی زمین میں مدفون ہیں کارآمد بنائے اور اسی سے وہ بڑا بادشاہ ہو سکتا ہے " میرے انتقال کے بعد بوربون فرانس کے تخت پر قایم نہ رہیں گے اور فرانس میں ہر مقام پر اور نیز انگلستان میں میری حمایت کو لوگ اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور لوگوں کا میری حمایت میں یوں مستعد ہو جانا میرے بیٹے کے لیے عمدہ ترکہ ہوگا۔ یہ ممکن ہے کہ اپنے داغ بدنامی کو مٹانے کی غرض سے کیونکہ میرے ساتھ انگلستان نے بڑے بڑے ظلم کیے ہیں یہی انگلستان میرے بیٹے کو فرانس کا فرمان روا بنانے پر آمادہ ہو۔ لیکن پھر بھی انگلستان سے میل جول قایم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اُس کی تجارتی مقاصد میں اُس کی مخالفت نہ کی جائے لیکن اس ضرورت سے دو نتیجے پیدا ہوں گے یعنی یا تو انگلستان سے جنگ کی جائے یا دُنیا کی تجارت میں اُس سے شرکت ہو۔ اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے پچھلا نتیجہ اور اُسی پر عملدرآمد مناسب ہوگا۔ اور یہی ممکن بھی ہے۔ فرانس میں خارجی معاملات کا داخلی معاملات پر زیادہ عرصے تک اثر اور غلبہ رہے گا۔ میں اپنے بیٹے کے لیے ترکہ میں کافی طاقت اور ہمدردی چھوڑتا ہوں۔ کہ وہ میرا کام جاری رکھے اور اُس کو صرف زیرک اور موافق مشیروں کی مدد کی ضرورت رہ جائے گی " وائنا میں میرے بیٹے کی حالت قابل افسوس ہے۔ یہ بات ممکن معلوم نہیں ہوتی کہ آسٹریا بلا شرائط لکھوائے اُس کو آزاد کر دے۔ لیکن فرانس اول تو میرے بیٹے سے بھی

زیادہ نازک حالت میں تھا اور اس سے اُس کے فرانسیسی ہونے میں کوئی خلل نہ آیا۔ میرا بیٹا غیر بادشاہوں کی مدد سے تخت نشین ہونے کو کبھی گوارا نہ کرے۔ اُس کی صرف یہی خواہش نہ ہونا چاہیے کہ کسی نہ کسی طرح سے اُس کی فرمان روائی کی تمنا پوری ہو جائے۔ نہیں بلکہ اُس کو اس طور سے فرمان روائی کرنا چاہیے کہ آنے والی نسلیں اُس کے نام کو بہ شکر گزاری یاد رکھیں۔ اور جب اُس کو اختیار اور قابو ہو اُس کو لازم ہے کہ میرے خاندان سے پوری محبت کرے۔ میری ماں پورانی وضع کی خاتون ہے۔ جوزیف اور یوجین میرے بیٹے کو اچھی اور نیک صلاح دینگے ہورٹنس اور کیرولاین بڑی اعلیٰ صفات کی عورتیں ہیں۔ اگر میرے بیٹے کو جلا وطنی ہی میں رہنا ہو تو اُس کو چاہیے کہ میری کسی بھتیجی سے شادی کرے۔ اور اگر فرانس اُس کو اپنا فرمان روا بنالے تو اُس کو روس کی شہزادی سے شادی کرنا چاہیے۔ اور اسی روس کے دربار کی یہ حالت دیکھی گئی ہے کہ رشتہ کو حکمت عملی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اُس کو اپنے نئے رشتہ کے ذریعہ سے فرانس کے خارجی اثر کو ترقی دینا چاہیے اور یہ نہ ہو کہ باہر کے لوگ آئیں اور اُس کے مجلس مشورت میں اپنا اثر ڈالیں۔ فرانسیسی قوم پر بہ شرطیکہ وہ غلط رستہ نہ چلائی جائے دوسرے قوموں کے مقابلہ میں زیادہ آسانی سے حکومت کی جا سکتی ہے۔ بات کو آسانی اور تیزی کے ساتھ سمجھنے میں فرانسیسی قوم اپنا نظیر نہیں رکھتی اور اُس کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کون شخص قوم کے واسطے محنت کرتا ہے اور کون شخص قوم کے خلاف کارروائیاں کرتا ہے۔ اور ایسی قوم کے لیے ضروری ہے کہ اُس کی سمجھ کے موافق بات کہی جائے۔ نہیں تو اُس کی چلبلی اور بے چین روح پلٹے کھاتی ہے اور آخر میں جوش مار کر اُبل پڑتی ہے۔

”میرا بیٹا فرانس کی خانہ جنگیوں کے بعد فرانس کا فرمان روا ہوگا۔ اُس کو صرف ایک فریق سے خدشہ ہوگا اور وہ فریق ”ڈیوک آف آرلینیس“ کا ہے۔ یہ فریق بہت

عرصہ سے نشو و نما پا رہا ہے۔ میرے بیٹے کو کسی فریق کا خیال نہ ہونا چاہیے۔ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ جمہور کا کیا خیال ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے اپنے ملک فرانس کے ساتھ بغاوت اور نمک حرامی کی ہے میرے بیٹے کو باقی تمامی لوگوں کے چال و چلن کو معافی کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔ اور ارباب جوہر کی جہاں وہ ہاتھ آئیں سرپرستی اور قدر کرنا چاہیے۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ چیٹیو برانڈ جس نے میرے خلاف نہایت ہی مذموم بہتانوں کا رسالہ لکھ کر مجھ کو بدنام کیا ہے نہایت ہی اچھا فرانسیسی[1] ہے

،، فرانس ایسا ملک ہے جہاں فریقوں کے سرغناؤں کا اثر نہایت ہی کم ہے اور ان سرغناؤں کی مدد پر پھولنا ریت کی بنیاد تعمیر بنانا ہے۔ صرف عام جمہور کے گروہ کی مدد سے بڑے بڑے کام ہو سکتے ہیں۔ علاوہ بریں فرماں روا کو چاہیئے کہ مدد اُسی مقام سے طلب کرے جہاں سے مدد مل سکتی ہو۔ اخلاقی قانون بھی جسمانی قوانین کی طرح مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں۔ بوربون چاہے جس قسم کا طرز حکومت قائم کریں لیکن مدد کے واسطے وہ صرف امرا اور قسیسوں پر ہی بھروسہ کر سکتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ کلوں کے زور نے ایک لمحے کے لیے پانی کی سطح کو بلند کر دیا ہے لیکن پھر وہ اُتر کر اپنی اصلی سطح پر ضرور آئے گا۔ اس کے برخلاف میں نے بلا استثنا جمہور کی مدد پر اعتماد کیا تھا اور میں نے ایسی فرماں روائی کی نظیر دکھلا دی تھی جس میں سب ہی کا نفع تھا اور میں نے صرف اُمرا، قسیسوں، شہریوں یا تاجروں کی مدد یا نفع کی غرض سے حکومت نہ کی تھی بلکہ فرانسیسی قوم کی پوری جماعت اور خاندانوں کے واسطے فرماں روائی کی تھی۔

،، میرے اُمرا میرے بیٹے کی مدد نہ کریں گے۔ اور یہ مجھے ایک پشت سے زیادہ پشتوں کی

---

[1] چیٹیو برانڈ کے رسالہ کا اوپر ہم مفصل حال لکھ چکے ہیں۔ ایسے شخص کو نیپولین کا یوں آسانی سے معاف کر دینا کیا ظاہر کرتا ہے۔ یہی ظاہر کرتا ہے کہ نپولین جیسے فیاض اور عالی حوصلہ شخص کی نظیر معدوم ہے۔ مصنف ۱۲۔

ضرورت تھی کہ اُمرا ربیرانگ اختیار کر کے میری فتوحات کی جو خلاق سے متعلق تھیں پاک امانت کو محفوظ رکھتے۔ ۱۸۱۴ء سے تمامی اُمرا نے دوسرے فریق کی حمایت شروع کر دی۔ اور مجکو اپنے مارشلوں یا امرا پر بھروسہ نہ رہا حتی کہ اپنے کرنلوں پر اعتماد نہ کر سکا۔ لیکن اس کے برخلاف تمامی جمہور اور تمامی فوج کپتانوں کے درجہ تک میری حامی رہی۔ اور اُن پر اعتماد کرنے میں میں نے دغا نہ کھائی۔ اُن پر میرے بڑے احسان تھے اور میں اُن کا سچا قائم مقام تھا۔ اور بغیر میرے مختار مطلق بنائے اُن کو چارہ کار نہ تھا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میری خواہش سے زیادہ وہ مجکو طاقت و اختیار دینے پر ہمیشہ آمادہ رہے۔ لیکن آج یہ نوبت ہے کہ ضرورت سے زیادہ کوئی شئے ممکن نہیں ہے۔ اور میرے بیٹے کے ساتھ بھی یہی حال ہوگا۔ اُس کے اختیارات پر جھگڑا کیا جائیگا اور اُس کو پہلے سے یقین کر لینا چاہیے کہ آزادی مانگی جائیگی۔ اور موجودہ زمانہ میں تنہا حکومت کرنے سے مجالس مشورت کی مدد سے حکومت کرنا آسان بھی ہے۔ یعنی بہت سی باتوں کی یہ مجلسیں ذمہ دار اور جواب دہ ہو جاتی ہیں مگر غلبۂ رائے اپنے لیے حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اتنا ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ ملک میں برا خیال نہ پیدا ہونے پائے۔ گورنمنٹ کا اثر فرانس میں بے انتہا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ سمجھ کر کام کرے تو پھر چاروں طرف سے امداد حاصل کرنے کو اُسے رشوتیں دینے کی حاجت نہیں۔ فرماں روا کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ فرماں روائی کرے۔ بلکہ اُس کا یہ فرض ہے کہ تعلیم و اخلاق کی اشاعت کرے اور خلایق بہبودی میں جان و دل سے محنت کرے۔ اور جو چیز جھوٹی اور فریب دینے والی ہے ناقص بد ہے۔

" اپنی جوانی میں مجھے بھی چند دھوکے ہوئے تھے۔ لیکن اُن کا حال مجکو جلد معلوم ہو گیا بڑے بڑے مقرر جو اپنی فصاحت کی آب و تاب سے مجالس پر حکومت کرتے ہیں معاملات ملکی میں اُن کی محض معمولی لیاقت ہوتی ہے اور اُن کے طریقے میں اُن سے اختلاف کرنے

کی کوئی حاجت نہیں اس لیے کہ وہ تم سے زیادہ لفّاظی ہی لفاظی کرنا جانتے ہیں اور بیں آگے خیر صلاح ہوتی ہے۔ اگر اُن کی فصاحت کا مقابلہ ہی کرنا منظور ہو تو متین اور منطقی دلائل سے انکی تردید کرنا چاہیے۔ انکی طاقت محض بے سروپا باتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ اور انکو بجبر کر واقعات کی اصلیت کی طرف لانا چاہیے۔ میری مجلسوں میں مجھ سے زیادہ فصیح و بلیغ اراکین موجود تھے لیکن میں اُن کو ہمیشہ اس سادی دلیل سے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں شکست دیدیا کرتا تھا۔

” فرانس میں بڑے ذکی عملی کام کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ صرف ضرورت یہ ہے کہ وہ تلاش کر لیے جائیں۔ اور مناسب رتبوں پر پہونچنے کے اُن کو ذریعہ بہم پہونچا دیے جائیں۔ اور ایسی لیاقتوں کے اشخاص جن کو مشورہ کی کونسل کا رکن ہونا چاہیے مقابل چلا رہے ہیں اور اس کے خلاف وہ لوگ وزارت کے قلمدان لیے بیٹھے ہیں جن کو ہل جوتنا چاہیے تھا اگر ایسے لوگ جو دیکھنے میں ہر صورت سے معقول نظر آتے ہیں نہایت ہی نامعقول اور بیہودہ مشورہ دیں تو میرے بیٹے کو تعجب نہ کرنا چاہیے۔ فرانس میں اعلیٰ سے اعلیٰ اور منصفانہ اور ذلیل سے ذلیل ظالمانہ طرز کے مشورہ دینے والے لوگ موجود ہیں۔ لیکن میرے بیٹے کو دونوں کی باتیں غور سے سُننا چاہیے اور اُن میں سے اصلی اور قابل قدر باتوں کو چن لے۔ اور اپنے گرد لایق سے لایق لوگوں کو انتخاب کر کے جمع کر لے۔ فرانسیسیوں میں دو قومی جذبات ہیں یعنی وہ آزادی پسند ہیں اور رتبہ کے دل دادہ ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں جذبات بظاہر مخالف اور متضاد معلوم ہوتے ہیں لیکن دونوں ایک حس سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ کی طرف سے نہایت پورا انصاف کیا جائے تو ان جذبات کی تسکین ہو جاتی ہے۔ گورنمنٹ کے افعال و قوانین سب کے ساتھ برابر ہونا چاہیے اور اُن لوگوں کو صلے اور اعزاز بخشے جائیں جو سب کی نگاہ میں مستحق ہوں یا اہل جوہر تو

معاف کئے جائیں لیکن سازش کرنے والوں کو معاف نہ کرنا چاہیے۔ لیجن آف آنر نے لوگوں کو حصول لیاقت نیکوکاری اور شجاعت کی بڑی ترغیب و تحریص دی ہے لیکن اگر دربار کی سازش یا کلب کے دباؤ سے لیجن آف آنر کا غیر مستحق کو اعزاز بخشا جائیگا تو نہایت ناقص نتیجہ ہوگا یعنی سپاہ بے دل ہوکر کنارہ کشی کریگی۔

میرے بیٹے کو مجبور ہونا پڑیگا کہ مطبع کو آزادی دے۔ زمانۂ موجودہ میں اسکی ضرورت ہے فرمان روائی کرنیکے غرض سے کم و بیش مکمل اُصول کی پیروی کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اُسی سامان پر عمارت تعمیر کرنا چاہیے جو اپنے دسترس اور اختیار میں ہو۔ اور ضروریات وقت کا تابع ہوکر اُن سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ یہی مطبع کا حال ہے کہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں وہ گورنمنٹ کا زبردست معین ہو اور سلطنت کے گوشے گوشے میں مفید مذہبی اصول اور اخلاق حمیدہ کے پھیلانے کا ذریعہ بنجاے۔ لیکن مطبع کی آزادی کی طرف سے بے خبر ہوجانا اور اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دینا خطرے کے کنارہ پر پڑکر سو جانا ہے اگر مجھکو صلح نصیب ہوجاتی تو میرا یہ ارادہ تھا کہ مطبع کے متعلق ایک سررشتہ قایم کرتا جس کا افسر اعلیٰ ایک ڈایرکٹر ہوتا اور اراکین ملک کے لایق سے لایق اشخاص ہوتے اور میں فرانس کے جھونپڑے جھونپڑے میں اپنے خیالات اور اپنے اصولوں کو پہونچا دیتا۔ اب یہ ناممکن ہے کہ تین سو برس قبل کی طرح خاموشی سے بیٹھکر جماعتوں کی ہیئت تبدیل ہوتے ہوے دیکھی جاسکے اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ خطرۂ جان میں پڑکر یا تو ہر بات کی رہنمائی کیجاوے یا اُس کو روکا جائے۔

وہ میرے بیٹے کو نئے خیالات کا آدمی ہونا چاہیے اور اُسی اصول کی سرپرستی کرنا چاہیے جس کا ہر مقام پر میں نے بول بالا کردیا ہے۔ اُس کو ایسی افادہ گاہیں قایم کرنا چاہیے کہ ہمرائی قوانین کا استیصال ہوجاے اور بشر کا رشتہ مستحکم اور اُن پودھوں

کی سرسبزی کا نشو و نما ہو جو صدیوں سے کوپل اور کلیاں نکال رہے ہیں۔ اُس کو اُن تمامی ممالک میں جو شایستگی کو نہیں پہنچے اور وحشی ہیں مسیحی مذہب کے فوائد اور شایستگی پھیلانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ پس میرے بیٹے کے یہی مقاصد اور یہی خیالات ہونا چاہیئے جو اوپر بیان ہوئے۔ اور یہی وہ خیالات اور مقاصد تھے جنکی پیروی کرکے میں امرا اور تاجداروں کی نفرت کا نشانہ بنکر شہید ہوا میرے بیٹے کو لحاظ رکھنا چاہیے کہ میرے مقاصد محترم تھے۔ اور عجب ہے میرے قاتلوں پر اور ذرا انکی صورت تو دیکھو کہ کل تک تو بوربون کے مشتبہ تھے اور کل ہی پھر اپنے ملک کے حامی بنینگے اور میں اور میرے رفیق عذاب جھیل جھیل کر اُن برکات کا کفارہ دے رہے ہیں جو ہم نے قوموں کو پہونچانا چاہی تھیں۔ میرے دشمن بنی نوع انسان کے دشمن ہیں وہ جمہور کو بھیڑیں خیال کرکے مقید کرنا چاہتے ہیں۔ وہ وارلس پر ظلم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اُلٹی گنگا بہانا چاہتے ہیں مگر ذرا اُن کو ہوشیار ہو جانا چاہیے کہ کہیں دریا بند توڑ کر باہر نہ نکل جائے۔

"میرے بیٹے کے مقابلے میں تمامی مخالفتیں صلح اور آشتی کی صورت اختیار کرلینگی۔ نئے خیالات پھیل کر طاقت حاصل کرینگے۔ کوئی انقلاب یا زلزلہ عظیم پیش نہ آ اور خلق خدا بڑی بڑی مصائب سے محفوظ رہیگی۔ اور ایک تو یہ صورت ہو سکتی ہے جو میں بیان کرچکا۔ لیکن ایک دوسری صورت بھی ممکن ہے۔ اور وہ یہ صورت ہے کہ اگر میری وفات کے بعد بھی اپنی اندھی نفرت سے یورپ کے بادشاہوں نے میرا اولاد کو ستانا نہ چھوڑا تو میرا اُن سے انتقام لیا جائیگا لیکن بڑے تشدد اور ظلم کے ساتھ انتقام لیا جائیگا اور اگر قوموں نے اپنی حدود سے تجاوز کیا تو ہر صورت سے شایستگی کا خون ہو جائیگا اور لہو کے دریا بہ جائینگے اور اندرونی اور بیرونی جنگ سے علوم و فنون کا چراغ گل ہو جائیگا۔ نہایت شداید اور تکالیف کے تین

برس درکار ہونگے کہ پھر ویسی شاہی حکومت قایم ہو جس نے میرے قلیل دوران میں حکومت میں سب درجے کے لوگوں کے حقوق کا لحاظ رکھا تھا اور یہ وہ حکومت تھی کہ کئی صدیوں سے اپنے قایم ہونیکے پہلے چودھویں اور پندرھویں صدی کی قیود کو میٹ دینے کے لیے لڑرہی تھی۔ اور اگر اس کے برخلاف شمال سے روس نے شایستگی پرورش کی تو جھگڑا سطے تو تھوڑی سی مدت میں ہو جائیگا لیکن صدمہ بڑا عظیم الشان پہونچیگا۔ تمامی اقوام کی بہبودی اور وہ نتیجے جنکے حاصل ہونے میں مدتیں صرف ہو گئی ہیں خاک میں ملجائینگے اور کون کہہ سکتا ہے کہ کیا کیا ہولناک نتیجے نکلیں۔ میرے بیٹے کے تخت نشین ہونے سے قوموں اور بادشاہوں دونوں کا فائدہ ہے۔ اور اُن خیالات اور اصولوں کے دایرے کے باہر جنکے لیے ہم نے جنگ کی تھی اور باوجود تمامی دشواریوں کے کامیابی حاصل کی تھی مجھے سوائے غلامی اور فرانس اور یورپ کی درہمی وبرہمی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔

،، اس سب کو جو میں نے لکھا یا لکھایا ہے تم شائع کرنا اور بیٹے سے کہنا کہ اس کو پڑھے اور اس پر غور کرے۔ تم اُس سے کہنا کہ وہ اُن تمامی اشخاص کی حفاظت کرے جنھوں نے میری خدمت اور مدد کی ہے اور اُن کی تعداد بڑی ہے۔ میرے سپاہی جو میرے جان نثار اور نہایت شریف الخیال تھے شاید اب روٹیوں کو محتاج ہونگے۔ اِن فرانسیسیوں میں بڑی شجاعت اور ناسمجھی ہے۔ اور یہ دولت کیسی پامال او[illegible]قوں ہو گئی کہ اب نہ اُبھری گی اور نہ دنیا کی روشنی دیکھیگی۔ یورپ ایک نہ تھمنے [illegible] تبدیلی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے اور اس ترقی کی راہ سے اُس کو واپس کرنیکی کوشش کرنا ایک بے کار جھگڑے میں اپنی قوت کو زائل کرنا ہے۔

،، قوم میں ایسی خواہشیں پیدا ہو گئی ہیں کہ جلد یا بہ دیر وہ پوری ہو کر رہینگی

پس اسی نتیجے کی طرف رہنمائی کرنے میں دایمی سعی ہونا چاہیے۔ میرے بیٹے کو بھی بڑی بڑی دشواریاں پیش آئینگی۔ اُس کو چاہیے کہ وہ کام جو معاملات کی صورت نے مجکو مجبور کرکے بزور شمشیر کرایا تھا سبھوں کے اتفاق اور رضامندی کی مدد سے کرے جب ۱۸۱۲ء میں میں نے روس پر فتح پائی تو سو برس کی صلح کا مسئلہ حل ہو گیا تھا میں نے قوموں کی پیچیدہ گرہ کو کاٹ دیا تھا۔ اب قوموں کی گرہ کو پھر باندھنا چاہیے۔ اور اُن فرمان روائیوں کی یاد کو مٹا دینا چاہیے جو میں نے اپنی عام حکمت عملی کے مدعا سے قایم کی تھیں۔ ۱۸۱۵ء میں میں نے اپنے بھائیوں کو اُنکی فرمان روائیاں فراموش کر دینے اور صرف اتنا یاد رکھنے پر قطعی مجبور کر دیا تھا کہ وہ فرانس کے شاہزادے ہیں۔ اسی مثال کی میرے بیٹے کو پیروی کرنا چاہیے۔ اور اس کے خلاف عمل کرنے سے اگر شور و فساد برپا ہو تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔

ملک شمال میں اب بڑے اور اہم حل طلب مسائل پیش نہ آئینگے بلکہ یہ مسئلے بحر روم میں پیش آئینگے۔ اور وہاں مختلف بادشاہوں کی جاہ طلبی کے لیے جھگڑنے کے سامان موجود ہیں۔ اور وحشی ممالک کے حصے حاصل کر لینے سے شایستہ قوموں کو خوشی نصیب ہو سکتی ہے۔ بادشاہوں کو معقول بات پر توجہ کرنا چاہیے۔ یورپ کے اندر وہ سامان نہ رہیگا کہ یہ سب باہم کٹ مریں۔ بدظنی اور تعصب منتشر اور مشترک ہے۔ تجارت کی راہیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور اب قوم کا تجارت پر اجارہ کر لینا ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بات معلوم کرنے کو کہ اُس کی حکومت اچھی ہے یا بُری میرے بیٹے کو چاہیے کہ سزایابیوں کا ایک سالانہ نقشہ اپنے سامنے طلب کرے کے مقابلہ کرے اگر جرایم کی تعداد میں زیادتی ہو تو چاہیے کہ خباثت بڑھ گئی ہے اور جماعت پر اچھی حکومت نہیں ہے۔ اور اگر جرایم میں کمی ہے تو نتیجہ اس کے برعکس سمجھنا چاہیے وہ جیسا اوچھے خیال کے فلسفی عموماً یقین کرتے ہیں کہ مذہبی خیالات کا کچھ

اثر نہیں ہوتا یہ یقین غلط ہے۔ مذہبی خیالات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ ان خیالات سے انسان کی بڑی بڑی خدمات ہو سکتی ہیں۔ پوپ صاحب سے اتحاد قایم رکھنے کا یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ دس کروڑ اشخاص پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پوپ پایس ہفتم کی میرے بیٹے کی طرف ہمیشہ اچھی نیت رہیگی۔ وہ روشن خیال اور غیر متعصب بوڑھا آدمی ہے۔ اور میرے اور پوپ کے درمیان مناقشے کی نہایت مہلک وجوہ قایم ہو گئی تھیں جن کا مجھے سخت افسوس ہے۔ کارڈنیل فیشن میرے مدعا کو نہ سمجھا تھا۔ اُس نے فرانس میں ایسے مذہبی فریق کی حمایت کی تھی جو فرانس کے لیے سخت مضر تھی۔ اگر تم کو فرانس لوٹنے کی اجازت دیجائیگی تو تم اب بھی فرانس میں میرے بہت سے خیرخواہ دیکھو گے۔ اور میری یادگار کے ساتھ اُن کا سب سے بڑا سلوک یہ ہوگا کہ نظام سلطنت کے متعلق اپنی مجالس میں میں نے جو جو خیالات ظاہر کیے ہیں اُن کو ایک جگہ جمع کریں اور اسی طرح اُن ہدایتوں کو بہم کریں جو میں نے اپنے وزرا کو وقتاً فوقتاً کی ہیں اور اُن کاموں کی ایک فہرست مرتب کریں جو میں نے ہاتھ میں لیے تھے۔ اور اُن تمامی یادگاروں کی ایک فہرست جدا تیار کریں جو فرانس اور اٹلی میں میں نے تعمیر کی ہیں۔ اور جو کچھ مجالس سلطنت میں میں نے کہا تھا اُس میں یہ امتیاز کریں کہ وہ کونسی بات تھی جو اُس وقت خاص کے لیے کہی تھی اور وہ کونسے اصول تھے جو دائمی مؤثر تھے۔

میرے بیٹے کو چاہیے کہ میرے کارنامہ کو پڑھتا اور اُس پر غور کرتا رہے۔ اور یہی سچا فلسفہ ہے۔ اُس کو بڑے بڑے سپہ سالاروں کی لڑائیوں کی تاریخ بھی مطالعہ کرنا چاہیے اور اسی ذریعہ سے فن حرب سیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اُس کے دل میں وہ پاک جوش اور نفع رسانی کا ذوق نہیں ہے جس سے بڑے کام ہوتے ہیں تو تمھارا اُس کو نصیحت و تعلیم کرنا اور اُس کا پڑھنا یا سیکھنا سب رائگان ہے

لیکن مجھکو اُمید ہے کہ جس تقدیر کے لیے وہ خلق کیا گیا ہے اُس کا اہل ثابت ہوگا"

۱۹- اپریل- کئی رات اور کئی دن کی تکلیف کے بعد شاہنشاہ کو کسی قدر افاقہ معلوم ہوا- اور اُس نے نامی سپہ سالاروں کا تذکرہ کیا- اُس نے کہا "مارل برو ایسے تنگ دماغ کا شخص نہ تھا کہ میدان حرب ہی تک اُس کے خیالات محدود ہوتے وہ جنگ بھی کرتا تھا اور عہدناموں کے متعلق خط و کتابت بھی کرتا تھا- وہ سپہ سالار بھی تھا اور مدبر بھی تھا- کیا اُس کے محاربات کی تاریخ بیسویں رجمنٹ میں موجود ہے"

ڈاکٹر آرنٹ نے کہا "میرا خیال ہے کہ موجود نہیں ہے"

شاہنشاہ نے کہا "کچھ ہرج نہیں ہے- یہ کارنامہ میرے پاس موجود ہے اور میں بڑی خوشی سے بیسویں رجمنٹ کو دیتا ہوں- ڈاکٹر- لو یہ کارنامہ لو اور میری طرف سے رجمنٹ کے کتب خانہ میں داخل کردو"

سرہڈسن لو نے ڈاکٹر کو یہ کتاب لینے پر بڑی ملامت کی- اور یہ کتاب رجمنٹ کے کتب خانہ میں نہ جانے دی- اور صرف یہ خطرہ تھا کہ انگریزی سپاہیوں میں نپولین زیادہ ہردلعزیز نہ ہوجائے کیونکہ وہ ان سپاہیوں میں پہلے سے ہردلعزیز تھا اور لارڈ ہالینڈ بڑی شرافت سے لکھتا ہے "ڈاکٹر آرنٹ کو اُس کے افسران بالا نے حکم دیا کہ کتاب نپولین کو واپس کردی جاوے اس لیے کہ اول تو یہ کتاب بذریعہ گورنمنٹ ہوس کے نہ بھیجی گئی تھی دوسرے وہ شاہنشاہ نپولین کے نام سے تھی جنرل بوناپارٹ کے نام سے نہ تھی- اور یہ عداوت و حسد بھی کیسا قابل نفرت اور تنگ دلی کا اظہار کرنے والا ہے اور گورنمنٹ اور اُس کے عہدہ داروں دونوں ہی کے لیے موجب ذلت ہے"-

۲۰- اپریل- شاہنشاہ کو درد سے کچھ افاقہ تھا- اور خوش معلوم ہوتا تھا اور یہ دیکھکر کہ اُس کے رفقا کو اب صحت کلی کی امید ہو چلی تھی اُس نے مسکرا کر کہا "میرے دوستو- تم غلطی میں ہو- اگرچہ میں آج اچھا معلوم ہوتا ہوں لیکن باوجود اس کے میں جانتا ہوں کہ میرا خاتمہ قریب ہے- میرے مرنے کے بعد تم سب کو یورپ کی واپسی سے خوشی ہوگی- بعض تم سے اپنے عزیزوں سے ملینگے اور دوستوں سے بغلگیر ہونگے اور میں عالم جاودانی کے نورانی میدان میں اپنے دوستوں سے ملونگا- کلیبر- ڈیزے- بیسے ریر ڈیوراک- نے- مرات- مسینا اور برتھیر مجھ سے ملنے آئیں گے- وہ مجھ سے تذکرے کرینگے کہ ہم نے ملکر کیا کیا کام انجام دیے- اور میں اُن سے اپنی زندگی کے پچھلے حالات بیان کرونگا- اور مجکو دیکھکر وہ جوش مسرت سے باغ باغ ہو جائینگے- اور ہم اپنے حربی کارنموں کا دوسرے سپہ سالاروں سیپو- ہنی بال- سیزر اور فریڈرک سے ذکر کرینگے" اور پھر تبسم کرکے بولا "اور عالم ارواح میں بڑی مسرت ہوگی بہ بشرطیکہ اتنے بہت سے جنگجو لوگوں کو دیکھکر وہاں والے خائف نہ ہو جائیں"

اسی اثنا میں ڈاکٹر آرنٹ آگیا- شاہنشاہ نے بڑے اخلاق سے اُس کو بیٹھا چند لمحے گفتگو کرنے کے بعد کہا "ڈاکٹر- میرا کام تو تمام ہو گیا- اور کوچ کا نقارہ بج گیا موت قریب ہے اور میں بہت جلد اپنے جسم خاک کو سوپنے والا ہوں- برٹرینڈ میرے قریب آؤ- اور جو کچھ میں کہتا ہوں اُس کا ترجمہ اس شریف ڈاکٹر کو سناؤ اور میں اُن توہینوں کا بیان کرتا ہوں جو ایسے شخص نے کی ہیں کہ صرف وہی شخص ایسی توہینیں کرسکتا تھا- میری باتوں کا ڈاکٹر کو پورا مطلب سمجھانا- ایک لفظ بھی چھوٹنے نہ پائے"

"میں انگریزی قوم کا مہمان ہو کر آیا تھا- میں نے فیاضانہ حفاظت و امن کی درخواست کی- لیکن تمامی حقوق کو جو دنیا میں واجب الاحترام سمجھے جاتے ہیں

خاک میں ملا کر میں پابہ زنجیر کیا گیا۔ اسکندر شاہنشاہ روس مجھ سے یہ سلوک ہرگز نہ کرتا۔ حتی کہ پروشیا کا بادشاہ بھی انگریزی گورنمنٹ سے بہتر برتاو کرتا۔ یہ بات انگلستان ہی کی تقدیر میں لکھی تھی کہ بادشاہان یورپ کو دھوکا دیکر برانگیختہ کرتا۔ اور چار بڑی زبردست سلطنتوں کا دنیا کو تماشہ دکھاتا جنھوں نے بڑے ظلم کے ساتھ ایک تنہا شخص کے مقابلہ میں جتھ باندھا۔ اور مجکو قاتلوں کی طرح ہلاک کرنے کی نیت سے تمھارے وزرا نے میری قید کے واسطے اس ہول ناک پہاڑی کو منتخب کیا جہاں یورپ کے رہنے والوں کا تین سال کے اندر کام تمام ہوجاتا ہے۔ اور جب سے میں آیا ہوں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے کونسی ایسی ذلت و توہین ہے جو بڑے شوق و آرزو کے ساتھ مجھ سے نہیں کی جاتی۔ سادہ سے سادہ خاندانی تعلقات جو کہیں اور کبھی قطع نہیں کیے جاتے میرے حق میں قطع کر دیے گیے ہیں۔ میرے خاندان کی کوئی خبر یا کوئی کاغذ مجھ تک پہونچنے نہیں دیا جاتا میری بیوی اور بچہ کا یہ حال ہے کہ گویا میرے نزدیک وہ زندہ نہیں ہیں۔ چھ سال سے نہایت سختی کے ساتھ مجکو اسیر بلا بنا رکھا ہے اور اس جزیرے میں انتخاب کر کے ایسا مقام سکونت کے لیے مجکو دیا گیا ہے کہ جہاں حرارت کی مہلک شدت سب سے زیادہ کام تمام کرتی ہے اور میں جس کو تمام یورپ میں گھوڑے پر چڑھے چڑھے پھرنے کی عادت تھی اب ایک چار دیواری میں محبوس و مقفس کیا گیا ہوں۔ اور جس چار دیواری کی آب و ہوا صحت کے لیے زہر قاتل ہے اور طولانی عذاب و تکالیف دیکر مجکو گھلا گھلا کر مارا ہے اور اس معاملہ کی پہلے سے تجویزیں سوچ لی گئی تھیں اور تمھارے وزرا کی مذموم ظالمانہ تجویزوں کا پورا کرنے والا ادنی اور پاجی سر ہڈسن لو ہے۔ تم وینس کی متکبر جمہوری حکومت کی طرح مجکو مار دوگے۔ اور میں اس مکروہ چٹان پر مر کر جہاں میں ہر شے سے محروم ہوں اپنی موت کی بدنامی اور ہول ناکی انگلستان کے حکمران خاندان کے لیئے ترکے میں چھوڑ جاؤں گا۔

ایک بجے شب کو شاہنشاہ نے پادری سے باتیں کرنے کی خواہش ظاہر کی اور وہ شاہنشاہ کے پاس روحانی تسلی دینے کو ایک گھنٹہ بیٹھا رہا۔ جب پادری رخصت ہوگیا مانتھولون کمرہ میں آیا۔ اور اُس نے شاہنشاہ کو خاموش سوچ میں ڈوبا ہوا پایا۔ اور چند ساعت مذہبی باتیں کرنے کے بعد شاہنشاہ نے تکیہ پر سر رکھا اور سو گیا۔

۲۱ - اپریل - شاہنشاہ اگرچہ نہایت کمزور تھا لیکن تمام دن لکھنے اور لکھوانے میں مصروف رہا اور سہ پہر کو پادری ابی وگنالی کو بلا کر اُس سے کہا۔

،،پادری صاحب میں چاہتا ہوں کہ میرے انتقال کے بعد کمرے میں رسوم مذہبی آپ ادا کریں۔ اور پھر ان رسوم کی جن کو شاہنشاہ ادا کرانا چاہتا تھا اُس نے پوری تفصیل کی۔ ڈاکٹر انٹوماچی ایک منکر دین شخص تھا اور اکثر اپنی اول فول باتوں سے شاہنشاہ کو ناخوش کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی ڈاکٹر سے کچھ حقارت کا اظہار ہوا یہ دیکھتے ہی شاہنشاہ کو غصہ آگیا اور جھڑک کر کہا ،،بس صاحب تم ملحد ہو۔ تم ایک طبیب ہو طبیبوں کا کسی بات پر اعتقاد نہیں ہوتا کیونکہ وہ مادہ کا علاج کرتے ہیں۔ میں خدا کا قایل ہوں۔ میرا وہی مذہب ہے جو میرے باپ کا تھا تمھارا جی چاہتا ہے تم ملحد رہو لیکن میں تو کیتھولک پیدا ہوا تھا اور تمامی رسوم مذہبی جن کا مذہب سے حکم ہے ادا کراؤنگا۔ اور خادمان دین سے روحانی تسلی چاہونگا۔ ہر شخص ملحد نہیں ہوسکتا،،

شاہنشاہ پھر پادری کی طرف مخاطب ہو کر بولا ،،آپ برابر نماز پڑھاتے رہیں اور میرے مرنے کے بعد بھی پڑھاتے رہیں اور جب تک میں دفن نہ کر دیا جاؤں موقوف نہ کریں جس وقت میں مر جاؤں آپ میرے سینے پر صلیب رکھ دیں۔ اور قربان گاہ کو سرہانے قایم کر دیں اور جب تک میں دفن نہ کر دیا جاؤں۔ روزانہ نماز اور مذہبی رسوم برابر

ہوتے رہیں"

جب پادری چلا گیا تو شاہنشاہ نے انٹومارچی سے پوچھا "ایسی بداعتقادی تم میں کہاں سے آگئی۔ کیا تم وجود باری پر جس کے موجود ہونے کا کائنات کی ہر شئے سے ثبوت ملتا ہے کسی طرح یقین نہیں لا سکتے۔ خالق کے وجود کے تو بڑے بڑے عقلار قائل ہیں"

ایک اور موقع پر ڈاکٹر انٹومارچی سرومہری سے لکھتا ہے "نپولین مختلف وضع کی عبادتوں کا ذکر کیا کرتا تھا۔ اور مذہبی اختلافات اور تجاویز کا جو مختلف فرقوں کو متحد کرنے میں اس کو اختیار کرنا پڑتی تقیں بیان کرتا تھا۔ لیکن ایسے حادثات پیش آئے کہ وہ اپنی تجاویز پر عمل نہ کر سکا" اور پھر یہی ڈاکٹر انٹومارچی لکھتا ہے۔ "بہرحال نپولین نے مذہب کو قایم کر دیا اور ایسی خدمت تھی کہ جس کے نتایج اندازے سے باہر تھے۔ کیونکہ باوجود تمامی باتوں کے اگر آدمی کو مذہب سے کوئی سروکار نہ ہو تو ایک سیب یا خوبصورت لڑکی کے واسطے مار ڈالے"

۲۵ اپریل۔ رات کے بڑے حصہ میں شاہنشاہ آرام سے سویا۔ کونٹ مان تھولون اس کے بستر کے پاس بیٹھا تھا۔ چار بجے صبح کو نپولین اٹھ بیٹھا۔ اور خواب کی ہذیان میں اس طرح کہنے لگا "میں نے اپنی اچھی جوزیفاین کو ابھی دیکھا ہے لیکن وہ مجھ سے بغل گیر نہ ہوئی۔ اور اسی وقت جبکہ میں اس سے بغل گیر ہونا چاہتا تھا وہ غائب ہو گئی۔ وہ وہاں بیٹھی تھی۔ اور مجکو ایسی معلوم ہوتی تھی کہ میں نے گویا اس کو کل شام دیکھا تھا۔ اس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی وہی حالت ہے اور اس کو مجھ سے وہی پہلی سی محبت ہے۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ ہم دونوں بہت جلد ایسے ملینگے کہ پھر جدا نہ ہونگے۔ کیوں مان تھولون تم نے بھی تو اسے دیکھا" اور اتنا کہکر وہ پھر ویسے ہی لیٹ گیا اور سو گیا۔

صبح کو جنرل برٹرینڈ شاہنشاہ کو انگریزی اخبار سنا رہا تھا کہ ایک موقع پر کالن کورٹ اور سیوہرے کے متعلق سخت قبیح بہتان نظر آیا۔ لکھا تھا کہ ڈیوک ڈی انگھین کے ظالمانہ قتل میں اصل مجرم یہی دونوں ہیں۔ نپولین ایسا عالی حوصلہ تھا کہ اُس سے یہ بات گوارا نہ ہو سکتی تھی کہ اُس کے عہد حکومت کا کوئی بدنما فعل اُس کے دوستوں سے منسوب کیا جاتا۔

شاہنشاہ نے کہا ’’مان تھولوں یہ بہتان تو نہایت ہی شرمناک ہے۔ اچھا میرا وصیت نامہ لے آؤ‘‘ اور وصیت نامہ لے کر اُس نے بین السطور میں اپنے ہاتھ سے ذیل کا اعلان درج کر دیا۔

’’وہ شخص میں تھا جس نے ڈیوک ڈی انگھین کو گرفتار کرا کے مقدمہ کرایا کیونکہ یہ کارروائی فرانس کے مقاصد امن اور عزت کے لیے ضروری تھی۔ اور کونٹ ڈی آرٹوایز کو خود تسلیم تھا کہ ساٹھ قاتلوں کو وہ پیرس میں تنخواہیں دیتا تھا اور اگر ایسے ہی حالات پھر پیش آتے تو میں یہی کارروائی پھر کرتا‘‘

یہ عبارت بڑھا دینے کے بعد شاہنشاہ نے خاموشی سے وصیت نامہ مان تھولوں
کے ہاتھ میں پھر دیدیا۔ نپولین کے اس اعلان میں ایک بات نہایت عجیب ہے۔ اوّل (۵۹۷)
تو نپولین سنجیدگی سے اس قتل کی تمام جوابدہی اپنے ذمہ لیتا ہے اور اس قتل کے
بارے میں جو جو باتیں قابل الزام ہوں خود منظور کیے لیتا ہے دوسرے اُس کا بیان
نہایت ہی واضح ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ ڈیوک ڈی انگھین کو میں نے گرفتار کرا کے
مقدمہ کرایا۔ لیکن اس بات کی صاف گواہی موجود ہے کہ باوجود ڈیوک کے جرم
کے ثابت ہو جانے کے نپولین کی بڑی آرزو تھی کہ اُس کی تقصیر معاف کر دیتا۔ ڈیوک
کو سزائے موت دی تو گئی لیکن نپولین کو اُس سے نہایت قلق ہوا۔ لیکن پھر بھی عجیب
بات ہے کہ نپولین تمامی الزام اور نکتہ چینی کو خود اپنے سر لیتا ہے کہ اُس کے عہد حکومت

کے کسی غیر ہر دل عزیز فعل کی ذمہ داری دوسرے پر نہ پڑے۔

اس کے بعد نپولین نے اپنے خانساماں مارچینڈ کو حکم دیا کہ صندوقوں کی اشیاء کی فہرست لاوے اور پھر ایک صندوق میں سے الماس کا گلوبند نکال کر مارچینڈ کو دیا اور کہا۔

"یہ گلوبند لو۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری املاک کا یورپ میں کیا حال ہے۔ یہ گلوبند مجکو پیاری ہورٹنس نے دیا تھا کہ شاید مجکو روپیہ کی ضرورت پڑے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ دو لاکھ فرانک کی مالیت ہے۔ اس کو اپنے جسم پر کہیں مخفی کرلو۔ جب تم فرانس پہونچو تو اس کو صرف کرکے اُس رقم کا انتظار کرنا جو تمہارے واسطے میں نے وصیت نامہ کے اندر لکھدی ہے۔ عزت کے ساتھ شادی کرنا اور میرے اولڈ گارڈ کے افسروں یا سپاہیوں میں سے کسی کی بیٹی کو منتخب کرنا اور ان بہادروں میں سے بہت سے خوش حال ہیں۔ اگر فرانس پر ادبار کی گھٹا نہ چھا جاتی تو یہ اور بھی خوش حال ہوتے اور معاملات ہمارے موافق رہے ہوتے تو اُن کی اولاد اعتراف کرتی کہ ہم نے فرانس کے لیے کیا کیا بہتری کی سامان کیے تھے"

پھر شاہنشاہ نے مان تھولون سے کہا "سر ہڈسن لو کے نام ایک خط کا مسودہ لکھو جس سے میرے انتقال کی اُس کو اطلاع دینا۔

"جناب گورنر صاحب۔ شاہنشاہ نے ـــــ تاریخ کو انتقال کیا جس کی وجہ طولانی بیماری اور درد تھا۔ میں آپ کو اس واقعہ سے اطلاع دیتا ہوں۔ اور اگر آپ کو ناگوار خاطر نہ ہو تو آپ کو شاہنشاہ کی ایک خواہش سے آگاہ کرتا ہوں یعنی آپ مجکو اُن تجاویز سے مطلع فرمائیں جو آپ کی گورنمنٹ نے شاہنشاہ کا جنازہ فرانس بھیجنے کے متعلق طے کی ہیں اور اس کے سوا اُس کے رفقا اور ملازمین کے بارہ میں کیا تجویز ہے فقط

آپ کا تابعدار کونٹ مان تھولون۔

۲۸- اپریل- شاہنشاہ قطعی صاحب فراش ہو گیا تھا- وہ اپنی موت کا بڑے استقلال سے ذکر کرتا تھا- اُس نے کہا "میرے انتقال کے بعد جُو اب کچھ دور نہیں ہے- میری خواہش ہے کہ تم میرے جسم کو چاک کرنا- میں یہ بھی بہ اصرار کہتا ہوں کہ تم مجھ سے وعدہ کر لو کہ کوئی انگریز ڈاکٹر میری نعش کو ہاتھ نہ لگائے اور اگر ایسی ہی ضرورت لاحق ہو تو تم صرف ڈاکٹر آرنٹ کو اجازت دینا- میری یہ بھی خواہش ہے کہ تم میرے دل کو نکالیو اور اُس کو اسپرٹ شراب میں رکھکر پارما لیجائیو اور میری عزیز بیوی میریا لوئیا کو دینا اور کہنا کہ مجھکو اُس سے بڑی محبت تھی اور یہ محبت ہمیشہ رہی تم اُس سے میری تمامی داستانِ غم بیان کیجیو اور میں یہ بھی ہدایت کرتا ہوں کہ میرے معدے کو اچھی طرح جانچنا- اور جس حالت میں تم اُس کو پانا اس کی صحیح صحیح حالت لکھکر میرے بیٹے کو دینا- مجھکو اُبکائی پر اُبکائی چلی آتی ہے اور بار بار قے ہوتی ہے اس سے مجھکو خیال ہے کہ میرے معدے ہی میں سب سے زیادہ بیماری کا اثر ہے اور مجھکو یقین ہے کہ مجھکو بھی وہی بیماری ہے جو میرے باپ کی ہلاکت کا باعث ہوئی تھی یعنی میرے فم معدہ میں سخت دنبل ہے- اور جب سے یہ استفراغ شروع ہوا ہے- اسی وقت سے مجھکو یہ شبہ ہے- میں التجا کرتا ہوں کہ تم بڑی احتیاط سے جانچ کریو تاکہ تم میرے بیٹے سے جب تم اُس کو ملو اپنا مشاہدہ اچھی طرح بیان کر سکو اور اُسکو مناسب دوا بتاؤ کہ وہ استعمال کرے- جب میرا انتقال ہو جائے تو تم روم کو جانا- تمکو میری ماں اور میرے خاندان کے لوگ ملینگے- تم اُن سے میری حالت جو تم نے دیکھی ہے اور میری بیماری اور موت کا حال بیان کرنا جو اس خوفناک اور مصیبت خیز چٹان پر واقع ہوگی"

اتنی باتیں کرنے سے شاہنشاہ بالکل تھک گیا اور بیہوش ہو کر ہذیانی بے تعلق فقرے کہنے لگا-

۲۹- اپریل- شاہنشاہ کی حالت جلد جلد ردی ہوتی جاتی تھی- تکلیف کی وجہ سے اس کو نیند نہ آتی تھی- اور چار بجے صبح کو اس نے اپنے پلنگ کے قریب میز منگائی اور بیٹھ کر مان تھولون کو دو گھنٹے تک ورسیلس کے ایوان کے استعمال اور پیرس کی حفاظت کے لیے نیشنل گارڈ کی ترتیب کے متعلق دو تجویزیں لکھوائیں۔

صبح کو ڈاکٹر انٹو مارچی نے شاہنشاہ کو سکون اور حواسون کی اچھی حالت میں پایا اگرچہ اس کی حالت جلد جلد ردی ہو رہی تھی- ڈاکٹر کی تجویز پر کہ معدہ پر پلاسٹر ڈالنا چاہیے شاہنشاہ نے کہا-

"چونکہ آپ کی رائے ہے- اچھا پلاسٹر ڈال دیجئے- صرف یہی نہیں ہے کہ اس سے کچھ فائدہ ہوگا بلکہ میں جانتا ہوں کہ میرا وقت بہت قریب آگیا ہے- اور یہ پلاسٹر میں صرف اس لیے ڈلوائے لیتا ہوں کہ آپکی توجہ اور پرداخت کا شکریہ ادا کروں"

معدے میں ایسی حدت بڑھ گئی تھی کہ شاہنشاہ کثرت سے ٹھنڈا پانی پیتا تھا- اور عجیب وضع کی شکرگذاری سے اس نے کہا-

"اگر میں تقدیر سے چنگا ہو جاتا تو اس مقام پر جہاں یہ پانی بہتا ہے ایک یادگار تعمیر کراتا اور چشمے کو بڑی بارونق جگہ بنا دیتا اس لیے کہ اس کے سرد پانی سے میری بڑی تسکین ہوتی ہے- اگر میں مر جاؤں اور میری نعش سے بھی اسی طرح نفرت کی جائے جس طرح میری حیات میں میرے جسم سے کی گئی ہے اور فرانس میں مجکو دفن نہ ہونے دیں تو کورسیکا میں لے جا کر اجاشیو کے گرجا میں دفن کرنا اور اگر میرے مولد میں بھی میرے دفن کئے جانے کی اجازت نہ ملے تو اسی سرد اور صاف پانی کے چشمے کے قریب دفن کر دینا"

۲- مئی- رات سے شاہنشاہ کو نہایت شدید تپ تھی اور سرسامی حالت تھی

اور ہذیان کی حالت میں وہ پچھلے واقعات کہ کہ اُٹھتا تھا۔ پھر محبوب فرانس کا ذکر کرتا تھا اس کے بعد اپنے رفقاء سے گویا باتیں کرتا اور اپنے بیٹے کا نام لیتا۔ اور اپنی شاقہ محنتوں اور اپنی شان عظمت کا بیان کرتا اور پھر اُس کا خیال جنگ کے طوفان کی طرف جا پہونچتا کہ اُس کے بے رحم مخالفوں نے اُس کے برباد کرنے کو ایکا کیا ہے اور وحشت سے وہ پکارتا۔

"اسٹین جل۔ ڈیزے رسینا فتح سامنے ہے دوڑو جھپٹو۔ حملہ آوروں کو آگے بڑھاؤ۔ اب دشمن کہاں جاتا ہے"

اور اپنے جوش میں اپنی قوت کو مجتمع کر کے وہ پلنگ سے اوتر کر اُسی غفلت میں نیچے زمین پر کھڑا ہو گیا اُس میں طاقت کا نام بھی باقی نہ تھا اور وہ فوراً زمین پر گر پڑا نو بجے صبح کو بخار میں کمی ہوئی۔ اور شاہنشاہ کے حواس پھر قایم ہوے اور اُس نے ڈاکٹر کو اپنے بستر کے قریب بُلا کر کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد ہونا چاہیے اُس کو اچھی طرح یاد رکھنا۔ میرے معدے کی بہت احتیاط کے ساتھ جانچ کرنا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا اس ظالم مرض سے محفوظ رہے۔ ڈاکٹر۔ تم اُس سے ملنا اور اُس کو سب سے مناسب اور بہتر تجویز بتانا کہ وہ اس تکلیف سے جو میں جھیل رہا ہوں محفوظ رہے اور یہ آخری درخواست ہے جو میں تم سے کرتا ہوں"

سہ پہر کو مرض کا پھر غلبہ شروع ہوا۔ اور نپولین نے ڈاکٹر کے چہرہ کو حسرت سے دیکھکر کہا۔

"ڈاکٹر میں نہایت سخت بیمار ہوں۔ مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں مر رہا ہوں" شاہنشاہ اتنا کہنے کے بعد پھر بیہوش ہو گیا۔ لانگ ووڈ کے تمامی ساکن نپولین کی تیمارداری اور دوادوش میں بڑی بےچینی اور بیقراری سے مصروف تھے۔ اُن

لیے جو کچھ کہو نپولین ہی تھا اور وہ بڑے چھوٹے گویا اُس سے بدرجہ پرستش محبت کرتے تھے۔ اُن کے تردد اور فکر سے شاہنشاہ کو بڑا خیال ہوا تھا اور اُس نے اُن کا شکریہ ادا کر کے بڑی محبت کی باتیں کی تھیں اور اپنے وصیت نامہ میں اُن سب کا تذکرہ کیا تھا۔ اس دفعہ جب اُس کو ہوش ہوا تو اُس نے نہایت ہی کمزور آواز سے کہا "میرے مرنے کے بعد میرے خانگی ملازموں کی بڑی دلجوئی رکھنا۔ اور میرے غریب چینیوں کو بھی فراموش نہ کرنا۔ اور اُن کو زرِ نقد دینا"

نپولین کی جب ان صفات پر غور کیا جاتا ہے جو نزع کی حالت میں اُس سے ظاہر ہوتی تھیں تو انسان کے دل کو عجب اثر احاطہ کر لیتا ہے۔ نپولین انسان کا کیسا خیال و پاس کرنے والا شاہنشاہ تھا۔ اب ثبوت کا محتاج نہیں ہے۔

۴۔ مئی۔ دو بجے سہ پہر کو شاہنشاہ کو پھر کچھ افاقہ ہوا۔ اور اُس نے اُن لوگوں سے جنکو اپنی وصیت کے پورا کرنے کو متعین کیا تھا اور جو اس وقت اُس کے پلنگ کے قریب موجود تھے بہ تاکید کہا۔

"میرا تو اب انتقال ہوتا ہے اور تم لوگ یورپ جانے والے ہو چونکہ میری جلاوطنی میں میرا ساتھ دیا ہے مجکو امید ہے کہ مرنے کے بعد بھی تم مجھے یاد رکھوگے۔ میں نے تمامی اچھے قواعد اور اصولوں کو جایز قرار دیا ہے۔ اور اُن کو اپنے آئین و قوانین میں مدون کر دیا ہے۔ میں نے ایک بھی اچھا اصول فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے معاملات کی صورت ایسی سخت آ گر پڑی تھی کہ مجکو سختی کرنا پڑی اور اپنی تجویزیں ملتوی کرنا ہوئیں۔ پھر ہم کو ہزیمت ہوئی اور میں کمان کو جھکا نہ سکا اور فرانس فیاضانہ افادہ گاہوں سے محروم رہا۔ جو میں اُس کے لیے قایم کرنا چاہتا تھا۔ فرانس کی میری طرف سے نرم رہا ہے اور میرے ارادوں کی وہ شکرگذار ہے اُس کو میرے نام اور میرے فتوحات پر فخر ہے۔ تم بھی فرانس کی مثال پیروی کرنا اور جس اسے

کی ہم نے حفاظت کی ہے اُسی پر قایم رہنا اور اُس شان و شوکت کا جو ہم نے حاصل کی ہے خیال رکھنا اور اگر کوئی دوسرا رستہ اختیار کیا تو سوائے ذلت ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

اس کے بعد شاہنشاہ نے پادری ابی وگنالی کو بلایا۔ شاہنشاہ کی چارپائی کے قریب قربان گاہ قایم کی گئی اور پادری کے سوا کمرے سے سب لوگ چلے گئے اور نپولین نے تنہائی میں خاموشی کے ساتھ "عشائے ربانی"[1] کا تبرک چکھا۔ اور جب مذہبی رسم ہوچکی مان تھولوں کمرے میں واپس آیا۔ شاہنشاہ کے نرم لہجے اور بشرے سے اُس کی سنجیدگی کا حال معلوم ہوتا تھا۔ پھر اُس نے چند لمحے مذہبی باتیں کیں اور خاموش ہوکر سوگیا۔

صبح کو شاہنشاہ جاگا اور مارچینڈ سے کہا "کھڑکی کو خوب اچھی طرح سے کھول دو کہ اچھے خدا کی بنائی ہوئی ہوا میں دم لے لوں۔"

---

[1] عشائے ربانی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ربانی ہوا تھا کہ رات میں فرشتۂ اجل آکر مخالفین کی ارواح کو قبض کریگا۔ پس مخالفین سے بنی اسرائیل کو تمیز کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیا کہ بکرا ذبح کرکے اُس کے خون میں ہاتھ کو تر کریں اور ہاتھ کے چھاپے اپنے اپنے دروازوں پر لگائیں پس جس دروازے پر یہ خون کے چھاپے لگے ہونگے ملک الموت اُس گھر میں نہ جائیگا۔ مخالفین کو یہ بات معلوم نہ تھی اور وہ ہلاک کئے گئے۔ چونکہ بنی اسرائیل پر خدا فضل ہوا تھا۔ اس تاریخ پر انھوں نے خوشی کا ایک تیوہار مقرر کر لیا۔ گھر کا بڑا اس رسم کو ادا کرتا تھا اور بکرے کے گوشت کے ساتھ کڑوی ترکاری سب یہود چکھتے تھے۔ یہ رسم ہوتی تو قمری مہینوں کی تاریخ کے اعتبار سے تھی لیکن موسم کے اعتبار سے مارچ اور اپریل کے مہینوں کے درمیان عمل میں آتی تھی اور انگریزی میں اس رسم کا نام "عید پاسوور" ہے۔ مسیح علیہ السلام کے بارہ حواری تھے اور حضرت اُن کے سردار تھے۔ صلیب دیئے جانے سے کچھ ہی پہلے یہ رسم آپ نے بھی ادا

۵ مئی - ۴ - مئی - کی شب غیر معمولی طور سے طوفانی اور تاریک تھی - بڑی شدید بارش ہو رہی تھی - اور اُجاڑ پہاڑی کی چوٹیوں پر بادِ تند کے جھوکے سر ٹکرا رہے تھے - نپولین کے لگائے ہوئے سب پیڑ اور پودھے ٹوٹ اور اوکھڑ کر کیچڑ میں خمیر ہو گئے جاں بلب شاہنشاہ کو اپنی بیہوشی میں کچھ خبر نہ تھی کہ باہر کیا ہو رہا تھا - اور کرب و بیچینی سے تکیہ پر سر پیل رہا تھا - اور اب وہ موثر منظر پیش آیا کہ اس پُر مصیبت کمرے میں اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا - یعنی سب بچوں کو اجازت دی گئی کہ اپنے محبوب شاہنشاہ کی آخری دید کر لیں جس کی سانس اُکھڑ چکی تھی اور مطلق بیہوش پڑا تھا - بچوں نے شاہنشاہ کی صورت میں غیر معمولی تبدیلی دیکھی - یہ وہی شاہنشاہ تھا جو ان بچوں کا یار بن کر بڑے پیار سے اُن کے ساتھ کھیلا کرتا تھا - اور یہ حالت دیکھکر بچے ڈر گئے - اور پھر یہ یقین کر کے کہ اُن کا شاہنشاہ وہی تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر اور بلک بلک کر روتے ہوئے اُس کے پلنگ کے پاس آ گئے اور اُس کے ہاتھوں کو بوسے دے دے کر اپنے آنسوؤں سے ہاتھوں کو تر کر دیا - اور پھر ایسے چیخ چیخ کر روئے کہ شاہنشاہ کے تنفس کی آواز جو پہلے اچھی طرح سن پڑتی تھی سنائی نہ دیتی تھی - ادھر چھوٹے نپولین برٹرینڈ پر شاہنشاہ کی متغیر حالت سے کیونکہ ایک مہینے سے بچوں نے شاہنشاہ کو نہ دیکھا تھا - ایسا اثر ہوا کہ وہ زمین پر غش کھا کر مُردے کی طرح گر پڑا - ادھر تو یہ دل دوز واقعہ پیش آ رہا تھا ادھر شاہنشاہ کا ایک ملازم شدتِ مرض سے سرسام میں بیہوش پڑا تھا - لیکن اس آہ و بکا کو سنکر اُسے بیہوشی میں خیال گذرا کہ اُس کو شاہنشاہ نے پکارا اور ویسی ہی بدحواسی سے اُٹھکر کمرے میں گھس آیا اور اس سرسامی مرتے

بقیہ نوٹ صفحہ ماقبل - فرمائی تھی - لیکن بجائے گوشت اور کڑوی ترکاری کے انگور کا شربت اور روٹی استعمال کی تھی اور فرمایا تھا کہ روٹی میرا گوشت ہے اور یہ شربت میرا خون ہے - عیسائیوں میں یہ رسم آج تک چلی آتی ہے جسکو انگریزی میں "لارڈز سپر" کہتے ہیں اور اُس کا ترجمہ ہے "عشائے ربانی" منہ مترجم ۱۲

ہوے ملازم نے قریب پہونچکر بیہوشی میں کہا "ہاں بیشک میرا فرض ہے اور میں خوشی سے اپنے آقا پر جان قربان کردونگا"

یہ شب مصیبت وغم آہستہ آہستہ بڑی صعوبت کے ساتھ مبدل بہ صبح ہوئی بیہوش شاہنشاہ ویسا ہی ساکت تکیہ پر سر رکھے پڑا تھا تنفس بڑھتا جاتا تھا۔ اور کبھی کبھی اسی حالت میں ہونٹھوں میں کچھ کہتا تھا جو سمجھ میں نہ آتا تھا۔

مان تھولون نے لکھا ہے "دو دفعہ مجکو یہ لفظیں سنائی دیں "**فرانس سپاہ ہراول۔ جوزیفاین**""

یہ چھ بجے صبح کا واقعہ ہے۔ پھر تمام دن چھ بجے شام تک شاہنشاہ ایک حالت سے چت پڑا رہا۔ داہنا ہاتھ پلنگ سے باہر تھا۔ آنکھیں ایک حالت سے ایک ہی سمت جمی ہوئی تھیں۔ جیسے کوئی گہرے غور میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اور اُس کو کسی قسم کی تکلیف کا احساس نہ تھا چہرے پر اطمینان کی خوش نمائی چھائی ہوئی تھی اور ٹھیک اُس وقت جبکہ آفتاب عالم تاب مغرب میں اپنے چہرے کو نقاب شام سے پوشیدہ کر رہا تھا **شاہنشاہ نپولین کا طائر روح قفس عنصری کو چھوڑکر آشیانہ استراحت کو پرواز کر گیا۔**

الفت کرنے اور معاف کردینے والی **جوزیفاین** کی آخری لفظیں "ہائے **نپولین** اور اُف **جزیرہ ایلبا**" تھیں اور نزاعی حالت میں شاہنشاہ کے لبوں پر وہ لفظیں جواب بھی اُس کے دل سے کسی طرح محو نہ ہوسکی تھیں "**فرانس**" "**سپاہ**" اور "**جوزیفان**"۔ تھیں۔

نپولین نے بڑی تمنا ظاہر کی تھی کہ وہ پیرس میں دریائے سین کے کنار انھیں لوگوں میں دفن کیا جائے جو اُس کو نہایت عزیز تھے اور اگر اُس کی یہ نہ پوری کی جاسکے تو پھر کورسیکا میں شہر اجیشیو کے درمیان اُس کے باپ

جزیرے کے اندر دفن کیا جائے لیکن اگر مخالف یہ بھی گوارا نکریں تو پھر سینٹ ہلینا میں ایک تنہا مقام پر ایک سایہ دار درخت کے نیچے اُسی ٹھنڈے پانی کے چشمے کے قریب جس کے پانی سے اُس کو تسکین ہوتی تھی وہ دفن کر دیا جائے۔ اِس مقام کو نپولین نے خود منتخب کر دیا تھا۔ اس چشمے سے شاہنشاہ ایک دلی محبت تھی اور وہ اس کو دوست کی طرح عزیز رکھتا تھا۔

سرہڈسن لو کو فوراً درخواست دی گئی کہ شاہنشاہ کا جنازہ یورپ لیجانے کی اجازت دیجائے۔ لیکن اُس نے نپولین کے رفقاء کو جواب دیا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا قطعی حکم ہے کہ نپولین سینٹ ہلینا میں دفن کیا جائے۔ اور یہ بھی کہا کہ اس سے مجھے کوئی سروکار نہ ہوگا کہ جنرل بوناپارٹ جزیرہ میں کہیں پر دفن کیا جائے ان رفقاء نے رو رو کر التجائیں کیں کہ اُن کے واجب التعظیم شاہنشاہ کا جنازہ اُس کے وطن کو اُس کے رشتہ داروں اور دوستوں کے پاس بھیجدیا جائے لیکن سرہڈسن لو کے پاس اُس کی گورنمنٹ کے تاکیدی احکام موجود تھے اور وہ التجاؤں پر توجہ نہ کر سکا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کے شاید کچھ ایسے احکام تھے کہ شاہنشاہ کے رفقاء کی زاریوں اور خصوصاً میڈیم برٹرینڈ کی الحاح پر بھی توجہ نہ ہوئی اور گورنر نے شاہنشاہ کے معدہ اور اُس کی خواہش کے موافق دل کو نکالنے کی اجازت نہ دی

نعش کا نہایت احتیاط سے معاینہ کیا گیا اور پھر وہ دفن کرنے کے لیے تیار کی گئی۔ شاہنشاہ کے داروغہ نے اُس کو اُسی قسم کا لباس جو زندگی میں وہ پہنا کرتا تھا پہنایا۔ یعنی سفید صدری اور برجس۔ سیاہ گلوبند۔ لمبے بوٹ۔ اور کلغی دار ٹوپی۔ پھر خوابگاہ کے چھوٹے کمرہ میں اُس کو اُس کے بستر پر جس پر سیاہ پلنگ پوش پڑا تھا لٹا دیا۔ اور وہ چغہ جو میرنگو کی جنگ میں شاہنشاہ نے پہنا تھا اُس کے پاؤں پر پھیلا دیا۔ چاندی کی صلیب اُس کے سینہ پر رکھ دی۔ اُس کے سرہانے

قربان گاہ قایم کردی گئی اور ایبی وگنالی نے کھڑے ہو کر دعا پڑھی۔

اس جزیرہ کے تمامی باشندوں کو شاہنشاہ سے محبت تھی اور اُس کے انتقال کی خبر سب کو فوراً ہو گئی۔ اور لانگ وڈ میں لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور چھ اور سات تاریخ کو تمام دن لوگوں کے گروہ کمرے میں آتے اور مرحوم شاہنشاہ کی زیارت کر کے چلے جاتے تھے۔ اور اس اندوہناک موقع پر کہ در دیوار سے فریاد و بکا کی صدا بلند تھی سر ہڈسن لو جیسے شخص نے بھی کہا "وہ انگلستان کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اور میرا بھی دشمن تھا۔ لیکن میں نے اُس کو معاف کیا۔"

۸۔ مئی۔ کی صبح غیر معمولی طور سے نورانی تھی۔ طوفان کے بعد اب ساون تھا اور آسمان پہ ابر کا نام نہ تھا اور سمندر کی طرف سے فرحت بخش ہوا آ رہی تھی۔ اور جزیرے کے تمامی باشندے لانگ وڈ میں مرحوم اسیر کے جنازہ پر اپنی عزت و تعظیم کا اظہار کرنے کو جمع ہوئے۔ نپولین کی وجہ سے اُن کے جزیرے یعنی سینٹ ہلینا کا نام لازوال ہو گیا تھا۔ ساڑھے بارہ بجے گرانڈیلوں نے تہرا بھاری تابوت جو لوہے سیسے اور مہاگنی کی لکڑی کا بنا ہوا تھا گاڑی پر رکھا۔ گاڑی کو چار گھوڑے کھینچتے تھے اور جہاں پر سڑک کی خرابی سے گھوڑے گاڑی کو آگے نہ بڑھا نہ سکتے تو بارہ گرانڈیل تابوت کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیتے تھے۔ گاڑی کے پیچھے پیچھے شاہنشاہ کے رفقاء ماتمی لباس پہنے جا رہے تھے۔ اور پیچھے اور اعلیٰ غم سے اُن کے دلوں کا کام تمام ہوا جاتا تھا۔ اور امیر البحر اور گورنر اپنے سر رشتے کے افسروں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہمراہ تھے۔ اور جزیرہ کے تمامی باشندے مرد۔ عورتیں اور بچے طولانی قطار میں جنازے کے پیچھے پیچھے تھے۔ اور ڈھائی ہزار سپاہ جو شاہنشاہ کی نگرانی کے لیے جزیرہ میں متعین تھی سڑک کے بائیں کنارے پر قبر تک صف بستہ کھڑی تھی۔ اور جا بجا بینڈ باجے قایم تھے جنکی گونج سے ہوا بھر گئی تھی۔ اور جیسے جنازہ

آگے بڑھتا جاتا تھا سپاہی اپنی صفیں توڑ کر ہمراہ ہوتے جاتے تھے۔

آخر کار گاڑی رُکی۔ گرانڈیلوں نے تابوت کندھوں پر اُٹھایا۔ اور تنگ راستے سے ہو کر جو قبر تک بنایا گیا تھا قبر کے تنہا مقام پر لے گئے۔ تابوت قبر کے کنارے پر رکھا گیا۔ ایبی وگنالی نے دعا پڑھی اور تمام حاضرین ایک خاموشی کے عالم میں نہایت افسردہ اور غمگین کھڑے تھے۔ جس دوران میں جنازہ قبر کی طرف لایا جا رہا تھا امیر البحر کے جہاز کی توپوں سے بندرگاہ میں سلامی داغی گئی تھی اور جب تابوت قبر میں اُتارا گیا پندرہ توپوں سے پے در پے تین سلامیاں دی گئیں۔ اور اُس سایہ دار درخت سے جو قبر پر جھکا ہوا تھا لوگوں نے شاخیں کاٹ کر دُنیا کے سب سے زیادہ حیرت انگیز شاہنشاہ نپولین اعظم کی یادگار اپنے ساتھ لے لی۔

شاہنشاہ کے رفقاء نے اُس کی وفات کے دن قبر پر قایم کرنے کے لیے ایک پتھر تیار کرایا تھا جس کی سادی عبارت حسب ذیل تھی۔

نپولین

ولادت۔ مقام اجیکسیو۔ ۱۵۔ اگست سنہ ۱۷۶۹ء

وفات۔ سینٹ ہلینا۔ ۵۔ مئی سنہ ۱۸۲۱ء

سنگ تراش نے یہ پتھر تیار کر لیا تھا۔ لیکن گورنر کا حکم موصول ہوا کہ گورنمنٹ برطانیہ کا حکم ہے کہ قبر پر کسی قسم کا کتبہ صرف **جنرل بونا پارٹ** کے لفظوں کے سوا نہ لگایا جائے۔ اپنے مظلوم کو مرنے کے بعد یوں ستانا عجیب ظالمانہ توہین تھی شاہنشاہ کے رفقاء کی التجاؤں پر کچھ توجہ نہ کی گئی اور فرانسیسی شرفاء کو آخرکار صرف اتنی اجازت دی گئی کہ قبر کو بند کردیں اور اُس پر کسی قسم کا کتبہ نہ لگائیں۔

۲۷ مئی کو نپولین کے جان نثار رفیق یورپ کو جانے کے لیے جہاز میں سوار ہوئے۔ لیکن اپنی روانگی سے ایک دن پہلے یہ سب شاہنشاہ کی قبر پر گئے اور

اُس پر پھول چڑھائے اور خوب روئے۔ پھر وہ انگریزی جہاز میں سوار ہوئے اور سینٹ ہلینا کو الوداع کہا۔ جہاں ساڑھے پانچ برس جلا وطنی کی مصائب کو جھیلا تھا اور اپنی شرافت اور نیکی اور جاں نثاری سے اپنے نام کو لافانی کر دیا تھا۔ اور دنیا اُن کی ہمت و وفاکیشی کو مان گئی تھی۔ لیکن اس جماعت سے ایک شخص نے جس کا نام سارجنٹ ہیوبرٹ تھا وفاداری کا خاتمہ کر دیا۔ یعنی یورپ جانے سے انکار کیا اور اپنے محبوب آقا کی قبر کو تنہا نہ چھوڑا۔ اور متواتر اُنیس سال سینٹ ہلینا میں اور رہ کر قبر کی مجاوری کی اور پھر جب فرانس کی متحدہ درخواست پر قبر کی امانت فرانس پہونچائی اور ان ویلڈس کے گنبد کے نیچے از سر نو دفن کی گئی تو ہیوبرٹ نپولین کی نعش کے ساتھ پیرس کو گیا۔

باب ہفتاد و پنجم

(صفحہ ۶۰۰)

فرانس کا شاہنشاہ کی نعش کو طلب کرنا

بوربون کا مردود کیا جانا۔ جمہور کی عرضداشت۔ شاہنشاہ کا بت۔ فرانس کا گورنمنٹ برطانیہ سے درخواست کرنا۔ جواب۔ نعش کے لانے کو جہازوں کا روانہ ہونا۔ نعش کا قبر سے نکالا جانا۔ جہازوں کا فرانس کو مراجعت کرنا۔ بڑے جشن اور دھوم سے نعش کا دریائے سین میں روانہ ہونا۔ پیرس میں خیر مقدم ہونا۔ انویلڈس میں پھر دفن کیا جانا۔

بہت سے آدمیوں کی تاریخ اور کارنامہ کا مرنے کے ساتھ ہی خاتمہ ہو جایا کرتا ہے۔ مگر نپولین کا یہ حال نہیں ہے اُس کی عجیب اور حیرت خیز داستان قبر میں جا سونے کے بع بھی ختم نہیں ہوتی۔ شاہنشاہ کو مدفون ہوئے نو سال کامل گذر چکے تھے اور اس تمامی دوران میں سینٹ ہلینا کی روح فرسا تکلیفیں دنیا کے دل میں ویسی ہی تا تھیں۔ شاہنشاہ کی ظالمانہ تکلیف کے ہر واقعہ کی جستجو کی جاتی تھی۔ اور ہمدردی تار پر مضراب سے کام لیا جاتا تھا کہ صاحب الضاف لوگوں کے دل ہل جاتے تھے جولائی ۱۸۳۰ء کے تین خاص دن تاریخ میں یادگار ہیں جبکہ فرانس کے تمام

جمہور نے ایک شخص واحد کی طرح اٹھکر بوربون بادشاہ کو فرانس کے تخت سے مردود کر کے تیسری دفعہ نکالا۔ لوئی فلپی۔ ڈیوک آف ارلینس فرانس کا فرمان روا ہوا۔ اور یہی نپولین کی پیشین گوئی تھی۔ اور اس کو دو ماہ بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ جمہور کی طرف سے ڈپٹیوں کی مجلس میں ایک عرضداشت پیش ہوئی کہ نپولین کی نعش گورنمنٹ برطانیہ سے طلب کر کے اور فرانس لائی جائے۔ بوربون کی امرائی حکومت میں نپولین کا نام داب دیا گیا تھا۔ لیکن اُن کی حکومت کا خاتمہ ہوتے ہی شاہنشاہ نپولین کا نام سب کی زبانوں پر جاری ہو کر کچھ عجیب جوش پیدا ہو گیا۔

مانشیور ڈی مون ٹلنی نے اسی موقع پر کہا "نپولین نے ہمارے ملک میں ترتیب و امن کو پھر قایم کر دیا۔ وہی ہماری افواج کی فتوحات کا باعث ہوا۔ اُس کی عظیم الشان ذکاوت نے طوایف الملوکی کا خاتمہ کر دیا۔ اُس کے حربی کارناموں نے فرانسیسیوں کے نام کو دنیا میں معزز بنا دیا۔ اور نپولین کا نام جوش و عزت کے ساتھ ہمیشہ یادگار رہیگا۔"

ایک عرضداشت کے بعد پھر اور بہت سی عرضداشتیں گذریں اور جوش کا شعلہ ایسا مشتعل ہوا کہ بجھایا نہ جا سکتا تھا۔ اور خیال ہوتا ہے کہ نپولین کے نام کے ساتھ اس عام جوش کو دیکھکر لوئی فلپی کی گورنمنٹ کو خوف پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن جوش کا روکنا محال ہو گیا۔ اور سوائے اس کے کوئی علاج نہ رہا کہ اس عالمگیر خواہش میں کہ شاہنشاہ نپولین کی نعش گورنمنٹ برطانیہ سے واپس طلب کی جائے خود فرانس کی گورنمنٹ پوری کوشش کرے۔

۸۔ جولائی ۱۸۳۱ء کو یہ حکم نافذ ہو گیا کہ نپولین کا بت بدستور پلیس وینڈوم کے ستون پر قایم کر دیا جائے اور متحدہ بادشاہوں کو جنھوں نے اپنے گندے ہاتھوں سے یہ بت اتار لیا تھا اب یہ جرأت نہ ہوئی کہ نپولین کے بت کو پھر قایم

نہ ہونے دیں۔

۲۹- جولائی ۱۸۳۲ء کو نپولین کا بیٹا کنگ آف روم جس کو اُس کے نانا نے ڈیوک آف ریچسٹڈ کا خطاب دیا تھا اپنے ننھیال کے ایوان میں اسیری سے شکستہ دل ہو کر اکیس سال کی سن میں عدم کو راہی ہو گیا اور نپولین کا براہ راست سلسلۂ خاندان معدوم ہو گیا۔

یکم جون ۱۸۳۳ء کو نپولین کا بت بدستور اپنے قدیمی مقام پر قایم کر دیا گیا۔ فرانس میں عام جشن اور دھوم دھام کے سامان ہوئے اور شاندار ستون پر حسب ذیل عبارت کندہ کی گئی۔

"یہ عمارت نپولین اعظم نے فوج عظیمہ کی یادگار میں تعمیر کرائی۔ ۱۵- اگست ۱۸۰۶ء کو سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۱۵- اگست ۱۸۱۰ء کو یہ بنا اتمام کو پہونچی۔ ۲۸ جولائی ۱۸۳۳ء کو کہ یہ تاریخ جولائی کے انقلاب کی سالانہ خوشی کی تاریخ ہے اور لوئی فلپ کے دورِ حکومت کا تیسرا سنہ جلوس ہے۔ نپولین کا بت فوج عظیمہ کے ستون پر قایم کیا گیا"

انھیں رسوم اور دھوم دھام سے یکم اگست ۱۸۳۴ء کو نپولین کا ایک اور بت رایل ہوٹل ان ویلڈس کے صحن میں قایم کیا گیا۔ پھر ۱۴ ستمبر کو اسی سال میں فرانس کی سب سے بڑی عدالت اپیل نے نپولین جیسے دقیقہ سنج قانون ساز شاہنشاہ کی یادگار میں اپنے شوق تعظیم کو اس طرح ظاہر کیا کہ عدالت میں نپولین کا نہایت ہی شاندار مرقع آیزاں کیا جس میں شاہنشاہ کی اس طرح تصویر کھینچی گئی تھی کہ وہ اپنے مجموعۂ قوانین کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر رہا ہے۔ ان واقعات کو تو اُس اطاعت و عزت کے جھلملاتے مظہر صرف خیال کرنا چاہیے جو اب فرانس کی طرف سے شاہنشاہ نپولین کے ساتھ عنقریب ظہور پذیر ہونے والی تھی اور دنیا کی اُس پر نظریں لگی ہوئی

تھیں اور فرانسیسیوں کا یہ اظہار تعظیم جس کا اب آیندہ ہم تذکرہ کرتے ہیں تاریخ میں بالکل عدیم النظیر ہے۔

یاد ہوگا کہ اپنے وصیت نامہ میں شاہنشاہ نے یہ لفظ اپنی قلم سے لکھے تھے "میری خواہش ہے کہ میں دریائے سین کے کنارہ انھیں فرانسیسیوں کے درمیان دفن کیا جاؤں جن سے مجکو بڑی محبت ہے" اب فرانسیسی قوم نے جس کو متحدہ بادشاہوں کے پنجے سے خلاصی ہو چکی تھی سلطنت کے اس کنارہ سے لیکر اُس کنارے تک ایک آواز سے یہ شور برپا کر دیا کہ شاہنشاہ نپولین کی نعش گورنمنٹ برطانیہ سے طلب کی جائے۔

۵ مئی سنہ ۱۸۴۰ء کو جبکہ نپولین کی وفات کا سالانہ دن تھا مانشیور گیزٹ نے سرکاری طور سے باضابطہ گورنمنٹ برطانیہ کو درخواست روانہ کی۔ فرانس کا وزیر اعظم اس زمانہ میں مانشیور تھیرس تھا۔

لکھا تھا کہ "میں ہز مجسٹی بادشاہ فرانس کا سفیر صیغۂ خاص اور وزیر و وکیل اپنی گورنمنٹ کی ہدایت کے موافق ہز مجسٹی ملکہ انگلستان کے وزیر صیغۂ خارجہ کی خدمت میں درخواست کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں کہ بادشاہِ فرانس کی بڑی آرزو ہے کہ نپولین کی نعش فرانس میں دفن کی جائے۔ فرانس نپولین ہی کی وجہ سے مشہور ہوا اور نپولین ہی نے اُس کی حفاظت کی اور فرانس میں ہزارہا ناموروں کی نعشیں جنہوں نے نپولین کے ہمراہ اپنے ملک کی خدمت کی تھی دفن ہیں۔ مجھے امید ہے کہ بادشاہ فرانس کی اس درخواست سے گورنمنٹ برطانیہ کو فرانس کے

---

[1] جاننا چاہیے کہ اب انگلستان کی ملکہ ہماری واجب التعظیم قیصرہ وکٹوریہ آں جہانی تھیں۔ اور آپکے قدوم بابرکت کا یہ پُرفیض اثر تھا کہ امن قائم ہوا۔ اور آپ سنہ ۱۸۳۷ء میں جلوہ فرمائے سریر سلطنت ہو چکی تھیں۔ بیشک آپ ہم پر مادر مہربان سے زیادہ مہربان تھیں۔ مترجم ۱۲

بادشاہ کے منصفانہ اور شریفانہ خیال کے احساس کا یقین ہو جائیگا اور وہ موانع اُٹھا دیے جائینگے جو نپولین کو سینٹ ہلینا سے فرانس میں لا کر دفن کرنے کے رستے میں حایل ہیں۔“

اب تو زمانے بدل چکے تھے اور اس درخواست سے انکار نہ ہو سکتا تھا۔ ۹ مئی کو جواب میں لارڈ پامرسٹن نے لکھا۔ اور یہ پڑھنے سے خوشی ہوگی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے نپولین کے لقب ”شاہنشاہ“ کو فوراً تسلیم کیا اور اُس کو غاصب جنرل نہ کہا

”ہر مجسٹی ملکۂ انگلستان کی گورنمنٹ فوراً جواب دیتی ہے اور اس جلدی سے جس کے ساتھ جواب بھیجا جاتا ہے گورنمنٹ کو امید ہے کہ فرانس اس کو آیندہ قومی منافرت کے مٹنے کا ایک بین ثبوت یقین کریگا جس نے شاہنشاہ نپولین کے دوران حیات میں دونوں قوموں کو آمادۂ جنگ رکھا تھا اور ہر مجسٹی کی گورنمنٹ کو یقین ہے کہ اگر منافرت کے خیالات کا کہیں وجود باقی بھی ہو تو ایسے خیالات بھی اُسی قبر میں بند و مدفون کر دیے جائینگے جس میں نپولین کی نعش دفن کی جائیگی۔“

یہی وہ تلافی تھی جو انگریزی گورنمنٹ اُن غیر قابل معافی جرایم کے متعلق کر سکی جو اُس کی ذات سے اقوام کی آزادی کے خلاف ظہور میں آئے تھے۔ اب غاصب ہونیکے الزام سے دست کشی ہوتی ہے اور جمہور کے انتخاب کئے ہوئے فرمان روا نپولین کا **خطاب شاہنشاہی** تسلیم کیا جاتا ہے اور اس تبدیلی پر آج **انصاف** جشن منا رہا ہے اور دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ مرنے کے بعد نپولین نے کیسی فتح پائی۔

۱۲ مئی کو فرانسیسی وزارت کے دفتر سے ڈپٹیوں کی مجلس کو حسب ذیل مراسلہ بھیجا گیا۔

”اے شرفا۔ بادشاہ نے ہز رایل ہائنس پرنس جوین ول کو حکم دیا ہے کہ اپنے

جہاز سینٹ ہلینا کو لیجا کر "شاہنشاہ نپولین" کی نعش فرانس کو لے آوے۔ اب آپ سے یہ مشورہ پوچھا جاتا ہے کہ کن مناسب طریقوں سے شاہنشاہ کی نعش کا استقبال ہونا اور اُس کے دفن کرنے کے بعد اُس کا مقبرہ تعمیر ہونا چاہیئے چونکہ یہ نہایت مہتم بالشان قومی فرض ہے بادشاہ نے گورنمنٹ برطانیہ کو لکھا ہے اور اُس سے وہ گراں بہا امانت طلب کی ہے جو قسمت سے اُس کے ہاتھ آگئی تھی۔ جس جہاز پر شاہنشاہ کی نعش آئیگی وہ دریائے سین کے دہانے پر آئیگا۔ اور ان ویلڈس میں نعش دفن کی جائیگی۔ لیکن جہاز پہلے دریائے سین کے دہانے پر تبدیل کیا جائیگا۔ نہایت سنجیدہ رسم اور مذہبی اور فوجی دھوم دھام مقبرہ پر کی جائیگی اور اے شرفا۔ یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ایسے بڑے شاہنشاہ کا مقبرہ کسی تنہا اور شاندار مقام پر ہو اور کسی ایسے عام مقام پر تعمیر نہ کیا جائے جہاں کاروباری مخلوق کثرت کاروبار کی وجہ سے اُس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ پس کسی خاموش اور پاک مقام کا انتخاب ہونا چاہیئے کہ وہ لوگ جنکے دلوں میں شان وعظمت عقل وذکاوت۔ اور مصائب کی تعظیم ہے ادب اور عزت سے جاکر اُس کی زیارت کر سکیں وہ "شاہنشاہ" اور "بادشاہ" تھا۔ وہ ہمارے ملک کا جائز فرمانروا تھا۔ اور ان حقوق کی وجہ سے وہ سینٹ ڈے نس میں مدفون ہونے کا استحقاق رکھتا ہے لیکن معمولی بادشاہوں کے گروہ کے ساتھ مدفون ہونا نپولین اعظم کی کسر شان ہے ضرورت ہے کہ وہ اب بھی جہاں بانی اور سپہ سالاری کرے اور اُسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں فرانس کے سورما سپاہی مدفون ہیں تاکہ وہ سب لوگ جن سے حفاظت ملک کی آئندہ درخواست کی جائے اُس کے مقبرہ سے فیضان شجاعت اور حب الوطنی کا پاک جوش حاصل کریں۔ اُس کی قبر پر اُس شمشیر عالمگیر آویزاں کی جائیگی۔ اور بڑے گنبد کے نیچے صناعانِ وقت ایسی قبر اور محجر تیار کرنے کی

کوشش کرینگے جو حق المقدور شاہنشاہِ مرحوم کی شوکت و ناموری کے شایاں ہو۔ یہ عمارت سادی لیکن بڑی عالی شان اور ایسی مستحکم ہوگی کہ زمانے کی شدت اور وقت کی دست درازی کا مقابلہ کر سکے۔ اور یہ مقبرہ بھی اپنے استحکام کے اعتبار سے ویسا ہی مضبوط اور باقی رہنے والا ہو جیسا خود شاہنشاہ کا نام لازوال ہے۔ اب آیندہ فرانس ہی اور صرف فرانس اس عزیز شاہنشاہ کی نعش کی امن میں رہیگا اور اُس کی شہرت کی طرح اُس کا مقبرہ بھی صرف فرانس ہی سے متعلق ہوگا۔"

وزارت کے اس مراسلے پر جو بڑی شاندار اور شریفانہ لفظوں سے مملو تھا ڈپٹیوں کی مجلس اور تمامی فرانس میں جوش شادمانی سے ایک غلغلہ برپا ہو گیا۔ شاہزادہ جوین دل دو مسلح جہازوں کے لیے کر سینٹ ہلینا روانہ ہوا۔ اور جنرل گورگارڈ۔ جنرل برٹ رینڈ اور کونٹ لیس کیس جو ایام اسیری میں شاہنشاہ کے شریک حال رہ چکے تھے جہازوں کے ہمراہ گئے۔ آبنوس کا ایک بہت بڑا تابوت جس پر بیحد پاکیزہ کام تھا بنایا گیا تاکہ نپولین کا اصلی تابوت اس کے اندر سما جائے اور اُس کی خاک پریشان نہ ہو اور اس آبنوسی تابوت پر سنہرے حرفوں میں لفظ "نپولین" لکھا گیا۔ اور ایک بہت بڑا تابوت اعلیٰ مخمل کا تیار ہوا جس پر کارچوب میں سنہری شہد کی مکھیاں بنائی گئی تھیں اور چاروں طرف چوڑی سنجاب بطور حاشیہ کے ٹانکی تھی۔ ہر گوشہ پر ایک عقاب بنایا گیا تھا اور اُس کے سر پر تاج شاہنشاہی دکھایا گیا تھا۔ یہ سب نہایت اعلیٰ زردوزی کام تھا۔

۸- اکتوبر کو دونوں جہاز سینٹ ہلینا کے بندرگاہ میں جا پہونچے اور قلعوں سے دوستانہ سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔ اور اسی طرح انگریزی جہازوں نے جو فرانسیسی جہازوں کے منتظر کھڑے تھے سلامیاں داغیں۔ ۱۵- اکتوبر کو مرحوم شاہنشاہ کو سینٹ ہلینا میں پہونچے ہوئے پچیس سال ختم ہوئے تھے اور یہی تاریخ شاہنشا

کی قبر کھولنے اور نعش نکالنے کی مقرر کی گئی۔ اور ٹھیک آدھی رات کو برطانیہ کے شاہی انجنیروں نے گورنر جنرل سینٹ ہلینا کی ہدایتوں کے موافق فرانسیسی اور انگریزی کمشنروں کی موجودگی میں کام شروع کیا۔

نو گھنٹے کی متواتر محنت کے بعد مٹی نکالی جا چکی اور مضبوط گچ توڑی اور تابوت کے اوپر کا وزنی پتھر کا تختہ کرین" کے ذریعے سے اوپر کھینچا گیا۔ پھر دعا پڑھی گئی اور برہنہ سر ہو کر تابوت اٹھایا اور ایک خیمہ میں جو قریب ایستادہ کیا گیا تھا لایا گیا۔ مذہبی تعظیم و احترام کے ساتھ مہاگنی۔ سیسے۔ اور لوہے کے تینوں تابوت کھولے گئے اور احتیاط سے سفید ساٹن کا نقاب اٹھا کر شاہنشاہ کا چہرہ دکھایا گیا شاہنشاہ کی نعش رطوبت اور ہوا سے ایسی کافی طور سے محفوظ رہی تھی کہ شاہنشاہ کے خط و خال میں کچھ بھی فرق نہ آیا تھا اور یہ بات دیکھکر سب ہی کو حیرت ہو گئی جن لوگوں نے شاہنشاہ کو حیات کے عالم دیکھا تھا فوراً پہچان لیا۔ اس کے فوجی لباس میں کہنگی کے خفیف آثار معلوم ہوتے تھے۔ اور وہ ایسا خاموش لیٹا ہوا تھا کہ جیسے کوئی حسین پڑا سو رہا ہے۔ تمامی حاضرین پر افسردگی اور غم سے سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اور یہ واجب تعظیم نعش دو منٹ سے کم ہوا میں کھلی رکھی گئی اور فوراً ہی تینوں تابوتوں کو بند کر کے ٹانکا لگا دیا گیا۔ اور پھر اس آبنوسی تابوت میں جو پیرس سے آیا تھا رکھ کر ایک اور بلوطی صندوق میں کر دی گئی۔

اسی اثنا میں بادلوں کی کالی گھٹا اٹھی اور تاریکی چھا کر موسلا دھار بارش شروع ہوئی۔ اور ہوا کا طوفان چلنے لگا۔ اور اس شور طوفان سے توپوں کی سلامیوں کی گرج نے مل کر عجیب شاندار سماں پیدا کر دیا۔ لیکن اس ہولناک طوفان کی پروا نہ کر کے جزیرے کے تمامی باشندے قبر پر جمع ہو گئے تھے۔ اور پھر قبر سے جہاز تک جنازے کے ہمراہ گئے۔ گاڑی میں چار گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ اور ہر گھوڑے کے ساتھ

ایک ایک سائیس تھا اور گاڑی کے ہمراہ آٹھ افسر پیدل جا رہے تھے۔ اور جزیرہ
کے بری و بحری افواج کے افسر اور حکام دیوانی جنازے کے ساتھ تھے۔ اور
بائیں بازو پر سیاہ ماتمی پارچہ لگائے ہوئے تھے۔ اور سر ہڈسن لو کے جانشین
گورنر نے سرکاری احکام جاری کر دیے تھے کہ تمامی افسر جنازے کی شرکت
کریں۔ اور سینٹ ہلینا کی تمامی اقسام کی افواج کو حکم دیا گیا تھا کہ مرحوم شاہنشاہ
کے جنازے کے ساتھ رہیں جس کی نعش کو اب نائب انگلستان فرانس کے
سپرد کر رہا تھا۔ اس انبوہ کثیر میں جو جنازے کے ہمراہ پہاڑیوں کے درمیان بل
کھاتا ہوا جا رہا تھا بینڈ باجوں کی گونج اور سلامی کی توپوں کی گرج نے عجب اثر پیدا
کر دیا تھا۔ جیمس ٹاؤن میں جدھر دیکھئے سڑکوں اور مکانوں پر اظہار ماتم ہو رہا تھا۔ اور
جہازوں کے مستول اور جھنڈے باقاعدہ اظہار ماتم میں جھکا دیے گئے تھے۔

گھاٹ پر جہاں انگریزی کمپو ختم ہوتا تھا پرنس ڈی جوین ول نے تمامی فرانسیسی
افسروں کو ماتمی لباس میں جمع کر رکھا تھا۔ جس وقت گاڑی پہونچی سب سربرہنہ ہو کر
تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ اور سینٹ ہلینا کے گورنر نے آگے بڑھ کر گورنمنٹ برطانیہ کی
طرف سے شاہنشاہ نپولین کے تابوت کو فرانس کے سپرد کیا۔ اور یہ تابوت فرانسیسی
جھنڈے کے نیچے لایا گیا۔ اس وقت جوش حسرت اور رنج و غم کا وہ عالم تھا کہ حیطہ
بیان سے باہر ہے۔ اور اسی لمحے سے شاہنشاہ کے تابوت کی وہی عزت و تعظیم
شروع ہو گئی جو حیات میں ہوتی تھی۔ پرچم کھول دیے گئے اور توپوں سے سلامیاں
دی گئیں اور تابوت کو بجرے پر رکھ کر کشتیوں کے گروہ میں جہاز کی طرف لے چلے۔
جہاز پر افسر پوری وردی پہنے باقاعدہ ادب سے ایستادہ تھے۔ جہاز میں ایک حجرہ
بنایا گیا تھا اور اسی میں تابوت کو رکھ کر مومی شمعیں روشن کر دی گئیں۔ اور سب
سے بوڑھے لفٹنٹ کی ماتحتی میں ساٹھ سپاہی پہرے پر متعین ہو گئے۔ سینٹ ہلینا

لیڈیوں نے شاہنشاہ کی یادگار میں ایک کارچوبی جھنڈہ اپنے ہاتھ سے بنا کر نذر دیا۔ اور یہی انگریزی لیڈیوں کا جھنڈہ شاہنشاہ کے تابوت پر کھڑا کیا گیا۔ اور پھر یہ دن کا یادگار منظر دعا اور مذہبی رسوم کے ادا کرنے کے بعد ختم کیا گیا

سینٹ ہلینا سے ۱۸ اکتوبر کو جہاز روانہ ہوئے۔ اس تاریخ پولین کو جزیرہ میں اترے ہوئے پچیس سال اور تین دن ہوئے تھے اور اس اترنے کے دن سے اس نے اسیری کی وہ وہ بلائیں جھیلیں کہ مر کر اُن سے نجات ہوئی۔ ۲۔ نومبر کو جبکہ یہ جہاز خط استوا سے عبور کر رہے تھے اُن کو ایک فرانسیسی جنگی جہاز ملا جس سے یہ خبر ملی کہ ٹرکی اور مصر کی صلح کے متعلق انگلستان اور فرانس میں پھر جنگ چھڑنے کا قوی گمان تھا اور مخالفت شروع ہو گئی تھی۔ یہ خبر بڑی وحشت ناک تھی اور یہ خطرہ بہ سر رسیدہ معلوم ہونے لگا کہ اب جہاز گرفتار کر لیے جائینگے۔ اور پھر پرنس جوین ول نے تمامی سرداروں کے مشورہ سے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ اگر غنیم کی زبردست بحری فوج سے مقابلہ ہو تو شاہنشاہ کی نعش اب بار دیگر انگریزوں کو نہ دی جائیگی بلکہ ایسی جنگ کی جائیگی کہ تمامی فرانسیسی آخرکار مر کے شاہنشاہ کے ساتھ ہی قعر سمندر میں اپنی دائمی راحت کا ٹھکانہ کر لینگے۔ مگر خوش قسمتی سے کسی مخالفت یا مزاحمت کا سامنا نہ ہوا اور جنگ کی گھٹا اوتر گئی۔

۲۔ دسمبر کو آسٹرلٹز کی جنگ کے سالانہ جشن کی تاریخ تھی اور اسی تاریخ کو دونوں مالتی جہاز چربرگ کے بندر میں داخل ہوئے۔ اور فوراً تین فرانسیسی جنگی جہازوں نے جنکے نام ”آسٹرلٹز“ ”فریڈلینڈ“ اور ”ونکسٹ“ تھے محترم تابوت والے جہاز کو اپنے حلقہ حفاظت میں لے لیا۔ تمامی قلعوں۔ دمدموں اور جہازوں سے اکیس اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔ اس کے بعد تابوت نارمنڈی نامی دخانی جہاز میں منتقل کیا گیا۔ لیکن اس موقع کے لیے نارمنڈی جہاز ایسے لوازمات اور

سامانوں سے آراستہ کیا گیا تھا کہ تکلفات کا خاتمہ کر دیا گیا تھا اور ۹۔ دسمبر کو یہ جہاز دریائے سین کے دہانے میں داخل ہوا۔ جہاز کے عرشے پر ایک گرجا نما تعمیر تھی جس میں تابوت رکھا گیا۔ اور ایسا بلند رکھا تھا کہ کناروں کے دونوں طرف والے لوگ اس کو دیکھ سکیں۔ گرداگرد مومی شمعیں اور فتیلے دن رات اس کثرت سے روشن کئے گئے تھے کہ تابوت پر اُن کی روشنی کا نرالا عالم تھا۔ شاہی فرغل تابوت کو ڈھکے ہوئے تھا۔ اور فرش تک لٹکا ہوا تھا۔ تابوت کے سرہانے تکیے پر سیاہ ماتمی پشمین کپڑے سے چھپا ہوا تاج شاہنشاہی رکھا تھا اور تابوت خانے کے چاروں گوشوں پر ایک ایک مسلح جوان کھڑا تھا اور تابوت کے سرہانے ایک پادری پورا مذہبی لباس پہنے استادہ تھا۔ اور پادری کے قریب کئی جنرل افسر کھڑے تھے۔ اور تابوت کے پائنتی پرنس جوین ول تنہا کھڑا تھا۔

یہ نارمندی جہاز شہر ہیورے میں پہونچا۔ اور مشتاق نگاہوں نے اس کو دور ہی سے افق میں جبکہ وہ محض ایک سیاہ دھبے کے مثل نظر آ رہا تھا دیکھ لیا۔ تمام شہر میں ایک تلاطم پڑا ہوا تھا۔ توپیں سر ہوئیں۔ ماتمی گھنٹے بجنے لگے۔ اور خاموش ہوا بینڈ باجوں کی گونج سے بھر گئی۔ سوائے ماتمی شور کے کسی قسم کی آواز نہ آتی تھی اور جس وقت یہ شاہنشاہی دخانی جہاز فرانسیسی جھنڈوں کے نیچے اپنے سیاہ کول اور آسمانی مستولوں سمیت مقررہ مقام پر آہستہ آہستہ آ کر مقیم ہوا تو ماتم کرنے والے شہریوں اور جمہور میں قطعی خاموشی ہو گئی۔

اس مقام سے بوجہ دریا کی تنگی کے تابوت ایک اور چھوٹے جہاز میں تبدیل کیا جانے کو تھا۔ اور دریا میں سو میل اور جانا تھا کہ پیرس کو پہونچے۔ اس موقع پر پوری عزت اور شان کا اظہار کرنے کو فرانس کے مذاق اور دولت کے مقابلہ سے بڑے بڑے سامان ہوئے تھے۔ پارسین جہاز جس پر بڑے بڑے ارکان

داعیان دولت سوار تھے آگے بڑھا۔ اس کے پیچھے دوسرا چھوٹا جہاز آیا جس میں اُس جہاز کے ملّاح تھے جو تابوت کو سینٹ سے لایا تھا۔ اور اُس کے بعد وہ جہاز آیا جس پر شاہنشاہ مرحوم کا واجب الاحترام تابوت تھا۔ نہایت خوبی اور سادگی سے اُس کے تمامی لوازمات سے ماتم کا اظہار ہو رہا تھا۔ تابوت ایسا اونچا رکھا ہوا تھا کہ ہر شخص اُس کو دیکھ سکتا تھا۔ اور اس ماتمی جہازوں کے سلسلہ میں دس اور جہاز پیچھے پیچھے تھے۔

۱۰۔ دسمبر کی صبح کو ٹھیک طلوع آفتاب کے وقت تیرہ شاندار ماتمی جہازوں کا بیڑا جس کو ماتمی گھنٹوں اور گرجتی ہوئی توپوں سے سلامیاں دی جا رہی تھیں اور بینڈ باجوں کی گونج سے ہوا بھری ہوئی تھی لنگرگاہ سے نکل کر دریا کی بالائے سمت کو بڑی شان سے روانہ ہوا۔ پچھلا تیس تیس میل کے گرد کا ملک خالی ہو گیا اور تمامی مخلوق شاہنشاہ عالی جاہ کے جنازے کی زیارت کو آکر دریا کے کنارے پر جمع ہو گئی تھی۔ کوئی شبہ نہیں ہے کہ شاہنشاہ کی محبت نے سبھوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ دریائے سین کے وادی زیرین کے بڑے افسر نے باشندوں کے نام حسب ذیل اعلان شائع کیا تھا۔

،، شہریو۔ جہازوں کا بیڑہ جن میں مرحوم شاہنشاہ کا تابوت زیر اہتمام پرنس جوین ول آرہا ہے اور دار الحکومت میں جائیگا جہاں تمامی اہتمام و انتظام اور مذہبی رسوم ادا ہونگے پہلے ہماری طرف سے گذریگا۔ اور شاہنشاہ نپولین اعظم کی عزیز نعش کا غربت و جلاوطنی سے اپنے عزیز دار الحکومت پیرس اور اپنی محبوب فرانس کو واپس لایا جانا ایسا عظیم الشان اور بڑا وسیع معرکہ خیز موقع ہے کہ دنیا کی تاریخ میں جس کی دوسری مثال کا پتہ نہیں ملتا۔ پس جس وقت یہ جہاز محترم تابوت کو لے کر ادھر سے گذریں تو ہم سب کو لازم ہے کہ نہایت سچے جی سے اسی ہمدردی اور ما

ا اظہار کریں جو ملک کی مصائب۔ اُس کی فتوحات اور اُس کی شان و عظمت کی ہ انی یادگار سے دلوں میں پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ اور چونکہ ہم نے مرحوم شاہنشاہ جم جاہ کی بدولت بڑے بڑے فائدے اُٹھائے ہیں اور اُس کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں لہذا اُنھیں کو یاد رکھ کر ہم کو اپنے دلی خیالات کا ایسا اظہار کرنا چاہیے جو ہمارے شایاں ہے۔"

دریا میں یہ بیڑا جا رہا تھا اور مخلوق کناروں پر کھڑی شیون و بکا کر رہی تھی اور بڑی حسرت سے تابوت کو دیکھتی تھی۔ ہر باڑی سے توپوں کی سلامیاں داغی جاتی تھیں۔ اور ہر قریہ کی گرجا کی چوٹی سے ماتمی گھنٹے بج رہے تھے۔ اور کنارہ پر ایک دہقان کا گھر بھی ایسا نہ ملتا تھا جہاں ماتم کا اظہار نہ ہو۔ اور محبت کا ثبوت نہ دیا گیا ہو۔ ہیورنے اور پیرس کے درمیان شہر روآ، واقعہ ہے اور یہاں ایک لاکھ کی مردم شماری تھی۔ اور شاہنشاہ نپولین نے اپنی ذکی تجاویز سے اس کو مالاما اور خوش حال کر دیا تھا اور ممالک محروسہ میں اپنی تجارت اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے یہ شہر بڑا نامی ہو گیا تھا۔ شاہنشاہ فرمایا کرتا تھا کہ "پیرس۔ روآ اور ہیو تینوں مل کر ایک شہر ہو جائینگے اور ان کی بڑی سڑک دریائے سین ہوگا۔"

نپولین کے دل میں ایسی اور اتنی عظیم الشان تجویزیں تھیں۔ لیکن متحد بادشاہوں نے پے در پے یورشیں کر کے اُس کی تجویزوں کو پورا نہ ہونے دیا اور اُس کا صحرائی درندہ کی طرح تعاقب کیا۔ روآ کے افسرِ اعلیٰ نے اس موق پر شہریوں سے حسب ذیل خطاب کیا۔

"پیارے اور محبوب شہریو۔ دیکھو پچیس سال تک غیر ملک میں جلا وطن رہ کے بعد شاہنشاہ نپولین ہمارے درمیان پھر واپس آتا ہے اور ہمارے جمہور بادشاہ کا عزیز خلف پرنس جوین ول اُس متبرک خاک کو لیے ہوئے آتا ہے جو ای

نہایت جلیل القدر شاہنشاہ کی ہے اور چند روز میں یہ خاک قومی محافظوں کے ہاتھ سے شاہنشاہ کی لا فتح افواج کے سورماؤں اور سپاہیوں کی خاک کے درمیان مدفون ہوگی اور ہم کو چند ہی ساعتوں کی مہلت ملیگی کہ اس شاہنشاہ کے تابوت کے سامنے اپنے ماتم اور اپنی تعظیم کا اظہار کر سکیں۔ یہ وہی شاہنشاہ ہے کہ جس کی بدولت تمامی دنیا فرانس کے نام کی عزت کرتی ہے۔ پس چونکہ ہم پر شاہنشاہ کے بڑے احسان ہیں اور اُس کے دامن حمایت و حفاظت میں ہم نے پناہ پائی ہے ہم کو لازم ہے کہ اپنی دلی ہمدردی اور اپنے اصلی غم کا اظہار کریں۔ پس ہم کو متحد ہو کر ایک مذہبی خیال سے اس موقع کے شایاں سامان کرنا چاہیے اور یہ موقع اپنی ندرت میں لاثانی ہو کیونکہ ہم نے شاہنشاہ عالی مقام سے لا انتہا فائدے اُٹھائیں ہیں۔"

قرب و جوار سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب مخلوق روائیں آکر جمع ہوئی تھی۔ دریا کے دونوں کنارے بڑے بڑے تکلفات سے آراستہ کئے گئے تھے۔ بڑی بڑی گیلریاں بنائی گئی تھیں اور نہایت بیش بہا ریشمین کپڑے آویزاں کر کے اُن کو سجایا تھا۔ بہت سے بلند مخروطی چبوترے تعمیر کئے گئے تھے جن پر ساٹن کے شامیا کارچوب سے مغرق جھلملاتے تھے۔ چبوتروں کے پہلوؤں پر شاہنشاہ کا نام اور اُس کی خاص خاص فتوحات کندہ کی گئی تھیں۔ نہایت رفیع الشان محراب ایسی بنائی گئی تھی کہ دریا بیچ میں سے بہتا تھا اور محراب پر زر دوزی ریشمین پارچہ منڈھا تھا۔ اور صرف اس محراب کی تیاری میں بیس ہزار گز ریشمین پارچہ صرف ہوا تھا اور اس پر چھتیس ہزار کلابتونی شہد کی مکھیاں نہایت خوبصورتی سے بنائی گئی تھیں۔ دو اعزازی جہاز جن پر تمامی اقوام یورپ کے جھنڈے تھے دریا میں اس طرح آراستہ کھڑے تھے کہ ماتمی جہازوں کا سلسلہ اُن کے بیچ میں ہو کر گذرے ہر دو آ

کے پلوں کے سجانے میں بڑی بڑی صنّاعی سے کام لیا گیا تھا۔ اور شہر کے ہر ایک مینار اور دروازے اور دریچے پر تین رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

دوپہر سے پہلے شہر اور اطراف کے باشندے جمع ہو گئے۔ بکتر پوش۔ جج۔ وکیل۔ پادری۔ قومی گارڈ جس کے پرچم ماتم سے جھکے ہوئے تھے۔ طلباء لیجن آف آنر کے اراکین پنشن یافتہ افسر۔ اور سلطنت کے بوڑھے مجروح سپاہی صرف جن کی اس موقع پر ایک ہزار پانسو تعداد تھی۔ اپنی اپنی جگہ پر قایم ہو گئے۔ یہ بوڑھے اور کہن سال سپاہی جن میں بعض تو نہایت ہی پیرانہ سال ضعیف تھے شہر کی سڑک پر نکلے۔ جنگ کے طوفانوں سے بدن چور اور چیتھڑے تھا۔ انتہائے غم سے آنکھوں میں آنسو بھرے اپنی بندوقوں کو زمین کی طرف جھکائے لیکن چہروں سے عجب جوش کا اظہار کرتے باقاعدہ صف باندھے چلے جا رہے تھے اور اس مخصوص موقع پر ان کو دیکھتے ہی مخلوق نے اضطراری حالت سے ایسا نعرہ مارا کہ بے انتہا گہرے جوش کا شاہد تھا۔ ان سپاہیوں کے ہاتھوں میں سرو کے پتّوں اور گلِ صدابہار کے بنے ہوئے تاج تھے اور کپڑے سے منڈھے ہوئے طنبور ماتمی صدا بلند کر رہے تھے۔ شاہنشاہ مرحوم کے سچے قایم مقام وکیل یہی لوگ تھے۔ اور یہی اُس کے بچے تھے اور ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو بڑی خوشی سے اپنی جان اپنے شاہنشاہ پر قربان نہ کر دیتا۔

دریا کے شفاف پانی پر نورانی دوپہر کو ماتمی بیڑہ بڑی شان کے ساتھ آہستہ آہستہ آتے ہوئے نظر آیا۔ اور جہازوں۔ باٹریوں اور قومی گارڈ کے توپ خانوں سے ایسی مہیب توپوں کی سلامی دی گئی کہ بادلوں کی بڑی سے بڑی گرج بھی اُس کو نہ پہنچتی۔ اور سب کو معلوم ہوا کہ شاہنشاہ تشریف لا رہا ہے۔ اس وقت ایسا وفورِ جوش تھا کہ کوئی زبان کتنا ہی مبالغہ سے کام لے اُس کو بیان کرنے میں قاصر

رہی گی۔ شاہنشاہ اگرچہ زندہ نہ تھا لیکن اپنے ملک کو بڑی فتح اور نصرت کے ساتھ واپس آیا تھا اور سب اُس کے ساتھ اظہار محبت و اطاعت کر رہے تھے۔ فرانس کی عزت پھر قایم ہو گئی کیونکہ اب اُس کا محبوب شاہنشاہ غیر ملک میں مدفون نہ تھا۔

سب بجروں کی رفتار کم کر دی گئی تا کہ حاضرین بہ اطمینان اس موثر نظارہ کو دیکھ سکیں۔ مُعلّق پل کے قریب جس پر بڑی محراب قایم تھی شاہی تابوت کا بجرا روک دیا گیا اور پرانے سپاہیوں نے یکے بعد دیگرے آکر تابوت پر پھولوں کے تاج چڑھائے اور پھر اور اپنے نالہ و شیون کی حالت میں شاہم زندہ ماناد کا نعرہ کانپتی ہوئی آواز سے بلند کیا۔ یہی وہ نعرہ تھا جس کو شاہنشاہ حیات میں سُنا کرتا تھا۔ اور اب مرنیکے بعد پھر اُس کے کانوں نے یہی نعرہ سُنا۔ کیا نپولین عالم ارواح سے یہ منظر دیکھکر مسرور ہو رہا ہوگا؟ کون کہہ سکتا ہے۔ اور اس پردۂ اسرار کے پیچھے کا حال کسے معلوم ہے۔

پھر شاہی بجرا محراب میں ہو کر گذرا۔ اور باقی بجروں کے حلقے میں ٹھہرا۔ گرجوں پر ماتمی گھنٹے بج رہے تھے۔ توپوں سے سلامیوں کی شلک داغی جا رہی تھی۔

آرچ بشپ (لاٹ پادری) نے نماز جنازہ پڑھی۔ اور ماتمی بینڈ باجوں نے ہوا میں افسردگی اور غم بھر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد توپوں سے دوسری سلامی دی گئی اور اس سے یہ مدعا تھا کہ اب ماتمی رسوم ختم ہوں اور رسوم شادمانی ادا کرنا چاہیے کیونکہ شاہنشاہ اپنی شکر گذار رعایا میں واپس آیا تھا اور اُس کا زندہ شاہنشاہ کی طرح خیر مقدم ہوگا۔ چنانچہ گھنٹوں سے اب مسرت کا اظہار شروع کیا گیا اور بینڈ باجوں نے جشن و طرب کا ترانہ شروع کیا۔ فوجوں نے اپنے اسلحہ سے سلامی دی۔ اور قومی گارڈ کے توپ خانے سے ایک سو ایک توپوں کی سلامی داغی گئی۔ اور اگرچہ سب ہی کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور آوازوں میں لغزش

تھی تاہم وہ شاہم زندہ مانا دہ کے لیے ایسے نعرے مارے جارہے تھے کہ توپوں کی گرج گھنٹوں کی آوازا اور بینڈ باجوں کی گونج نیچی پڑ گئی تھی۔ یہ آزاد قوم کے نعرے تھے اور بادلوں کی طرح گرج گرج کر یورپ کے خودسر اور متکبر بادشاہوں کو نیا اعلان سنا رہے تھے کہ دیکھو آخرکار جمہور کا انتخاب کردہ شاہنشاہ کامیاب اور فتحمند ہو کر پھر تخت نشیں ہو گیا۔

اسی شام کو بجرے پرجوش آرزمند اور منتظر دارالحکومت پیرس کی سمت روانہ ہو گئے ہیورے سے لیکر پیرس تک دریائے سین کے دونوں کناروں پر کثرت سے شہر اور گاؤں آباد ہیں۔ اور اس بجرے کے گذرنے پر ہر ایک مقام سے شاہنشاہ کی نعش واپس آنے کے متعلق طرح طرح کی مسرت اور شکرگذاری کے ثبوت دیے جاتے تھے۔ اور جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے قومی مسرت کا اظہار ہوتا تھا۔ کناروں پر ہزارہا آدمیوں کی قطاریں موجود رہتی تھیں اور ہر طریقے سے اہتمام و کوشش کی جاتی تھی کہ اس منظر کو زیادہ شاندار بنایا جائے اور اس عجیب منظر کو دیکھنے کے لیے خود پیرس سے ہزاروں آدمی آگئے تھے

اس نیرس میں وہ جہاز کھڑا تھا جس کی سجاوٹ کا پایاں نہ تھا اور اس مقام سے شاہنشاہ کا تابوت اسی جہاز پر آگے جانے کو تھا۔ اس کے عرشے پر مصری معبد کی طرح تابوت رکھنے کو ایک کھلی ہوئی عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ اور چاروں گوشوں پر نہایت شاندار چار بت بنائے گئے تھے اس عمارت کے اوپر کے حصے میں سیڑھیوں کے ذریعے سے رستہ بنایا تھا۔ اور جہاز کے سب سے اگلے حصے پر نہایت بڑا سونے عقاب بٹھالا تھا۔ اور تابوت کے گرد نہایت گراں بہا رنگ رنگ کی روشنیوں کے جھاڑ تھے لیکن یہ صناعیوں سے زینت دیا ہوا قیمتی جہاز ایسا بھاری ثابت ہوا کہ پندرہ تاریخ تک جبکہ رسوم اور جشن ہونے والے تھے دریائے سین

کی دھار پر چڑھ کر پیرس نہ پہونچ سکتا تھا۔ تاہم یہاں پر وہ دوسرے بجروں کے ساتھ ہو گیا اور اُن کی رونق بہت بڑھ گئی۔

۱۴- دسمبر کو چار بجے بیپڑا کوربے ڈئی میں جو پیرس سے چار میل پر ایک گاؤں ہے جا پہونچا اور یہاں دخانی کشتی سے تابوت کنارے پر اوتارا جانے کو تھا۔ اور اس منظر کو دیکھنے کے لیے ہزارہا آدمی پیرس اور قرب وجوار سے آئے تھے جوزیفاین کا نہایت عالی شان بت اس موقع پر کھڑا کیا گیا تھا کہ اپنے واپس آنیوالے محبوب شوہر کا استقبال کرے۔ ہر تماشائی کی اسی بت پر نظر جمی ہوئی تھی میریا لوئیا قیصر کے خاندان کی بیٹی اس زمانے میں ذلت کے ساتھ پارما میں حیات موجود تھی اور اُس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ گھاٹ پر نہایت عظیم الشان مینار تعمیر کیا گیا تھا جسکی بلندی ایک سو پچاس فٹ تھی۔ اور اُس کی چوٹی پر چھ فٹ قطر کا ایک کرہ بنا کر سونے سے جھمکتا ہوا عقاب بٹھالا تھا۔ اور مینار کے نیچے ذیل کی لفظیں کندہ کی گئی تھیں۔

”میری تمنا ہے کہ میں دریائے سین کے کنارے اُنھیں لوگوں کے درمیان دفن کیا جاؤں جن سے مجھے بڑی محبت ہے۔“

گھاٹ کے سرے پر یونانی وضع کا سو فٹ بلند ایک مندر تعمیر کیا گیا تھا کہ اُس کے اندر تابوت اُس وقت تک رکھا جائے جب تک کہ ماتمی گاڑی میں منتقل نہ کیا جائے۔ نہایت ہی آراستہ بیس بیس فٹ اونچے جھاڑوں سے تابوت پر روشنی کی گئی تھی۔ یہیں پر سر جیبٹ ہیوبرٹ جس نے اُنیس سال تک شاہنشاہ کی قبر پر مجاوری کی تھی دخانی کشتی سے خشکی پر اوترا۔ تمامی جنرل بڑی تعظیم کے ساتھ اُسکے گرد جمع ہوگئے اور اُس کو بغل گیر کیا اور لوگوں نے بڑے جوش محبت سے اُسکا استقبال کیا۔

تمام شب بیڑے کی دخانی کشتیوں پر کثرت سے روشنی کی گئی۔ صبح کو نہایت بڑے جاہ وجلال سے طلوع ہوا اور ہزاروں مخلوق بے ساختہ پکار اُٹھی کہ یہ جنگ آسٹرلٹز والا آفتاب ہے۔ ایک ہفتے تک صرف فرانس ہی کے دور و بعید شہروں کے لوگ نہیں بلکہ تمامی یورپ کے ممالک سے اس عظیم الشان منظر کو دیکھنے کے لیے آتے رہے۔ چار میل تک ان ویلڈس کے گرد ،،کوے ڈی اورسے،، ،،پانٹ ڈی کن کارڈی،، ،،کیمس ایلای سے،، ،،اے وے نیو ڈی ٹلی،، اور ،،پانٹ وڈی تلی،، سے لیکر موضع کوربے وی تک لکھو کھا مخلوق کا ازدحام تھا اور جابجا نہایت اعلیٰ سجاوٹ کے سامان نظر آرہے تھے اور ان ویلڈس کے کہن سال مردان میدان کارزار کا جوش مسرت جنون کے درجے کو پہونچ گیا تھا۔

پیرس کا تمامی قومی گارڈ تابوت کی ہمراہی کے واسطے مسلح ہوا تھا۔ پولینڈ کے تارکان وطن نے ایک وفد بھیجکر یہ درخواست کی کہ اُن کو رسوم ماتم اور عزاداری میں مدد دینے کی اجازت دیجائے اس لیے کہ صرف نپولین اعظم ہی ایک ایسا شاہنشاہ تھا کہ اُس نے اُس کی مظلوم قوم سے ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ لوئی فلپی بادشاہ فرانس مع تمامی اراکین خاندان اور ڈپٹیوں کی مجالس کے ممبروں۔ اور امرائے دولت کے ان ویلڈس میں شاہنشاہ کے تابوت کے استقبال کو موجود تھا۔ پیرس میں جس سڑک سے ماتمی جلوس نکلنے والا تھا آرایش کا کوئی ممکن طریقہ اُٹھا نہ رکھا گیا تھا فتح کی بڑی یادگار محراب کو بڑے بڑے تکلفات سے آراستہ کیا گیا تھا اُس کی بلند چوٹی پر مرحوم شاہنشاہ کا عظیم الشان بت نصب تھا اور اس حیرت انگیز دھوم اور جشن کو اپنی فتوحات کے پرچموں کے درمیان سے دیکھ رہا تھا۔

کیمس ایلای سی کی وسیع سایہ دار سڑک کی آرایش و زیبایش میں زبان قلم قاصر ہے۔ ہر طرف بلند بلند مینار تعمیر کرکے چوٹیوں پر عقاب بٹھالے گئے تھے اور مین

نگ کے جھنڈوں سے اُن کو رونق دی گئی تھی۔ بڑے بڑے تخت اور شادمانی کے نمار ہیں محرابیں۔ نہایت کثرت سے روشنی لکھوکھا مخلوق کا ہجوم کچھ ایسا موثر نظارہ ھا کہ دیکھنے والے کو فراموش نہ ہوا۔

شاہی گاڑی جس میں تابوت رکھا جانے کو تھا پانچ درجوں کی تھی نیچے کا حصہ چار گلٹ کئے ہوئے مضبوط اور بھاری پہیوں پر رکھا تھا۔ اور یہ حصہ پچیس فٹ لمبا ہو اونچا سرتاپا سونے سے بڑی کاریگری کے ساتھ منڈھا ہوا تھا۔ اور اس پر سات سات فٹ اونچی فرشتہ نما مورتوں کا ایک گروہ کھڑا کیا گیا تھا اور اُن کے سروں پر صیقل کئے ہوئے سونے کا اٹھارہ فٹ لمبا چبوترہ قائم تھا۔ اس چبوترہ کی زمین سے تیرہ فٹ بلندی تھی اور نہایت ہی نادر کام کی اس میں کارنس نکالی گئی تھی۔ اور ارغوانی مخمل جس پر زردوزی کام تھا اور شہد کی مکھیاں بڑی ندرت سے بنائی گئی تھیں آویزاں کی گئی تھی۔ اور یہ مخمل زمین تک جھول رہی تھی۔ پھر اس چبوترے پر چودہ ستونوں کے بجائے چودہ عورتوں کی اصل قد سے دراز مورتیں قائم کی تھیں اور بالکل طلائی کام سے آراستہ اپنے سروں اور ہاتھوں پر ایک بہت بڑی ٹھوس سونے کی سپر اٹھائے ہوئے تھیں یہ سپر بیضاوی تھی اور طول میں اٹھارہ فٹ تھی اور بالکل مدور تھی۔ اور اس سپر پر جس کی بلندی زمین سے پچاس فٹ کے قریب تھی شاہنشاہ تابوت کی مصنوعی نقل رکھی ہوئی تھی اور اس پر ارغوانی پشمین پارچہ کا نقاب پڑا تھا اور اس پر بھی کارچوبی شہد کی مکھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اور اس تابوت پر ایک مخملی گدا بچھا کر اوپر سے عصائے شاہی شمشیر عدل۔ اور تاج طلائی مرصع کار رکھا گیا تھا۔ او یہ مختصر حال اُس ماتمی گاڑی کا تھا جس کی وضع کی دنیا میں شاید کبھی اور کہیں نہ بنی ہوگی اس سونے اور مخمل کی گاڑی کو تماشائی حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اس شان اور اُس کے تکلفات نرالے تھے۔ اس کو سولہ مشکی گھوڑے جو چار چار کی

میں جتے ہوئے تھے کھینچ رہے تھے اور اُن کے ساز و یراق ایسے مغرق اور گرانبہا تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ اُن کے صرف سم نظر آتے تھے اور سفید لہراتے ہوئے پروں کی کلغیاں اُن کے سروں پر لگی تھیں۔ سولہ سائیس شاہنشاہی موکب کی وردیاں پہنے گھوڑوں کے ہمراہ تھے۔

ساڑھے نو بجے صبح کو جبکہ جنازے پر دعا پڑھی جا چکی چوبیس ملاحوں نے تابوت کو اپنے کندھوں پر اوٹھایا۔ اور پادریوں کی ہمراہی میں اُس کو یونانی وضع کے جدید مندر میں لائے جو اس کام کے لیے تیار کیا گیا تھا اور یہاں تھوڑی دیر تک تابوت رکھا رہا اور پادریوں نے پھر دعا پڑھی۔ اور ملاحوں نے پھر تابوت اوٹھایا اور گاڑی کے پاس لائے اور وہ گاڑی کے اندرونی حصہ میں رکھ دیا گیا اور نمایشی طور پر اُس کی دوسری نقل جیسا اوپر مسطور ہو چکا ہے گاڑی کی سب سے اوپر کی منزل پر رکھی تھی۔ جب گاڑی سنجیدگی سے آہستہ آہستہ چلی تو صاف آسمان میں چاند و سورج دونوں موجود تھے اور گاڑی کی چمک و دمک پر نگاہ قایم نہ ہوتی تھی۔ اُس جوش قلبی کا کس زبان سے بیان ہو سکتا ہے جو اس وقت دیکھا جا رہا تھا۔ گاڑی کے ہمراہ وہ پانسو ملاح تھے جو تابوت کو سینٹ ہلینا سے لائے تھے اور گاڑی کے آگے اور پیچھے وہ تمامی فوجی نمایش تھی جو سلطنت فرانس مہیا کر سکتی تھی۔ اور دس لاکھ سے زیادہ مخلوق شاہنشاہ کی مراجعت پر اُس کے استقبال کو حاضر تھی۔ پیرس کے سب گھنٹے بج رہے تھے بیشمار بینڈ باجوں کی گونج سے ہوا بھر گئی تھی۔ اور باطر سے توپوں کی ایسی سلامی دی جا رہی تھی کہ کان بہرے ہوئے جاتے تھے۔ انبو اور اژدحام میں کوئی تو نعرے مارتا تھا۔ کوئی خوشی سے گاتا تھا اور کوئی روتا تھا۔ باد کی گرج کی طرح مارسیلیس کا مذہبی راگ ہزاروں آدمی ہم آواز ہو کر گا رہے تھے اور اُس کی آواز نہ ختم ہونیوالی قطاروں میں گونجتی تھی۔

ان ویلڈس کا گرجا اپنی زینت و آرایش کے اعتبار سے پرستان ہو رہا تھا۔ دیواروں پر ارغوانی مخمل جس پر سنہرے ستارے بنے تھے اور مقیش کی جھالریں تھیں آویزاں تھی اور آٹھ ستون جن پر بڑا گنبد قایم ہے بالکل کامدار مخمل سے جس پر شہد کی مکھیاں کاڑھی گئی تھیں منڈھ دیے گئے تھے۔ اس گرجا کی پوری آراستگی بیان کرنے کو ایک پورا دفتر درکار ہو گا۔ اس کے بلند گنبد کے نیچے جہاں بعد کو نپولین کا مقبرہ اور مجمر اور تربت تیار ہوئی اور لکھوکھا روپیہ صرف کیا گیا اور وہ برسوں میں تیار ہوا ایک عالی شان تابوت خانہ نہایت آراستگی کے ساتھ سر دست تعمیر کیا گیا۔

اس تابوت خانہ کو تمامی انصاف پسند لوگوں نے آرایش و زیبایش کا سب سے زیادہ موزوں اور مناسب موقع تسلیم کیا ہے۔ یہاں شاہنشاہ کی نعش کچھ چند عرصے کے واسطے آرام کرنے کو تھی۔ ان ویلڈس کے سامنے میدان میں وسیع چبوتروں پر چھتیس ہزار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چھ ہزار آدمیوں کا بڑے رواق پر ہجوم تھا۔ اور گرجا کے اندر پادری۔ اور دونوں مجالس جمہور و امرا کے ارکین اور شاہی خاندان اور فرانس و یورپ کے نہایت ممتاز اشخاص بیٹھے تھے۔

نپولین کے اولڈ گارڈ کے بتیس افسروں کے کندھوں پر نپولین کا تابوت جس کے آگے آگے پرنس جوین ول تھا وسط گرجا میں آیا اور تمامی حاضرین نے تعظیم سے کھڑے ہو کر اپنے سروں کو جھکا دیا۔ اور لوئی فلپ بادشاہ فرانس مع ارکین دولت کے استقبال کو آگے بڑھا۔

شاہزادے جوین ول نے کہا "جہاں پناہ۔ شاہنشاہ نپولین کا تابوت میں خدمت میں پیش کرتا ہوں"

بادشاہ نے جواب دیا "میں فرانس کی طرف سے اس کو قبول کرتا ہوں" اور پھر مارشل سولٹ کے ہاتھ سے نپولین کی تلوار لے کر اور جنرل برٹرینڈ کے

سامنے پیش کر کے بادشاہ نے کہا کہ جنرل یہ کام میں تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ اس واجب التعظیم ناموَر تلوار کو اپنے ہاتھ سے شاہنشاہ کے تابوت پر رکھ دو۔

بادشاہ اپنے تخت پر واپس گیا اور تابوت عارضی مقبرے میں رکھ دیا گیا اور نپولین کی آخری تمنا پوری ہو گئی۔ فرانس کا بادشاہ مع ملکہ اور خاندان کے شاہزادوں اور شاہزادیوں کے قربان گاہ کے ایک طرف بیٹھا تھا۔ اور سلطنت کے وزرا مارشل پیرس کا لاٹ پادری۔ اور دوسرے ماتحت خادمان دین اور سول اور فوج کے دوسرے سردار اس وقت جبکہ قوم کی طرف سے آخری تعظیم اور شکر گذاری کا ثبوت دیا جا رہا تھا واجب التعظیم عارضی مقبرے کے گرد جمع تھے تین سو مطرب ایک آواز سے ترانۂ حمد کو بلند کر رہے تھے اور سامعین پر رقت طاری تھی۔ اور اس طرح سے وہ رسم اتمام کو پہونچی جو اپنی اخلاقی رفعت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔

۱۸۴۷ء میں شاہنشاہ نپولین کے دو بڑے مارشل یعنی جنرل برٹ رینڈ اور جنرل ڈیوراک جو شاہی ایوان کے گرانڈ مارشل تھے مرحوم شاہنشا تنہائی دور کرنے اور اپنی محبت و الفت سے اس کی روح کو فرحت دینے کے لیے نپولین کے مقبرہ میں دفن کئے گئے۔

فرانس کی طرف سے ایک اور بڑا محبت اور تعظیم کا یہ ثبوت دیا گیا کہ ۱۵ دسمبر کو ہر سال شاہنشاہ کے مقبرے پر عرس کی طرح ایک مذہبی تیوہار مقرر کیا گیا جو ہر سال اسی تاریخ پر برابر ہوا کرتا ہے کیونکہ اسی تاریخ کو شاہنشاہ کا تابوت پیرس میں آیا تھا۔

پس ایسی عزت و تعظیم سے فرانس نے اپنے محبوب شاہنشاہ کو جسے متحدہ خود سر بادشاہوں نے فرانس سے بہ جبر چھین لیا تھا اپنے درمیان واپس لیا۔ نپولین اپنی موت کے بعد اپنے دشمنوں پر فتحمند ہوا۔ اور ہر ایک شریف الخیال اب

اُس کے عمدہ عادات وصفات کا مداح ہے۔ اُس کی آخری تمنا پوری ہوگئی اور اُسکی خاک اپنی محبوب فرانس میں آرام کررہی ہے جہاں اُس کی نیکی۔ شان وشوکت اور عقل کی نہ مٹنے والے یادگاریں موجود ہیں۔ فرانس نے اُس کی خاک پر ایسا مقبرہ تعمیر کیا ہے کہ فرانس کو اس مقبرہ کی شان پر ناز ہے۔ اور تمامی قوم کے دلوں میں نپولین کی محبت نے ایسا گھر کرلیا ہے کہ کسی شاہنشاہ کو یہ بات نصیب نہ ہوئی۔ آیندہ زمانوں میں تمامی اکناف عالم کے سیاح آئینگے اور اس مقبرے کی زیارت کرینگے نپولین کی شہرت بڑھتی جاتی ہے۔ زبان مطاعن گنگ ہوچلی ہے۔ نکتہ چین معدودے چند باقی ہیں۔ اور طنز وتشنیع کا جلد خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ فقط

تمت

حالی

دنیا کو ہمیشہ نقش فانی سمجھو
روداد جہاں کو اک کہانی سمجھو
پر جب کرو آغاز کوئی کام بڑا
ہر سانس کو عمر جاودانی سمجھو

قلمی خاک نشین سید محمد حسین الدین مہتمم ابن سید محمد صالح صاحب مغفور متوطن شاہجہان پور مقام پیلی بھیت
یکشنبہ یکم شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ
مطابق دس ستمبر
۱۹۰۷ء

۵

خاکسار محمد امجد
بتاریخ ۲۶ جولائی

SALAR JUNG ESTATE LIB
(Oriental Section)
URDU PRINTED BOOK
Accession No. ۸۸۵ Cat. No
Subject ... No
۸۸۵۲۰